14

سلسلة خدمة الحديث النبوي

اردو شرح

جمع الفوائد

7

مِن

جامع الاصول و مجمع الزوائد



تالیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر

تخریج و شرح: شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

فہرست عناوین

❁❁❁❁

مَنَاقِبُ أَهْلِ الْبَيْتِ وَأَصْهَارِهِ ﷺ

آپ ﷺ کے اہل بیت اور رشتہ داروں کے فضائل

۹۰۰۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَأَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ. (رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ: ۳۷۸۹)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے محبت پیدا کرو اس لیے کہ وہ تمہیں غذا عطا فرماتا ہے اور اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور میرے ساتھ محبت پیدا کرو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اور میرے اہل بیت سے میری محبت حاصل کرنے کے لیے محبت کرو۔''

۹۰۰۶۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ (تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ) اَلْآيَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ أَهْلِيْ. (رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ: ۲۹۹۹)

''عامر بن سعد سے روایت ہے، وہ اپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو، اپنی خواتین کو اور تمہاری خواتین کو...... تا آخر آیت۔ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور دعا کی: یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

۹۰۰۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةِ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وَخَاصَّتِيْ اَذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَاَنَا مَعْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّكَ اِلٰى خَيْرٍ.

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حسن، حسین، علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہم پر بڑی چادر ڈال کر دعا کی: یا اللہ! یہ نفوس میرے اہل بیت ہیں اور میری حمایت کے حقدار ہیں پس تو ان سے ناپاکی دور کردے اور ان کو پاک کر دے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو بہتری پر ہے۔''

۹۰۰۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ رَبِيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَى

''سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی: اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا کہ اے اہل بیت

(۹۰۰۵) ترمذی: ۳۷۸۹۔ ضعیف، البانی: ۷۹۲.

(۹۰۰۶) ترمذی: ۲۹۹۹۔ صحیح الاسناد، البانی: ۲۳۹۷۔ احمد: ۱۶۱۱.

(۹۰۰۷-) ترمذی: ۳۸۷۱۔ صحیح، البانی: ۳۰۳۸.

(۹۰۰۸) ترمذی: ۳۷۸۷۱۔ صحیح، البانی: ۲۵۶۲.

النَّبِيّ ﷺ (إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَجَلَّلَهٗ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِيْ فَأَذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ أَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَ أَنْتِ إِلٰى خَيْرٍ. (رواه الترمذی: ٣٧٨٧)

تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔ تو نبی ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور بڑی چادر میں لے لیا اور اپنی پشت کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور پھر فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک کر دے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی ان کے ساتھ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنی جگہ پر ہے اور بھلائی پر ہے۔''

٩٠٠٩۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّنِيْ وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذی: ٣٧٣٣)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی رضی اللہ عنہ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دو سے محبت کی اور ان دونوں کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے درجے میں ہوگا۔''

٩٠١٠۔ زَادَ رَزِيْنٌ بَعْدُ وَأُمَّهُمَا :وَمَاتَ مُتَّبِعًا لِسُنَّتِيْ غَيْرَ مُبْتَدِعٍ ، كَانَ مَعِيَ فِيْ الْجَنَّةِ.

''رزین نے لفظ ''امھما'' کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: ''اور میری سنت کی پیروی میں فوت ہوا اور بدعتی نہ ہوا تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

٩٠١١۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ. (رواه الترمذی: ٣٨٧٠)

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا: میں اس سے لڑوں گا جس سے تم لڑو گے اور میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے۔''

(٩٠٠٩) ترمذی: ٣٦٧٣٣۔ ضعیف، البانی: ٧٨٠۔ احمد: ٥٧٧.

(٩٠١٠) رزین.

(٩٠١١) ترمذی: ٣٨٧٠۔ ضعیف، البانی: ٨١٣۔ ابن ماجه: ١٤٥.

۹۰۱۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نَحْنُ وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ.

(رواه ابن ماجة : ٤٠٨٧ ، بلين)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عبد المطلب کے بیٹے جنت کے سردار ہیں۔ میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔'' (ابن ماجہ)

۹۰۱۳۔ عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُأَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيْبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَقَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ قَالَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ قَالَ وَمَنْ هُمْ قَالَ هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيْلٍ وَآلُ جَعْفَرَ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ قَالَ نَعَمْ (رواه مسلم: ٢٤٠٨)وَفِيْ رِوَايَةٍ :فَقُلْنَا مَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ ؟ نِسَاؤُهٗ ؟ قَالَ: لَا أَيْمُ اللّٰهِ ، إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ ،

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے اور فرمایا: لوگو! خبردار رہو۔ یقیناً میں بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس کے ساتھ چلا جاؤں۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جا تا ہوں ۔ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ آپ نے اللہ کی کتاب کی طرف ترغیب دی اور پھر تین بار فرمایا: اور میری اہل بیت ۔ میں تمہیں اللہ یاد کراتا ہوں اپنی اہل بیت کے بارے میں تو حصین نے کہا: اے زید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت میں ہیں؟ تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت سے ہیں لیکن دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل البیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے ۔تو اس نے کہا: وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: وہ آل علی رضی اللہ عنہ، آل عقیل رضی اللہ عنہ، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اس نے کہا: کیا ان سب لوگوں پر صدقہ حرام کیا گیا ہے؟ تو زید نے کہا کہ ہاں! اور ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں؟ تو

(٩٠١٢) ابن ماجه: ٤٠٨٧۔ موضوع، الباني: ٨٨٨.

(٩٠١٣) مسلم: ٢٤٩٨۔ دارمي: ٣٣١٦۔ احمد: ١٨٧٨٠.

ثُمَّ يُطَلِّقُهَافَتَرْجِعُ إِلٰى أَبِيْهَاوَقَوْمِهَا. (رواه مسلم)

انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ ایک عورت آدمی کے ساتھ زمانے کا بڑا حصہ رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم میں لوٹ جاتی ہے۔'' (صحیح مسلم)

٩٠١٤- اِبْنِ الزُّبَيْرِ، رَفَعَهٗ :مِثْلُ أَهْلِ بَيْتِيْ مِثْلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَرَكَهَا غَرَقَ. (للبزار: ٢٦١٣)

''سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی جس نے وہ ترک کی وہ غرق ہوا۔''

٩٠١٥- وَزَادَفِيْ الْأَوْسَطِ يَخْفٰى: وَإِنَّمَا مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ بَابِ حِطَّةٍ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مَنْ دَخَلَهٗ غُفِرَلَهٗ. (للأوسط والصغير:٨٢٥)

''الاوسط میں خفی سند کے ساتھ مروی ہے: یقیناً میرے اہل بیت کی مثال تمہارے درمیان مغفرت کے باب جیسی ہے بنی اسرائیل میں۔ جو اس میں داخل ہوا وہ نجات پا گیا۔''

٩٠١٦- عَنْ عُثْمَانَ ، رَفَعَهٗ: مَنْ صَنَعَ إِلٰى أَحَدٍ مِنْ وُلْدِ عَبْدُالْمُطَّلَبِ يَدًا فَلَمَ يُكَافِئْهُ بِهَا فِيْ الدُّنْيَا ،فَعَلٰى مُكَافَأَتِهِ غَدًا إِذَا لَقِيَنِيْ. (للأوسط: ١٤٦٩ -بلين)

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہوں نے مرفوع بیان کیا: جس نے عبد المطلب کے کسی بیٹے پر احسان کیا اور دنیا میں اس نے احسان کا بدلہ نہ چکایا تو کل قیامت کو اس کا بدلہ چکانا میرے ذمہ ہوگا جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔'' (الاوسط سند کمزور)

٩٠١٧- عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِلنَّاسِ حِيْنَ تَزَوَّجَ بِنْتَ عَلِيٍّ :أَلَا تُهَنَّوْنِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ، إِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ. (للكبير والأوسط: ٢٦٣٥)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے لوگوں کے ساتھ یہ کلام کرتے سنا، جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیا کہ لوگو! تم مجھے مبارکباد کیوں نہیں دیتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''قیامت کے روز ہر رشتہ ٹوٹ جائے گا جبکہ میرا حسب اور نسب نہیں ٹوٹے گا۔'' (الکبیر)

٩٠١٨-عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ، رَفَعَهٗ:

''سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان

(٩٠١٤) بزار: ٢٦١٤- وفيه ابن لهيعة وهو لين، هيثمى: ١٤٩٨٠.

(٩٠١٥) طبرانى اوسط، طبرانى صغير: ٨٢٥- وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمى: ١٤٩٨١.

(٩٠١٦) اوسط طبرانى: ١٤٦٩- وفيه عبدالرحمن بن ابى الزناد وهو ضعيف، هيثمى: ١٥٠١٧.

(٩٠١٧) طبرانى كبيرپ ٢٦٣٥- طبرانى اوسط، باختصار رجالهما رجال الصحيح غير الحسن بن سهل وهو ثقة، هيثمى: ١٥٠١٩.

(٩٠١٨) طبرانى اوسط وفيه يزيد بن لكميت وهو ضعيف، هيثمى: ١٦٣٨٧.

سَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ إِلٰى أَحَدٍ، وَلَا أُزَوِّجُ إِلَيْهِ، إِلَّا كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ، فَأَعْطَانِيْ ذٰلِكَ . (للأوسط: بلين)

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ جب میں کسی کو رشتہ دوں یا کسی سے لوں تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا تو اللہ نے میری یہ دعا قبول فرمالی۔'' (الاوسط سند کمزور)

شرح:...... ان احادیث میں اہل بیت کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے، بلکہ بہترین اہل بیت قرار دیا گیا ہے اور اصل اہل بیت آپ کی بیویاں ہیں اور علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کو بھی آپ ﷺ نے شمار کیا ہے، لہٰذا وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔

۲۔ آیت ''مباہلہ'' کا پس منظر یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا، انہوں نے نبی ﷺ سے بات کی۔ آپ نے با دلائل یہ ثابت کیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ معبود نہیں۔ مگر وہ اپنے اس باطل نظریے رہے۔ نوبت مباہلہ تک پہنچی۔ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا تھا مگر عناد اور تعصب کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا۔

آپ ﷺ خود، اپنی بیویاں، بیٹیاں اور نواسے لے کر حاضر تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم بھی خود اور بیوی بچے لے کر آ جانا، پھر جھوٹے پر لعنت کر دیں گے، انہوں نے مشورہ کیا تو اس بات پر متفق ہو گئے کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اگر ہم نے آپ سے مباہلہ کیا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے، وہ مقابلے کے لیے تو نہ آئے مگر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ (تیسیر الکریم الرحمٰن: ۱/ ۳۸۸)

۳۔ غدیر خم مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے، وہاں نبی اکرم ﷺ اترے اور نصیحت فرمائی کہ قرآن پر کاربند رہنا، اس میں اندرونی و بیرونی بیماریوں کی شفا ہے، اس میں جہالت و گمراہی کے لیے نور ہے۔

اس میں اہل بیت کے متعلق بھی خصوصی وصیت فرمائی، آپ نے یہ نہ فرمایا تھا کہ میرے اہل بیت معصوم ہیں اور ان کے اقوال قرآن کی مانند واجب العمل ہیں جیسا کہ رافضیوں کا دعویٰ ہے۔

تاہم یہ ضرور ہے کہ ایک عام ایماندار شخص ہو تو اس کی حق تلفی عظیم جرم ہے اور اس کے ساتھ زیادتی گناہ ہے تو رسول اکرم ﷺ کے اہل بیت تو احترام اور انصاف کے بہت ہی زیادہ مستحق ہیں۔ (شرح ریاض الصالحین: ۳/ ۲۲۷)

مَنَاقِبُ الْمُهَاجِرِين وَالْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے مناقب

۹۰۱۹۔ عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ : سَبَقَ

''سیدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مہاجرین سب لوگوں سے

(۹۰۱۹) طبرانی کبیر: ۱۹/ ۴۳۸۔ وفیه عبدالرحمن بن مالك ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ۱۶۳۷۳.

الْمُهَاجِرُوْنَ النَّاسَ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَتَنَعَّمُوْنَ فِيْهَا وَالنَّاسُ مَحْبُوْسُوْنَ لِلْحِسَابِ ثُمَّ تَكُوْنُ الْمِائَةُ الثَّانِيَةُ مِائَةَ خَرِيْفٍ. (للكبير ۱۹/۴۳۸ وَفِيْهِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ السَّنَانِيُّ)

پہلے چالیس سال جنت کی نعمت استعمال کرنے لگیں گے اور دوسرے لوگ حساب میں پھنسے ہوں گے ۔ پھر دوسرا سو سال ایک سو سال کا ہوگا۔'' (الکبیر، اس روایت میں عبدالرحمٰن بن مالک سنانی مجہول راوی ہے۔)

۹۰۲۰۔ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَالطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيْفٍ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه أحمد: ۱۸۷۳۰، والكبير)

''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں : مہاجرین اور انصار بعض بعض کے ولی ہیں اور قریش کے چھوڑے ہوئے اور ثقیف کے آزاد کردہ آپس میں قیامت کے دن تک بعض بعض کے ولی ہیں۔'' (احمد اور الکبیر)

۹۰۲۱۔ عَنْ غَيْلَانَ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَرَأَيْتَ إِسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمُّوْنَ بِهِ أَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُنَّا نَدْخُلُ عَلٰى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا. (رواه البخاري: ۳۷۷٦)

''غیلان بن جریر سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں : میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: انصار کا نام کیا تم نے خود رکھا یا اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: بلکہ ہمارا یہ نام اللہ نے رکھا ہے راوی نے کہا: ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے اور وہ انصار کے مناقب اور غزوات میں ان کی شمولیت کا تذکرہ کرتے تھے اور میری طرف متوجہ ہوتے یا بنو ازد کے کسی مرد کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر کہتے تھے تیری قوم نے فلاں دن ایسا اور ایسا کیا۔'' (بخاری)

شرح :...... انصار، اسلامی نام ہے، نبی ﷺ نے اوس اور خزرج اور ان کے جو حلیف تھے، ان کا نام انصار رکھا، اوس بن حارثہ اور خزرج بن حارثہ قیلہ خاتون کے بیٹے تھے۔ قیلہ ان کی ماں تھی اور حارثہ بن عمرو ان کا باپ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوا﴾ (الحشر: ۹)

(۹۰۲۰) احمد: ۱۸۷۳۰۔ رواه الطبراني باسانيد واحد اسانيد الطبراني رجاله رجال الصحيح، وقد جوده ﷺ وعنا فانه رواه عن الاعمش عن موسى بن عبدالله بن يزيد، عن عبدالرحمن بن ابى هلال العبسي عن جرير على الصواب، وقد وقع فى المسند عن موسى بن عبدالله بن هلال العبسي عن جرير، وموسى بن عبد الله لم يسمع من جرير وليس هو موسى بن عبدالله بن هلال العبسي، والله اعلم، هيثمى: ۱٦۳۷۵.

(۹۰۲۱) بخارى: ۳۷۷٦.

''اور وہ لوگ جنہوں نے گھر کو ٹھکانہ بنایا اور ایمان کو جگہ دی یہ ان کو پسند کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرتا ہے اور یہ اپنے سینے میں تنگی نہیں پاتے اس چیز سے جو وہ دیئے گئے ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے ان کا نام انصار رکھا ہے، اصل میں آپ ﷺ نے رکھا تھا، تو آپ کے اس نام کی تردید نہیں ہوئی گویا کہ اللہ کے حکم سے نبی ﷺ نے نام رکھا ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۱۰)

۹۰۲۲۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ. (رواه الترمذی: ۳۸۹۹)

''طفیل بن ابی بن کعب سے مروی ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک مرد ہوتا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... نبی ﷺ نے انصار کے دلوں کو خوش کیا ہے اور ان کی دینی خدمات کو سراہا ہے کہ خود کو ان کا ایک فرد قرار دینے کا اظہار کیا ہے، صرف ہجرت اس میں رکاوٹ ہے، اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا اسے اختیار کرنا لازمی تھا۔

اس میں یہ بھی درس ہے کہ انسان کو اپنا نسبی معاملہ وہی رکھنا چاہیے جو ہے اسے تبدیل نہ کرے۔

ہاں اعتقادی نسبت تبدیل ہو سکتی ہے۔ جو مدینہ کے دین پسند لوگ تھے انہیں انصار کہا گیا اور جو مکہ سے گئے انہیں مہاجر کہا گیا، چونکہ ہجرت کی نسبت بھی ایک عظیم نسبت ہے اس لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات کی گنجائش نہیں کہ اسے چھوڑوں وگرنہ میں اپنی نسبت انصاری بنا لیتا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۶۵)

۹۰۲۳۔ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَايُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ. (رواه البخاری: ۳۷۸۳)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: انصار سے محبت نہیں کرتا مگر مومن اور ان سے بغض نہیں رکھتا مگر منافق۔ جو انصار سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اسے ناپسند کرے گا۔'' (بخاری)

۹۰۲٤۔عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ آيَةُ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان

(۹۰۲۲) ترمذی: ۳۸۹۹۔ حسن، صحیح، البانی: ۳۰۵۹۔ احمد: ۲۷۷۳۳.

(۹۰۲۳) بخاری: ۳۷۸۳۔ مسلم: ۷۵۔ ترمذی: ۳۹۰۰۔ ابن ماجه: ۱۶۳۔ احمد: ۱۸۱۰٤.

(۹۰۲٤) بخاری: ۱۷۔ مسلم: ۷٤۔ نسائی: ۵۰۱۹۔ احمد: ۱۱۹۶۱.

الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ . (رواه البخاری: ١٧)

کرتے ہیں: ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض کرنا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......انصار کے تاریخ ساز کارناموں کی وجہ سے انہیں یہ شرف حاصل ہوا کہ ان سے محبت ایمان کی علامت قرار پائی اور ان سے بغض نفاق کی علامت بنا۔ انہوں نے دیگر قبائل سے بڑھ کر جانثاری کا مظاہرہ کیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور ہر مقام پر آپ ﷺ کے دست و بازو بن کر ساتھ دیا اور اپنی جانوں سے زیادہ آپ کی غمگساری کی اور مال کا ایثار کیا اور اسے آپ پر نثار کیا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں لا کر دنیا کی عداوت مول لی، عرب وعجم مخالف ہوگئے مگر انہوں نے کسی کی پروا نہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کیا، اس لیے ان سے بغض سے نبی ﷺ نے احتراز کا حکم دیا ہے اور ان سے محبت کی ترغیب دی ہے۔

باقی رہی بات کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں لڑے بھی تھے جو کہ اس حدیث کی خلاف ورزی ہے، ظاہر ہے بغض اور عداوت آتی ہے تو لڑائی ہوتی ہے۔ اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ لڑائیاں اور طرح کی ہیں۔ یہ مستقل عداوت کا نتیجہ نہ تھیں، یہ وقتی طور پر غلط فہمی کا شاخسانہ تھیں، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے پر نفاق کا فتویٰ نہیں لگایا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی اجتہادی غلطی تھی، جس میں درست موقف والے کو دوہرا اجر ہوتا ہے اور غلطی والے کو ایک اجر ملتا ہے۔ (فتح الباری: ١/٦٣)

٩٠٢٥۔عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ . (رواه البخاری: ٣٧٨٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتیں اور بچے واپس آتے دیکھے ۔میرا گمان ہے کہ وہ کسی شادی کی تقریب سے واپس آرہے تھے، چنانچہ آپ ﷺ ان کے لیے برابر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ تم مجھے سب سے زیادہ پسند ہو۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔'' (بخاری)

شرح: ...... یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جو انصار کے مقدر میں تھا، سردار دو جہاں ان کے انتظار میں کھڑے ہیں اور ان سے بات کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیارے ہو، اس میں اجمال ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مجموعی طور پر تم مجھے دوسرے لوگوں سے زیادہ پیارے ہو کیونکہ آپ ﷺ سے سوال ہوا تھا لوگوں میں سے سب سے

(٩٠٢٥) بخاری: ٣٧٨٥۔ مسلم: ٢٥٠٨۔ احمد: ١٢١١٣.

زیادہ آپ کو کون محبوب ہے، تو آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ثابت ہوا انصار کی مجموعی تعداد مجھے دوسرے لوگوں کی مجموعی تعداد سے زیادہ پسند ہے، خصوصی طور پر ان سے زیادہ کوئی اور بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اس طرح دونوں روایات میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱۴/۷)

٩٠٢٦ـعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وِلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ. (رواه مسلم: ٢٥٠٦)

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! انصار کو، ان کے بیٹوں کو اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں کو بخش دے۔'' (الشیخان)

٩٠٢٧ـوَفِيْ رِوَايَةَ : وَلِنِسَاءِ الْأَنْصَارِ. (رواه الترمذي: ٣٩٠٩)

ترمذی نے اضافہ کیا: ''اور انصار کی خواتین کو بھی۔''

٩٠٢٨ـ وَفِيْ رِوَايَةَ :قَالَ وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ وَلِمَوَالِي الْأَنْصَارِ. (رواه مسلم: ٢٥٠٧)

اور مسلم نے بروایت انس رضی اللہ عنہ زیادہ کیا: ''اور انصار کے موالیوں کو۔''

شرح:...... ان احادیث میں انصار کے تمام تعلق داروں کے لیے نبی اکرم ﷺ نے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ یہاں تو انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا یعنی دونسلوں تک ذکر ہے مگر ''لمعات'' میں آتا ہے جب تک انصار کے فرزند باقی ہیں یہ تب تک دعائے مغفرت ہے، بلکہ جب تک ان کی آگے نسل ہے ان تک اس دعا کو شامل کیا جا سکتا ہے۔
(جائزۃ الاحوذی: ۲۶۸/۴)

٩٠٢٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْعَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اس بیماری میں نکلے جس میں آپ وفات پا گئے۔ آپ ﷺ نے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا حتی کہ آپ منبر پر بیٹھ گئے اور آپ نے خطبہ دیا: امّا بعد۔ اے لوگو! دیگر لوگ بڑھتے جاتے ہیں اور انصار کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ آٹے میں نمک کے برابر رہ جائیں گے۔ جب تم میں سے کوئی ایسے منصب پر آئے جس سے وہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا یا نفع پہنچا

(٩٠٢٦) مسلم: ٢٥٠٦ـ بخاري: ٤٩٠٦ـ احمد: ١٨٨٤٩.
(٩٠٢٧) ترمذي: ٣٩٠٩ـ صحيح، البانی: ٣٠٦٨ـ مسلم: ٢٥٠٧ـ احمد: ١٢٨١٤.
(٩٠٢٨) مسلم: ٢٥٩٧.
(٩٠٢٩) بخاري: ٣٦٢٨ـ احمد: ٢٦٢٤.

يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيْهِ آخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ. (رواه البخاري: ٣٦٢٨)

سکتا ہو تو انصار کی نیکی قبول کرے اور ان کی بدی سے درگزر کردے۔(بخاری)

٩٠٣٠۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: أُوْصِيْكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوْا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ. (رواه البخاري: ٣٧٩٩)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: میں تمہیں انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ میرے لباس کا اندرونی حصہ ہیں۔انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے اور ان کے حقوق باقی ہیں، پس ان کے نیک سے ان کی نیکی قبول کرو۔ اور ان کے بدی کرنے والے سے تجاوز کردو۔'' (الشیخین۔الترمذی)

٩٠٣١۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهِ. (رواه البخاري: ٣٧٨٧)

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہر نبی کے پیروکار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے تو آپ دعا کریں کہ ہمارے پیروکار لوگوں کو اللہ ہمارے ساتھ کردے تو آپ نے دعا کر دی۔'' (بخاری)

٩٠٣٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقْرِئْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ. (رواه الترمذي: ٣٩٠٣)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا: تو اپنی قوم کو میرا سلام پہنچا دے۔ جہاں تک میرا علم ہے وہ سوال سے بچنے والے اور صبر کرنے والے ہیں۔'' (ترمذی)

شرح:......١۔ یہاں انصار کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ سوال سے دامن بچاتے ہیں اور جہاد کے وقت صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔(جائزۃ الاحوذی:٤/ ٢٦٦)

٢۔ انصار کی دور اندیشی کا ذکر ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے ساتھ ملنے والے جتنے بھی ہیں ان کے لیے دعا کیجئے کہ انہیں بھی یہ شرف حاصل ہو کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے جو اوصاف ہمارے لیے ہیں انہیں بھی حاصل ہوں تو نبی ﷺ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ. (بخاری: ٣٧٨٨) ''اے اللہ! ان کے

(٩٠٣٠) بخاري: ٣٧٩٩۔ مسلم: ٢٥١٠۔ ترمذي: ٣٩٠٧۔ احمد: ١٣١٦٢.
(٩٠٣١) بخاري: ٣٧٨٧۔ احمد: ١٨٨٤٨.
(٩٠٣٢) ترمذي: ٣٩٠٣۔ ضعيف لكن صح سنه الشطر الثاني، الباني: ٨١٩.

پیروکاروں کو بھی ان میں سے کر دے۔"

۳۔ نبی اکرم ﷺ آخری بیماری میں تھے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رو رہے تھے اور اس غم میں پیچ وتاب کھا رہے تھے کہ آپ کہیں ہم سے جدا نہ ہو جائیں، اس حالت میں آپ ﷺ نے انصار کے متعلق لوگوں کو آگاہ کیا کہ یہ انصار میرے راز دان اور خاص پاسبان ہیں، اسلام میں دوسرے لوگ کثرت سے داخل ہوں گے جن کے مقابلے میں قریش کی تعداد کم پڑ جائے گی۔ مگر تم ان کا خیال رکھنا جیسا کھانے میں نمک نظر نہیں آتا، اتنی قلیل تعداد ان کی ہوگی مگر انہیں نقصان نہ پہنچانا ان سے اچھا سلوک کرنا، بلکہ اگر ان میں سے کسی سے کوئی کوتاہی بھی ہو تو اس سے درگزر کرنا۔ ہاں! اگر کوئی حد کا معاملہ ہے وہ تو معاف نہ ہوگی مگر معمولی کوتاہیاں معاف کر دینا اور جو ان میں سے تمہارے لیے محسن ہے تو اس کے احسان کا بدلہ بہت اچھا دینا۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۲۱)

۹۰۳۳۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ لَهٗ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ. (رواه البخاري: ٣١٦٣)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انصار کو بلایا تا کہ آپ ﷺ ان کو بحرین کا علاقہ لکھ کر دیں تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک آپ ﷺ ہمارے قریشی مہاجرین بھائیوں کو اس کی مثل لکھ دیں۔ آپ نے فرمایا: جو اللہ چاہے ان کو تو ملے گا۔ وہ بار بار یہی کہتے رہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تم اپنے اوپر غیروں کو ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے۔ پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ میرے پاس آ ملاقات کرو۔"

شرح: ...... بحرین عراق کا ایک مشہور ملک ہے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے صلح کی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے، یہ سرزمین صلح تھی اسے اس انداز پر تقسیم نہ کیا جا سکتا تھا کہ کسی کی ملکیت میں دے دی جائے۔ یہ صرف آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا کہ انصار کی خدمات وخلوص کے صلہ میں اس کی آمدنی اور جزیہ بعنایت خصوصی انہیں دیں اور ظاہر ہے آپ ﷺ کا یہ عزم مصمم تب ہی تھا ایسا کرنا جائز تھا اگر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ کبھی اس ارادہ کا اظہار نہ فرماتے، مگر ان جانثاروں کے اخلاص کو دیکھ کر آپ نے انہیں جزیہ وغیرہ بطور جاگیر نہ دیا۔ (فتح الباری: ٦/ ٢٦٨)

٩٠٣٤۔ عَنْ أَسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا

"سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عامل مقرر کیوں

(٩٠٣٣) بخاري: ٣١٦٣۔ مسلم: ١٠٥٩۔ ترمذي: ٣٩٠١۔ نسائي: ٢٦١٠۔ دارمي: ٢٥٢٧۔ احمد: ١٣٥٢٨.

(٩٠٣٤) بخاري: ٣٧٩٢۔ مسلم: ١٨٤٥۔ ترمذي: ٢١٨٩۔ نسائي: ٥٣٨٣۔ احمد: ١٨٦١٣.

تَسْتَعْمِلُنِیْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَا نًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِیْ عَلَى الْحَوْضِ . (رواه البخاری: ۳۷۹۲)

نہیں کرتے جس طرح آپ فلاں کو کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میرے بعد تم اپنے اوپر غیروں کو ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے لہٰذا تم صبر کرنا، یہاں تک کہ میرے پاس ملاقات کرو گے۔''

شرح: ...... ایسا ہی ہوا دوسروں کو عہدے ملتے رہے اور انصار رضی اللہ عنہم کو نظر انداز کیا جاتا رہا، مگر انصار رضی اللہ عنہم نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل کیا، کبھی کسی عہدہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ حوض کوثر پر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی آرزو لیے ہی دنیا سے کوچ کر گئے۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۱۷)

۹۰۳۵۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَانَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيْدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهٗ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُوْنَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُوْنَةَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ أَبِیْ بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ . (رواه البخاری: ٤٠٧٨)

''سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے علم میں عرب قبائل میں سے کسی قبیلے کے شہداء کی تعداد انصار کے شہداء کی تعداد سے قیامت کے دن زیادہ نہ ہوگی۔ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار میں سے غزوہ احد میں ستر اور بئر معونہ میں ستر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جنگ یمامہ میں ستر شہید ہوئے۔'' (بخاری)

شرح: ...... اس سے اوپر والی حدیث میں جو ہم نے انصار رضی اللہ عنہم کا ایثار واخلاص بیان کیا ہے یہ حدیث اس پر اہم دلیل ہے۔ (گوندلوی)

۹۰۳٦۔ عَنْ أَبِیْ أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِیِّ يَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِیْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْأُسَيْدٍ أُتَّهَمُ أَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَوْكُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَأْتُ بِقَوْمِیْ بَنِیْ سَاعِدَةَ وَبَلَغَ

''سیدنا ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کا بہترین گھر بنو نجار کا ہے، پھر بنو عبد الاشہل کا، پھر حارث بن الخزرج کا، پھر بنو ساعدہ کا اور انصار کے ہر گھرانے میں بھلائی اور خیر ہے۔ جب یہ ارشاد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو وہ دل میں پریشان ہوئے اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مؤخر کر دیا اور ہم چار خاندانوں میں سے مؤخر کر دیے گئے۔ میرا گدھا تیار کرو میں

(۹۰۳۵) بخاری: ٤٠٧٨.

(۹۰۳٦) بخاری: ۵۳۰۰۔ مسلم: ۲۵۱۱۔ ترمذی: ۳۹۱۰۔ احمد: ۱۵٦۱۹.

ذٰلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ وَقَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا آخِرَ الْأَرْبَعِ أَسْرِجُوْا لِيْ حِمَارِيْ آتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِيْهِ سَهْلٌ فَقَالَ أَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمُ أَوَ لَيْسَ حَسْبُكَ أَنْ تَكُوْنَ رَابِعَ أَرْبَعٍ فَرَجَعَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ وَأَمَرَ بِحِمَارِهٖ فَحُلَّ عَنْهُ. (رواه مسلم: ٢٥١١)

رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بھتیجے نے اس سے کلام کر کے کہا: کیا تو جا کر رسول اللہ ﷺ کے قول کی تردید کرے گا جب کہ آپ ﷺ زیادہ جانتے ہیں کیا تیرے لیے یہ کم مرتبہ ہے کہ چار میں سے تو چوتھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں اور گدھے کو واپس کرنے کا حکم دیا۔'' (الشیخان)

٩٠٣٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ عَظِيْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ فِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مُغْضِبًا فَقَالَ أَنَحْنُ آخِرُ الْأَرْبَعِ حِيْنَ سَمّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَارَهُمْ فَأَرَادَ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهٖ اِجْلِسْ أَلَا تَرْضٰى أَنْ سَمّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَارَكُمْ فِي الْأَرْبَعِ الدُّوْرِ الَّتِيْ سَمّٰى فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ أَكْثَرُ مِمَّنْ فَانْتَهٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم: ٢٥١٢)

''مسلم میں اس کی مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مگر اس میں بنو عبد الاشہل سے ابتداء کی گئی ہے پھر بنو نجار اور پھر بنو حارث اور پھر ساعدہ کا ذکر ہے اور پھر فرمایا: انصار کے تمام گھرانوں میں خیریت ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور کھڑے ہو کر کہا: کیا ہم چار میں آخری قرار پائے؟ تو ان کی قوم کے افراد نے کہا: بیٹھے رہو، کیا تم راضی نہ ہو گے چوتھا نمبر تمہیں حاصل ہوا اور تمہارا ذکر فرمایا: اور بہت سے لوگوں کا ذکر نہیں فرمایا: تو سعد ٹھہر گئے۔''

(٩٠٣٧) مسلم: ٢٥١٢۔ احمد: ٧٥٧٣.

۹۰۳۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِبِعْضِ الْمَدِیْنَةِ فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ یَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَیَتَغَنَّیْنَ وَیَقُلْنَ : نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَعْلَمُ اللّٰهُ إِنِّیْ لَأُحِبُّکُنَّ. (رواه ابن ماجة: ۱۸۹۹)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے ایک مقام پر جا رہے تھے تو چند بچیاں دف بجاتی اور اشعار پڑھتی تھیں اور انہوں نے کہا: ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں۔ کتنی خوش نصیبی ہے کہ محمد ﷺ ہمارے ہمسائے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔'' (ابن ماجہ)

شرح:......۱۔ بنونجار خزرج سے ہیں، بنوعبدالاشہل اوس سے ہیں، پہلے آپ ﷺ نے خاص فضیلت بیان کی اس کے بعد عام فضیلت کا اعلان کیا، یہ اشارہ تھا سب فضائل سے مالا مال ہیں، ایک اشکال ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ انصار کے گھروں میں سے بنونجار بہتر ہے اور دوسری میں آیا ہے کہ انصار کے گھروں میں سے بہترین بنو عبداشہل ہے۔

تو ان میں مطابقت یہ ہے کہ ان دونوں ہی کو افضل کہا گیا ہے، جتنے بھی افضل قبائل ہیں، ان میں سے ایک قبیلہ بنو عبداشہل بھی افضل ہے اور دوسرے بھی افضل ہیں، اس طرح مناسبت ہو جاتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۷۰)

۲۔ بچیوں کا خوشی کا اظہار کرنا بشرطیکہ غیر شرعی آلات وحالات سے نہ ہو جائز ہے اور گھر والوں کو انہیں ایسی خوشی کی اجازت دینی چاہیے اور اچھے اشعار دف کے ساتھ جائز ہیں گندے اور عشقیہ دف ہو یا نہ ہو، ناجائز ہیں۔ اس دور میں تو ذکر الٰہی اور عبادت کا انداز بھی دف کے ذریعہ کیا جا رہا ہے جو روح عبادت کے منافی ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے جس طرح ان بچیوں نے اظہارِ مسرت ومحبت کیا اسی طرح پیارے پیغمبر ﷺ نے فرحت ومسرت کا اظہار فرمایا کہ اے انصار کی بیٹیو! جس طرح میری ہمسائیگی تمہارے لیے باعث مسرت ہے اسی طرح تمہارے جیسی باصفا بیٹیوں کے پاس سے گزر کر میں بھی خوش ہوں۔ (انجاز الحاجہ: ۶/ ۲۸۵)

فَضَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

اس امت کے فضائل

۹۰۳۹۔ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا یَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں، یہودیوں اور نصاریٰ کی مثال اس مرد کی ہے جس نے ایک قوم کو معلوم اجرت پر رات آنے تک کام پر

(۹۰۳۸) ابن ماجه: ۱۸۹۹۔ صحیح، البانی: ۱۵٤۱.

(۹۰۳۹) بخاری: ۲۲۷۱.

يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ عَلٰى أَجْرٍ مَعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهٗ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلٰى أَجْرِكَ الَّذِيْ شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا أَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا أَجْرَكُمْ كَامِلًا فَأَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَأْجَرَ أَجِيْرَيْنِ بَعْدَهُمْ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا هٰذَا وَلَكُمَاالَّذِيْ شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ حِيْنُ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَا لَكَ مَاعَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْأَجْرُ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَأَبَيَا وَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوْا لَهٗ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا أَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوْا مِنْ هٰذَ النُّوْرِ . (رواه البخاري:٢٢٧١)

لگایاتو اس قوم نے نصف دن تک کام کیا اور انہوں نے کہا: ہمیں تیری اجرت کی ضرورت نہیں ہے، جوتو نے شرط رکھی ہے اور ہم جو کام کر چلے ہیں اس کی اجرت باطل ہے۔تو اس نے کہا: ایسا نہ کرو بقیہ دن کا م کرو اور اپنی اجرت وصول کرو۔تو انہوں نے انکار کیا اور وہ چلے گئے اور کام ترک کر دیا۔اس نے ان کے بعد دوسرے لوگ اجرت پر لگائے اور اس نے کہا:تم بقیہ دن کام کرو اور تمہارے لیے وہ پوری اجرت ہے جس کی میں نے تم سے پہلے لوگوں پر شرط رکھی ہے۔تو انہوں نے نماز عصر کے وقت تک کام کیا اور انہوں نے کہا: ہم نے جو کام کیا وہ بلا اجرت ہے اور وہ اجرت بھی تیری ہے جو ہم سے شرط پر مقرر کی ہے۔تو اس نے کہا: اب تو دن کا تھوڑا حصہ باقی رہا ہے تم کام مکمل کرو تو انہوں نے کام کرنے سے انکار کیا۔اس نے دوسری ایک قوم کو اجرت پر لیا کہ وہ بقیہ دن کام کریں تو انہوں نے سورج غروب ہونے تک کام کیا اور سابقہ ہر دو فریق کی اجرت کے برابر اجرت وصول کی۔پس ان لوگوں کی اور اس نور اسلام کو قبول کرنے والوں کی یہ مثال ہے۔'' (بخاری)

٩٠٤٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُوْتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْافَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيْتُمُ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا دنیا میں باقی رہنا پہلی امتوں کی نسبت سے اتنا ہے جتنا عصر کے وقت سے سورج غروب ہونے تک ہے۔اور اہل تورات کو تورات دی گئی تو انہوں نے نصف دن تک کام کیا اور تھک کر عاجز ہو گئے تو ان کو نصف دن کی اجرت ایک ایک قیراط دی گئی۔پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی اور انہوں نے نماز عصر تک کام کیا اور کام کرنے سے عاجز آ گئے اور ان کو بھی ایک ایک قیراط اجرت دی گئی۔ پھر ہمیں قرآن مجید دیا گیا

(٩٠٤٠) بخاری: ٧٥٣٣۔ ترمذی: ٢٨٧١۔ احمد: ٦٠٣٠.

الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًاقَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ. (رواه البخاري: ٧٥٣٣)

اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط اجرت دی گئی تو پہلی دو کتابوں والوں نے کہا: ان لوگوں کو تو دو دو قیراط دی گئیں اور ہمیں ایک ایک قیراط دی گئی اور کام تو ہم نے زیادہ کیا تھا۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا: کیا میں نے تمہاری اجرت ظلم کر کے روکی ہے؟ تو وہ کہیں گے: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس یہ میرا فضل ہے میں جس کو چاہوں دوں۔'' (بخاری)

٩٠٤١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَاءَ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ غُدْوَةٍ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنَ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ فَأَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى. (رواه البخاري: ٢٢٦٨)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری اور اہل کتاب کے دو فرقوں کی مثال اس مرد کی سی ہے جس نے اجرت پر مزدور رکھا اور کہا: صبح سے نصف دن تک ایک قیراط پر کون کام کرتا ہے؟ تو یہود نے کام کیا۔ پھر اس نے کہا: نصف دن سے نماز عصر تک کون کام کرتا ہے؟ تو نصاریٰ نے کام کیا۔ پھر اس نے کہا: عصر سے سورج غروب ہونے تک دو قیراط پر کون کام کرتا ہے؟ تو یہ کام کرنے والے تم ہو، پس یہود اور نصاریٰ ناراض ہوئے۔''

٩٠٤٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَابَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، بنحوه. (رواه البخاري: ٣٤٥٩)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری عمر سابقہ امتوں کی نسبت سے اتنی ہے جتنا وقت دن کی نسبت سے عصر سے غروب آفتاب تک ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس مرد کی سی ہے جس نے مزدور لگائے اور کہا: کون میرے لیے صبح سے دن کے نصف تک ایک ایک قیراط پر کام کرتا ہے؟ یہ بھی مثل اس کے ہے۔'' (بخاری)

(٩٠٤١) بخاري: ٢٢٦٨۔ ترمذي: ٢٨٧١۔ احمد: ٦٠٩٨.

(٩٠٤٢) بخاري: ٣٤٥٩۔ ترمذي: ٢٨٧١۔ احمد: ٦٠٣٠.

شرح:...... یہودیوں نے جو نبی ﷺ تک مدت گزاری ہے وہ تقریباً دو ہزار سال ہے اور عیسائیوں نے جو مدت گزاری یہ تقریباً چھ سو سال ہے اور مسلمانوں کی مدت کا علم اللہ ہی جانتا ہے۔

یہ جو مثال دی گئی ہے یہ مدت کے لحاظ سے نہیں بلکہ عمل کے لحاظ سے ہے۔ یہودی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے مگر عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا تو ان کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانا، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انکار کی وجہ سے مفید نہ رہا اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھا اور سارے دن کا چوتھائی حصہ کام کیا یعنی یہ اجر کے مستحق قرار پائے، تو امت محمد یہ موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لائی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی ایمان لائی اس خوبی کی بنا پر اس نے پہلی ان دونوں امتوں سے زیادہ اجر و ایمان حاصل کر لیا۔

یہ حدیث ضمناً یہ بھی بتا رہی ہے کہ دنیا کی مدت بہت تھوڑی ہے، ہمیں کچھ توشہ تیار کر لینا چاہیے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عیسائیوں نے یہودیوں سے زیادہ اجر حاصل کیا، کیونکہ یہودیوں کو نصف دن کام کے عوض قیراط ملا ہے جبکہ عیسائیوں کو دن کے چوتھائی حصہ کام کرنے کا عوض ایک قیراط ملا ہے۔

تو ان احادیث میں اس امت کی برتری بیان ہوئی اور قلت عمل پر جو بے بہا اجر ملا ہے اور عزت و توقیر حاصل ہوئی ہے وہ بیان ہوئی ہے۔

نمازِ عصر، غروب آفتاب تک پڑھنے کا جواز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان امت کی مدت بہ نسبت ان کے غیروں کی مدت کے بہت تھوڑی ہے مگر درجات بلند ہیں۔ (فتح الباری: ۴/ ۴۴۸)

۹۰۴۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ قَالَ عُمَرُ فِدًى لَكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک جنازے کے پاس سے گذرے تو اس کی خوبیاں بیان کی گئیں تو آپ نے فرمایا: واجب ہے، واجب ہے۔ اور ایک دوسرے جنازے کے پاس سے گذرے تو اس کی بدیاں بیان کی گئیں تو آپ نے فرمایا: واجب ہے، واجب ہے، واجب ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا چیز واجب ہے؟ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ایک جنازہ گذرا اور اس کی خوبیاں بیان کی گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے واجب ہے اور دوسرا جنازہ گذرا اور اس کی بدیاں بیان کی گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: واجب ہے، واجب ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: جس

(۹۰۴۳) مسلم: ۹۴۹۔ بخاری: ۱۳۶۷۔ ترمذی: ۱۰۵۸۔ نسائی: ۱۹۳۲۔ ابن ماجه: ۱٤۹۱۔ احمد: ۱۳۱۶۰.

وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ. (رواه مسلم: ٩٤٩)

کوتم نے نیکی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس کوتم نے بدی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے آگ واجب ہےتم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔'' (الشیخین، ترمذی، نسائی)

٩٠٤٤۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. (رواه البخاري: ١٣٦٨)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے لیے چار آدمی نیک ہونے کی گواہی دیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ پس ہم نے کہا کہ اگر دو گواہی دیں تو آپ نے فرمایا: اگر دو ہی گواہی دیں تو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔'' (بخاری)

شرح: ...... یہ شہادت صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک ہی نہ تھی بلکہ ہر مسلمان کی اچھی یا بری گواہی اس میں آ جاتی ہے۔ یہ حکم قیامت تک عام ہے۔

دو کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ گواہوں کی کم از کم تعداد ہے۔ یاد رہے کہ یہ گواہی ان لوگوں کی معتبر ہوگی جو اہل فضل ہوں، اصحاب صداقت ہوں، فاسق وفاجر نہ ہوں کیونکہ برا تو اپنے ہم جنس کو بہت اچھا بتاتا ہے، نیز گواہی دینے والے اور میت کے درمیان عداوت بھی نہ ہو، کیونکہ دشمن کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اس میں اس امت کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے مطابق گواہی دینا اگرچہ گواہی کا مطالبہ نہ بھی کیا گیا ہو جائز ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی اہم وجہ سے لوگوں کو عبرت دلانے کے لیے میت کی برائی کرنا غیبت میں شمار نہیں ہوتا۔

جو فوت ہوا اگرچہ وہ اعلیٰ مقام والا نہ بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کی وفات کے بعد لوگوں کے دل میں یہ الہام ڈال دیتے ہیں جو اس کی تعریف کرتے ہیں جو اس کے جنتی ہونے کی دلیل بن جاتی ہے، اسی طرح برے کے لیے بری تعریف ڈال دیتے ہیں جو دوزخی بنا دیتی ہے۔ (فتح الباری: ۳/۲۳۲)

٩٠٤٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَضَلَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن اختیار کرنا بھلا دیا۔ یہود ہفتے پر اور نصاریٰ اتوار پر راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ اختیار کرنے کی

(٩٠٤٤) بخاری: ١٣٦٨۔ ترمذی: ١٠٥٩۔ نسائی: ١٩٣٤۔ احمد: ٣٢٠.

(٩٠٤٥) نسائی: ١٣٦٨۔ صحیح، البانی: ١٢٩٦۔ بخاری: ٣٧٨٦۔ مسلم: ٨٥٥۔ احمد: ١٠١٥٢.

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِنَا فَهَدَانَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَ السَّبْتَ وَ الْأَحَدَ وَكَذَالِكَ هُمْ لَنَا تَبَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ الْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ. (رواه النسائی:١٣٦٨)

ہدایت دے دی، پس جمعہ پہلے ہے پھر ہفتہ پھر اتوار ہے اور وہ قیامت کے دن ہمارے بعد ہوں گے۔ پس ہم اہل دنیا میں سب سے آخر میں ہیں اور قیامت کے دن ساری مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔“

٩٠٤٦۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمِ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ، بنحوه. (رواه البخاری:٨٧٦)

”ایک روایت میں ہے۔ ہم پچھلے ہو کر بھی پہلے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے، پھر یہ دن ان پر فرض کیا گیا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ نے ہمیں اس کے لیے ہدایت دے دی۔“ (مثل اس کے ہے۔ الشیخین، النسائی)

شرح: ...... ان میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ ہم آخر میں آئے ہیں اور آگے بڑھنے والے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم وجود کے لحاظ سے بعد میں آئے ہیں مگر مرتبہ کے لحاظ سے پہلی امتوں سے سب سے آگے بڑھ جائیں گے، جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے، اس امت کا حشر سب سے اول ہوگا اور حساب بھی سب سے اول ہوگا۔

ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جمعہ فرض ہے اور ہدایت وضلالت اللہ کی طرف سے ہے اور اس امت کا اجماع خطا سے سلامت ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کتاب وسنت کا واضح حکم (نص) ہوتے ہوئے قیاس کرنا ایک فاسد عمل ہے اور شرعاً جمعہ کا دن ہفتہ کے دنوں میں سے سب سے پہلا دن ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اس امت کا شرف وفضل دیگر امتوں پر بالکل واضح ہے۔ (فتح الباری:٢/ ٣٥٥)

٩٠٤٧۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ قَالَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ فَقَالُوااللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ

”سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ پر یہ آیت نازہ ہوئی: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے...... آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ کون سا دن ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو

(٩٠٤٦) بخاری: ٨٧٦۔ مسلم: ٨٥٥۔ نسائی: ١٣٦٧۔ احمد: ١٠٢٦٥.

(٩٠٤٧) ترمذی: ٣١٦٨۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦١٨۔ احمد: ١٩٤٠٠.

ذٰلِكَ يَوْمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِآدَمَ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَقَالَ يَارَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُوْنَ يَبْكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنْ تَمَّتْ وَإِلَّا كَمُلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَمَا مَثَلُكُمْ وَ الْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِيْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَأَرْجُوأَنْ تَكُوْنُوْا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَأَرْجُوأَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا قَالَ لَاأَدْرِيْ قَالَ الثُّلُثَيْنِ أَمْ لَا . (رواه الترمذی:٣١٦٨)

فرمائے گا کہ جہنم جانے والوں کو بھیج دے تو وہ عرض کریں گے۔ اے رب! جہنم جانے والے کس قدر ہیں؟ حکم ہوگا کہ ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم کی طرف اور ایک جنت کی طرف۔ پس سب مسلمان رونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب رہو اور سیدھے رہو جب بھی کوئی نبوت آئی ہے تو اس سے پہلے عہد جہالت گذرا ہے۔ پس ان سے یہ گنتی پوری کی جائے گی۔ اگر گنتی پوری ہوگئی تو بہتر ورنہ منافقین سے مکمل کی جائے گی۔ اور تمہاری مثال دیگر امتوں کی نسبت سے ایسی ہے جیسے چوپائے کے بازو پر نشان ہوتا ہے یا اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں امید رکھتا ہوں کہ تم اس جنت کی ایک چوتھائی برابر ہو گے۔ تو مسلمان نے تکبیر کہی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم اس جنت کا تیسرا حصہ ہو گے، تو لوگوں نے پھر تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں نصف ہو گے تو لوگوں نے اللہ کی تکبیر کہی۔ راوی نے کہا کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ آپ نے دو تہائی کا ذکر فرمایا ہے یا نہیں فرمایا۔''

٩٠٤٨ـ وفی رواية: هَلْ تَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ قَالُوااللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ فَيُنَادِيْهِ رَبُّهُ فَيَقُوْلُ يَاآدَمُ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ فَيَقُوْلُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتّٰى مَا أَبَدَوْا بِضَاحِكَةٍ فَلَمَّا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ بِأَصْحَابِهِ قَالَ اعْمَلُوْا

''ایک روایت میں ہے: کیا تم جانتے ہو وہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو حکم دے گا اور فرمائے گا: اے آدم! اہل جہنم کو کھڑا کر دے تو وہ عرض کریں گے: یارب! جہنم والے کس قدر ہیں؟ تو حکم ہوگا: ہزار میں سے نو سو ننانوے آگ کی طرف جائیں گے اور ایک جنت کی طرف جائے گا تو لوگ پریشان ہوئے اور مسکراہٹ بھول گئے۔ جب آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: عمل

(٩٠٤٨) ترمذی: ٣١٦٩ـ صحیح، البانی: ٢٥٣٤ـ احمد: ١٩٤٠٠.

وَأَبْشِرُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيْقَتَيْنِ مَاكَانَتَا مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَثَّرَتَاهُ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ وَبَنِيْ إِبْلِيْسَ قَالَ فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِيْ يَجِدُوْنَ فَقَالَ اعْمَلُوْا وَأَبْشِرُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّاكَا لشَّامَةِ فِيْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الدَّابَّةِ. (رواه الترمذی: ٣١٦٩)

کرو اور خوش رہو۔قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم ان دوقوموں کے بالمقابل ہو کہ ان کا جس سے موازنہ تعداد میں کیا جائے تو وہ سب سے زیادہ ثابت ہوتی ہیں۔یاجوج اور ماجوج اور جو انسان اور شیطان کی اولاد کفر پر مرتی ہے۔اس پر مسلمانوں کی پریشانی جاتی رہی۔ اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خوش رہو اور عمل کرو اور تمہاری تعداد لوگوں میں اسی طرح ہے جیسے اونٹ کے پہلو پر نشان یا چوپائے کے بازوں پر داغ ہوتا ہے۔'' (الترمذی)

شرح: ......ایک الجھاؤ دور کر دیا جائے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ ۹۹۹ دوسری قوموں سے اور ایک اس امت سے دوزخ میں جائے گا اور ایک میں ہے ۱۰۰ سے ۹۹ جائیں گے۔ یہ تعارض ہے، ایک اور دس افراد کا فرق نکلتا ہے۔تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے یوں دور فرمایا ہے، مخصوص تعداد بتانا مطلوب نہیں اور نہ کم تعداد زیادہ تعداد کی نفی کرتی ہے، دونوں تعداد میں سے ایک ہوگی۔اصل یہ ہے کہ مومنوں کی تعداد کم ہوگی اور دوزخ میں جانے والوں میں سے کافروں کی تعداد زیادہ ہوگی۔(فتح الباری: ۱۱/ ۳۹۰)

یہ کم تعداد سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، نبی اکرم ﷺ نے انہیں ترغیب دلائی کہ اس پر اللہ کا شکر یہ ادا کریں اور اتنی زیادہ نعمت پر اس کی حمد وثنا کہیں، اس میں اس امت کا شرف بیان ہوا ہے۔(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۹۶)

٩٠٤٩۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَعَدَنِيْ رَبِّيْ أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا لا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ. (رواه الترمذی: ٢٤٣٧)

''سیدنا ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار انسان جنت میں داخل کرے گا اور ان پر نہ حساب ہوا گا نہ عذاب ہوگا۔اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار ہوگا اور میرے رب کے دست مبارک کے چلو سے تین چلو۔''

(٩٠٤٩) ترمذی: ٢٤٣٧۔ صحیح، البانی: ١٩٨٤۔ ابن ماجه: ٤٢٨٦۔ احمد: ٢١٦٥٢.

۹۰۵۰۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ . (رواه الترمذي: ٢٥٤٦)

''ابن بریدہ اپنے والد ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت ایک سو بیس صفیں ہوں گی، اسی (۸۰) صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں تمام امتوں کی۔''

۹۰۵۱۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تَضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَ ةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ . (رواه البخاري: ٦٥٤٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہوگی، ان کے چہرے چودھویں تاریخ کے چاند کی طرح روشن ہوں گے تو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھے اورعرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے تو آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ! اس کو ان میں سے کردے پھر ایک انصاری مرد اٹھا اور اس نے بھی عرض کیا: یارسول اللہ !دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے تو آپ نے فرمایا: عکاشہ تیرے اوپر سبقت لے گیا ہے۔'' (الشیخان)

شرح: ......۱۔ میدان محشر کے متعلق جوں جوں آپ کو آگاہ کیا گیا آپ بتاتے گئے۔ یہ امت جنتیوں کے دو تہائی حصہ میں ہوں گے، اس سے پہلے اس امت کے جنتی نصف بتائے تھے، بعد میں دو تہائی بتائے، پھر اللہ نے اور فضل کر دیا پھر صفوں کی تعداد بتا دی کہ کل محشر میں جنتی لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے ۸۰ اس امت کی ہوں گی اور ۴۰ دوسری امتوں سے ہوں گی۔ اس طرح تمام احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ (شرح مسلم: ۳/ ۹۵) اس امت کا شرف وفضل نمایاں ہے۔

۲۔ بغیر حساب جنت میں جانے والے لوگوں کے ذکر والی حدیث میں جو انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ لوگوں کی تعداد بتائی گئی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ناکام ہیں بلکہ انہوں نے تو اپنا مشن پورا کیا تھا لوگ نا نہجا تھے۔ احادیث کا مطلب ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنے تابعین کی تعداد میں مختلف ہوں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ ﷺ کی امت کثیر تعداد میں ہوگی۔

(۹۰۵۰) ترمذی: ٢٥٤٦۔ صحیح، البانی: ٢٠٦٥۔ ابن ماجه: ٤٢٨٩۔ دارمی: ٢٨٣٥۔ احمد: ٢٢٤٩٣.

(۹۰۵۱) بخاری: ٦٥٤٢۔ مسلم: ٢١٦۔ احمد: ٩٥٧٣.

ایک اعتراض: یہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ پوچھیں گے یہ میری امت ہے جبکہ آپ کو بتایا جائے گا یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا روز قیامت میں اپنی امت کو وضو کے نشانات سے پہچان لوں گا یہاں پہچاننے میں کیوں دقت پیش آئی؟

اس کا حل: یہ ہے کہ یہ محشر کی اس وقت کی حالت ہوگی جب لوگ دور ملے جلے ہوں گے، اس وقت نہ پہچان سکیں گے، لیکن جب آپ ﷺ کے سامنے آپ کی امت ممتاز ہوکر آئے گی تو پھر آپ آثار وضو سے پہچان لیں گے، جیسا کہ حوض کوثر پر ہوگا۔

اور حدیث میں بیان کردہ اوصاف جو بغیر حساب جنت میں داخلے کا باعث ہیں، داغ نہ لگوانا، دم نہ کروانا، بدشگونی نہ پکڑنا اور اپنے رب پر اعتماد کرنا ہے۔ بدشگونی تو ناجائز ہے، داغ لگوانے کی بھی اجازت ہے، دم کروانا بھی جائز ہے۔ ایک تو مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ پر اعتماد کرتے ہیں ان چیزوں کو بروئے کار نہیں لاتے۔ اگر لاتے بھی ہیں تو حقیقی شفا اللہ ہی سے تصور کرتے ہیں، ان اسباب پر اعتماد نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں ان میں تاثیر اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔

یا وہ خود دم وغیرہ کرتے ہیں کسی غیر سے نہیں کرواتے۔ اور یاد رہے کہ بغیر حساب جنت میں جانا سب سے افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جن کا حساب ہو رہا ہے اور جنت میں تاخیر سے داخل ہو رہے ہیں ان میں ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر حساب والوں سے افضل ہوں گے ایک حدیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔

اور مجموعی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ چار کروڑ نو لاکھ افراد ہوں گے جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہوئے دوسرے آدمی کو شامل نہ کیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ وہ منافق تھا، وہ جو مشہور ہے کہ وہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے، یہ بات مردود ہے۔ شاید اس کا نام سعد بن عمارہ تھا کسی نے سعد بن عبادہ بنا دیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۴۰۶)

۹۰۵۲۔عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا أَوْنَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ . (رواه مسلم: ۲۷۶۷)

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی پکڑائے گا اور فرمائے گا تیرے بدلے یہ جہنم میں جائے گا۔'' (مسلم)

شرح: ...... ہر ایک آدمی کا ایک ٹھکانہ جنت میں ہے اور ایک ٹھکانہ دوزخ میں ہے۔ ایک ایماندار جب جنت میں داخل ہوگا تو کافر اس کی جگہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ اپنے کفر کی بدولت ہوگا یہ جو کافروں اور یہودیوں نے اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ میں جانا ہے اور مسلمانوں نے جو کہ گناہوں سے پاک ہوں گے انہوں نے جنت میں جانا ہے، اسی کا نام آزادی رکھا گیا ہے، یہ کافر مسلمان کی دوزخ سے آزادی کا باعث بنا ہے، اصل میں مسلمانوں کے گناہوں کی وجہ

(۹۰۵۲) مسلم: ۲۷۶۷۔ احمد: ۱۹۱۶۱.

سے یہودیوں نے دوزخ میں نہیں جانا انہوں نے اپنے کفر کی وجہ سے جانا ہے، اسے ہی مسلمان کی دوزخ سے آزادی قرار دیا گیا ہے۔ (شرح مسلم:۲/۳۶۰، کتاب التوبہ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ)

۹۰۵۳۔ عَنْ أَبِیْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلَكُوْا جَمِيْعًا وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰى أَهْلِ الْحَقِّ وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ. (رواه أبو داوٗد:٤٢٥٣)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین امور سے پناہ دیدی ہے۔ تمہارا نبی ﷺ تم پر بددعا نہیں کرے گا تاکہ تم سب ہلاک ہوجاؤ اور اللہ تعالیٰ اہل باطل کو اہل حق پر غلبہ نہیں دے گا۔ اور تم گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔''

۹۰۵٤۔ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُمَّتِي هٰذِهٖ أُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِی الْآخِرَةِ عَذَابُهَا فِی الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزِّلْزَالُ وَالْقَتْلُ. (رواه أبو داوٗد: ٤٢٧٨)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری مرحومہ امت ہے، اس پر آخرت کا عذاب نہیں ہے۔ اس کا عذاب دنیا میں فتنے، زلزلے اور قتل وقتال ہے۔''

شرح:...... ان احادیث میں اس امت کے فضائل بیان ہوئے ہیں، نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ میری امت، اس سے اس وقت کے لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں یا اس کے علاوہ بھی آنے والے لوگ مراد ہو سکتے ہیں، اس کو آپ نے امت مرحومہ قرار دیا ہے۔

یعنی ان پر رحمت ونعمت کی نوازشات بہت زیادہ ہیں اور جو بوجھ پہلی امتوں پر تھے مثلاً توبہ کے لیے جانیں قتل کرتے، زکوٰۃ سے چوتھا حصہ مال کا نکالتے تھے اور نجاست لگ جائے تو کپڑا کاٹنا پڑتا تھا، اس امت کو اس سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اور جو یہ کہا ہے کہ آخرت میں عذاب نہ ہوگا، اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار کی مثل عذاب نہ ہوگا۔ یعنی دائمی عذاب نہ ہوگا۔ اگر توبہ کرلیں تو معاف ہوگا، اگر توبہ نہ ہوگی تو سزا کے بعد دوزخ سے نکال دیا جائے گا، بلکہ یہ بھی خوبی ہے کہ محنتوں، امراض اور آزمائشوں کی وجہ سے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور دنیا میں انہیں سزا یہ ملے گی کہ آپس میں خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے، ہولناک زلزلوں کی نذر ہوجائیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے، تاہم یہ عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہوگا۔ بظاہر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کو آخرت میں عذاب نہیں ہوگا، یہ درست نہیں کیونکہ متواتر احادیث میں آتا ہے کہ اس امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔

(۹۰۵۳) ابوداؤد: ٤٢٥٣۔ ضعیف، البانی: ٩١٤.

(۹۰۵٤) ابوداؤد: ٤٢٧٨۔ صحیح، البانی: ٣٥٩٧۔ احمد: ١٩١٧٩.

پھر سفارش کے ذریعے اور اللہ غفار الذنوب کے معاف کرنے سے نکال دیئے جائیں گے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۷۰) یا توحید کی وجہ سے نکل آئیں گے۔

۹۰۵۵۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ يَجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِنْهَا وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا. (رواه أبوداوٗد:۴۳۰۱)

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت پر اللہ تعالیٰ دو تلواریں مسلط نہیں کرے گا۔ ایک اپنوں کی تلوار اور ایک دشمن کی تلوار۔''

شرح: ...... یعنی جب کفار کے ساتھ لڑائی کا آغاز ہوگا، مسلمان آپس کی لڑائی بند کر دیں گے ملاحم وہ لڑائی ہوتی ہے جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہو اور جو مسلمانوں کی آپس میں جنگ ہو اسے فتنہ کہتے ہیں۔

اس حدیث میں اس امت کی یہ خصوصیت بتائی گئی ہے کہ ایک ہی وقت میں کفار سے لڑائی اور آپس میں مسلمانوں کی قتل وغارت یکجا نہ ہوں گے، اگر آپس میں مسلمان لڑ رہے ہوں گے تو دشمن سے لڑائی کا آغاز ہو جائے تو یہ آپس کی غارتگری چھوڑ کر دشمن کے خلاف متحد ہو کر لڑنا شروع کر دیں گے، تاکہ اللہ کا کلمہ سر بلند ہو جائے۔

ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جب مسلمان آپس میں جنگ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کا دشمن مسلط کر دے گا، ان کی لڑائی رک جائے گی، آپس میں استیصال نہ کر سکیں گے دشمن ان کا استیصال کر دے گا۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۸۵)

۹۰۵۶۔عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِيْ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَاكَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيْهِمُ الْإِسْتِغْفَارَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذي:۳۰۸۲)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میری امت کے لیے دو اسباب امن کے نازل کر دیئے ہیں (اور نہیں ہے اللہ کہ ان کو عذاب دے جب کہ تم ان میں موجود ہو، اور نہیں ہے اللہ کہ ان کو عذاب دے جب وہ استغفار طلب کرتے ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو ان میں قیامت آنے تک استغفار چھوڑ جاؤں گا۔'' (ترمذی)

۹۰۵۷۔عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْعَالِيَةِ حَتّٰى إِذَا مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن وہ عالیہ سے واپسی پر نبی ﷺ کے ساتھ آرہے تھے۔ جب بنو معاویہ کی مسجد کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اس میں دو رکعات نماز

(۹۰۵۵) ابوداؤد: ۴۳۰۱۔ صحیح، البانی: ۳۶۱۴۔ احمد: ۲۳۴۶۹.

(۹۰۵۶) ترمذی: ۳۰۸۲۔ ضعیف الاسناد: ۵۹۷.

(۹۰۵۷) مسلم: ۲۸۹۰۔ احمد: ۱۵۱۹.

فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْنَا فَقَالَ ﷺ سَأَلْتُ رَبِّيْ ثَلَاثًا فَأَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِالْغَرْقِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بِأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا. (رواه مسلم:۲۸۹۰)

پڑھی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ رب تعالیٰ سے طویل سوال کیا اور دعا مانگی اور ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگیں اور اللہ نے دو دعائیں قبول فرمائیں اور ایک چیز مجھے نہ دی۔ میں نے دعا مانگی کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کر دیا جائے تو یہ دعا قبول فرمائی۔ اور دعا کی کہ میری امت کو غرق نہ کرے تو یہ بھی قبول فرمائی اور میں نے دعا کی کہ میری امت کے درمیان جنگ وجدال نہ ہو تو یہ قبول نہ ہوئی اور مجھے یہ امر نہیں دیا۔'' (مسلم)

۹۰۵۸۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً فَأَطَالَهَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ أَجَلْ إِنَّهَا صَلَاةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ إِنِّيْ سَأَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِيْ اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُذِيْقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا. (رواه الترمذی: ۲۱۷۵)

''سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی تو آپ نے لمبی نماز پڑھائی تو لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اتنی لمبی کبھی نماز نہیں پڑھائی، آپ نے فرمایا: ہاں بے شک یہ نماز رغبت اور خوف دلانے والی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کیا جائے تو یہ انعام مجھے دیا گیا ہے اور میں نے دعا کی کہ ان پر غیروں کو مسلط نہ کیا جائے تو مجھے یہ چیز عطا فرمادی۔ میں نے دعا کی کہ میری امت کے بعض کو بعض کی جنگ وجدال کا عذاب نہ چکھایا جائے تو اسے روک دیا اور قبول نہ کیا۔''

شرح: ......نماز کی طوالت یہ تھی کہ اس کے ارکان اور دعا طویل کیے، بڑی عظیم نماز تھی۔ عموماً ایسی نماز پڑھنے کی عادت نہ تھی اس لیے لوگوں نے سوال کیا، تو آپ ﷺ نے بتایا کہ اس میں ثواب کی رغبت تھی اور خوف الٰہی سے ہیبت تھی۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نماز بہت جامع تھی جس میں ثواب کی امید تھی اور عقاب الٰہی کا خوف تھا اور اس دعا کی قبولیت سے پر امید تھا اور رد ہونے کا ڈر تھا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے:

﴿يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا﴾ (السجدہ: ۱٦)

(۹۰۵۸) ترمذی: ۲۱۷۵۔ صحیح، البانی: ۱۷٦۷۔ نسائی: ۱٦۳.

''یہ اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں۔'' (مرقاۃ:۱۱/ ۵۵)

اور آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ان پر ان کا غیر دشمن مسلط نہ ہو یہ اس لیے کہا تھا کہ دشمن کا فرجو ہے وہ اگر مسلط ہو جائے تو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے جبکہ آپس کا دشمن کلی ہلاک نہیں کرتا، یہ حدیث اس آیہ مبارکہ کی تفسیر ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾ (الانعام: ٦٥)

''کہہ دو! وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقوں میں بانٹ دے اور تمہارے بعض کو بعض کا عذاب چکھائے۔''

۹۰۵۹۔عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَصَبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ. (رواه الترمذی: ۲٤٤٠)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے بعض افراد بڑی تعداد کی شفاعت کریں گے اور کوئی ایک قبیلہ کی شفاعت کرے گا اور کوئی فرد ایک گروہ کی شفاعت کرے گا اور ان میں وہ بھی ہوگا جو صرف ایک فرد کی شفاعت کرے گا، یہاں تک کہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔''

۹۰٦٠۔ زَادَرَزِيْنُ:وَإِنَّمَا شَفَاعَتِیْ فِیْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ، وَإِنَّهٗ لَيُؤْمَرُ بِرَجُلٍ إِلَى النَّارِ فَيَمُرُّ بِرَجُلٍ كَانَ سَقَاهُ شُرْبَةَ مَاءٍ عَلٰى ظَمَاٍفَيَعْرِفُهٗ ، فَيَقُوْلُ: أَلَا تَشْفَعُ لِیْ؟ فَيَقُوْلُ : وَمَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ : أَلَسْتَ أَنَا سَقَيْتُكَ الْمَآءَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَعْرِفُهٗ فَيَشْفَعُ فِيْهِ فَيُرَدُّ مِنَ النَّارِ إِلَى الْجَنَّةِ۔

رزین رحمہ اللہ نے اضافہ کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری شفاعت امت میں سے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کرنے والوں کے لیے ہوگی اور کسی آدمی کے لیے جہنم لے جانے کا حکم ہوگا، پھر وہ کسی مرد کے پاس سے گذرے گا جس نے پیاس کے وقت اس کو پانی پلایا تھا اور اس کو پہچان کر کے کہے گا: کیا تو میرے لیے شفاعت نہیں کرتا ہے؟ تو وہ کہے گا: تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: کیا فلاں فلاں دن میں نے تجھے پانی نہیں پلایا تھا؟ پس یہ بھی اس کو پہچان جائے گا اور اس کی شفاعت کرے گا تو اس کو آگ کی بجائے جنت میں لے جایا جائے گا۔''

۹۰٦۱۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ

''عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایلیاء جگہ میں

(۹۰۵۹) ترمذی: ۲٤٤٠۔ ضعیف، البانی: ٤٣٠۔ احمد: ۱۰۷٦٤. (۹۰٦٠) رزین.

(۹۰٦۱) ترمذی: ۲٤٣٨۔ صحیح، البانی: ۱۹۸۵۔ ابن ماجہ: ٤٣١٦۔ دارمی: ۲۸۰۸۔ احمد: ۱٥٤٣٠.

مَعَ رَهْطٍ بِإِيْلِيَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَاكَ قَالَ سِوَايَ فَلَمَّا قَامَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ أَبِي الْجَذْعَاءِ. (رواه الترمذي: ٢٤٣٨)

ایک جماعت کے ساتھ تھا تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میری امت کے ایک فرد کی شفاعت کی وجہ سے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جو بنوتمیم کی تعداد سے بھی زیادہ ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کی: وہ آپ ﷺ کے علاوہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں وہ میرے علاوہ ایک مرد ہے۔"

٩٠٦٢۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ. (رواه الترمذي: ٢٨٦٩)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے کہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا آخری حصہ زیادہ مفید ہے یا اول حصہ۔" (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

٩٠٦٣۔زَادَ رَزِيْنُ: فِي هٰذَا: وَأَنَّهُ لَا مَهْدِيٌّ إِلَّا عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ، وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهٖ، وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا اَوَّلُهَا، وَمَهْدِيُّهَا أَوْسَطُهَا وَالْمَسِيْحُ آخِرُهَا۔

"رزین رحمہ اللہ نے اضافہ کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی مہدی نہیں مگر عیسیٰ اور میں سب سے زیادہ حقدار ہوں اس کا اور میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: وہ امت ہلاک نہ ہوگی جس کا اول فرد میں ہوں، اس کے وسط میں مہدی رحمہ اللہ آئے گا اور اس کے آخر میں مسیح علیہ السلام آئیں گے۔"

شرح: ......اس حدیث میں اسلاف پر عدم اعتماد کا نہیں کہا گیا، یہ امر تو مسلم ہے کہ اس امت کے اولین لوگ ایمان لائے، دعوت کو قبول کیا، معجزات دیکھے اور بعد والے لوگ غیب کے ساتھ ایمان لائے اور پہلوں کی اتباع کی۔ پہلے مجتہدین نے اساسی کام کیا اور بعد والوں نے اپنی سعی مبذول کر کے ان کے علم کی تلخیص کی اور اسے مضبوط کرنے میں اپنی عمریں کھپا دیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ دین کو احتیاج ہے کہ اسے امت کے پہلے لوگ بعد والوں تک پہنچائیں اور اسی طرح اس کی یہ ضرورت بھی ہے کہ اسے آخر والے قائم رکھیں اور لوگوں کو سنت پر ثابت قدم رکھیں، اسے روایت کریں اور اس کا اظہار دوسروں پر کریں، تاہم شرف وفضل پہلوں کو ہی حاصل ہے، وجہ یہ ہے کہ کھیتی کو اول میں بھی پانی کی سیرابی کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد میں بھی ہوتی ہے مگر پہلے پانی کی اسے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ سیراب نہ کرے تو کھیتی نہ تو اگتی ہے اور نہ اس کی بنیاد ہی ہوتی ہے۔ (تفسیر: ۳۶۳/۴)

(٩٠٦٢) ترمذی: ٢٨٦٩۔ حسن صحیح، البانی: ٢٣٠٢۔ احمد: ١١٩١٨. (٩٠٦٣) رزین.

٩٠٦٤ـعَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيْهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ. (رواه البخاري: ٣٦٤٠)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ غالب رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے گا اور وہ غالب ہوں گے۔'' (الشیخان)

٩٠٦٥ـعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ. (رواه مسلم: ١٩٢٥)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل غرب ہمیشہ حق کے ساتھ غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔'' (مسلم)

٩٠٦٦ـعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ: هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ. (رواه الترمذي: ٢١٩٢)

''معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل شام تباہ ہوں گے تو تمہارے لیے بھلائی نہ رہے گی اور میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے ،گی لوگوں کا ان کو چھوڑ دینا ان کے لیے نقصان نہیں دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی۔ امام بخاری نے کہا ابن مدینی نے کہا :مراد حفاظ حدیث ہیں۔'' (ترمذی)

٩٠٦٧ـعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ. (رواه مسلم:٢٢٨٨)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی امت کے لوگوں پر رحمت کرنا چاہتا ہے تو اس امت سے پہلے اس کے نبی کو وفات دے دیتا ہے، چنانچہ نبی ان کے لیے آگے جانے والا اور ان کے لیے پیش رو بن جاتا ہے۔اور جب کسی امت کو عذاب دینا چاہتا ہے تو نبی کی حیات میں اس امت کو ہلاک کر دیتا ہے اور ان کو ہلاک ہوتے دیکھتا ہے اور ان کی ہلاکت پر نبی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں

(٩٠٦٤) بخاري: ٣٦٤٠ـ مسلم: ١٩٢١ـ دارمي: ٢٤٣٢ـ احمد: ١٧٧٣٨.

(٩٠٦٥) مسلم: ١٩٢٥.

(٩٠٦٦) ترمذي: ٢١٩٢ـ صحيح، الباني: ١٧٨٢ـ ابن ماجه: ٦.

(٩٠٦٧) مسلم: ٢٢٨٨.

اس لیے کہ انہوں اپنے نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کی حکم عدولی کے وہ مرتکب ہوتے ہیں۔'' (مسلم)

٩٠٦٨۔أَبُوْ الدَّرْدَآءِ، رَفَعَهُ : أَنَا حَظُّكُمْ مِنَ الْأَنْبِيَآءِ وَأَنْتُمْ حَظِّيْ مِنَ الْأُمَمِ. (رواه البزار:٢٨٤٧)

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: میں انبیاء میں تمہارے نصیب میں تھا اور تم امتوں میں سے میرے نصیب میں تھے۔'' (بزار رحمۃ اللہ علیہ)

٩٠٦٩۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُهُ يُكَنِّيْهِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَايَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَا عِيْسٰى إِنِّيْ بَاعِثٌ مِنْ بَعْدِكَ أُمَّةً إِنْ أَصَابَهُمْ مَا يُحِبُّوْنَ حَمِدُوا اللّٰهَ وَشَكَرُوا وَإِنْ أَصَابَهُمْ مَايَكْرَهُوْنَ احْتَسَبُوْا وَصَبَرُوْا وَلَا حِلْمَ وَلَا عِلْمَ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ هٰذَا لَهُمْ وَلَا حِلْمَ وَلَا عِلْمَ قَالَ أُعْطِيْهِمْ مِنْ حِلْمِيْ وَعِلْمِيْ. (رواه أحمد: ٢٦٩٩٧ والبزار والكبير والأوسط)

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک امت پیدا کروں گا اور جب ان کو مرغوب اور پسندیدہ چیز ملے گی تو وہ الحمد للہ کہیں گے اور شکر ادا کریں گے اور جب ان کو وہ مصیبت پیش آئے گی جس کو وہ ناپسند کرتے ہوں گے تو وہ اس کو ثواب سمجھ کر اس پر صبر کریں گے۔ جب کہ ان میں نہ تو علم ہی ہوگا اور نہ ان میں تحمل اور بردباری ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! یہ ان کے لیے کیسے ممکن ہوگا جب کہ ان میں علم وتحمل بھی نہ ہوگا؟ فرمایا: میں اپنے علم اور تحمل سے ان کو دوں گا۔'' (احمد، بزار، الکبیر، الاوسط)

٩٠٧٠۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، رَفَعَهُ: مَا مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا وَبَعْضُهَا فِيْ النَّارِ ، وَبَعْضُهَا فِيْ الْجَنَّةِ، إِلَّا أُمَّتِيْ، فَإِنَّهَا كُلَّهَا فِيْ الْجَنَّةِ. (للأوسط: ١٨٥٨ والصغير بضعف)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ہر امت کا یہ حال ہے کہ ان میں سے بعض جنت میں اور بعض جہنم میں مگر میری امت سب ہی جنت میں جائے گی۔''

شرح: ......ان احادیث میں آیا ہے کہ قیام قیامت تک اہل حق رہیں گے۔

(٩٠٦٨) بزار: ٢٨٤٧۔ ورجاله رجال الصحيح غير ابى حبيبه الطائى، وقد صح له الترمذى حديثا وذكره ابن حبان فى الثقات، هيثمى: ١٦٧٠٥.

(٩٠٦٩) احمد: ٢٦٩٩٧۔ بزار، طبرانى كبير، طبرانى اوسط، ورجال احمد رجال الصحيح غير الحسن بن سوار وابى حلبس يزيد بن ميسرة وهما ثقان، هيثمى: ١٦٧٠٨.

(٩٠٧٠) طبرانى اوسط: ١٨٥٨۔ طبرانى صغير وفيه احمد بن محمد بن الحجاج بن رشد بن وهو ضعيف: ٩٠٧١۔ قال الالبانى، صحيح: ٣٠٦٥.

ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی جبکہ اس میں ہے، اہل حق قیامت تک رہیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی یہ مخصوص جگہ ہوگی اور دوسری جگہ پر جماعت حق ہوگی جو حق کے قیام کے لیے برسر پیکار ہوگی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ جماعت حق کہاں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: وہ بیت المقدس میں ہوگی ایک اور توجیح بھی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں رجال نے گھیر رکھا ہوگا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکلیں گے تو دجال کو قتل کریں گے۔

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دجال کے خروج کے وقت ہوگی یا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ہوا چلے گی۔ جس کے دل میں بھی ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا، یہ ہوا اسے قبض کرے گی، زمین پر صرف شریر لوگ رہ جائیں گے، ان پر قیامت قائم ہوگی، پھر گروہ تو دور کی بات ہے ایک مسلمان بھی باقی نہ رہے گا۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۴۷۰)

فَضَائِلُ قُرَيْشٍ وَغَيْرِهِمْ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ وَفَضَائِلِ الْعَجَمِ وَالرُّوْمِ

قریش کے فضائل، قبائل عرب فضائل اور عجم اور روم کے فضائل

۹۰۷۱۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللّٰهُ. (رواہ الترمذی:۳۹۰۵)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے اس کو اللہ ذلیل کردے گا۔''

شرح:...... نبی اکرم ﷺ قریش میں سے تھے۔ ان کی اہانت ایک جرم ہے یہ ڈانٹ کے انداز میں ہے تاکہ لوگ انہیں اذیت نہ پہنچائیں۔ اور اس حکم کی فرمانبرداری تیزی سے کردیں، وگرنہ اپنے عدل میں اللہ تعالیٰ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ وہ ارادے پر سزا نہیں دیتا جب تک براعمل سرزد نہ ہو۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ٦٦٧)

۹۰۷۲۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا. (رواہ الترمذی: ۳۹۰۸)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! قریش کے پہلے حصے کو تو نے عبرتناک سزا دی ہے تو ان کے پچھلے حصے کو انعامات عطا کردے۔''

(۹۰۷۱) ترمذی: ۳۹۰۵۔ صحیح، البانی: ۳۰٦٥.

(۹۰۷۲) ترمذی: ۳۹۰۸۔ حسن صحیح، البانی: ۳۰٦۷۔ احمد: ۲۱۷۱.

شرح: ......قریش کے اولین لوگوں نے کفر کیا اور رسول اکرم ﷺ کا انکار کیا جس کی وجہ سے جنگ بدر میں اور احزاب میں عذاب سے دو چار ہونا پڑا، کبھی قحط سالی آئی اور رسوائی مقدر بنی، جب بعد والے ایمان لائے تو انہیں عزت ملی، خلافت وحکومت ملی، امارت ملی بے شمار انعامات حاصل کیے اور فتوحات پائیں۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۲۶۸)

۹۰۷۳۔عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ نِسَاءُ قُرَیْشٍ خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلٰی طِفْلٍ وَأَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ قَالَ یَقُوْلُ أَبُوْ هُرَیْرَةَعَلٰی إِثْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِیْرًا قَطُّ . (رواه مسلم:۲۵۲۷)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کی عورتیں بہتر ہوتی ہیں اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، اپنے چھوٹی عمر کے بچوں پر مہربان ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی رعایت رکھتی ہیں۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے بعد بیان کرتے تھے: مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں اور اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ اونٹ پر سوار ہوتی ہیں تو پھر میں اس پر کسی کو فضیلت نہیں دوں گا۔'' (شیخین)

شرح: ......اس کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرے اہل وعیال بھی ہیں تو آپ ﷺ نے یہ اعزاز قریش کی عورتوں کو بخشا جس کا اس میں ذکر ہوا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۵۱۲)

اس میں ایک بات کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ عورتوں کا اونٹ پر سوار ہونا کوئی ایسی خوبی نہیں جس کی وجہ سے جو سوار نہ ہوئی ہو وہ کم درجہ ہو جائے۔حضرت مریم علیہا السلام اونٹ پر سوار نہ تھیں، مگر اپنی ہم عصر خواتین سے سب سے زیادہ افضل تھیں اور قریش کو خواتین کی افضلیت اسی وجہ سے بیان ہوئی ہے کہ دین میں ان کی صلاح ہے اور خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ ہے اور بچوں پر شفقت کرنا ہے۔یعنی اگر بچے یتیم ہو جائیں تو ان کی وجہ سے آگے شادی نہیں کرتیں اگر کر بھی لیں تو پھر ان سے توجہ نہیں ہٹاتیں بلکہ پورا خیال رکھتی ہیں اور ان کی یہ بھی خوبی ہے کہ اپنے خاوند کے مال میں خیانت نہیں کرتیں اور اس میں فضول خرچی نہیں کرتیں۔

اس حدیث میں ترغیب ہے کہ نکاح شریف زادیوں سے کیا جائے خصوصاً قریش خواتین کو ترجیح دیں اور اعلیٰ نسب خواتین سے رشتہ جوڑیں اور اس میں بچوں کی نگہداشت اور اچھی تربیت اور ان پر شفقت کی فضیلت اور خاوند کے مال کی حفاظت اور اس میں حسن تدبیر کی تعریف بیان ہوئی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کا خرچہ ادا کرے۔
(فتح الباری: ۸/ ۱۲۶)

(۹۰۷۳) مسلم: ۲۵۲۷۔ بخاری: ۵۰۸۲۔ احمد: ۲۷۲٦٤.

٩٠٧٤ـعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمَ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَبَنِيْ أَسَدٍ وَمِنْ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوْا وَخَسِرُوْا فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَمِنْ بَنِيْ أَسَدٍ وَمِنْ بَنِيْعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ. (رواه البخاری: ٣٥١٥)

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا کہ جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار بہتر ہیں بنوتمیم، بنو اسد، بنوعبداللہ بن غطفان اور بنوعمرو بن صعصعہ سے۔ ایک مرد نے کہا: یہ تو ناکام اور خسارے میں رہے۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلا گروہ بہتر ہے بنوتمیم، بنواسد، بنوعبداللہ بن غطفان اور بنوعمرو بن صعصعہ سے۔''

٩٠٧٥ـوَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيْجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ، بِنَحْوِهٖ. (رواه البخای:٣٥١٦)

''ایک روایت میں ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: حاجیوں کی چوری کرنے والے لوگوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے جو بنواسلم، بنوغفار، مزینہ سے تھے اور گمان ہے کہ انہوں نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ تو پھر نبی ﷺ نے فرمایا: یہ تو بتا اگر ہیں بنواسلم اور غفار۔ مثل اس کے۔''

٩٠٧٦ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَقُلْهَا وَلٰكِنْ قَالَهَا عَزَّوَجَلَّ. (رواه مسلم:٢٥١٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنواسلم کو اللہ سلامت رکھے۔ بنوغفار کو اللہ بخش دے۔ یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ اللہ کہلاتا ہے۔''

شرح:...... ان احادیث میں جن پانچ قبائل کا ذکر ہوا ہے، وہ جاہلیت میں قوت اور شان وشوکت میں بلند درجہ تھے، بنوعامر بن صعصعہ اور بنوتمیم یہ دونوں کمتر تھے، مگر جب اسلام کی آمد ہوئی تو ان دونوں قبائل میں سے جو کمزور تھے وہ جلدی سے اسلام میں داخل ہوگئے، اب وہ شرف اور قوت ان کے دامن میں جمع ہوگیا۔ اسلم قبیلے کا نسب یہ ہے،

(٩٠٧٤) بخاری: ٣٥١٥ـ مسلم: ٢٥٢٢ـ ترمذی: ٣٩٥٢ـ دارمی: ٢٥٢٣ـ احمد: ٢٧٥٣٧.
(٩٠٧٥) بخاری: ٣٥١٦ـ مسلم: ٢٥٢٢ـ ترمذی: ٣٩٥٢ـ دارمی: ٢٥٢٣ـ احمد: ٢٧٥٣٧.
(٩٠٧٦) مسلم: ٢٥١٦ـ بخاری: ١٠٠٦ـ احمد: ٩٧١٨.

اسلم بن افصیٰ بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن ازد بن غوث بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

بنو غفار کا نسب یہ ہے: غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، ان میں سب سے پہلے حضرت ابو ذر غفار رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی انیس رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے، ان کے مشورہ سے بہت سارے قبیلہ والے مسلمان ہوگئے۔

مزنیہ قبیلہ کا نسب یہ ہے: مزنیہ ایک عورت کا نام تھا۔ مزنیہ بن عمرو بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر ہے، ان میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اور ایاس بن ہلال اور ان کے بیٹے قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہم ہیں۔ قاضی ایاس بن معاویہ ان کی نسل سے ہی تھے۔

جہینہ قبیلہ کا نسب یہ ہے: جہینہ بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہے، ان میں سے مشہور صحابی عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بنو قضاعہ کا نسب قحطان تک جاتا ہے۔

اشجع قبیلہ ان کا نسب یہ ہے کہ اشجع بن کریث بن غطفان بن سعد بن قیس ہے۔ ان میں سے مشہور صحابی نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ قبائل مضر میں سے ہیں، ان کے مقابلہ میں جن کا ذکر ہوا ہے، وہ تمیم اور اسد ہوازن اور غطفان بھی مضر سے ہیں، ان میں لڑائی ہوئی۔ بنو اسد کے گھر مکہ کے باہر تھے، فضالہ بن عبادہ اسدی نے ہلال بن امیہ خزاعی کو قتل کر دیا، تو خزاعہ قبیلہ نے فضالہ کو مار ڈالا۔ اس طرح ان میں جنگ بھڑک اٹھی، تو بنو اسد اپنے گھروں سے دور چلے گئے اور غطفان کے حلیف بن گئے، ان میں سے آل جحش نے بنو امیہ سے روابط کر لیے۔ یہ آل جحش مسلمان ہوگئے تو اس حلف کی وجہ سے ہی ابوسفیان نے ان کے گھروں کو اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

ان میں چند قبائل کا نام لے کر انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولیٰ اور معاون قرار دیا ہے، یہ ان کے لیے بہت بڑا شرف ہے، یہ اعزاز انہیں اس لیے ملا کہ انہوں نے اسلام لانے میں جلدی کی۔ انہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہ کرنا پڑتی تھیں اور نہ ہی غلامی کی ذلت سے دو چار ہونا پڑا۔

عصیہ کے لیے بددعا اس لیے کی تھی یہ بنو سلیم کے ایک قبیلہ کی شاخ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کی تھی۔

بنو غفار میں ایک خرابی تھی کہ یہ جاہلیت میں حاجیوں کی چیزیں چرا لیا کرتے تھے۔ یہ ایک عار ان پر لگی ہوئی تھی تاہم جب یہ مسلمان ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یہ عار اللہ مٹا دے۔

جہینہ اور مزنیہ کو بنو اسد وغیرہ سے بہتر قرار دینے کی پیش گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سچ ثابت ہوئی۔ طلیحہ بن خویلد جو جھوٹا نبی تھا اس کے ساتھ مل کر یہ بنو اسد وغیرہ بھی مرتد ہوگئے تھے۔ اور بنو تمیم سجاح نامی نبوت کی جھوٹی

دعوے دار خاتون کے ساتھ مل کر مرتد ہو گئے۔ (فتح الباری: ٦/٦٥٤)

٩٠٧٧۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشٌ وَ الْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . (رواه البخاري: ٣٥٠٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش، انصار جہینہ، مزینہ، اسلم، بنو اشجع اور بنو غفار آپس میں ایک دوسرے کی کفو ہیں ان کا اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی مولا نہیں ہے۔''

٩٠٧٨۔قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِيْ يَأْمُرُوْنَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوْهُمْ . (رواه البخاري:٤٢٣٢)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اشعری اصحاب کی قرآن پڑھنے کی آواز کو پہچانتا ہوں جب وہ رات کو داخل ہوتے ہیں۔اور میں رات کے وقت ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سے ان کے گھر پہچانتا ہوں اگرچہ دن کو ان کے گھروں کا مجھے پتہ نہیں ہے۔ان میں سے حکیم (رضی اللہ عنہ) ہے۔ جب اس کو دشمن کی فوج ملتی ہے تو وہ کہتا ہے: میرے اصحاب تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔''

٩٠٧٩۔عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّيْنَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَاكَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ . (رواه البخاري:٢٤٨٦)

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ وہ ابو موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اشعری لوگ غزوہ میں ہوتے ہیں تو پہلوانی کی چال چلتے ہیں اور جب مدینہ میں ان کا کھانا پینا کم ہوجاتا ہے تو وہ سب کی خوراک ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں۔پھر ایک برتن سے برابر، برابر تقسیم کرتے ہیں۔وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

٩٠٨٠۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَ الْحَيُّ

''سیدنا ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین خاندان بنو اسد اور بنو اشعر

(٩٠٧٧) بخاری: ٣٥٠٤.

(٩٠٧٨) بخاری: ٤٢٣٢۔ مسلم: ٢٤٩٩۔ ابوداؤد: ٢٧٢٥۔ ترمذی: ١٥٥٩.

(٩٠٧٩) بخاری: ٢٤٨٦۔ مسلم: ٢٥٠٠.

(٩٠٨٠) ترمذی: ٣٩٤٧۔ ضعیف، البانی: ٨٣٢۔ احمد: ١٦٧١٥.

اَلْأَسَدُ وَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِذَالِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَيْسَ هٰكَذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هُمْ مِنِّيْ وَإِلَيَّ فَقُلْتُ لَيْسَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبِيْ وَلٰكِنَّهٗ حَدَّثَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ قَالَ فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِحَدِيْثِ أَبِيْكَ.

(رواه الترمذی:۳۹۴۷)

ہیں۔ نہ میدان جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ مال غنیمت میں خیانت کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔'' عامر کے بیٹے نے کہا: یہ حدیث میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے تو اس طرح نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''وہ مجھ سے ہیں اور میری طرف ہیں۔'' میں نے کہا: میرے باپ نے ایسا نہیں بیان کیا۔ لیکن انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔'' تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اپنے باپ کی حدیث زیادہ جانتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... مقصد یہ ہے کہ یہ اشعر قبیلہ والے جب مسجد میں عبادت سے فارغ ہوتے ہیں یا اپنے دوسرے کاموں سے فارغ ہوتے ہیں اور گھر لوٹتے ہیں تو رات کی تاریکی میں جب یہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں تو مجھے ان کی خوبصورت آوازوں سے پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ قرآن پاک اشعر قبیلہ والے پڑھ رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب دوسرے کو اذیت نہ ہو تو قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنے کی اجازت ہے اور ذہن میں ریا کاری بھی نہ ہو۔

اور اشعر قبیلہ والوں کی یہ خوبی بھی ہے کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پسند کرتے ہیں۔ انہیں کوئی پروا نہیں ہوتی کہ انہیں کیا ہوگا، بے پروا ہو کر لڑتے ہیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۸۷)

اور ان قبیلے میں اشعر قبیلے کا عظیم الشان شرف بیان ہوا ہے کہ انہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھ ملایا اور اللہ کی اطاعت میں اپنے ساتھ متفق قرار دیا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ آدمی کی موجودگی میں اس کی تعریف کرنا اور خوبی بیان کرنا جائز ہے۔ اور ایثار و غمخواری ایک افضل عمل ہے اور سفر ہو یا نہ ہو زادِ راہ اکٹھا کھانا مستحب ہے اور باعث الفت ہے۔

(فتح الباری: ۵/ ۱۳۰)

۹۰۸۱۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَازِلْتُ أُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: تین وجوہات کی بنا پر میں بنو تمیم کو پسند کرتا ہوں: میں نے نبی ﷺ سے ان کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ دجال پر میری امت میں سے سب سے زیادی سخت ہوں گے اور دوسری یہ بات کہ ان مال زکوۃ لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم

(۹۰۸۱) بخاری: ۲۵۴۳۔ مسلم: ۲۵۲۵۔ احمد: ۸۸۲۵.

وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُلَدِ إِسْمَاعِيْلَ. (رواه البخاري:٢٥٤٣)

کا مال زکوۃ ہے ۔اور تیسری یہ بات کہ بنوتمیم کی ایک لڑکی قید ہوکر آئی اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:اس کو آزاد کردے اس لیے کہ یہ بنو اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔(الشیخان)

٩٠٨٢۔وَعَنْهُ، رَفَعَهُ: (وَذَكَرَ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ: ضَخَامُ الْهَامِ ثُبُتُ الْأَقْدَامِ ،نِصَارُ الْحَقِّ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ أَشَدُّ قَوْمًا عَلَى الدَّجَّالِ). (رواه البزار:٢٨٢٣بلين)

''اور انہی سے مرفوع روایت ہے کہ آپ نے بنوتمیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:موٹی کھوپڑیوں والے ،ثابت قدم رہنے والے،آخر زمانے میں حق کے مددگار ہوں گے اور سب قوموں سے دجال پر زیادہ سخت ہوں گے۔''(البزار)

٩٠٨٣۔وَعَنْهُ:رُبَمَا ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى كَتِفِيْ وَقَالَ: أَحِبُّوْا بَنِيْ تَمِيْمٍ. (رواه البزار: ٢٨٢٤)

اور ان سے روایت ہے کہ کئی بار نبی ﷺ نے میرے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا:''بنوتمیم سے محبت کیا کرو۔''(البزار)

شرح: ...... بنوتمیم ایک مشہور اور بڑا قبیلہ تھا، ان کا نسب یہ ہے: تمیم بن مر بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر۔ یہ شروع میں نبی اکرم ﷺ کو بہت مبغوض تھے کیونکہ ان کے اور آپ کی قوم کے درمیان جاہلیت میں عداوت تھی لیکن جب ان میں سے لوگ مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ اب مجھے بہت محبوب ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ خونریز جنگوں میں سخت جان واقع ہوئے تھے اور دجال کا معرکہ بھی نہایت سخت ہوگا، اس لیے آپ نے یہ پیش گوئی فرمائی یہ دجال کا مقابلہ کرنے میں حسب عادت جانفشانی کا مظاہرہ کریں گے، ان کا نسب الیاس بن مضر میں جا کر نبی اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے، اس لیے جب ان کے صدقات آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

بنوعنبر بھی بنوتمیم سے تھے اور بنوتمیم اسماعیل علیہ السلام کی قوم سے تھے، اس لیے اس قبیلے کی لونڈی کے بارے میں آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ اولاد اسماعیل سے ہے اسے آزاد کردو۔

ان احادیث سے پتہ چلا کہ عربی آدمی یا عورت کو ملکیت میں لینا جائز ہے، نیز ان احادیث میں بنوتمیم کی فضیلت بیان ہوئی ہے، جاہلیت اور اسلام میں ان میں اشراف اور روساء پائے جاتے ہیں اور اس میں آخر زمانہ میں آنے والے واقعہ کی پیش گوئی بھی بیان ہوئی ہے۔ اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے جو یمن کے تمام رہنے والوں کو بنو اسماعیل تصور کرتے ہیں۔(فتح الباری: ١٧٢/٥)

(٩٠٨٢) بزار: ٢٨٢٣۔ من طريق سلام عن منصور بن ذاذان احسبه سلام المدائني وهو لين الحديث، هيثمي: ١٦٥٧٠.

(٩٠٨٣) بزار: ٢٨٢٤۔ لا يروى عن النبي الا من هذا الوجه وفيه عبيدة بن عبدالرحمن ذكره ابن ابي حاتم ولم يجرحه احد، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٦٥٧١.

٩٠٨٤ـعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَأَعَادَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا أَفْوَهُهُمْ سَلَامٌ وَأَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيْمَانٍ . (رواه الترمذی: ٣٩٣٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیس میں سے ایک مرد نبی ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! حمیر پر لعنت بھیجیں۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ پھرلیا۔ اس نے یہ بات پھر دہرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ حمیر پر رحم کرے، ان کے چہرے کو سلامت رکھے، ان کے ہاتھ کھانے میں ہوں اور وہ امن اور ایمان والے بن جائیں۔“

٩٠٨٥ـعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْأَزْدُ أُسْدُ اللّٰهِ فِی الْأَرْضِ يُرِيْدُ النَّاسُ أَنْ يَضَعُوْهُمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يَرْفَعَهُمْ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَالَيْتَ أَبِيْ كَانَ أَزْدِيًّا يَالَيْتَ أُمِّيْ كَانَتْ أَزْدِيَّةً . (رواه الترمذی:٣٩٣٧)

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ازد زمین میں اللہ کے مضبوط درخت ہیں، لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ انہیں پست کر دیں اور اللہ نے انکار کیا مگر یہ کہ وہ ان کو بلند کرے گا۔ اور لوگوں پر زمانہ آئے گا کہ اس میں ایک شخص کہے گا: اے کاش! میرا باپ ازدی ہوتا اور کاش میری ماں ازدیہ ہوتی۔“

٩٠٨٦ـوبِإِسْنَادِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَ الْقُوْمُ الْأَزْدُ طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ نَقِيَّةٌ قُلُوْبُهُمْ . (رواه أحمد:٣٧٣٠٣)

”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین قوم ازد ہے۔ ان کے منہ پاک صاف ہیں، ان کے دائیں ہاتھ نیکی کرنے والے اور ان کے دل صاف ستھرے ہیں۔“ (احمد)

شرح: ...... اصل میں انصار سارے کے سارے ازد قبیلہ سے تھے، یہ لوگ نرم دل اور زبان کے عمدہ لوگ تھے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۶۸۱)

٩٠٨٧ـعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ

”انہی سے مروی ہے کہ طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ دوسی نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: بے شک دوس ہلاک ہوگئے۔ انہوں نے

(٩٠٨٤) ترمذی: ٣٩٣٩ـ موضوع، البانی: ٨٢٩.
(٩٠٨٥) ترمذی: ٣٩٣٧ـ ضعیف، البانی: ٨٢٨.
(٩٠٨٦) احمد: ٣٧٣٠٣ـ واسناده حسن، هيثمی: ١٦٥٨٣.
(٩٠٨٧) بخاری: ٦٣٩٧ـ مسلم: ٢٥٢٤ـ احمد: ٩٤٩٢.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ . (رواه البخاری: ٦٣٩٧)

نافرمانی اور انکار کیا۔ لہٰذا آپ ﷺ ان کے لیے بد دعا کریں۔ پس لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ ان پر بد دعا کریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں پاس لے آ۔'' (الشیخان)

شرح:......ایک حالت ایسی ہے کہ مشرکوں کے لیے بد دعا جائز ہے اور ایک حالت یہ ہے کہ مشرکوں کے لیے دعا کرنا جائز ہے۔ دعا کرنے کے منسوخ ہونے والی بات درست نہیں، بلکہ جب امید ہو کہ یہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے تو ان کی تالیف قلب کے لیے دعا کرنا جائز ہے۔ ایک موافقت کی صورت یہ بھی ہے کہ انہیں کفر میں سرکشی سے روکنا ہو تو دعا کرنا جائز ہے اور اس وقت بد دعا کرنا منع ہے جب کفر پر ان کی ہلاکت کی بد دعا ہو۔ (فتح الباری: ١١/ ١٩٦)

٩٠٨٨۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْرَقْتَنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا . (رواه الترمذی:٣٩٤٢)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہمیں ثقیف کی تیر اندازی نے جلا دیا ہے لہٰذا آپ ﷺ اللہ سے ان کے خلاف بد دعاء فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! بنو ثقیف کو ہدایت دے۔''

٩٠٨٩۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيْفًا وَبَنِيْ حَنِيْفَةَ وَبَنِيْ أُمَيَّةَ . (رواه الترمذی: ٣٩٤٣)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو ان تین قبائل کو ناپسند کرتے تھے بنو ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ کو۔''

٩٠٩٠۔عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَرُّ قَبِيْلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُوْ تَغْلِبَ . (رواه أحمد:١٨٩٤٨)

''عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرب میں دو قبیلے بدتر ہیں: بنو نجران اور بنو ثعلبہ۔'' (احمد)

٩٠٩١۔عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا إِلٰى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَسَبُّوْهُ وَضَرَبُوْهُ فَجَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مرد کو قبائل عرب میں سے ایک قبیلے کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کو قید کیا اور اس کو مارا، پھر

(٩٠٨٨) ترمذی: ٣٩٤٣۔ ضعیف، البانی: ٨٣٠.

(٩٠٨٩) ترمذی: ٣٩٤٣۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٨٣١.

(٩٠٩٠) احمد: ١٨٩٤٨۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ١٦٧٣٢.

(٩٠٩١) مسلم: ٢٥٤٤۔ احمد: ١٩٢٧٢.

فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ أَنَّ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ مَاسَبُّوْكَ وَلَا ضَرَبُوْكَ . (رواه مسلم: ٢٥٤٤)

وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو اہل عمان کے پاس جاتا تو نہ وہ تجھے قید کرتے نہ مارے۔'' (مسلم)

٩٠٩٢ـعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَرْضًا يُقَالُ لَهَا عُمَّانُ يَنْضَحُ بِنَاحِيَتِهَا الْبَحْرُ بِهَا حَيٌّ مِنَ الْعَرَبِ لَوْ أَتَاهُمْ رَسُوْلِيْ مَارَمَوْهُ بِسَهْمٍ وَلَا حَجَرٍ . (رواه أحمد: ٣١٠)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''میں اس سرزمین کو جانتا ہوں جس کو عمان کہا جاتا ہے، اس کی ایک جانب سمندر ہے۔ اگر ان کے پاس میرا قاصد جائے تو نہ وہ اس کو تیر ماریں گے نہ پتھر ماریں گے۔'' (احمد)

٩٠٩٣ـعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ . (رواه الترمذی: ٣٩٣٦)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکومت قریش میں، عدلیہ انصار میں، اذان اہل حبش میں اور امانت بنواز د میں ہے۔'' (ترمذی)

٩٠٩٤ـزَادَ أَحْمَدُ:وَالسُّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ . (رواه أحمد:٨٥٤٣)

''احمد نے اضافہ کیا: ''اور جلد بازی یمن میں ہے۔''

٩٠٩٥ـعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ بَجِيْلَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اكْسُوا الْبَجَلِيِّيْنَ وَابْدَءُ وْا بِالْأَحْمَسِيِّيْنَ . (رواه أحمد:١٨٣٥٤)

''سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بجیلہ کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو بجلیین پہناؤ اور احمسیین سے ابتداء کرو۔''

٩٠٩٦ـعَنْ طَارِقٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ أَحْمَسَ وَوَفْدُ قَيْسٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْدَءُ وْا بِالْأَحْمَسِيِّيْنَ قَبْلَ

''طارق کی ایک روایت میں ہے کہ احمس کا اور قیس کا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: احمسیین سے شروع کرو قیسیین سے پہلے پھر آپ ﷺ نے بنو احمس

(٩٠٩٢) احمد: ٣١٠ـ ورجاله رجال الصحيح غير لمازة بن زيار وهو ثقة ابو يعلى كذلك هيثمی: ١٦٥٩٨.

(٩٠٩٣) ترمذی: ٣٩٣٦ـ صحيح، البانی: ٣٠٨٨.

(٩٠٩٤) احمد: ٨٥٤٣ـ ورجاله ثقات، ترمذی: ٣٩٣٨.

(٩٠٩٥) احمد: ١٨٣٥٤ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٦٥٧٥.

(٩٠٩٦) احمد: ١٨٣٥٥ـ طبرانی كبير ورجالهما رجال الصحيح، هيثمی: ١٦٥٧٦.

الْقَيْسِيِّيْنَ وَدَعَا لِأَحْمَسَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ أَحْمَسَ وَخَيْلِهَا وَرِجَالِهَا سَبْعَ مَرَّاتٍ . (لأحمد:١٨٣٥٥ ، والكبير)

کے لیے دعا فرمائی: اے اللہ! بنواحمس میں ان کے سواروں میں، ان کے پیادوں میں برکت ڈال دے۔ آپ نے سات بار یہ دعا فرمائی۔'' (احمد اور کبیر)

٩٠٩٧۔عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبْجَرَ: ذُكِرَتْ قَيْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ قَيْسًا ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ : تَرْحَمُ عَلٰى قَيْسٍ؟ قَالَ نَعَمْ ، إِنَّهٗ كَانَ عَلٰى دِيْنِ أَبِيْنَاإِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ، يَاقَيْسُ حَيَّ يُمْنًا ، يَايُمْنُ حَيَّ قَيْسًا ، اِنَّ قَيْسًا فُرْسَانُ اللّٰهِ فِيْ الْأَرْضِ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَيْسَ لِهٰذَا الدِّيْنِ نَاصِرٌ غَيْرُ قَيْسٍ إِنَّمَا قَيْسٌ بَيْضَةٌ فغلقت عنا أهل البيت ، إِنَّ قَيْسًا ضِرَاءُ اللّٰهِ ، يَعْنِي أَسَدَ اللّٰهِ . (للكبير: ١٨/ ٢٦٥ ، والأوسط)

''غالب بن ابجر سے مروی ہے کہ اس نے کہا: نبی ﷺ کے پاس قیس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے دعا کی: اللہ قیس پر رحمت کرے۔ کہا گیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ قیس پر رحمت کی دعا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! قیس ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ اے قیس! بابرکت زندہ رہو۔ اے خوش نصیبی! قیس کے ساتھ زندہ رہ۔ قیس زمین پر اللہ کے شیر ہیں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! لوگوں پر ایک وقت آئے گا جب اس دین کا حامی و ناصر قیس کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ قیس ایک رنڈا ہے جو اہل بیت سے لیا گیا ہے قیس اللہ کے شیر ہیں۔'' (الکبیر، الاوسط)

٩٠٩٨۔عَنْ سَلَمَةَ بْنِ سَعْدٍ:أَنَّهٗ وَفَدَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ هُوَجَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَوَلَدِهٖ ، فَاسْتَأْذَنُوْاعَلَيْهِ فَدَخَلُوْا فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟ فَقِيْلَ لَهٗ وَفْدُ عَنَزَةَ ، فَقَالَ بَخٍّ بَخٍّ نِعْمَ الْحَيَّ عَنَزَةُ ، مُبْغِيٌّ عَلَيْهِمْ مَنْصُوْرُوْنَ ، مَرْحَبًا بِقَوْمِ شُعَيْبٍ أُخْتَانِ مُوْسٰى ، سَلْ يَا سَلَمَةُ عَنْ حَاجَتِكَ؟ فَقَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَمَّا افْتَرَضْتَ عَلَيَّ فِيْ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ ، فَأَخْبَرَهٗ ، ثُمَّ جَلَسَ عِنْدَهٗ قَرِيْبًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَهٗ

''سیدنا سلمہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنے خاندان کی ایک جماعت اور اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کرکے آپ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کون لوگ ہو؟ پس عرض کیا گیا: عنزہ ہیں۔ فرمایا: بہت بہتر عنزہ اچھا خاندان ہے، یہ شعیب علیہ السلام اور ان دو بہنوں کی قوم ہیں جن سے موسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی۔ اے سلمہ! تو سوال کر تو انہوں نے کہا: میں سوال کرتا ہوں کہ ہمارے اونٹوں اور بکریوں پر زکوٰۃ کی کیا مقدار ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان کو زکوٰۃ کے احکام کی خبر

(٩٠٩٧) طبراني كبير: ١٨/ ٢٦٥۔ طبراني اوسط، ورجاله ثقات، هيثمي: ١٦٥٧٨.

(٩٠٩٨) طبراني كبير: ٦٣٦٤۔ بزار، باختصار عنه وقال اللهم رزق عنزة قوت لا سرف فيه، وفيه من لم اعرفهم، هيثمي: ١٦٥٩٠.

فِیْ اْلِانْصِرَافِ ، فَقَالَ انْصَرِفْ ، فَمَا عَدَاَ أَنْ قَامَ لِيَنْصَرِفَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْ عَنَزَةُ قُوْتًا لَاسَرَفَ فِيْهِ. (للكبير: ٦٣٦٤، والبزار بخفى)

دی۔ پھر اس کو قریب بٹھایا اور پھر اس نے واپس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ۔ جب وہ واپسی کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے دعا کی۔ یا اللہ! عنزہ کو رزق عطاء کر جس میں اصراف نہ ہو۔'' (الکبیر، البزار)

٩٠٩٩ـعَنِ الْغَضْبَانِ بْنِ حَنْظَلَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَنْظَلَةَ بْنَ نُعَيْمٍ وَفَدَ إِلٰى عُمَرَ فَكَانَ عُمَرُ إِذَا مَرَّ بِهٖ إِنْسَانٌ مِنَ الْوَفْدِ سَأَلَهُ مِمَّنْ هُوَ حَتّٰى مَرَّ بِهٖ أَبِيْ فَسَأَلَهُ مِمَّنْ أَنْتَ فَقَالَ مِنْ عَنَزَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حَيٌّ مِنْ هَاهُنَا مَبْغِيٌّ عَلَيْهِمْ مَنْصُوْرُوْنَ. (رواه أحمد: ١٤٢، والموصلی والبزار والأوسط)

''غضبان بن حنظلہ سے مروی ہے کہ اس کا باپ حنظلہ بن نعیم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف گیا۔ آپ کے پاس وفد کا کوئی انسان گزرتا تو اس سے سوال کرتے کہ تو کس سے ہے؟ اس نے کہا: میں عنزہ سے ہوں تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس طرف ایک قوم ہے۔ میری تلاش کرنے والے ان میں مدد کیے جائیں گے۔'' (الموصلی، البزار، الاوسط، احمد)

٩١٠٠ـعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهَ: خَيْرُأَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدِالْقَيْسِ. (للأوسط وللكبير: ١٢٩٧٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اہل مشرق میں سے عبدالقیس بہترین قوم ہیں۔'' (الاوسط)

٩١٠١ـعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ: أَنَا حَجِيْجُ مَنْ ظَلَمَ عَبْدَالْقَيْسِ. (رواه البزار: ٢٨٢٢، والكبير بخفى)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبدالقیس پر جو ظلم کرے گا میں ان کی حمایت کروں گا۔'' (البزار، الکبیر، سند مخفی)

٩١٠٢ـعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوا لِهٰذَاالْحَيِّ مِنَ النَّخَعِ أَوْ قَالَ يُثْنِيَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ رَجُلٌ مِنْهُمْ. (لأحمد: ٣٨١٦، والبزار والكبير)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اس خاندان نخع کے لیے دعائیں مانگیں۔ یا کہا: آپ ﷺ ان کی خوبیاں بیان کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں ان میں سے ایک فرد ہوتا۔''

(٩٠٩٩) احمد: ١٤٢ـ موصلی، بزار طبرانی اوسط، الا انه قال عن الغضبان بن حنظلة، ان اباه وفد الی عمرو لم یذکر حنظلة واحد اسنادی ابی یعلی رجاله ثقات کلهم، هیثمی: ١٦٥٩١.

(٩١٠٠) طبرانی اوسط، طبرانی کبیر: ١٢٩٧٠ـ وفیه وهب بن یحی بن زمام ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١٦٥٧٩.

(٩١٠١) بزار: ٢٨٢٢ـ طبرانی کبیر وفیه من لم اعرفهم: ١٦٥٨٢.

(٩١٠٢) احمد: ٣٨١٦ـ بزار، طبرانی کبیر، هیثمی: ١٦٥٩٥ـ ورجال احمد ثقات.

٩١٠٣ـعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ :إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فَالْعَدْلُ فِيْ مُضَرَ. (للكبير: ١١٤١٨ بلين)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: لوگ جب اختلاف کا شکار ہوں گے تو عدل مضر میں ہوگا۔''

٩١٠٤ـعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاسَلْمَانُ لَاتَبْغَضَنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَبْغَضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تَبْغَضُ الْعَرَبَ فَتَبْغَضُنِيْ. (رواه الترمذى:٣٩٢٧)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے فرمایا: اے سلمان! میرے ساتھ بغض نہ رکھنا ورنہ تو دین سے جدا ہوجائے گا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ سے بغض کیسا؟ آپ پر میں ایمان لایا ہوں۔ آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر عربوں سے بغض رکھو گے تو وہ میرے ساتھ بغض ہوگا۔''

٩١٠٥ـعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ. (رواه الترمذى: ٣٩٢٨)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عربوں سے کینہ رکھا وہ میری شفاعت نہیں پا سکے گا اور اسے میری محبت بھی حاصل نہ ہوگی۔''

٩١٠٦ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَتِ الْأَعَاجِمُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَانَا بِهِمْ أَوْ بِبَعْضِهِمْ أَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ أَوْ بِبَعْضِكُمْ. (رواه الترمذى: ٣٩٣٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عجمی اقوام کا تذکرہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے یا تمہارے بعض سے ان پر یا ان میں سے بعض پر زیادہ وثوق واعتماد کرتا ہوں۔'' (ترمذی)

٩١٠٧ـقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ الْقُرَشِيُّ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرُّوْمُ أَكْثَرُ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو أَبْصِرْ مَا تَقُوْلُ قَالَ أَقُوْلُ مَاسَمِعْتُ

''سیدنا المستورد القرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت قائم ہوگی تو اہل روم کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ پس عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: مستورد دیکھ تو سہی تو کیا بیان کر رہا ہے؟ انہوں نے کہا:

(٩١٠٣) طبرانى كبير: ١١٤١٨ـ من طريق عبدالله بن المؤمل، عن المثنى بن الصباح كلاهما ضعيف وقد وثقا، هيثمى: ١٦٥٩٥.

(٩١٠٤) ترمذى: ٣٩٢٧ـ ضعيف، البانى: ٨٢٣.

(٩١٠٥) ترمذى: ٣٩٢٨ـ موضوع، البانى: ٨٢٤ـ احمد: ٢٧٢٠٠.

(٩١٠٦) ترمذى: ٣٩٣٢ـ ضعيف، البانى: ٨٢٧.

(٩١٠٧) مسلم: ٢٨٩٨ـ احمد: ١٧٥٦١.

مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ إِنَّ فِيْهِمْ لَخِصَالًا أَرْبَعًا إِنَّهُمْ لَأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَأَسْرَعُهُمْ إِفَاقَةٍ بَعْدَ مُصِيْبَةٍ وَأَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ وَخَيْرُهُمْ لِمِسْكِيْنٍ وَيَتِيْمٍ وَضَعِيْفٍ وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيْلَةٌ وَأَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوْكِ. (رواه مسلم:۲۸۹۸)

میں وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو یہ روایت بیان کرتا ہے تو ان لوگوں میں چار خصلتیں بھی بہت عمدہ ہیں۔ وہ فتنے کے وقت بڑے متحمل مزاج ہوتے ہیں، مصیبت کے بعد جلدی اپنی حالت سدھارتے ہیں، فرار ہونے کے بعد جلدی دوبارہ حملہ آور ہوتے ہیں اور یتیم اور مساکین کے لیے بہت بہتر سلوک کرنے والے اور ان میں عمدہ خصلت یہ ہے کہ وہ بادشاہ کے ظلم کو روکتے ہیں۔'' (مسلم)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خلافت قریش میں رہے گی۔

۲۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے نبی اکرم ﷺ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا، یہ اس پر واضح دلالت ہے کہ انصار اس کے ماہر تھے۔

رسول اکرم ﷺ کے مؤذنوں میں سے سب کے مؤذن اعلیٰ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے وہ حبشی تھے۔

از دشنوءہ ایک قبیلہ ہے جو کہ یمن سے تعلق رکھتا ہے، یہ لوگ نرم دل تھے اور اہل امن وایمان تھے اس لیے ان کی تعریف فرمائی۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۶۸۰)

فَضَائِلُ جَمَاعَةٍ مِنْ غَيْرِ الصَّحَابَةِ

غیر صحابہ سے ایک جماعت کے فضائل کا بیان

۹۱۰۸۔ عَنْ أُسَيْرِبْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتٰى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى أُوَيْسٍ فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ

''سیدنا اسیر بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کی امداد آئی تو آپ نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے درمیان اویس رضی اللہ عنہ بن عامر ہے؟ پھر اویس آئے تو ان کو کہا: کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! کہا: مراد قبیلے سے پھر قرن سے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کہا: تجھے برص کی بیماری تھی پھر تو اس سے شفا پا گیا اور درہم کے برابر نشان باقی رہا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! کہا: تیری والدہ ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا

(۹۱۰۸) مسلم: ۲۵۴۲۔ دارمی: ۴۳۹۔ احمد: ۲۶۸.

أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ أَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ الْكُوْفَةَ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلٰى عَامِلِهَاقَالَ أَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهٗ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلِ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ فَأَتٰى أُوَيْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ لَقِيْتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أُسَيْرٌ وَكَسَوْتُهٗ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ. (رواه مسلم:٢٥٤٢)

ہے تمہارے پاس مراد قبیلے کا قرن سے اویس بن عامر نامی آدمی اہل یمن کی امداد کے ساتھ آئے گا، اس کو برص کی بیماری ہوگی پھر وہ شفا یاب ہوگا، پھر درہم برابر نشان باقی رہے گا۔ اس کی والدہ ہوگی۔ وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوگا۔ وہ اگر اللہ کو قسم دے کر سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو پوری کر دے گا، پس تو اگر اپنے لیے دعائے مغفرت کرا سکے تو ضرور کرا لینا، چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میرے لیے بخشش کی دعا کر تو انہوں نے بخشش کی دعا مانگی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: کوفہ کا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا وہاں کے گورنر کو آپ کے لیے حکم نامہ لکھ دوں؟ تو انہوں نے کہا: اگر میں خاک آلود لوگوں میں رہوں تو وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ جب اگلا سال آیا تو ان کے ایک شریف آدمی نے حج کیا اور وہ اتفاقاً عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے اویس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا: میں نے انہیں کچے مکان میں تھوڑے سے سامان میں چھوڑا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تمہارے پاس یمن کی امداد کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا، پھر پوری حدیث بیان کی تو وہ شخص واپس آیا اور اویس سے ملاقات کی اور کہا: میرے لیے بخشش مانگیے۔ اویس نے کہا: تو نئے اور نیک سفر سے لوٹا ہے تو میرے لیے بخشش مانگ اویس نے کہا: تیری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! پس اس کے لیے بخشش مانگی۔ جب لوگوں میں شہرت ہوئی تو اویس جہاں جانا تھا چلا گیا۔ اسیر نے کہا: میں نے ان کو ایک چادر پہنا دی تو اویس کو جب کوئی انسان نظر آتا تو وہ انسان کہتا: اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں اویس قرنی رحمہ اللہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ وہ سب سے بہتر تابعی تھے۔ سادگی، عزلت

اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

اس میں رسول اکرم ﷺ کا معجزہ بھی بیان ہوا ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پیشینگوئی فرمائی اور وہ پوری ہوئی، اس میں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیک آدمی سے دعا کرانا جائز ہے، اگر چہ طالب دعا خود اس آدمی سے بہتر اور افضل ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے باوجود تابعی سے دعا کرواتے ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ والدہ کی خدمت کرنا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے افضل اعمال میں سے ہے۔

نیک اور اچھے سفر کی فضیلت اور ایسے سفر سے لوٹنے والے سے دعا کرانا مستحب ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تواضع اور حرص خیر کا بیان بھی ہے کہ انہوں نے خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود حضرت اویس سے مغفرت کے لیے دعا کی درخواست کی۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل خیر کے متعلق بتایا کہ ان سے ملاقات کریں اور ان سے دعا کروائیں۔

اور یہ بھی ثابت ہوا انسان کی قدر و قیمت اس کے اعمال اور ایمان وتقویٰ کی وجہ سے ہے، ظاہری حالت سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کے باطن کو دیکھتا ہے ظاہر کو نہیں۔ اس کے نزدیک معزز وہ ہے جو متقی ہے اگر چہ ظاہری ٹھاٹھ نہ بھی ہو۔

یہ جو مشہور ہے کہ اویس قرنی رحمہ اللہ نے اپنے دانت توڑ لیے تھے، یہ ایک جھوٹی داستان ہے اس کی عقل وشرع تردید کرتی ہے۔ (بهجة الناظرين: ۱/ ۳۴۳ مترجم)

۹۱۰۹۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ . (رواه أبوداؤد:۲۵۲۳)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب نجاشی فوت ہوا تو ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ نور چمکتا رہا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے مگر علامہ منذری رحمہ اللہ نے خاموشی اختیار کی ہے جو کہ ان کے نزدیک ضعیف نہ ہونے کی علامت ہے۔ اس میں راوی سلمہ بن فضل ہیں، ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور ابن سعد نے بھی اسے ثقہ کہا ہے، بخاری اور نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ محمد احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں، جنہوں نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے ان کے پاس حجت نہیں۔ (تنقیح الرواۃ: ۳/ ۱۹۱) زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ (تحقیق ابوداؤد: ۳/۳/ ۷۳)

علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ممکن ہے نجاشی رضی اللہ عنہ شہادت کی صورتوں میں سے کسی صورت میں فوت ہوئے تھے۔

(۹۱۰۹) ابوداؤد: ۲۵۲۳۔ ضعیف، البانی: ۵۴۲.

اور یہ ضروری نہیں کہ ہر شہید کی قبر کے پاس نور ہو، کسی کی قبر کے پاس ہوسکتا ہے اور کسی کی قبر کے پاس نہیں بھی ہو سکتا۔ (عون المعبود: ۲/۳۲۲)

۹۱۱۰۔عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ . (رواه البخاري:٥٤٩٩)

''سالم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ زید بن عمرو بن نفیل کو نشیبی علاقے میں ملے۔ یہ واقعہ آپ ﷺ پر وحی آنے سے پہلے کا ہے تو نبی ﷺ نے اس پر دستر خوان پیش کیا اور اس میں گوشت بھی تھا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا، پھر زید نے کہا: میں اس میں سے نہیں کھاتا جس پر حیوان کو تم بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے ہو۔ میں تو وہی کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔''

۹۱۱۱۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُوْدِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ لَعَلِّيْ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِيْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنّٰى أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن عمرو رضی اللہ عنہ شام گیا، وہ دین کی تلاش میں نکلا تھا۔ وہ ایک یہودی عالم سے ملا اور اس سے دین پوچھا۔اس نے کہا: تو ہمارے دین میں نہیں داخل ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے حصے کا اللہ کا غضب حاصل کر لے۔ زید نے کہا کہ میں تو اللہ کے غضب سے بھاگ کر آیا ہوں اور اللہ کا غضب کبھی نہیں اٹھاؤں گا اور نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا اس دین کے علاوہ دوسرا دین بتا سکتا ہے؟ اس نے کہا: حنیف کے سوا کوئی دوسرا دین مجھے معلوم نہیں ہے۔ زید نے کہا: حنیف کیا چیز ہے؟ تو اس نے کہا: وہ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے اور صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ زید اس کے پاس سے نکلا تو ایک عیسائی عالم سے ملا۔ اس نے بھی وہی کہا اور کہا تو ہمارے دین میں داخل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اللہ کی لعنت کا حصہ تجھے نہ پہنچے۔ اس نے کہا: میں تو اللہ کی لعنت سے

(۹۱۱۰) بخاری: ٥٤٩٩۔ احمد: ٥٥٩٩.

(۹۱۱۱) بخاری: ۳۸۲۸۔ احمد: ٥٥٩.

دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهٖ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنّٰي أَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَاأَعْلَمُهٗ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَأٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

بھاگ کر آیا ہوں اور میں اللہ کی لعنت برداشت کر سکتا نہ اللہ کا غضب لے سکتا ہوں۔ مجھے اس کی طاقت ہی نہیں ہے کیا کوئی دوسرا دین تو بتا سکتا ہے؟ اس نے کہا: دین حنیف ہی ہوسکتا ہے اس نے کہا: حنیف کیا ہے؟ اس نے کہا: ابرہیم علیہ السلام خلیل اللہ کا دین ہے۔ نہ وہ یہودی تھے نہ وہ نصرانی تھے اور وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ زید نے جب ان سے ابراہیم علیہ السلام کا نام سنا تو باہر نکل کر ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی: یا اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔“

٩١١٢۔عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَامِنْكُمْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْءُوْدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهٗ لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيْكَهَا مَئُوْنَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيْهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَئُوْنَتَهَا. (هما للبخاري: ٣٨٢٨)

”سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو کو دیکھا وہ کعبہ کی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہوا تھا اور کہتا: اے قریش کی جماعت! اللہ کی قسم میرے بغیر تم میں سے دین ابراہیم پر کوئی نہیں ہے۔ وہ زندہ درگور لڑکیوں کو موت کے منہ بچاتا اور پالتا تھا۔ جب کوئی اپنی بیٹی کو قتل کرنے لگتا تو یہ کہتا تھا: اس کو قتل نہ کر اور اگر تو چاہے تو اس کی کفالت میں کروں گا اور وہ اس سے بچی کو لے لیتا۔ جب بچی جوان ہوتی تو اس کے باپ کو کہتا: اگر تو چاہے تو میں بچی کو تجھے واپس کر دیتا ہوں ورنہ اس کا داج کاج میں خود ہی کر دوں گا۔“ (دونوں صحیح بخاری میں ہیں)

شرح: ...... یہاں معمولی وضاحت کی ضرورت ہے کہ ایک حدیث کے حصہ میں ہے کہ زید کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کا دسترخوان پیش کیا۔ ایک میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ دسترخوان پیش کیا گیا۔

اس اختلاف کو یوں درست کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے جو بت پرست تھے، یہ دسترخوان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دسترخوان حضرت زید کے سامنے پیش کیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان بت پرستوں کو مخاطب کیا اور نذر غیر اللہ ہونے کی وجہ سے اسے کھانے سے انکار کر دیا۔ (فتح الباری: ٩/ ٦٣٠)

زید بن عمرو بن نفیل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے تھے، یہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو کہ عشرہ مبشرہ

(٩١١٢) بخاري: ٣٨٢٨۔ احمد: ٥٥٩.

میں سے تھے، ان کے والد ہیں۔ انہوں نے توحید کو گلے لگایا، بتوں سے دامن چھڑایا اور شرک کی آلودگی سے خود کو بچایا تھا۔ لیکن یہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے اعلان سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ عدی بن کعب کہتے ہیں: مجھ سے زید نے مخاطب ہو کر کہا: میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام جس اللہ واحد کی پرستش کرتے تھے میں ان کی ملت کا پیروکار ہوں، وہ اس قبلے کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، میں بھی وہی کرتا ہوں اور میں اس کا منتظر ہوں کہ بنو اسماعیل سے ایک نبی آنے والا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے میں اسے پا نہ سکوں گا، لیکن میں ابھی پیشگی ان پر ایمان لاتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں اگر تو زندہ رہا تو اس کو میرا اسلام کہنا۔

عامر کہتے ہیں: جب میں اسلام لایا تو نبی اکرم ﷺ کو میں نے یہ بات بتائی تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور دعائے رحمت فرمائی اور فرمایا: میں نے انہیں جنت میں دیکھا ہے۔ وہ اپنا دامن زمین پر گھسیٹتے جا رہے ہیں تو ان میں توحید اور زندہ درگور ہونے والی بچیوں پر ترس کھانے کی وجہ سے اتنا بلند مقام پانے کی صلاحیت پیدا ہوئی، عرب جاہلیت میں بھوک اور عار کی وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، اس دست ظلم کو انہوں نے پکڑ کر توڑ دیا۔

نبی ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا: میرے اور ان کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اس کے بعد وقفہ رہا ہے اس میں یہ ہوئے ہیں۔ لہٰذا روزِ قیامت یہ تنہا ہی امت کی صورت میں اٹھیں گے۔ (فتح الباری: ۷/۱۴۳)

ایک سوال ہو سکتا ہے کہ وہ بتوں والا کھانا نہ کھانے میں نبی ﷺ کو مقدم ہونا چاہیے تھا مگر یہاں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا انکار پہلے ثابت ہو رہا ہے، تو اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ بھی تو ثابت نہیں کہ نبی ﷺ نے کھایا تھا۔ بالفرض اگر کہیں بھی کہ آپ نے کھایا ہے تو ابھی اس بارے میں نبوت کا اعلان نہ تھا۔ یہ چیز نہ تو حلال میں آتی تھی نہ حرام میں، اس لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جو کیا یا کہا یہ ان کا اجتہاد تھا جو انہوں نے اہل کتاب کی کتابوں میں پڑھا تھا، اس لیے کھانے سے انکار کر دیا اور نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔

۹۱۱۳۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ

"سعید بن المسیب سے مروی ہے، وہ اپنے باپ مسیّب سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے۔ وہاں ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ کو موجود پایا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! کہہ دے لا الٰہ الا اللہ۔ اس کلمے کی وجہ سے میں تیرے لیے اللہ کے پاس جھگڑا کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: کیا تو عبد المطلب کے دین کو ناپسند کرتا ہے؟ پس

(۹۱۱۳) مسلم: ۲٤۔ بخاری: ٤۷۷۲۔ نسائی: ۲۰۳۵۔ احمد: ۲۳۱٦۲.

عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدُ لَهٗ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ طَالِبٍ آخِرَ مَاكَلَّمَهُمْ هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَقُوْلَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴿إِنَّكَ لَاتَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾. (رواه مسلم:٢٤)

نبی ﷺ اس پر کلمہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں اپنا مقالہ دہراتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اور اس نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کردیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں تیرے لیے مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہ کیا گیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ”نہیں ہے جائز نبی ﷺ اور مومنوں کے لیے کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں......“ اور یہ آیت نازل ہوئی: ”تو ہدایت نہیں دیتا اس شخص کو جس کو تو پسند کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو جانتا ہے۔“ (شیخین اور نسائی)

٩١١٤۔عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهٗ. (رواه مسلم:٢١٠)

”سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ میری شفاعت قیامت کے دن ابو طالب کے کام آئے۔ اس کو تھوڑی آگ میں رکھا گیا ہے جو ٹخنوں تک پہنچتی ہے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔“

٩١١٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ. (رواه مسلم:٢١٢)

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ کا سب سے آسان عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔“ (صحیح مسلم)

(٩١١٤) مسلم: ٢١٠۔ بخاري: ٣٨٨٥۔ احمد: ١١٠٧٨.

(٩١١٥) مسلم: ٢١٢۔ احمد: ٢٦٣١.

شرح: ...... ابو طالب کو وفات حاضر ہونے کا مطلب ہے کہ علامات وفات نمودار ہوئی تھیں، کیونکہ جب موت نظر سے دیکھ لیں تو پھر ایمان کے مفید ہونے کا وقت نہیں رہتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے خصوصی شرف بخشتے ہوئے جس وقت ایمان کام نہیں آتا پھر بھی کلمہ پڑھنے کا کہا ہو، اس میں خصوصیت تھی۔

استغفار کی ممانعت کے سبب دو تھے، ایک یہ چچا والا واقعہ دوسرا والدہ والا واقعہ۔ آپ ﷺ نے استغفار کی اجازت چاہی وہ نہ ملی اور زیارت کی اجازت طلب کی تو وہ مل گئی اور قبر پر آپ بہت روئے۔ لہٰذا یہ آیت ایک ہے، ان دونوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے کبھی بھلائی نہ کی ہو جب اس کا خاتمہ زندگی کی امید ختم ہونے سے پہلے پہلے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت سے ہوتو اس پر احکام اسلامی جاری ہوں گے اور اسے مسلمان قرار دیا جائے گا۔ اگر موت کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہوتو تب شہادت قبول نہ ہوگی۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۰۸)

ابو طالب کا نام عبد مناف تھا، بعض رافضی سورت آل عمران کی آیت میں جو آل عمران آیا ہے کہ اللہ نے اسے منتخب کیا، اس سے مراد آل ابو طالب لیتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی تردید کی ہے کہ ابو طالب کا نام عمران نہ تھا، یہ جھوٹ ہے۔ ان کا نام عبد مناف تھا، یہ رسول اکرم ﷺ کے والد جناب عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت ابو طالب سے ہی کہا تھا کہ اس بچے کی کفالت کرنا کیونکہ یہ حقیقی چچا تھے۔ یہ نبی ﷺ کی نصرت وحمایت میں رہے۔ گھاٹی سے نکلنے کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ یہ ۱۰ نبوت کا واقعہ ہے، یہ نبی ﷺ کا مکمل دفاع کرتے تھے تاہم اپنے آبائی دین پر مقیم رہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو طالب کے اسلام لانے والی جتنی روایات بھی بیان کی جاتی ہیں ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں، سب کمزور ہیں۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قریبی رشتہ خواہ مشرک ہو اس سے ملاقات کرنا اور اس کی عیادت کرنا جائز ہے اور اگرچہ شدت مرض ہی ہو، اس میں کی ہوئی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے، ہاں! اگر جان ہنسلی تک پہنچ جائے تو پھر نہیں قبول ہوتی۔ اور حق کی شہادت عذاب سے نجات دلاتی ہے کیونکہ اسلام پہلے کفر کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔ نیز کفار کے عذاب میں بھی فرق ہے، کسی کو کم کسی کو سخت ہوگا۔ اور نبی ﷺ نے چچا سے یہ کہا تھا: لا الٰہ الا اللہ پڑھو محمد رسول اللہ نہیں کہا۔ ایک تو یہ وجہ ہے کہ چچا کو لا الٰہ الا اللہ سے انکار تھا، آپ کی وہ تصدیق کرتا تھا۔ یا پھر یہ کہنا پورے کلمہ پر بمع رسالت دلالت کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۹۶)

۹۱۱۶۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةٍ يُوْشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: قریب ہے کہ لوگ اونٹوں کے جگر خشک کر ڈالیں گے، علم

(۹۱۱۶) ترمذی: ۲۶۸۰۔ ضعیف، البانی: ۵۰۲۔ احمد: ۷۹۲۰.

فَلا يَجِدُوْنَ أَحَدًا أَعْلَمُ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذَا سُئِلَ مَنْ عَالِمُ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ . (رواه الترمذی:٢٦٨٠)

کی تلاش میں اور مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کسی کو زیادہ ذی علم نہیں پائیں گے ۔عبد الرزاق نے کہا: وہ مالک بن انس ہیں اور ابن عیینہ نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مالک بن انس ہیں۔''

شرح: ......اُس زمانہ میں مدینہ کے عالم سے بڑھ کر اور کوئی عالم نہ تھا، جبکہ ان کے بعد بڑے بڑے کبار علمائے کرام ہوئے ہیں۔(جائزۃ الاحوذی:۴/۲۲)

٩١١٧ـعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَاءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيَسْتَطِيْعُ هٰؤُلَاءِ الشَّبَابُ أَنْ يَقْرَءُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضُهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُوْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهِ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ آيَةً مِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ أَحْسَنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهُ. (رواه البخاری:٤٣٩١)

''علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ خباب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا یہ لوگ تیری طرح تلاوت کرسکتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو ان میں سے کسی کو حکم دو تا کہ وہ تمہیں سنائے۔اس نے کہا: جی ہاں! پھر کہا: اے علقمہ! تم پڑھو، تو میں نے سورت مریم کی پچاس آیات تلاوت کیں۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا :تم نے کیا دیکھا ؟انہوں نے کہا: بہت بہتر ہے تو عبداللہ نے کہا: جو میں پڑھتا ہوں یہ بھی پڑھتا ہے۔''

٩١١٨ـعَنْ أَبِيْ جَعْفَرَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ :أَتَانِيْ جَابِرٌ وَأَنَا فِيْ الْكِتَابِ فَقَالَ اِكْشِفْ عَنْ بَطْنِكَ ، فَكَشَفْتُ عَنْ بَطْنِيْ فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ قَالَ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ۔ . (للأوسط بضعف)

''ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے پاس جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور میں لکھنے میں مصروف تھا۔ انہوں نے کہا: اپنا پیٹ ننگا کرو تو میں نے اپنا پیٹ ننگا کیا تو اس نے بھوسہ دیا اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں تجھے سلام پہنچاؤں۔'' (اوسط، سند ضعیف)

(٩١١٧) بخاری: ٤٣٩١ـ احمد: ٤٠١٥.

(٩١١٨) طبرانی اوسط، وفیہ المفضل بن صالح وھو ضعیف، ھیثمی: ١٦٤٣٩.

٩١١٩ـعَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: كَانَ الشَّعْبِيُّ يُحَدِّثُ بِالْمَغَازِيْ ، فَمَرَّ ابْنُ عُمَرَ فَسَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ بِهَا، فَقَالَ: لَهُوَ أَحْفَظُ لَهَا مِنِّيْ ، وَإِنْ كُنْتُ قَدْ شَهِدْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ . (للكبير)

''عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ شعبی غزوات کا تذکرہ کر رہے تھے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قریب سے گذر ہوا تو انہوں نے بھی سنا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو میرے سے زیادہ یاد رکھتا ہے باوجود یہ کہ میں خود نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر بھی تھا۔'' (الکبیر)

شرح:...... اس میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی یہ خوبی بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں اپنی مانند قراءت والے قرار دے رہے ہیں۔ اور اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا شرف اور تعلیم ونصیحت میں اچھے طریقے کا بیان بھی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بعض احکام خفیہ رہتے تھے، جب انہیں اس کا پتہ چلتا تو فوراً رجوع کرتے تھے اور حق قبول کر لیتے تھے۔ شاید حضرت خباب رضی اللہ عنہ سونے کی انگوٹھی پہننے کو تنزیہی طور پر منع سمجھتے تھے، جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تحریم سے آگاہ کیا تو فوراً رک گئے۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۰۱)

فَضَائِلُ أَمَاكِنَ مُتَعَدِّدَةٍ مِّنَ الْأَرْضِ وَمَاوَرَدَ ذِمُّهُ

زمین کے بعض مقامات کے فضائل یا ذمہ میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں

٩١٢٠ـعَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرَ ، رَفَعَهُ: أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ مِنْ أُمَّتِيْ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَأَهْلُ الطَّائِفِ . (رواه البزار:٣٤٧٠ والأوسط بخفي)

عبد الملک بن عباد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا پہلا شخص جس کی میں سفارش کروں گا وہ مدینہ، مکہ اور طائف کا رہنے والا ہوگا۔'' (مسند البزار، الاوسط، سند مخفی ہے)

٩١٢١ـعَنْ مَيْمُوْنَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَفْتِنَا فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَقَالَ ائْتُوْهُ فَصَلُّوْا فِيْهِ وَكَانَتِ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا فَإِنْ لَمْ تَأْتُوْهُ وَتُصَلُّوْا فِيْهِ فَابْعَثُوْا بِزَيْتٍ يُسْرَجُ فِيْ قَنَادِيْلِهِ . (رواه أبوداوٗد:٤٥٧)

''رسول اللہ ﷺ کی خادمہ میمونہ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں جاؤ اور نماز پڑھو اور اس دور میں وہ ملک دار الحرب تھا۔ اگر تم جا کر خود وہاں نماز نہ پڑھو تو تیل بھیجو، وہ اس کی مشعلوں چراغوں میں جلایا جائے۔'' (سنن ابوداود)

(٩١١٩) طبرانی کبیر ورجاله ثقات، هیثمی: ١٦٤٤٢.

(٩١٢٠) بزار: ٣٤٧٠ـ طبرانی اوسط، طبرانی کبیر، وفیه من لم اعرفهم وقد تقدم اخراج اهل الکفر من جزیرة العرب فی کتاب الجهاد، هیثمی: ١٦٦١٢.

(٩١٢١) ابوداؤد: ٤٥٧ـ ضعیف، البانی، احمد: ٢٧٠٧٩.

٩١٢٢ـعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ ﷺ لَمَّا بَنٰي بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خِلاَلًا ثَلَاثَةً سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهٗ فَأُوْتِيَهٗ وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ فَأُوْتِيَهٗ وَسَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لَا يَأْتِيَهٗ أَحَدٌ لَايَنْهَزُهٗ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيْهِ أَنْ يُخْرِجَهٗ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ. (رواه النسائی:٦٩٣)

''ابن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے جب بیت المقدس کی تعمیر کی تو تین چیزوں کا سوال کیا: ایک یہ کہ یا اللہ! مجھے وہ فیصلہ کرنے کی توفیق دے جو تیرے فیصلے کے مطابق ہو تو اس کی یہ دعا قبول کی گئی۔ اور یہ سوال کیا کہ مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ ہو۔ تو یہ دعا بھی قبول کی گئی اور جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوا تو دعا کی: یااللہ! جو اس مسجد کو آئے اور اس کا نماز کے علاوہ کوئی ارادہ نہ ہو تو وہ مسجد سے نکلنے سے پہلے گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا۔'' (نسائی)

٩١٢٣ـعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهٗ: مَنْ مَاتَ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَكَأَنَّمَا مَاتَ فِيْ السَّمَآءِ. (رواه البزار: بضعف)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جو بیت المقدس میں فوت ہوا وہ ایسا ہے جو آسمان میں فوت ہوا۔'' (بزار سند صحیح)

شرح: ...... ان میں مسجد اقصیٰ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے اجتہاد کی درستی اور ثواب کا بھی ذکر ہے اور لوگوں کے جھگڑوں کے درمیان ان کے فیصلہ کے ملکہ کا بیان ہے اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نماز کی نیت سے جانے سے گناہوں کی صفائی ہو جاتی ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ١/٨٠)

٩١٢٤ـعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَيَرْجِعُ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ

''عمرو بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک دین حجاز کی طرف لوٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں لوٹ کر آجاتا ہے اور دین حجاز میں آ کر اس طرح بند ہوجائے گا جیسے پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر مقید ہوجاتا ہے بے شک دین غریبوں میں ظاہر ہوا ہے اور پھر غریبوں میں لوٹ جائے گا۔ پس غریبوں کے لیے خوشخبری ہے کہ

(٩١٢٢) نسائی: ٦٩٣ـ صحيح، البانی: ٦٦٩ـ احمد: ٢٧٧٦٢.

(٩١٢٣) بزار وفيه يوسف بن عطية البصری وهو ضعيف، هيثمی: ٣٨٩٢.

(٩١٢٤) ترمذی: ٢٦٣٠ـ ضعيف جدا: ٤٩٢.

النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ. (رواه الترمذي:٢٦٣٠)

وہ میری سنت کی اصلاح کریں گے جو لوگوں نے میرے بعد بگاڑ دی ہوگی۔'' (سنن ترمذی)

٩١٢٥ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيُعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِيْ جُحْرِهَا. (رواه مسلم:١٤٦)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام غریبوں میں ظاہر ہوا اور اسی طرح غریبوں میں لوٹ جائے گا جیسا ظاہر ہوا ہے وہ دو مسجدوں کے درمیان اس طرح لوٹ آئے گا۔ جس طرح سانپ اپنے سوراخ میں لوٹ آتا ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......اسلام کی ابتداء قلت سے ہوئی اصل میں غریب کا معنی ہے جو وطن سے دور ہو، یہاں مطلب ہے کہ اسلام کی ابتداء افراد سے ہوئی پھر یہ پھیلا اور نمودار ہوا، آخر زمانہ میں پھر نقص پذیر ہوگا، پھر افراد میں رہ جائے گا تو جو اس غربت اسلام کے وقت جو اسے اپنائیں گے ان کے لیے طوبیٰ ہے، ہمیشہ کی بھلائی، یا جنت کا درخت ہے اور مبارک باد ہے۔ یہ غرباء وطن سے دور والے مراد نہیں۔

اور یہ دین حجاز میں آ جائے گا، مکہ و مدینہ اور گرد و نواح کے علاقوں میں پناہ گزیں ہوگا، مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان اپنا ایمان بچانے کے لیے مدینہ کے علاقے کی طرف بھاگیں گے۔

آخر زمانہ میں فتنہ گریاں ہوں گی، کفر کا غلبہ ہوگا۔ ستم کیش اہل اسلام کے علاقوں پر غالب آ جائیں گے تو یہ اسلام جیسے مدینہ سے دنیا میں پھیلا تھا، وہیں لوٹ جائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۲۰۴)

٩١٢٦ـعَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عَشْرَةِ أَبْيَاتٍ بِالشَّامِ قَالَ مَالِكٌ يُرِيْدُ لِطُوْلِ الْأَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ وَلِشِدَّةِ الْوَبَاءِ بِالشَّامِ. (رواه مالك وَقَالَ: يُرِيْدُ لِطُوْلِ الْأَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ وَلِشِدَّةِ الْوَبَآءِ بِالشَّامِ)

''امام مالک بن انس سے روایت ہے، انہیں خبر پہنچی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: مقام رکبہ میں ایک گھر ہو تو وہ مجھے شام کے دس مکانات سے زیادہ پسند ہے۔ روایت کیا اس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا: مراد طویل عمر زندہ رہنا اور شدید وبائی امراض پڑنا جو شام کے ساتھ مخصوص ہے۔''

٩١٢٧ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَادِي عُسْفَانَ حِيْنَ حَجَّ قَالَ

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: حج کے موقع پر وادی عسفان سے نبی ﷺ گزرے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ

(٩١٢٥) مسلم: ١٤٦. (٩١٢٦) مؤطا امام مالك.

(٩١٢٧) احمد: ٢٠٦٨ـ وفيه زمعة بن صالح وفيه كلام وقد وثق، هيثمى: ٥٣٤٧.

يَاأَبَابَكْرٍ أَيُّ وَادٍ هٰذَا قَالَ وَادِيْ عُسْفَانَ قَالَ لَقَدْ مَرَّ بِهٖ هُوْدٌ وَصَالِحٌ عَلٰى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللَّيْفُ أُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ وَأَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ يُلَبُّوْنَ يَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ. (رواه أحمد: ٢٠٦٨ بلين)

کون سی وادی ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وادی عسفان ہے۔ آپ نے فرمایا: یہاں سے ہود اور صالح علیہما السلام سبز اونٹوں پر کھجور کی چھال کا لگام ڈال کر بیت اللہ شریف کے حج کے لیے گذرے۔ ان کی ازار بڑی چادر تھی اور اوپر اوڑھنے کی چادریں دھاریوں والی تھیں۔'' (مسند احمد سند نرم)

٩١٢٨ـعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيْمَانُ فِيْ أَهْلِ الْحِجَازِ. (رواه مسلم:٥٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دل کی سختی اور ظلم کا شیوہ اہل مشرق میں ہے اور پختہ ایمان اہل حجاز میں ہے۔'' (مسلم)

٩١٢٩ـعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ لِيَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنْدَ السِّدْرَةِ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ طَرَفِ الْقَرْنِ الْأَسْوَدِ حَذْوَهَا فَاسْتَقْبَلَ نَخِبًا بِبَصَرِهٖ وَقَالَ مَرَّةً وَادِيَهٗ وَوَقَفَ حَتّٰى اتَّقَفَ النَّاسُ كُلُّهُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ صَيْدَةً وَعِضَاهَهٗ حَرَامٌ مُحَرَّمٌ لِلّٰهِ وَذٰلِكَ قَبْلَ نُزُوْلِهِ الطَّائِفِ وَحِصَارِهٖ لِثَقِيْفٍ. (رواه أبوداوٗد:٢٠٣٢)

''سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات واپس آ رہے تھے جب سدرہ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ سیاہ پہاڑی کی طرف میں کھڑے ہوئے اور اس کی طرف منہ کر کے آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ کبھی وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: صید وج اور عضا مقامات حرام، حرام کیے گئے ہیں اور یہ آپ ﷺ طائف جانے اور بنو ثقیف جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔'' (سنن ابوداود)

شرح: ......اس حدیث میں جو یمن میں ایمان کہا گیا ہے، اس میں شام کی طرف اشارہ تھا جس میں مکہ ومدینہ بھی شامل ہیں، اس لیے مکہ ومدینہ میں ایمان اور یمن والوں میں ایمان کہنے میں مخالفت نہیں، جب آپ ﷺ نے مشرق میں جور و جفا قرار دیا تھا، یہ اس وقت کفر کا گڑھ تھا، دجال بھی وہاں سے نکلے گا، یہی فتنوں کی آماج گاہ تھا، ترک کے کافر وظالم ہلاکو خاں وغیرہ بھی ادھر ہی ہوئے تھے۔ (شرح مسلم: ۵۳/۱)

٩١٣٠ـعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے

(٩١٢٨) مسلم: ٥٣ـ احمد: ١٤١٨٥.

(٩١٢٩) ابوداؤد: ٢٠٣٢ـ ضعيف، البانى: ٤٤١ـ احمد: ١٤٥٢٣.

(٩١٣٠) مسلم: ٢٨١٢ـ ترمذى: ١٩٣٧ـ احمد: ١٤٥٢٣.

يُقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْأَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ . (رواه مسلم:٢٨١٢)

ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان جزیرة العرب میں اپنی پوجا کرانے سے مایوس ہو چکا ہے لیکن لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے سے مایوس نہیں ہے۔''

شرح:...... ابلیس جو کہ شیطانوں کا رئیس ہے وہ اس بات سے نا امید ہو چکا ہے کہ نمازی اور ایماندار جو جزیرہ عرب میں ہیں اس شیطان کی پرستش کریں یعنی بتوں کی عبادت کریں کیونکہ بتوں کی عبادت کی طرف دعوت یہ شیطان ہی دیتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا۔ يٰٓاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ (مریم: ٤٤) ''اے ابا جان! شیطان کی عبادت نہ کرو۔'' مراد ہے بتوں کی عبادت نہ کرو، مومنوں کی جگہ نمازیوں کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ ایمان کا مشہور ترین عمل ہے اور کفر اور ایمان کے درمیان نماز ہی سے فرق ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ شیطان اس بات سے تو نا امید ہو چکا ہے کوئی بھی مومن بت پرستی کی طرف لوٹے اور شرک کی طرف جائے، اس جزیرۂ عرب میں ایسا نہیں ہوگا۔

اس پر ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھی اسی جزیرہ پر مرتد ہوئے تھے اور زکاۃ کے منکر بھی یہاں تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ کے بعد مرتد ہوئے تھے مگر یہ بت پرست نہ تھے یہ ویسے مرتد ہوئے تھے۔

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ شیطان دین اسلام تبدیل کرنے میں اور دین کی بنیاد منہدم کرنے سے نا امید ہو چکا ہے اور جس طرح اس جزیرہ کی حالت قبل از اسلام تھی اس طرح کے شرک کو نمودار کرنے اور اسے جاری کرنے سے مایوس ہو چکا ہے، تاہم پھر بھی ایمانداروں کو آپس میں بھڑکانے اور فتنوں پر انگیختہ کرنے سے مایوس نہیں بلکہ اس کام میں وہ پورے طمع سے لگا ہوا ہے کہ کینہ پروری کرے، جنگوں اور فتنوں کی آگ بھڑکائے۔ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں شامل ہے کہ آنے والے حالات کی پیش گوئی فرمائی۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۲۹۳)

٩١٣١ـعَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَفَحَصَ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتّٰى أَتَاهُ الثَّلْجُ وَالْيَقِيْنُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَا فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَأَجْلٰى يَهُوْدَ خَيْبَرَ . (رواه مالك: ١٦٥١)

''ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکیں گے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تحقیق کی جب انہیں سفید برف کی طرح یقین آ گیا کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو انہوں نے یہود کو خیبر سے جلاوطن کر دیا۔ (امام مالک)

(٩١٣١) مؤطا: ١٦٥١۔ بخاری: ٢٧٣٠۔ مسلم: ١٥٥١۔ ابوداؤد: ٣٠٠٧.

۹۱۳۲۔قَالَ مَالِكٌ عُمَرُ أَجْلٰى أَهْلَ نَجْرَانَ وَلَمْ يُجْلَوْا مِنْ تَيْمَاءَ ,لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ بِلَادِ الْعَرَبِ فَأَمَّا الْوَادِيْ فَإِنِّيْ أَرٰى أَنَّمَا لَمْ يُجْلَ مَنْ فِيْهَا مِنَ الْيَهُوْدِ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْهَا مِنْ أَرْضِ الْعَرَبِ . (رواه أبوداوٗد:۳۰۳٤)

''امام مالک کہتے ہی: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل نجران کو جلاوطن کیا اور تیما والوں کو جلا وطن نہیں کیا، اس لیے کہ وہ مقام جزیرۃ العرب میں شامل نہیں ہے۔اسی طرح وادی کے بارے میں اپنی رائے میں اس کو زمین عرب میں شمار نہیں کرتے تھے۔'' (سنن ابوداوٗد)

۹۱۳۳۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَلَا أَتْرُكُ فِيْهَا إِلَّا مُسْلِمًا . (رواه أبوداوٗد: ۳۰۳۰)

قَالَ: سَعِيْدُ ابْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ :جَزِيْرَةُ الْعَرَبِ مَابَيْنَ الْوَادِيْ إِلٰى أَقْصَى الْيَمَنِ إِلٰى تَخُوْمِ الْعِرَاقِ إِلٰى الْبَحْرِ۔

لِمُسْلِمٍ وَالتِّرْمَذِيِّ وَأَبِيْ دَاوٗدَ بِلَفْظِهٖ وَلَهٗ : قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ: سَأَلْتُ الْمُغِيْرَةُ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرْبِ فَقَالَ: مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ ، قَالَ يَعْقُوْبُ: اَلْعَرْجُ أَوَّلُ الْيَمَامَةُ وَحَدَّثْتُ أَنَّهَا مَابَيْنَ وَادِيْ الْقُرٰى إِلٰى أَقْصَى الْيَمَنِ ،وَمَابَيْنَ الْبَحْرِ إِلٰى تَخُوْمُ الْعِرَاقِ فِيْ الْعَرْضِ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے باہر نکال دوں گا اور اس میں مسلمان کے سوا کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔'' سعید بن عبد العزیز نے کہا: جزیرۃ العرب وادی سے یمن کے آخر تک ہے اور عراق کے کندے سے سمندر تک ہے۔''(مسلم اور ترمذی)

ابو داوٗد کے الفاظ اس طرح ہیں: یعقوب بن محمد نے کہا: میں مغیرہ بن عبد الرحمٰن سے جزیرۃ العرب کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا: مکہ، مدینہ، یمامہ اور یمن۔ یعقوب نے کہا: مقام عرج یمامہ کے شروع میں آتا ہے اور مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ جزیرۃ العرب وادی القریٰ سے یمن کی انتہا تک ہے اور عرض میں سمندر سے عراق کے کنارے تک ہے۔''

شرح:......اہل نجران کی جلاوطنی کی وجہ تو ان احادیث میں بھی وارد ہوئی ہے، ایک وجہ یہ تھی کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں بھی اپاہج کر دیئے تھے، اور جزیرۂ عرب میں دو دین یکجا بھی نہیں رہ سکتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور ریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے افعال واقوال حقیقت پر محمول ہوں گے الا کہ کوئی مجاز کی دلیل ہو تو مجاز مراد ہوگا۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۲۹)

(۹۱۳۲) ابوداؤد: ۳۰۳٤۔ صحیح مقطوع البانی: ۲۷۱۷.

(۹۱۳۳) ابوداؤد: ۳۰۳۰۔ صحیح، البانی: ۲٦۱٦۔ مسلم: ۱۷٦۷۔ ترمذی: ۱٦۰٦۔ احمد: ۲۰۱.

ان احادیث میں مسلمان کو سر زمین کفر میں اقامت اختیار کرنے کی ممانعت ہے اور حکام کو یہ کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے علاقوں میں کفر کے شعار ظاہر کرنے سے روکیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۲۹)

٩١٣٤ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوْبًا الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ. (رواه البخاري:٤٣٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آ رہے ہیں، ان کے دل ترس کھانے والے اور نرم ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت یمانی ہے اور کفر کا سر مشرق میں ہے، فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے اور تسکین اور وقار بکریوں والوں میں ہے۔'' (الشیخین)

٩١٣٥ـوَفِي رِوَايَةٍ: وَالْفِقْهُ يَمَانٌ. (رواه البخاري:٤٣٩٠)

''اور ایک روایت میں ہے فقہ یمن ہیں ہے۔''

٩١٣٦ـ عَنْ عُقْبَةَبْنِ عَمْرٍو أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْإِيْمَانُ يُمَانٍ هَا هُنَا أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغَلِظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ. (رواه البخاري:٣٣٠٢)

''سیدنا عقبہ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہاں ہے اور ہاتھ کے ساتھ یمن کی طرف اشارہ کیا اور سنگدلی اور تنگدلی اور بلند آواز سے بولنا اونٹوں کے پیچھے چلنے والوں میں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا وہ ربیعہ اور مضر میں ہے۔'' (الشیخان)

٩١٣٧ـعَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا. (رواه الترمذي:٣٩٣٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ زید بن ثابت سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! ان کے دل متوجہ کردے اور ہمارے صاع اور ہمارے مُد میں برکت ڈال۔'' (ترمذی)

٩١٣٨ـعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ

(٩١٣٤) بخاری: ٤٣٨٨ـ مسلم: ٥٢ـ ترمذی: ٢٢٤٣ـ احمد: ٧١٦١ـ مؤطا مالك: ١٨١٠.
(٩١٣٥) بخاری: ٤٣٩٠ـ مسلم: ٥٢ـ ترمذی: ٢٢٤٣ـ احمد: ٧١٦١ـ مؤطا مالك: ١٨١٠.
(٩١٣٦) بخاری: ٣٣٠٢ـ مسلم: ١٥ـ احمد: ١٦٦١٨.
(٩١٣٧) ترمذی: ٣٩٣٤ـ حسن صحيح، البانی: ٣٠٨٦ـ احمد: ٢١١٠٠.
(٩١٣٨) ابوداؤد: ٤٢٩٨ـ صحيح، البانی: ٣٦١١ـ احمد: ٢١٢١٨.

قَالَ إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ إِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ. (رواه أبو داوٗد: ٤٢٩٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کا بازار مقام غوطہ میں ہوگا جو ایک شہر کی طرف میں ہے جس کو دمشق کہا جاتا ہے جو شام کے شہروں میں سے سب سے بہتر ہے۔''

٩١٣٩۔ وَعَنْهُ رَفَعَهُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ عُمُوْدَ الْكِتَابِ اِحْتَمَلَ مِنْ تَحْتَ رَأْسِيْ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ مَذْهُوْبٌ بِهٖ فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِيْ فَعَمِدَ بِهٖ إِلَى الشَّامِ، أَلَا وَإِنَّ الْإِيْمَانَ حِيْنَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ. (رواه أحمد: ١٧٣٢١)

''انہی سے مرفوع روایت ہے: اتفاقاً میں سویا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا، ایک فوج کا ستون میرے سر کے نیچے سے اٹھا تو میں نے گمان کیا کہ یہ مغلوب کر کے رہے گا، پس اس پر میں نے اپنی آنکھ رکھے رکھی۔ وہ شام کی طرف بڑھا۔ خبردار! جب فتنہ برپا ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا۔'' (بزار)

٩١٤٠۔ عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ لَتَمْخُرَنَّ الرُّوْمُ الشَّامَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا لَا يَمْتَنِعُ مِنْهَا إِلَّا دِمَشْقَ وَعَمَّانَ. (رواه أبو داوٗد: ٤٦٣٨)

''مکحول سے روایت ہے کہ اہل روم شام کو چالیس دنوں میں لے لیں گے، دمشق اور عمان کے سوا انہیں کوئی نہیں روکے گا۔''

٩١٤١۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَلْمَانَ قَالَ سَيَأْتِيْ مَلِكٌ مِنْ مُلُوْكِ الْعَجَمِ يَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ. (رواه أبو داوٗد: ٤٦٣٩)

''عبدالرحمٰن بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے کہا: عنقریب عجمی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سارے مدائن پر غلبہ پائے گا مگر دمشق محفوظ رہے گا۔''

شرح: ...... اہل مدینہ کا اناج زیادہ تر یمن سے ہی آتا تھا، اس لیے ان کے دلوں کی توجہ کی دعا کی اور اس کے بعد صاع اور مد کی برکت کی دعا کی۔ اہل مدینہ گزران میں سختی میں ہی رہتے تھے اور اناج کی قلت ہی رہتی تھی اور اناج کی ضرورت پوری نہ ہوتی تھی۔ جب آپ نے اہل یمن کے زیادہ آنے کی دعا کی تو ساتھ ہی اہل مدینہ کے اناج کی برکت کی دعا کی تاکہ باہر سے یہاں آنے والوں اور یہاں کے مستقل رہائش پذیروں کے لیے رزق کی فراوانی ہوتا کہ یہاں کے باسی باہر آنے والوں سے اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں اور جو مدینہ میں ہجرت کر کے آئے اس کا یہاں اقامت کرنا باعث مشقت نہ ہو۔ (جائزۃ الاحوزی: ۴/ ۶۷۹)

(٩١٣٩) احمد: ١٧٣٢١۔ طبراني ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمي: ١٦٦٤٠.
(٩١٤٠) ابوداؤد: ٤٦٣٨۔ ضعيف الاسناد مقطوع: ١٠٠٥.
(٩١٤١) ابوداؤد: ٤٦٣٩۔ صحيح الاسناد مقطوع: ٣٨٧٧.

۲۔غوطہ شام میں ایک مقام ہے جو پانی کی کثرت اور درختوں کی سرزمین ہے۔ وہاں مسلمانوں کا ملجا وماویٰ ہوگا، جب کہ اردگرد دمشق کے شہروں میں خونریزی ہورہی ہوگی، وہاں پناہ گاہ ہوگی، دمشق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دمشاق بن نمرود بن کنعان نے اسے تعمیر کیا تھا، اسی کے نام کے ساتھ یہ شہر مشہور ہوا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لایا تھا، اوران کا ساتھی رہا۔

یہ حدیث دمشق کے فضائل پر دلالت کرتی ہے، اور اہل دمشق کے فضائل پر بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ آخر زمانے میں فتنوں کے مقابلے میں قلعہ ثابت ہوگا۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے دمشق میں دس ہزاران افراد کا ورود ہوا ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔(عون المعبود:۴/ ۱۸۵)

۳۔ یہ بتایا گیا ہے کہ صحرانشیں اور اونٹوں والے جو چرواہے ہیں، ان میں سنگدلی ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور دینی امور کی انجام دہی میں بے پروا ہوتے ہیں، جس سے ان میں قسوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور اونٹوں میں وسعت اور کثرت فخر اور تکبر کا باعث ہے، ان کے مالک تکبر کا شکار ہوتے ہیں اور بکریوں کے مالک جو ہیں ان میں تواضع ہوتی ہے اور اہل یمن کی تعریف اس لیے کی گئی ہے کہ وہ ایمان کو جلدی سے قبول کرنے والے تھے اس لیے ان میں رقت قلب تھی اور اہل مشرق کی مذمت کی وجہ یہ ہے اور شیطان کی دو جانب کہنے کا مطلب بھی ان کی مذمت ہے، وجہ یہ ہے کہ اس وقت مدینہ کے مشرق میں فارسی سلطنت تھی جو کہ مجوسی تھے، بڑے متکبر اور جبر والے تھے۔ اتنے سنگدل تھے کہ نبی ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اور دیگر فتنہ انگیزیاں بھی ادھر سے رونما ہوتی رہی ہیں۔ (فتح الباری:۶/۳۵۲)

۹۱۴۲۔عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طُوْبٰى لِلشَّامِ فَقُلْنَا لِأَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا. (رواه الترمذي: ٣٩٥٤)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے اور قرآنِ مجید کو ٹکڑوں سے لکھ رہے تھے، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ شام کے لیے خوشخبری ہے۔ میں نے کہا: کس وجہ سے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''فرشتے اپنے پروں کو اس پر پھیلائے رکھتے ہیں۔''

۹۱۴۳۔ عَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيَصِيْرُ الْأَمْرُ إِلٰى أَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ

''ابن حوالہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک ایسا معاملہ پیش آئے گا کہ تمہاری فوج بکھر جائے گی۔ ایک فوج شام میں ہوگی اور ایک فوج یمن میں ہوگی اور

(٩١٤٢) ترمذي: ٣٩٥٤۔ صحيح، الباني: ٣٠٩٩۔ احمد: ٢١٠٩٦.

(٩١٤٣) ابوداؤد: ٢٤٨٣۔ صحيح، الباني: ٢١٦٩۔ احمد: ١٦٥٥٧.

وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَإِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ إِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَأَمَّا إِنْ أَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَأَهْلِهٖ. (رواه أبوداوٗد: ٢٤٨٣)

ایک فوج عراق میں ہوگی تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے منتخب فرمایئے اگر میں وہ وقت پاؤں۔ آپ نے فرمایا: شام کو اختیار کرنا وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہے۔ اس پر اللہ کے نیک بندے جمع ہوں گے اور اگر وہاں نہ جا سکا تو یمن کو اختیار کرنا اور وہاں کا پانی پینا، پس اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کو میرے لیے رکھ دیا ہے۔‘‘

٩١٤٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرَضُوْهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ. (رواه أبوداوٗد: ٢٤٨٢)

’’سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہجرت ہوگی اور ساری زمین کے بہترین لوگ ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت میں آجائیں گے اور تمام زمین پر شریر لوگ رہ جائیں گے اور ان کی زمینیں انہیں کھا جائیں گی۔ ذات کبریا ان کو ناپسند کرے گی اور وہ بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جہنم کی طرف دھکیل دیے جائیں گے۔‘‘

شرح: ......اس میں شام کا شرف وفضل ہے کہ وہاں کے باسیوں کی اور شام کی جگہ کی اچھی حالت رہے گی، وجہ یہ ہے کہ رب رحمٰن کی رحمت کے فرشتے سرزمین شام پر اور اس کے رہائشیوں پر کفر سے انہیں بچانے کے لیے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی ۴/ ۶۸۷)

۲۔ شام ایک کے بعد دومرتبہ ہجرت کا مقام ہوگا۔ یہ وہ علاقہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ ہے، یہ اس وقت ہوگی جب دوسرے شہروں سے اللہ کی ذات کریم نفرت کرے گی اور آگ انہیں جلائے گی، یہ بدترین لوگ آگ کے خوف سے جانوروں، بندروں اور خنزیروں کے ساتھ بھاگنا شروع ہوں گے، وہ ان سے جدا نہ ہوگی۔ ہوسکتا ہے اس آگ سے مراد فتنہ کی آگ ہوگی تو اس وقت شام میں پناہ گزینوں کو اور اس کی زمینوں کو اللہ فتنہ انگیزیوں سے محفوظ فرمائے گا۔ اس لیے اس وقت اس جگہ کو اختیار کیا جائے۔ (عون المعبود: ۲/۳۱۳)

٩١٤٥۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ انْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا

’’ابرھیم بن صالح بن درھم سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ہے: ہم حج کے لیے گئے اور وہاں ایک

(٩١٤٤) ابوداؤد: ٢٤٨٢۔ ضعیف، البانی: ٥٣٤۔ احمد: ٦٩١٣.

(٩١٤٥) ابوداؤد: ٤٣٠٨۔ ضعیف، البانی: ٩٢٨.

رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْأَرْبَعًا وَيَقُوْلَ هٰذِهِ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٠٨)

مرد نے ہم سے کہا: تمہاری طرف ایک بستی ہے جس کو الابلہ کہتے ہیں۔ہم نے کہا: جی ہاں! اس نے کہا: میرے لیے کون ضامن ہوتا ہے کہ مسجد عشار میں دو یا چار رکعات نماز پڑھے اور کہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد العشار سے شہدا اٹھائے۔ بدر کے شہداء کے ساتھ ان کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ ابو داؤد نے کہا: یہ مسجد دریا کے کنارے ہے۔''

٩١٤٦۔ عَنْ عُمَرَ، رَفَعَهُ: لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ مِنْ مَدِيْنَةٍ بِالشَّامِ يُقَالُ لَهَا حِمْصُ خَمْسِيْنَ أَلْفًا مَابَيْنَ الزَّيْتُوْنِ وَالْحَائِطِ وَالْبَرْثِ الْأَحْمَرِ. (رواه البزار:٣٥٣٧ بضعف)

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''شام میں ایک شہر ہے جسے حمص کہا جاتا ہے۔ وہاں سے پچاس ہزار انسانوں کو اللہ تعالیٰ زیتون کے درخت اور دیوار کے درمیان سرخ ٹیلے سے اٹھائے گا۔'' (البزار۔سند ضعیف)

٩١٤٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفَرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ. (رواه مسلم: ٢٨٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیحان، جیحان، فرات اور نیل جنت کے دریاؤں میں سے ہیں۔'' (مسلم)

٩١٤٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَسْقَلَانُ أَحَدُ الْعَرُوْسِيْنَ يُبْعَثُ مِنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا لَاحِسَابَ عَلَيْهِمْ وَيُبْعَثُ مِنْهَا خَمْسُوْنَ أَلْفًا شُهَدَاءَ وُفُوْدًا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبِهَا صُفُوْفُ الشُّهَدَاءِ رُءُوْسُهُمْ مُقَطَّعَةٌ فِيْ أَيْدِيْهِمْ تَثِجُّ أَوْدَاجُهُمْ دَمًا يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آتِنَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عسقلان دو پر رونق شہروں میں سے ایک ہے۔ وہاں سے قیامت کے دن ستر ہزار مسلمان اٹھائے جائیں گے جن پر کوئی حساب وکتاب نہ ہوگا اور پچاس ہزار شہید اٹھائے جائیں گے جو وفد کی صورت میں اللہ کے پاس جائیں گے۔اور وہاں شہداء کی صفیں ہوں گی۔ وہ اپنے کٹے ہوئے سر اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہوں گے۔ ان کی رگوں سے خون بہتا ہوگا

(٩١٤٦) بزار: ٣٥٣٧۔ وفيه ابوبكر ابن عبدالله بن ابى مريم وهو ضعيف، هيثمى: ١٨٧٠١.

(٩١٤٧) مسلم: ٢٨٣٩۔ احمد: ٧٨٢٦.

(٩١٤٨) احمد: ١٢٩٤٣۔ وفيه ابو عقال هلال بن زيد بن يسار وثقه ابن حبان وضعفه الجمهور، وبقية رجاله ثقات، وفى اسماعيل بن عياش خلاف، هيثمى: ١٦٦٦٥.

مَا وَعَدْتَنَا عَلٰى رُسُلِكَ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ فَيَقُوْلُ صَدَقَ عَبِيْدِيْ اغْسِلُوْهُمْ بِنَهْرِ الْبَيْضَةِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنْهَا نَقِيًّا بَيْضًا فَيَسْرَحُوْنَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءُ وْا. (لأحمد: ١٢٩٤٣ بلين)

اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم سے وہ وعدہ پورا کر جو رسولوں کی زبان سے تو نے ہم سے کیا ہے اور ہمیں قیامت کے روز رسوا نہ کر، بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ تو اللہ فرمائے گا۔ میرے بندے صحیح کہتے ہیں ان کو سفید دریا میں نہلا دو۔ پس وہ اس سے صاف اور روشن ہو کر نکلیں گے اور جنت میں جہاں چاہیں گے سیر کریں گے۔''

٩١٤٩ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصٰى عِنْدَ وَفَاتِهِ فَقَالَ :اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ قِبْطِ مِصْرَ، فَإِنَّكُمْ سَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ ، وَيَكُوْنُوْنَ لَكُمْ عِدَّةً وَأَعْوَانًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (لكبير: ٢٣/ ٢٦٥)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ نے وفات کے وقت وصیت کی کہ مصر کے قبطیوں کے عہدے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، عنقریب تم ان پر غالب آؤ گے۔ وہ اللہ کی راہ میں تمہارے مددگار ہوں گے۔''

٩١٥٠ـ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ بُعُوْثٌ كَثِيْرَةٌ فَكُوْنُوْا فِيْ بَعْثِ خُرَاسَانَ ثُمَّ انْزِلُوْا مَدِيْنَةَ مَرْوَ فَإِنَّهٗ بَنَاهَا ذُو الْقَرْنَيْنِ وَدَعَا لَهَا بِالْبَرَكَةِ وَلَا يَضُرُّ أَهْلَهَا سُوْءٌ. (لأحمد: ٢٢٥٠٩ والكبير بضعف)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد بہت سے لشکر بھیجے جائیں گے۔ تم خراسان جاؤ اور مرو شہر میں ٹھہرو۔ اس کو ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا اور اس کے رہنے والوں کے لیے برکت کی دعا مانگی ہے اور اس کے رہنے والوں کو کبھی تکلیف نہیں پہنچی۔'' (احمد، کبیر سند ضعیف)

٩١٥١ـ عَنْ بِلَالٍ الْعَبْسِيِّ قَالَ قَالَ حُذَيْفَةُ مَاأَخْبِيَةٌ بَعْدَ أَخْبِيَةٍ كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِبَدْرٍ مَا يُدْفَعُ عَنْهُمْ مَا يُدْفَعُ عَنْ أَهْلِ هٰذِهِ الْأَخْبِيَةِ وَلَا يُرِيْدُ بِهِمْ قَوْمٌ سُوْءًا إِلَّا أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ عَنْهُمْ. (رواه أحمد: ٢٢٧٥٥ والبزار)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی فوجی کیمپ نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے بدر کے کیمپ کے بعد کہ دفاع کیا جاتا ہو اس کا جیسا اس چھاؤنی کا دفاع کیا جاتا ہے، یعنی کوفہ۔ جب کوئی اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے پاس کوئی ایسی چیز لے آئے گا جو ان کو ان سے مصروف کر دے گی۔'' (احمد اور بزار)

(٩١٤٩) طبرانى كبير: ٢٣/ ٢٦٥ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٦٦٧٨.

(٩١٥٠) احمد: ٢٢٥٠٩ـ طبرانى كبير و الاوسط، وفى اسناده احمد والاوسط، اوس بن عبدالله وفى اسناد الكبير حسام بن مصك وهما مجمع على ضعفهما، هيثمى: ١٦٦٨٣.

(٩١٥١) احمد: ٢٢٧٥٥ـ بزار، طبرانى اوسط، باختصار وقال: عن اهل هذه الاخبية يعنى الكوفة. ورجال احمد والبزار ثقات، هيثمى: ١٦٦٨٤.

٩١٥٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ يَاأَنَسُ إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُوْنَ أَمْصَارًا وَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصْرَةُ أَوِ الْبُصَيْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وِكَلَاءَ هَا وَسُوْقَهَا وبَابَ أُمَرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيْهَا فَإِنَّهٗ يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيْتُوْنَ يُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ. (رواه أبوداوٗد:٤٣٠٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! لوگ کئی شہر آباد کریں گے۔ان میں سے ایک شہر ہوگا جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہوگا۔جب تو اس میں داخل ہوگا یا اس سے گذرے گا تو وہاں کے گھاس وغیرہ سے، وہاں کے بازار سے، وہاں کے امراء سے بچتے رہنا اور اس کے اطراف میں رہنا۔اس شہر میں زمین غرق ہوگی پتھر گریں گے، زلزلے ہوں گے اور اس میں ایک قوم رات گزاریں گے تو صبح کو بندر اور خنزیر اٹھیں گے۔'' (ابوداود)

٩١٥٣۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ الْخُرُوْجَ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ لَهٗ كَعْبُ الْأَحْبَارِ لَاتَخْرُجْ إِلَيْهَا يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنَّ بِهَا تِسْعَةَ أَعْشَارِ السِّحْرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ. قَالَ مَالِكٌ: الداء الهلاك فى الدين. (رواه مالك)

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو ان کو کعب احبار نے کہا: اے امیر المومنین! وہاں نہ جاؤ۔وہاں نو دہائیاں ہیں۔سحر ہے، شر ہے، بدکار جن رہتے ہیں اور وہاں عضلات کی بیماری ہے۔مالک کہتے: دا کہتے ہیں دین کی ہلاکت کو۔''

٩١٥٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَاأَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهٗ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ. (رواه البخاري: ٤٤١٩)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مقام حجر سے گذرے تو فرمایا: ظالم لوگوں کے ٹھکانوں میں داخل نہ ہو۔جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔پھر پہنچے گا تمہیں جو ان کو پہنچا تھا۔مگر روتے ہوئے داخل ہونا۔پھر آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپا اور رفتار تیز کردی یہاں تک کہ آپ وہاں سے گذر گئے۔''

٩١٥٥۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قوم ثمود کی سرزمین مقام حجر میں

(٩١٥٢) مؤطا مالك.

(٩١٥٣) بخاري: ٤٤١٩۔ مسلم: ٢٩٨٠۔ احمد: ٥٩٤٨.

(٩١٥٤) بخاري: ٤٤١٩۔ مسلم: ٢٩٨٠۔ احمد: ٥٩٤٨.

(٩١٥٥) مسلم: ٢٩٨١۔ احمد: ٥٩٤٨.

عَلَى الْحِجْرِ أَرْضَ ثَمُوْدَ فَاسْتَقَوْا مِنْ آبَارِهَا وَعَجَنُوْا بِهِ الْعَجِيْنَ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُهْرِيْقُوْا مَا اسْتَقَوْا وَيَعْلِفُوا الْإِبِلَ الْعَجِيْنَ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ. (رواه مسلم:۲۹۸۱)

اترے تو لوگوں نے اس کنوئیں سے پانی پیا اور آٹا گوندھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پانی بہادو اور آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔ اور فرمایا: ''پانی اس کنوئیں سے لو جس پر صالح علیہ السلام کی اونٹنی وارد ہوتی تھی۔'' (الشیخین)

شرح: ......حجر مقام ثمود قوم کی رہائش گاہ تھی، یہ تبوک اور حجاز کے درمیان جگہ ہے۔

اس سے ثابت ہوا ثمود کے کنوؤں سے پانی پینا، یا کسی بھی ہلاک شدہ اور عذاب شدہ قوم کی جگہ پر ٹھہرنا اور پانی پینا منع ہے کہ کہیں عذاب کا جوش ان کی نحوست کی وجہ سے پھر نہ بھڑک اٹھے۔ رونے کی ترغیب اس لیے دی ہے کہ اس سے غور وفکر اور عبرت جنم لیتی ہے کہ یہ کافر لوگ کتنے طاقتور تھے اور کتنی دیر تک انہیں مہلت حاصل رہی کہ اچانک اللہ نے انتقام لیا اور سخت عذاب ان پر مسلط کر دیا، وہاں رہنے سے یا ٹھہرنے سے ایمان دار کے دل میں بھی کجی ہوسکتی ہے جس وجہ سے اس کا بھی یہی حشر ہوسکتا ہے اور تفکر کرنے کا یہ بھی فائدہ ہے کہ اس میں ان کفار نے جو کفرانِ نعمت کیا ہوتا ہے اور اپنی عقلوں کو جو بے کار کیا ہوتا ہے نہ یہ ایمان لاتے ہیں، نہ اطاعت کے کام کرتے ہیں۔ یہ غور وفکر کر کے اور عبرت پکڑ کر اس کے برعکس کام کرتا ہے، اگر یہ وہاں ٹھہر جائے تو اس کا دل بھی سخت ہوسکتا ہے اور خشوع نہ ہونے کی وجہ سے ان جیسا عذاب مسلط ہوسکتا ہے۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ مراقبہ اور خوف بیدار کیا جائے اور عذاب شدہ لوگوں کی بستیوں میں رہائش اختیار نہ کی جائے اور وہاں سے گزرتے ہوئے جلدی سے نکل جائیں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ۝﴾ (ابراهيم: ٤٥)

''اور تم ان لوگوں کے مسکنوں میں رہتے ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمہارے سامنے ظاہر ہے ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور ہم نے تمہارے لیے مثالیں بیان کیں۔''

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب عذاب زدہ علاقے میں ٹھہرنا جائز نہیں تو نماز بھی نہیں ہوگی۔ (فتح الباری: ۱/ ۵۳۰)

❀❀❀❀

(٩١٥٦) مسلم: ٣٠٠٥۔ ترمذی: ٣٣٤٥۔ احمد: ٢٣٤١٣.

كِتَابُ الْقِصَصِ
قصوں کا بیان

٩١٥٦۔ عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهٗ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمُهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهٗ فَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهٖ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهٗ فَأَعْجَبَهٗ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهٗ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ إِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ فَقُلْ حَبَسَنِيْ أَهْلِيْ وَإِذَا خَشِيْتَ أَهْلَكَ فَقُلْ حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَتٰى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ الْيَوْمَ أَعْلَمُ اَلسَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهٗ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّيْ قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَاأَرٰى وَإِنَّكَ سَتُبْتَلٰى فَإِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ وَكَانَ الْغُلَامُ

''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ کو کہا:میں اب بوڑھا ہوں لہٰذا میرے پاس ایک نوعمر لڑکا بھیج دو تا کہ میں اس کو جادو سکھا دوں ۔اس نے ایک لڑکا بھیج دیا اور وہ اس کو سکھانے لگا۔لڑکا جس راستے سے جاتا تھا اس راستے پر ایک عبادت گذار راہب رہتا تھا۔لڑکا اس کی باتیں سنتا تھا اور اس نے طریقہ بنالیا کہ جب وہ ساحر کے پاس جاتا تو راہب کے پاس ضرور بیٹھتا۔جادوگر تاخیر سے آنے پر اس کو مارتا تھا۔لڑکے نے راہب سے شکایت کی تو اس نے کہا:تو اس کو کہا کر کہ میرے گھر والوں نے روکا ہوا تھا اور جب گھر والوں سے خطرہ ہوتو کہا کر مجھے ساحر نے روکا ہوا تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ اتفاقاً اس کے راستے میں خطرناک بڑا جسیم حیوان آٹھہرااور اس نے لوگوں کا راستہ بند کردیا۔لڑکے نے کہا: آج میں آزمائش کروں گا کہ جادوگو کا علم بہتر ہے یا راہب کا علم افضل ہے؟ چنانچہ اس نے ایک پتھر ہاتھ میں پکڑا اور کہا: یا اللہ! اگر راہب کا طریقہ تیرے نزدیک جادوگر کے طریقے سے بہتر ہے تو اس حیوان کو قتل کردے تا کہ لوگ راستے پر گذر سکیں۔پھر اس کو پتھر مار کر ہلاک کردیا اور لوگ چلنے لگے، پھر وہ راہب کے پاس گیا اور اس کو خبر دی۔راہب نے کہا: بیٹا! آج تو میرے سے افضل ہے اور اپنا مقام تو نے خود دیکھا ہے اور اب تیرے اوپر آزمائش آئے

يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ فَقَالَ مَاهَاهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِيْ فَقَالَ إِنِّيْ لَا أَشْفِيْ أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِاللّٰهِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ فَآمَنَ بِاللّٰهِ فَشَفَاهُ اللّٰهُ فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ قَالَ رَبِّيْ قَالَ وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ قَالَ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ فَجِيْ ءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ فَقَالَ إِنِّيْ لَا يَشْفِيْ أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِيْ ءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيْلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَدَعَا بِالْمِئْشَارِ فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهٖ فَشَقَّهُ بِهٖ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِيْ ءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَدَفَعَهُ إِلٰى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَإِلَّا فَاطْرَحُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا وَجَاءَ

گی اور جب تیرے اوپر آزمائش آئے تو میرا کسی کو نہ بتانا۔ پھر وہ لڑکا پیدائشی اندھوں، برص والوں اور دیگر امراض والوں کا علاج کرنے لگا تو بادشاہ کے مصاحبین میں سے ایک نے سنا جو نابینا ہو چکا تھا۔ وہ بہت سے تحفے ہدیے ساتھ لے کر حاضر ہوا اور کہا: اگر تو نے مجھے شفا دی تو یہ سب مال تیرا ہے۔ اس نے کہا: کوئی شفا نہیں دیتا۔ شفا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے، پس اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں دعا کروں گا اور تجھے اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ تو وہ اللہ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دیدی، پھر وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس کی مجلس میں بیٹھا جیسا پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس کو کہا: تیری آنکھیں کس نے واپس کردیں؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ بادشاہ نے اسے پکڑ کر سزا دی اور اس آدمی نے لڑکا بتا دیا، پھر لڑکا لایا گیا۔ بادشاہ نے اس کو کہا: تیرا جادو اب کس حد تک پہنچ چکا ہے کہ تو پیدائشی اندھوں کو اور برص والوں کو شفا دینے لگا ہے اور تو نے وہ کچھ کیا ہے تو لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا۔ شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ تو بادشاہ نے اس کو بھی سزا دی یہاں تک بچے نے راہب کا بتادیا اور راہب کو کہا گیا کہ اپنا دین ترک کردے تو اس نے انکار کردیا۔ اور بادشاہ نے اس کے سر میں آرا رکھ کر دو ٹکڑے کرادیا۔ پھر لڑکے کو لایا گیا اور اس کو بھی کہا گیا کہ اپنا دین ترک کردے تو اس نے بھی انکار کردیا۔ بادشاہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس کو فلاں فلاں پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ۔ اگر یہ دین چھوڑ دے تو بہتر ورنہ گرادو۔ وہ اس کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر گئے تو اس نے دعا کی یا اللہ! مجھے ان سے بچا جس ذریعے سے تو چاہے۔ تو پہاڑ کو زلزلہ آگیا اور وہ سب ہلاک ہوگئے اور لڑکا چل کر بادشاہ

يَمْشِيْ إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَافَعَلَ أَصْحَابُكَ قَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ فَدَفَعَهٗ إِلٰى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ فَتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَإِلَّا فَاقْذِفُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ قَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ فَقَالَ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهٖ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ وَتَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِيْ ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِنِيْ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ وَصَلَبَهٗ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهٖ فِيْ مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهٗ أَرَأَيْتَ مَاكُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذْرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأُخْدُوْدِ فِيْ أَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأَضْرَمَ النِّيْرَانَ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَأَحْمُوْهُ فِيْهَا أَوْ قِيْلَ لَهُ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى

کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھی کہاں گئے؟ اس نے کہا: مجھے ان سے اللہ نے بچایا تو بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس کو پتھریلی زمین پر لے کر سمندر کے پاس جاؤ۔ اگر دین ترک کر دے تو بہتر ورنہ اس کو پھینک آؤ۔ وہ اس کو کشتی میں ڈال کر لے گئے۔ پس لڑکے نے دعا کی: اے اللہ! مجھے ان سے بچا جس ذریعے سے تو چاہے۔ پس کشتی الٹ گئی اور وہ غرق ہو گئے اور لڑکا پیادہ چل کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا: تیرے ساتھیوں نے کیا کیا؟ اس لڑکے نے کہا: مجھے ان سے اللہ نے بچا یا۔ پس لڑکے نے بادشاہ کو کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکے گا جب تک تو وہ کام نہ کرے جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور مجھے درخت پر سولی دے دے اور میری ترکش سے ایک تیر لے لے اور کمان کے اندر رکھ، پھر یہ کہہ دے: اللہ کے نام سے جو لڑکے کا رب ہے، پھر تیر مار دے پس اگر تو نے ایسا کیا تو مجھے قتل کر دے گا۔ چنانچہ اس نے سب لوگ ایک میدان میں جمع کر دیے اور لڑکے کو درخت کے ساتھ سولی لٹکایا اور اس کے ترکش سے ایک تیر لیا اور کمان میں رکھا، پھر اس نے کہا: اللہ کے نام سے جو لڑکے کا رب ہے اور وہ اس کی کنپٹی پر لگا تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے کی جگہ پر رکھا اور وہ فوت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: ہم لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے اور ہر طرف سے صدا آنے لگی کہ ہم لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ تو بادشاہ کے مشیروں نے کہا: جس چیز سے تو ڈرتا تھا وہ چیز تیرے اوپر حائل ہو چکی ہے۔ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔ تو اس نے ہر کوچے پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ تو خندق کھود کر اس میں آگ جلا دی گئی اور اس نے حکم دیا کہ جو دین ترک نہ کرے اسے آگ میں جھونک دیا جائے یا اس کو

جَاءَ تِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيْهَا فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ يَاأُمَّهِ اصْبِرِيْ فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ . (رواه مسلم:٣٠٠٥)

کہاجائے کہ آگ میں خود گھس جا۔ چنانچہ شاہی اہل کاروں نے ایسا ہی کردیا۔ آخر میں ایک عورت لائی گئی جس کے ساتھ بچہ تھا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگی تو بچے نے کہا: صبر کر تو حق پر ہے۔'' (صحیح مسلم)

٩١٥٧۔عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَالْهَمْسُ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَأَنَّهٗ يَتَكَلَّمُ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَاصَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أُعْجِبَ بِأُمَّتِهٖ فَقَالَ مَنْ يَقُوْمُ لِهٰؤُلَاءِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ أَنْ أَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُواالنَّقْمَةَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمِ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِيْ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قَالَ وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْآخَرِ قَالَ كَانَ مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ وَكَانَ لِذَلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهَنُ لَهٗ فَقَالَ الْكَاهِنُ انْظُرُوْا لِيْ غُلَامًا فَهِمًا أَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَأُعَلِّمُهٗ عِلْمِيْ هٰذَا فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ أَمُوْتَ، بِنَحْوِهٖ • قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْهِ ﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾ قَالَ فَأَمَّا الْغُلَامُ فَإِنَّهٗ دُفِنَ فَيُذْكَرُ أَنَّهٗ أُخْرِجَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأُصْبُعُهٗ عَلٰى صُدْغِهٖ كَمَا وَضَعَهَا حِيْنَ قُتِلَ . (رواه الترمذی: ٣٣٤٠)

''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور اپنے لب مبارک ہلائے، گویا آپ ﷺ گفتگو کر رہے ہیں تو عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھ کر کچھ کہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نبیوں میں سے ایک نبی کو اپنی امت پر فخر پیدا ہوا اور اس نے کہا: ان کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔ پس اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی امت سے پوچھ کہ میں ان پر موت ڈالوں یا ان پر دشمن مسلط کروں تو انہوں نے خدائی انتقام پسند کیا، چنانچہ اللہ نے ان پر موت ڈال دی اور ایک دن میں ستر ہزار انسان وفات پا گیا۔'' راوی جب یہ حدیث بیان کرتا تو اس کے ساتھ یہ دوسری حدیث بھی بیان کرتا کہ ایک بادشاہ کا ایک کاہن تھا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک سمجھ دار لڑکا لاؤ تا کہ میں اس کو اپنا علم سکھاؤں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میں مر جاؤں گا اور یہ اس واقعہ کے مثل ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''خندقوں والے ہلاک کیئے گئے۔ تاالعزیزالحمید'' اور وہ لڑکا دفن کیا گیا اور کہا جا تا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس بچے کی لاش نکالی گئی اور اس کی انگلی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی جیسے قتل کے وقت رکھی تھی۔''

شرح:...... نبی کریم ﷺ جو آہستہ آہستہ دعا پڑھتے تھے، وہ اس امت سے عبرت حاصل کرتے ہوئے پڑھتے تھے، وہ یہ دعا تھی اور اپنی امت کی کثرت دیکھ کر یہی کہتے تھے۔

(٩١٥٧) ترمذی: ٣٣٤٠۔ صحیح، البانی: ٢٦٦١۔ مسلم: ٣٠٠٥۔ احمد: ٢٣٤٠٩.

اَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ وَبِكَ أُصَاوِلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ .

''اے میرے اللہ! میں تیرے ساتھ ہی کوشش کرتا ہوں اور تیرے ساتھ ہی حملہ آور ہوتا ہوں اور تیرے ہی دشمن سے لڑتا ہوں۔''

اور جو اس نوجوان موحد کی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا وہ یہ تھا، رَبِّيَ اللّٰهُ ''کہ میرا رب اللہ ہے۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا: اسے اس کی حالت پر رہنے دو اور دفن کر دو۔ جب اس کا ہاتھ اس کی کنپٹی سے اٹھاتے تو وہیں چلا جاتا تھا جہاں اس نے رکھا تھا اور خون بہنے لگتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق اسے اسی طرح دفن کر دیا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۴/۳۱۲)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اولیاء کی کرامات ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جنگ وغیرہ میں ضرورت دینی کی خاطر غلط بیانی جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جان کی حرمت ہے اپنی اور دوسرے کی جان بچانا ضروری ہے۔ (شرح مسلم: ۲/۴۱۵)

۹۱۵۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيْهَا فَأَتَتْهُ أُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ فَقَالَ يَارَبِّ أُمِّيْ وَصَلَاتِيْ فَأَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ فَقَالَ يَارَبِّ أُمِّيْ وَصَلَاتِيْ فَأَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ أُمِّيْ وَصَلَاتِيْ فَأَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْ حَتّٰى يَنْظُرَ إِلٰى وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ جُرَيْجًا وَعِبَادَتَهٗ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتُمْ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گود کے اندر تین بچوں کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا: صرف عیسیٰ علیہ السلام نے اور دوسرا جریج کے ساتھ والے بچے نے۔ جریج ایک عابد تھے اور عبادت کے لیے گرجا میں رہتا تھا۔ اس کی ماں آئی تو وہ نماز میں مصروف تھا۔ ماں نے آواز دی یا جریج: اس نے کہا: اے رب! ماں ہے اور نماز ہے پس وہ نماز میں مصروف رہا۔ اگلے دن آئی تو وہ نماز میں تھا۔ اس نے آواز دی یا جریج! تو اس نے کہا: اے میرے رب! ماں ہے اور دوسری جانب نماز ہے۔ پس وہ نماز میں مصروف رہا۔ ماں نے کہا: یااللہ! اس کو مرنے سے پہلے بدکار عورتوں کا منہ دکھادے۔

بنی اسرائیل میں جریج کی عبادت کا تذکرہ ہونے لگا اور ایک بدکار عورت تھی جس کا حسن و جمال ضرب المثل تھا تو اس نے لوگوں کو کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہاری خاطر اس کو فتنے میں ڈال دیتی ہوں تو وہ عورت اس سے پیش ہوئی اور اس مرد حق نے کوئی توجہ نہ دی۔ عورت ایک بکریاں چرانے والے کے پاس

(۹۱۵۸) مسلم: ۲۵۵۰۔ بخاری: ۲۴۸۲۔ احمد: ۷۸۹۰.

لَأَفْتِنَنَّهُ لَكُمْ قَالَ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى صَوْمَعَتِهٖ فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوْا صَوْمَعَتَهُ وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوْا زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَجَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيْ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِيْ بَطْنِهٖ وَقَالَ يَاغُلَامُ مَنْ أَبُوْكَ قَالَ فُلَانٌ الرَّاعِيْ قَالَ فَأَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهُ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ وَقَالُوْا نَبْنِيْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا أَعِيْدُوْهَا مِنْ طِيْنٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوْا وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ أُمُّهُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذَا فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهٖ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ قَالَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَحْكِيْ ارْتِضَاعَهُ بِإِصْبِعِهِ السَّبَّابَةِ فِيْ فَمِهٖ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا قَالَ وَمَرُّوْا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ وَهِيَ تَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَتْ أُمُّهُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا

گئی جو اس گرجا کے اردگرد بکریاں چراتا تھا اور اس کو اپنے اوپر سوار کیا اور حاملہ ہوئی اور بچہ جنا تو کہہ دیا کہ یہ جریج کا ہے۔ پس لوگ اس کے پاس آ گئے اور گرجا سے اتار کر اس کا عبادت خانہ گرا دیا اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا: تم لوگوں کو کیا شکایت ہے؟ تو لوگوں نے کہا: تو نے اس فاحشہ عورت سے زنا کیا اور اس نے تیرا بچہ جنا ہے۔ اس نے کہا: بچہ کہاں ہے؟ لوگ بچہ لے آئے تو اس نے کہا: مجھے چھوڑو میں نماز پڑھوں۔ نماز پڑھ کر بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ پر مار کر کہا: اے بچے تیرا والد کون ہے؟ اس نے کہا: فلاں بکریاں چرانے والا ہے: تو لوگ جریج کی طرف مائل ہوئے، اس کو بوسہ دیتے اور ہاتھ لگاتے تھے اور لوگوں نے کہا: تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا کر دیتے ہیں۔ اس نے کہا: جیسا پہلے تھا ویسا ہی بنادو۔

تیسرا بچہ اتفاقاً ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ ایک مرد بہت عمدہ چوپائے پر بڑی شان وشوکت سے جا رہا تھا تو بچے کی ماں نے دعا کی یااللہ! میرے بچے کو ایسا مرد کر دے تو بچے نے ماں کا پستان ترک کر دیا اور اس مرد کو غور سے دیکھا اور کہا: یا اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ اور پھر ماں کی چھاتی سے چمٹ کر دودھ پینے لگا۔ راوی نے کہا: میں گویا اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے اس کی چوسنی کی حکایت کی اور اپنی انگلی منہ میں رکھ کر چوسنی لگائی۔ اور وہ بچہ ایک گولی کے پاس سے گذرا اور لوگ اس کو مارتے اور کہتے تھے تو نے زنا کیا اور تو نے چوری کی ہے۔ اور وہ کہتی تھی: حسبی اللہ ونعم الوکیل تو اس کی ماں نے کہا: یااللہ! میرے بچے کو اس گولی جیسا نہ بنا۔ تو بچے نے پھر دودھ پینا ترک کیا اور لونڈی کی طرف دیکھا اور کہا: یااللہ! مجھے اس جیسا کردے۔ تو اب ماں اور بچے نے آپس میں گفتگو کی: عورت

فَهُنَاكَ تَرَجَعَا الْحَدِيْثُ فَقَالَتْ مَرَّرَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهٗ فَقُلْتَ اللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا قَالَ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلُ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ وَإِنَّ هٰذِهٖ يَقُوْلُوْنَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا. (رواه مسلم:٢٥٥٠)

نے کہا: اچھی حالت میں مرد گذرا تو میں نے کہا: یااللہ! میرے بیٹے کو ایسا کر دے اور تو نے کہا: یااللہ! ایسا نہ کر۔ پھر گولی کو لے جایا گیا اور لوگ اس کو کہتے تھے تو نے زنا کیا اور چوری کی تو میں نے کہا: یااللہ! میرے بیٹے کو ایسا نہ کر اور تو نے کہا: یا اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ لڑکے نے کہا: وہ مرد ایک جابر سرکش تھا اس لیے میں نے کہا: یااللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا اور اس عورت کو کہا جاتا تھا تو نے زنا کیا اور تو نے چوری کی ہے اور اس نے نہ تو زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے، چنانچہ میں نے کہا: یااللہ! مجھے اس کی مانند کر دے۔'' (الشیخان)

شرح: ...... حدیث مبارکہ میں جو یہ آیا ہے کہ گود میں تین بچوں نے بات کی ہے جبکہ ان کی تعداد چار ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ ایک ان میں سے تھا تو بچہ مگر گود والا نہ تھا، اس سے بڑی عمر کا تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نفلی نماز پر والدین کی اطاعت مقدم ہے اور جو اس دودھ پلانے والی عورت نے کہا تھا کہ اللہ کریم میرے بچے کو اس مضروبہ عورت کی مانند بنا دے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر الزام لگے اور مار پڑے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ جس طرح یہ گناہ سے معصوم ہے اور سلامت ہے میرے بیٹے کو بھی بنا دے۔ مزید یہ ثابت ہوا کہ والدین سے نیکی کرنا ایک اہم حق ہے اور خصوصاً والدہ کے حق کی بہت تاکید ہے کہ اس کی دعا یا بددعا قبول ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی ابتلاء وآزمائش سے نکلنے کی راہ خود نکال لیتے ہیں اور انہیں کبھی ناگفتہ بہ حالات سے گزرنا پڑتا ہے تاکہ یہ اور کندن بن جائیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کرتے ہوئے یا مصائب ومشکلات کے لیے نماز پڑھتے وقت وضو کرنا چاہیے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہماری شریعت سے پہلے بھی وضو کا تصور تھا۔ اس سے اولیاء کی کرامات کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ (شرح مسلم:۲/۳۱۴)

٩١٥٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى أَوَوُا الْمَبِيْتَ إِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی تم سے پہلی قوم میں سے سفر پر گئے اور رات آئی تو ایک غار کے منہ میں داخل ہوئے۔ پس پہاڑ سے ایک چٹان گری اور غار کا منہ بند کر دیا تو ایک نے کہا: اس چٹان

(٩١٥٩) بخاری: ٢٢٧٢۔ مسلم: ٢٧٤٣۔ ابوداؤد: ٣٣٨٧۔ احمد: ٥٩٣٧.

صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا إِنَّهٗ لا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوااللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمُ اللّٰهُمَّ كَانَ لَيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَأَي بِيْ فِيْ طَلَبِ شَیْ ءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْمَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَايَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَ تْنِيْ فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى أَنْ تُخَلِّيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُهَا اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِيْهِ

سے نجات کی کوئی صورت نہیں ہے البتہ یہ کہ تم اپنے نیک اعمال میں سے کسی عمل کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگو! پس ایک مرد نے کہا: اے اللہ! میرے بوڑے ماں باپ تھے اور میں ان سے پہلے اپنے اہل اور مال کو رات کو خوراک نہ دیتا تھا جب تک ماں باپ رات کا دودھ نہ پلا دیتا۔ اور ایک دن میں درخت وگھاس کی تلاش میں دور چلا گیا اور شام کو ان کے سو جانے سے پہلے واپس نہ آسکا اور جب آیا اور ان کا دودھ تیار کیا تو وہ گہری نیند سو چکے تھے۔ میں نے نہ تو ان کو بیدار کیا اور نہ دیگر اہل ومال کو خوراک دی، پس میں ہاتھ میں پیالہ لے کر کھڑا رہا تاکہ وہ خود بیدار ہو کر پییں یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگی۔ بعض راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ چھوٹے بچے میرے قدموں پر چیختے رہے۔ پھر والدین بیدار ہوئے اور انہوں نے دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر کام میں نے تیری رضا کے لیے کیا ہے تو ہماری اس تنگی کو دور کر دے جو اس چٹان کے باعث پیدا ہوئی ہے تو چٹان اپنی جگہ سے ہٹ گئی مگر وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: دوسرے نے دعا کی اور کہا: یا اللہ! میرے چچا کی بیٹی تھی جس سے مجھے بہت محبت تھی تو میں نے اس سے اس کے نفس کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کیا یہاں تک کہ اس پر قحط آیا اور وہ میرے پاس آئی تو میں نے اس کو ایک سو بیس دینار دیئے اور یہ کہ وہ میرے اپنی جان کے درمیان رکاوٹ کرے گی تو اس نے یہ شرط تسلیم کی۔ جب میں اس پر قابو پا گیا تو اس نے کہا: تیرے لیے حق کے بغیر مہر توڑنا جائز نہیں ہے تو میں اس پر سوار ہونے سے گناہ سمجھ کر باز آگیا۔ اور اس کے پاس سے چلا گیا، جب کہ وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھی اور جو سونا اس کو دے چکا تھا وہ بھی اس کو چھوڑ

فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَ نِيْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِيْ فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَاتَرٰى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئُ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ.
(رواه البخاري: ٢٢٧٢)

دیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لیے کیا ہے تو ہمارے اوپر سے اس چٹان کو دور کر دے، پس چٹان کچھ کھل گئی مگر وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر تیسرے نے دعا کی: اے اللہ! میں نے اجرت پر مزدور پکڑے اور سب کو اجرت دے دی اور ایک مرد کی جو اجرت بنتی تھی وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ تو میں نے اس کی اجرت کی رقم پر نفع حاصل کیا اور زیادہ مال بن گیا، پھر وہ ایک عرصہ بعد میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میری اجرت دے دے میں نے کہا: یہ اونٹ، گائے بکریاں اور غلام سب تیرا مال ہے تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق نہ کر میں نے کہا: میں مذاق تو نہیں کرتا۔ تو وہ ہر چیز ہانک کر لے گیا اور کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لیے کیا ہے تو جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس مصیبت سے ہمیں نجات دیدے چنانچہ چٹان کھل گئی اور وہ نکل کر چل پڑے۔'' (شیخین اور ابوداؤد)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مصیبت اور پریشانی کے وقت دعا کی جائے اور اللہ کی بارگاہ میں صالح اعمال کے ساتھ تقرب حاصل کیا جائے اور صالح اعمال بطور وسیلہ پیش کیے جائیں، کسی کی ذات کا وسیلہ نہ ڈالا جائے، یہ غلط ہے۔

اس میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ پر اتنا اعتماد نہ کرے کہ میں نے یہ نیک عمل کیا ہے، عمل میں اخلاص رکھے اور دعا کے وقت یہ کہے کہ میرے اللہ! پھر بھی یہ علم تجھے ہی ہے کہ میرا عمل تیرے لیے ہے اور اگر یہ تیری رضا کے لیے ہے تو پھر اسے قبول کر لے اور تکلیف دور کر دے۔

اس حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عمل میں اخلاص پیدا کیا جائے اور اس میں والدین کے ساتھ نیک سلوک کی ترغیب ہے کہ ان کی خدمت کو اہل وعیال کی خدمت پر ترجیح دی جائے اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عفت و پاکدامنی اور طاقت کے باوجود حرام کام سے رکنا بہت بڑی نیکی ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امانت ادا کی جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا صالح لوگوں سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گذشتہ امت کے واقعات اس امت کو اس لیے سنائے جائیں تا کہ ان کے اعمال سے عبرت ہو اور اچھے اعمال اپنائے جائیں اور برے اعمال سے نفرت ہو۔ (فتح الباری: ٦/ ٥١٠)

٩١٦٠۔عَنْهُ رَفَعَهُ :كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ اسْمُهُ الْكِفْلُ ،وَكَانَ لا يَنْزِعُ عَنْ شَيْءٍ فَأَتٰي امْرَأَةً عَلِمَ بِهَا حَاجَّةً فَأَعْطَاهَا عَطَاءً كَثِيْرًا فَلَمَّا أَرَادَهَا عَلٰى نَفْسِهَا أَرْتَعَدَتْ وَبَكَتْ، فَقَالَ: وَمَايُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ: لِأَنَّ هٰذَا عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ ،وَمَاحَمَلَنِيْ عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ ، قَالَ تَفْعَلِيْنَ أَنْتِ هٰذَا مِنْ مَخَافَةِ اللّٰهِ ، فَأَنَا أَحْرٰى ، أذْهَبِيْ فَلَكِ مَاأَعْطَيْتُكِ وَوَاللّٰهِ لَا أَعْصِيْهِ بَعْدَهَا أَبَدًا فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهٖ فَأَصْبَحَ مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِهٖ ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى نَبِيِّ زَمَانِهِمْ بِشَأْنِهٖ. (لرزين وللترمذى غير هذا اللفظ)

''انہی سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں الکفل نامی ایک مرد تھا۔ وہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ وہ ایک عورت کے پاس گیا جس کی مالی ضرورت کا اسے علم تھا اور اس کو بہت کچھ مال دیا اور جب اس نے اس کے نفس کا ارادہ کیا تو وہ عورت کانپ گئی اور رو دی تو اس نے کہا:تو کیوں روئی؟ تو عورت نے کہا: اس لیے کہ یہ کام میں نے کبھی نہیں کیا اور اس کے کرنے پر صرف میری ضرورت نے مجبور کیا ہے تو اس نے کہا:تو یہ کام اگر اللہ کے خوف سے کرتی ہے تو میں اللہ سے ڈرنے کا زیادہ حق دار ہوں تو چلی جا۔ جو میں نے تجھے دیا ہے وہ تیرا ہی ہے اور اللہ کی قسم! آج کے بعد میں اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا اور پھر وہ اسی رات فوت ہوگیا تو صبح کو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا۔ اللہ نے ذالکفل کو بخش دیا ہے تو لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا۔ پس اللہ نے اس زمانے کے نبی کو اس کی حالت بذریعہ وحی بتا دی۔''(رزین اور ترمذی میں اس کے علاوہ کچھ الفاظ ہیں)

٩١٦١۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ رَبِيْعَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ عِنْدَهُ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُوْنَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ فَقُلْتُ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ إِنَّ عَادًا لَمَّا أُقْحِطَتْ بَعَثَتْ قَيْلًا فَنَزَلَ عَلٰى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ

''بنو ربیعہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے، اس نے کہا: میں مدینہ میں آیا، مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ مسجد والوں میں موجود تھے نبی ﷺ عمرو بن العاص کو قوم ربیعہ کے خلاف کاروائی کے لیے روانہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو میں نے کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں قوم عاد کے وفد کی طرح بنوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: قومِ عاد کا وفد بننے والا کیسا تھا؟ میں نے کہا: صحیح خبر دینے والے سے آپ پوچھ رہے

(٩١٦٠) رزین، ترمذی.

(٩١٦١) ترمذی: ٣٢٧٣۔ حسن، البانی: ٢٦١١۔ ابن ماجہ: ٢٨١٦.

فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيْدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَمْ آتِكَ لِمَرِيْضٍ فَأُدَاوِيَهِ وَلَالِأَسِيْرٍ فَأُفَادِيَهِ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَاكُنْتَ مُسْقِيَهُ وَاسْقِ مَعَهُ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّتِيْ سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهُ سَحَابَاتٌ فَقِيْلَ لَهُ اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيْلَ لَهُ خُذْهَا رَمَادًا رِمْدِدًا لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ أَحَدًا وَذُكِرَ أَنَّهُ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيْحِ إِلَّا قَدْرُ هٰذِهِ الْحَلْقَةِ يَعْنِيْ حَلْقَةَ الْخَاتَمِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَاتَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ﴾الْآيَةَ. (رواه الترمذي: ٣٢٧٣)

ہیں۔قومِ عاد پر جب قحط آیا تو انھوں نے اپنا ایک نمائندہ بھیجا تا کہ وہ جا کر دعا کرے تو وہ بکر بن معاویہ کے پاس گیا اور اس نے اس کو شراب پلائی اور گانے والی عورتوں کے گیت سنائے، پھر وہ مہرہ پہاڑ پر چڑھ گیا اس نے کہا: یااللہ! میں مرض کی وجہ سے نہیں آیا کہ تو مجھے دوائی دے نہ میں قیدی چھڑانے آیا ہوں تا کہ میں فدیہ ادا کروں، پس تو پانی پلا اپنے بندے کو جیسا تو پہلے پلاتا تھا اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی پلایا۔ اس نے شکر ادا کیا اس شراب کا جو پلائی گئی تھی تو اس کے سامنے تین بادل آئے سرخ، سفید اور سیاہ تو اس کو آواز دی گئی کہ ان سب میں سے ایک پسند کر تو اس نے سیاہ بادل پسند کیے تو اس کو کہا گیا: یہ راکھ ہے، اسے لے لے جو عاد میں سے کسی کو باقی نہیں رہنے دے گی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہوا انگوٹھی کے حلقے کے برابر سوراخ سے چھوڑی گئی تھی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: جب ہم نے ان پر بانجھ کرنے والی ہوا بھیجی جو کسی چیز کو باقی نہیں رہنے دیتی......'' (ترمذی)

شرح: ......اس میں عاد قوم کی ہلاکت کی کیفیت بیان ہوئی ہے کہ وہ اس طرح تباہ ہوئے کہ انہیں نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ ایسی ہوا سے برباد ہوئے تھے جس میں خیر نہ تھی نہ تو وہ بارش برساتی تھی نہ درختوں کو پھلدار کرتی تھی۔ یہ پچھم کی ہوا تھی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۳۶۰)

٩١٦٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰى بَدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک برص والا دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا۔ اللہ نے ان کو آزمانا چاہا تو ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ برص والے کے پاس گیا۔ اس نے کہا: تجھے کیا پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھا رنگ

(٩١٦٢) بخاري: ٣٤٦٤ـ مسلم: ٢٩٦٤.

قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ هُوَ شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ إِنَّ الْأَبْرَصَ وَالْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا اَلْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا وَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّيْ هٰذَا قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا وَأَتَى الْأَعْمٰى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِيْ فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَ وَادٍ مِنْ إِبِلٍ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ غَنَمٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهُ أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ

خوبصورت کھال ہو اور یہ تکلیف جاتی رہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال پیدا ہوگئی۔ فرشتے نے پھر کہا: کونسا مال تجھے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ کہا یا گائے۔ اسحاق نے شک کیا ہے کہ یہ برص والا تھا یا گنجا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے اونٹ پسند کیا اور دوسرے نے گائے پسند کی تو اس کو دس ماہ کی گابھن اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے کہا: اللہ! اس مال میں تجھے برکت دے۔ پھر وہ گنجے کے پاس گیا اور کہا تجھے کیا چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھے بال اور یہ تکلیف جاتی رہے۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو بیماری جاتی رہی اور اچھے بال پیدا ہو گئے اور کہا: کونسا مال تجھے پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے اس کو ایک حاملہ گائے دی گئی اور کہا: اللہ اس میں تجھے برکت دے۔ پھر وہ نابینا کے پاس گیا اور کہا: تجھے کیا پسند ہے؟ اس نے کہا: مجھے بینائی دے دے تو میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔ فرشتے نے کہا: کونسا مال تجھے پسند ہے؟ بچہ دینے والی بکری اسے دے دی گئی۔ اس نے بچہ دیا اور اونٹوں سے وادی بھر گئی اور دوسرے کے لیے گائے سے وادی بھر گئی، پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اس جیسی شکل وصورت بنا کر آیا اور کہا: میں مسکین مسافر ہوں اور میرے سفر کا سامان ختم ہے۔ اللہ کے سوا اور تیرے بغیر میرا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس نے کہا: دیگر حقوق بھی بہت زیادہ ہیں تو فرشتے نے کہا: میرا خیال ہے میں تجھے جانتا ہوں۔ کیا تو وہ نہیں جو برص کا مریض تھا اور تجھ سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو فقیر تھا پھر اللہ نے تجھے سب کچھ دیا ہے؟ اس نے کہا: مال ودولت میں نے باپ دادا سے

يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَاكُنْتَ وَأَتَى الْأَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِيْ وَفَقِيْرًا فَقَدْ أَغْنَانِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَ اللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ. (رواه البخاري: ٣٤٦٤)

میراث میں حاصل کی ہے۔فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے پہلی حالت پر کردے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس اس کی صورت میں گیا اور اس کو بھی وہ کہا جو پہلے کو کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا تو فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پہلی حالت پر کردے۔فرمایا: پھر فرشتہ نابینے کے پاس گیا اور اس کی حالت اور صورت اور شکل میں ظاہر ہوا اور کہا: میں مسکین اور مسافر ہوں، میرے سفر کا سامان ختم ہے تو مجھے پہنچانے والا اللہ ہی ہے اور پھر تم وسیلہ ہو، میں اللہ کے نام پر ایک بکری طلب کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں واپس دی ہیں تاکہ میں اپنا سفر طے کرسکوں۔تو اس نے کہا: میں نابینا تھا مجھے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ آنکھیں عطا کی ہیں۔ پس جتنا تو چاہے لے لے اور چاہے چھوڑ جا۔ اللہ کی قسم! اللہ کے نام جو چیز تو لے جائے گا میں نہیں روکوں گا اور منع نہیں کروں گا۔تو فرشتے نے کہا: تو اپنا مال اپنے پاس رکھ۔تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور تیرے ساتھ کے دو پر اللہ ناراض ہے۔(الشیخان)

شرح:......اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ کسی دوسرے کا اس لیے ذکر کرنا کہ اس سے نصیحت ہو، یہ غیبت میں نہیں آتا، اس میں اس بات سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا کفران نہ کیا جائے اور اس کا شکر یہ ادا کیا جائے، ان کا اعتراف کیا جائے اور ان پر اس کی حمد وثنا کی جائے۔اس میں صدقہ کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔اور ساتھیوں سے نرمی سے پیش آنے کا درس ہے۔ان کی عزت کرنے اور انہیں ضروریات تک رسائی دینے کا پیغام ہے اور بخل سے باز رہنے کی ترغیب ہے کیونکہ اس سے جھوٹ کی عادت پڑتی ہے اور اللہ کی نعمت سے انکار کی قباحت جنم لیتی ہے۔
(فتح الباری:٦/٥٠٣)

٩١٦٣- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ

”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٩١٦٣) بخاری: ٢٢٩١.

اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُسْلِفَهٗ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِالشُّهَدَاءِ أُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا قَالَ فَأْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِيْ أَجَّلَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةٍ مِنْهُ إِلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ أَتٰى بِهَا إِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَأَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَأَلَنِيْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَأَنِّيْ جَهَدْتُ أَنْ لَا أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِيْ لَهٗ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّيْ أَسْتَوْدِعُكُهَا فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتّٰى وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ إِلٰى بَلَدِهٖ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ أَسْلَفَهٗ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهٖ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِيْ فِيْهَا الْمَالُ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِيْ كَانَ أَسْلَفَهٗ فَأَتٰى بِالْأَلْفِ دِيْنَارٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَازِلْتُ جَاهِدًا فِيْ طَلَبِ مَرْكَبٍ لِآتِيَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ

بنی اسرائیل کے ایک مرد کا ذکر کیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے کسی فرد سے ہزار دینار قرض طلب کیا تو اس نے کہا کہ گواہ لاؤ جو میں گواہ بناؤں تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ضمانت کے لیے کافی ہے۔ اس نے کہا: تو درست کہتا ہے اور اس کو رقم ایک مدت مقرر کر کے دے دی۔

پھر قرض لینے والا سمندر کے سفر پر چلا گیا اور اپنا کام پورا کیا اور مقررہ وقت پر واپس آنے کے لیے سواری طلب کی تو میسر نہ آئی۔ اس نے ایک لکڑی اندر سے خالی کر کے اس میں رقم بھی رکھی اور اس کے ساتھ تحریر لکھ دی اور سوراخ کا منہ بند کر کے سمندر کے کنارے رکھا اور کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ فلاں شخص سے میں نے ہزار دینار طلب کیا تھا اور اس نے ضامن طلب کیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضمانت کے لیے کافی ہے اور وہ تیری ضمانت پر راضی ہوگیا اور اس نے کہا کہ گواہ لاؤ تو میں نے کہا: اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ اب میں نے کوشش کی ہے کہ وقت پر اس کی رقم پہنچادوں اور مجھے سواری کے لیے (کشتی) میسر نہیں ہے اور میں سواری پر قادر نہیں ہوں اور میں تیرے سپرد اس کا مال کرتا ہوں۔ اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی، یہاں تک کہ وہ سمندر میں چلی گئی پھر وہ لوٹ کر سواری کی تلاش میں مصروف ہوگیا تاکہ اپنے شہر کو واپس چلا جائے۔ وہ مرد جس نے قرض دیا تھا وہ ساحل پر گیا کہ شاید کوئی سوار آئے اور اس کا مال واپس لائے تو اس نے دیکھا کہ ایک لکڑی آئی ہے تو اس نے گھر میں جلانے کے لیے اٹھائی اور جب چیر دی تو اس سے مال برآمد ہوا اور ساتھ ہی تحریر بھی موجود تھی۔

پھر مقروض بھی آ گیا اور ہزار دینار بھی لایا اور کہا: اللہ کی قسم! میں تلاش کرتا رہا کہ سواری میسر آئے اور تیرا مال لے کر تیرے

مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِيْ أَتَيْتُ فِيْهِ قَالَ هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ قَالَ أُخْبِرُكَ أَنِّيْ لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِيْ جِئْتُ فِيْهِ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدّٰى عَنْكَ الَّذِيْ بَعَثْتَ فِي الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ الدِّيْنَارِ رَاشِدًا. (للبخاري: تعليقا)

پاس آؤں تو مجھے سواری میسر نہ آئی یہاں تک کہ یہ سواری میسر آئی تو میں حاضر ہوا ہوں۔ اس نے کہا: جو مال تو نے لکڑی میں رکھ کر روانہ کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے ادا کر دیا ہے لہٰذا تو اپنی یہ رقم ہزار دینار لے کر ہدایت کے ساتھ واپس چلا جا۔'' (بخاری)

شرح: ......اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ ادھار لینا جائز ہے، اس کی مدت مقرر کر لی جائے اور اس قرض کو پورا کرنا واجب ہے، یہ بھی ثابت ہوا کہ سمندر میں تجارت کرنا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قرض پر گواہوں کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔ اس میں اللہ پر توکل کی فضیلت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ جو اللہ کی ضمانت پر اعتماد کرتا ہے، اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۴/۴۷۲)

٩١٦٤- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَدْرِيْ أَتُبَّعٌ لَعِيْنٌ هُوَ أَمْ لَا وَمَا أَدْرِيْ أَعُزَيْرٌ نَبِيٌّ هُوَ أَمْ لَا. (رواه أبو داوٗد: ٤٦٧٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تبع وہی لعین ہے یا نہیں اور نہیں جانتا کہ عزیر نبی ہے یا نہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ ارشاد گرامی وحی سے پہلے کا ہے کیونکہ قرآن پاک میں بھی قوم تبع کی مذمت آئی ہے، تبع کی مذمت نہیں آئی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تبع کو گالی مت دو۔ وہ اسلام لے آیا تھا، ابن ابو حاتم، ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے بھی یہ بیان کیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/۳۵۲)

٩١٦٥- أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرُ. (رواه البخاري:٣٣٩٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت میں بدبو پیدا نہ ہوتی اور حواء نہ ہوتی تو کوئی عورت کبھی اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔'' (الشیخان)

شرح: ...... بنی اسرائیل کو منع کیا گیا تھا کہ وہ جو سلویٰ جانور کا گوشت ہے اسے ذخیرہ نہ کریں لیکن انہوں نے اسے ذخیرہ کرنا شروع کر دیا تو بطور سزا اسے بدبودار کر دیا گیا۔ حواء حضرت آدم علیہ السلام کی اہلیہ تھیں، یہ ہر خاتون کی والدہ ہیں۔ انہوں نے آدم علیہ السلام کے لیے درخت کھانے کو خوشگوار قرار دیا تھا۔ خیانت کوئی فحش نہ تھی، ابلیس نے جو ان کے سامنے مزین کیا تھا اسے قبول کیا تھا، اسی کو خیانت قرار دیا گیا ہے چونکہ اس دنیا کی پہلی خاتون سے یہ نقص ہوا ہے تو اس کی

(٩١٦٤) ابوداؤد: ٤٦٧٤- صحيح، البانی: ٣٩٠٨.

(٩١٦٥) بخاری: ٣٣٩٩- مسلم: ١٧٢١- ابن ماجه: ٢٥١١- احمد: ٢٧٤٠٨.

بیٹیوں سے خیانت واقع ہونا ایک فطرتی بات ہے، اب ہر عورت کی خیانت کا مختلف معیار ہے، اس حدیث میں اشارہ ہے کہ بیویوں سے جو صورت پیش آئے اس سے درگزر کریں یہ ان کی ماں سے وراثت میں ملی ہے، چھوٹی موٹی بات میں ان کی ہمنوائی کریں بشرطیکہ شریعت کے صریح خلاف نہ ہو۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٦٨)

٩١٦٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اشْتَرٰى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِيْ عَقَارِهِ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّيْ إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِيْ لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا فَتَحَاكَمَا إِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِيْ تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا لِيْ غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِيْ جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا. (للبخاري: ٣٤٧٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلی قوموں میں سے ایک مرد نے زمین خریدی اور دوسرے مرد نے فروخت کی۔ تو جس نے زمین خریدی اس کو زمین کے اندر سے سونے کا بھرا ہوا مٹکا ملا تو خریدنے والے نے فروخت کرنے والے کو کہا اپنا سونا لے لو، میں نے تجھ سے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا تو بائع نے کہا: میں نے تجھے زمین بھی فروخت کی ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ہی فروخت کیا ہے تو وہ ایک شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے اور جس کے پاس مقدمہ لے گئے اس نے کہا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے تو ایک نے کہا: میرا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری لڑکی ہے تو اس نے کہا: لڑکے کے ساتھ لڑکی کا نکاح کردو اور یہ مال ان پر خرچ کرو اور اس میں سے صدقہ بھی دو۔''

شرح: ...... اصل میں ان دونوں کے درمیان صرف زمین کا ہی سودا ہوا تھا۔ فروخت کنندہ نے یہ خیال کیا کہ تجارت کے ضمن میں جو اس زمین میں ہے وہ آ گیا ہے جبکہ خریدار کا خیال تھا داخل نہیں ہوتا، ان کا اختلاف تجارت میں نہ تھا وہ سونا اس میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف تھا جس کا وہ دونوں دعویٰ لے کر عدالت میں گئے، دونوں ہی مخلص اور نیک نیت تھے۔

ہماری اس شریعت میں تو اس کا فیصلہ یہ ہے کہ خریدار کی بات ہوگی لیکن سونا فروخت کرنے والے کی ملکیت میں رہے گا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہماری شریعت کے مطابق اگر مال جاہلیت کا دفینہ ہو تو یہ رکاز دفن شدہ مال کا حکم رکھتا ہے۔ جس کا پانچواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر خرچ ہوگا باقی مالک رکھے گا، اگر مسلمانوں کا دفینہ ہے تو یہ گری ہوئی چیز کا حکم رکھتا ہے ایک برس تک اس کا اعلان کیا جائے۔ اگر پتہ نہ چلے یہ کس کا ہے تو اسے بیت المال میں رکھا جائے۔ یہ تفصیل

(٩١٦٦) بخاري: ٣٤٧٢- مسلم: ١٧٢١- ابن ماجه: ٢٥٢١- احمد: ٢٧٤٠٨.

ان کی شریعت میں نہ تھی اس لیے اس قاضی نے اس حدیث میں درج فیصلہ دیا تھا۔ (فتح الباری: ٦/ ٥١٩)

٩١٦٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَتّٰى يُصْبِحَ مَا يَقُوْمُ إِلَّا إِلٰى عُظَمِ صَلَاةٍ. (رواه أبو داوٗد: ٣٦٦٣)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہم سے بنی اسرائیل کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی اورصرف نماز کے لیے وقفہ کرتے اور اٹھتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ بنواسرائیل کے واقعات سنانا جائز ہیں، اگر وہ ہماری شریعت کے خلاف ہوں تو بتادیا جائے یہ خلاف ہے، ان کے حالات علم میں لانے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود: ٣/ ٣٦١)

٩١٦٨۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَصِيْرَةٌ تَمْشِيْ مَعَ امْرَأَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ وَخَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ مُغْلَقٌ مُطْبَقٌ ثُمَّ حَشَتْهُ مِسْكًا وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيْبِ. (رواه مسلم: ٢٢٥٢)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک چھوٹے قد والی عورت بن اسرائیل میں سے قد آور عورتوں کے درمیان چل رہی تھی تو اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں تیار کروائیں اور چاندی کی بڑھی انگوٹی تیار کروائی اور پھر کستوری میں لت پت کیا جو عمدہ خوشبو تھی۔'' (مسلم)

شرح: ......ثابت ہوا کہ سب سے اچھی خوشبو کستوری ہے اور بنی اسرائیل میں مرد وزن کے اختلاط نے اور رسم ورواج لانے اور زینت کے اظہار نے بے حیا بنا دیا تھا آج کل تہذیب کے نام پر عریانی بھی ان کی نقالی میں کی جا رہی ہے۔ (گوندلوی)

كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَعَجَائِبِهٖ

مخلوق کی ابتداء اور عجائباتِ قدرت کا بیان

٩١٦٩۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهٗ قَوْمٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَابَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنوتمیم کے چندلوگ آئے تو آپ نے انہیں خوش آمدید کہا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم دین میں سمجھ بوجھ اور فقہ حاصل کرنے آئے ہیں اور ہم سے

(٩١٦٧) ابوداؤد: ٣٦٦٣۔ صحیح الاسناد، البانی: ٣١١١۔ احمد: ١٩٤٢٢.

(٩١٦٨) مسلم: ٢٢٥٢۔ ابوداؤد: ٣١٥٨۔ ترمذی: ٩٩١۔ نسائی: ٥١١٩۔ احمد: ١١٤٢٢.

(٩١٦٩) بخاری: ٧٤١٨۔ ترمذی: ٣٩٥١۔ احمد: ١٩٣٨٥۔ ترمذی: ٢٩٥١.

فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَاأَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْا تَمِيمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هٰذَ الْأَمْرِ مَاكَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ. (رواه البخاري: ٧٤١٨)

اس مخلوق کا بیان پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی چیز اس سے پہلے نہیں تھی۔ اور پھر یہ کہ اس کا عرش پانی پر تھا اور پھر اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور یاداشت میں ہر چیز کو لکھ دیا۔'' (بخاری۔ اور ترمذی کی روایت طویل ہے۔)

٩١٧٠۔ عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَاتَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَافَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ. (رواه الترمذي: ٣١٠٩ وَقَالَ: قَالَ أَحْمَدُ :قَالَ يَزِيْدُ: الْعَمَاءِ، أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ)

''ابو رزین کی روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارا رب مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ نے فرمایا: لامکان میں، نہ نیچے کچھ تھا اور نہ اوپر کچھ تھا اور پھر اپنا عرش پانی پر تخلیق فرمایا۔'' (ترمذی اور کہا احمد نے: یزید نے کہا: العماء کا مطلب ہے کہ کچھ بھی اس کے ساتھ نہ تھا)

٩١٧١۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ. (للبخاري: ٣١٩٢)

''طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ہمیں مخلوق کی ابتداء سے تا جنت اور اہل جنت کی منازل اور آگ والوں کی آگ میں منازل سب ہی بیان کر دیں، پھر یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جس نے بھلا دیا۔'' (بخاری)

شرح: ......اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ (الروم: ٢٧)

''وہی ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا، پھر وہ اسے لوٹائے گا اور وہ اس پر بہت آسان ہے۔''

یہ ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ کی ذات گرامی تھی اور کچھ نہ تھا، نہ پانی تھا، نہ عرش تھا۔ اللہ نے پہلے پانی پیدا کیا،

(٩١٧٠) ترمذي: ٣١٠٩۔ ضعيف، الباني: ٦٠٢۔ ابن ماجه: ١٨٢۔ احمد: ١٥٧٥٥.

(٩١٧١) بخاري: ٣١٩٢۔ ترمذي: ٣٩٥١۔ احمد: ١٩٣٨٥.

اس کے بعد عرش پیدا کیا اور اسے پانی پر ٹکایا، اس کے بعد قلم کو پیدا کیا اور اسے زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے پیدا کیا اور اسے حکم دیا لوح محفوظ میں لکھ دے اس نے ہر چیز لکھ دی۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا۔ یہ اولیت پانی اور عرش کے بعد دوسری چیزوں کی بہ نسبت ہے اور جو یہ آتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے عقل پیدا کی یہ حدیث ثابت نہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ چیزوں کی ابتداء کے متعلق سوال کرنا جائز ہے اور عالم کو جو اس بارے میں حاضر علم ہے وہ بتائے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ زمانہ حادث ہے اور مخلوقات کا موجد اللہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تحصیل علم کی کتنی زیادہ حرص تھی۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر بیٹھے تھے، نماز ظہر کے لیے اترے اور پھر بیان کیا، پھر نماز عصر پڑھی پھر بیان کیا، پھر مغرب کے لیے اترے جہاں سے دنیا کا آغاز ہوا تھا اور معیشت کے متعلق اور آخرت تک ہر چیز بتا دی۔ آپ ﷺ جامع کلمات دیئے گئے تھے۔ (فتح الباری: ۶/۲۹۰)

٩١٧٢ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُذِنَ لِيْ أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ منْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّ مَابَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مَائَةِ عَامٍ. (رواه أبوداوٗد: ٤٧٢٧)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں عرش کے حاملین فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی جسامت بیان کردوں۔ اس کے کان کے نرم گوشے اور اس کی گردن تک سات سو سال کی مسافت ہے۔ (ابوداؤد)

٩١٧٣ـ أَبِيْ، رَفَعَهٗ :أَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ ، فَقَالَ لَهٗ :اكْتُبْ فَجَرٰى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ. (رواه رزين)

''ابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کو فرمایا: لکھ، تو قلم جاری ہوگئی اس چیز پر جو تا ابد ہونے والا ہے۔''

٩١٧٤ـ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ،رَفَعَهٗ : أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ ٠ قَالَ لَهٗ أَقْبِلْ ، فَأَقْبَل ، وَأَدْبِرْ فَأَدْبَرَ، فَقَالَ :مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكَ وَلَا أَرْكَبُكُ إِلَّا فِيْ أَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيَّ. (رواه رزين)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں، سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا ہے۔ اس کو حکم دیا سامنے سے آ تو سامنے آیا اور حکم دیا: پیٹھ پھیر اور اس نے پیٹھ پھیر دی۔ پھر فرمایا: تیرے جیسی کوئی مخلوق نہیں بنائی جو تجھ سے زیادہ مجھے پسند ہو اور میں تجھے اسی مخلوق میں رکھوں گا جو سب سے زیادہ مجھے پسند ہوگی۔'' (یہ رزین کی مرویات ہیں)

(٩١٧٢) ابوداؤد: ٤٧٢٧ـ صحیح، البانی: ٣٩٥٣.

(٩١٧٣) رزین. (٩١٧٤) رزین.

شرح: ......ایک روایت میں ہے کہ اتنی مسافت عمدہ گھوڑے پر طے کی جائے تو تب اتنی دیر میں یہ کندھے طے ہوتے ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس فرشتے کا طول اور عرض کتنا زیادہ ہوگا۔(عون المعبود:۴/۳۷۴)

٩١٧٥۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ كُنْتُ فِي الْبَطْحَاءِ فِيْ عِصَابَةٍ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهِ قَالُوا السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوْا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالُوْا وَالْعَنَانَ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ لَمْ أُتْقِنِ الْعَنَانَ جَيِّدًا قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَابُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قَالَ إِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ أَوِ اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً ثُمَّ السَّمَاءُ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ مَابَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةٌ أَوْ عَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِمْ وَرُكَبِهِمْ مِثْلُ مَابَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِمُ الْعَرْشُ مَا بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ . (رواه أبو داوٗد:٤٧٢٣)

''سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بطحاء میں بیٹھا تھا اور میرے ساتھ ایک جماعت تھی اور ان میں نبی کریم ﷺ بھی تھے۔ بادل کا ٹکڑا گزرا تو سب نے اس کو دیکھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! یہ (سحاب) بادل ہے۔آپ نے فرمایا: (مزن) بادل۔تو لوگوں نے کہا: مزن ہے۔آپ نے فرمایا: العنان تو لوگوں نے کہا: عنان نام بھی ہے۔آپ نے فرمایا: آسمان وزمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں ہے۔آپ نے فرمایا: ان کے درمیان اکہتر یا فرمایا بہتر یا فرمایا تہتر سال کا فاصلہ ہے اور اس سے اوپر کے آسمان کا فاصلہ بھی اسی قدر ہے اور اسی طرح ساتھ آسمانوں کو شمار کیا۔ پھر ساتویں آسمان پر سمندر ہے اور اس کے اوپر اور نیچے کی سطح (یعنی اس کی موٹائی) اتنی ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے اور اس کے اوپر آٹھ طاقتور جانور ہیں۔ان کے کھر اور ان کے زانوں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے تک کی مسافت ہے۔ پھر ان کی پشت پر عرش ہے اور اس کی موٹائی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی مسافت کے برابر ہے اور اللہ عزوجل اس سے اوپر ہے۔'' (سنن ترمذی وابوداؤد)

٩١٧٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَانَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھے تھے کہ ان پر بادل آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا:

(٩١٧٥) ابوداؤد: ٤٧٢٣۔ ضعیف، البانی: ١٠١٤۔ ترمذی: ٣٣٢٠۔ ابن ماجه: ١٩٣.

(٩١٧٦) ترمذی: ٣٢٩٨۔ ضعیف، البانی: ٦٥١۔ احمد: ٨٦١٠.

هٰذَا فَقَالُوااللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْأَرْضِ يَسُوْقُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَافَوْقَكُمْ قَالُوااللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَحْفُوْظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَاءَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَاءَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَرْشُ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الْأَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّسَبْعَ أَرْضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ أَرْضِيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ رَجُلًا بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿هُوَ الْأَوَّلُ

اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ عنان ہے، یہ زمین پر چلنے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس قوم کی طرف لے جاتا ہے جو نہ اس کا شکر کرتے ہیں اور نہ اس کو پکارتے، ہیں پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ رقیع ہے محفوظ چھت ہے اور لپیٹی ہوئی سمندر کی لہر ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کے اور تمہارے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کے اوپر دو آسمان ہیں جن کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، پھر اسی طرح فرماتے گئے یہاں تک کہ سات آسمان شمار کر دیے اور ہر دو آسمان کے درمیان وہی فاصلہ بتایا جو زمین و آسمان کا ہے، پھر فرمایا: تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ ہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے نیچے کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔ فرمایا: اس کے نیچے دوسری زمین ہے اور ان دو کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، پھر ساتھ زمینیں شمار کیں درمیان ہر دو زمین کے پانچ سو سال کے فاصلہ بتایا، پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم کوئی پہاڑ ٹھکا دو دنیچے والی زمین کی طرف تو وہ اللہ

وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ . (رواه الترمذي: ٣٢٩٨)

کی قدرت کے ساتھ ہی جائے گی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وہی اول ہے، وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

شرح:...... یہ احادیث دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے، اس کی کیفیت نامعلوم ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے وہ عرش پر مستوی ہے۔ کتاب وسنت کے دلائل اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۶۹)

اتنی بلندی پر آسمان کھڑے رکھنے والے اللہ کی عبادت نہیں کرتے غیر کی عبادت کرتے ہیں وہ پھر بھی رزق دیتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۷۳)

٩١٧٧- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَفَعَهُ: أَتَدْرِي مَا اللّٰهُ إِنَّ عَرْشَهُ عَلٰى سَمَاوَاتِهِ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِأَصَبِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيَئِطُّ بِهِ أَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٧٢٦)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کیا ہے؟ اس کا عرش اس کے آسمانوں پر ہے اور اس طرح ہے اور اپنی انگلیوں کا چبوترہ بنا کر دکھایا اور عرش اس طرح چیختا ہے جس طرح کجاوے کی لکڑی چیختی ہے۔ یہ ابوداؤد کی طویل حدیث ہے۔''

شرح:......اس سے ثابت ہوا کہ عرش الٰہی ذات الٰہی کو اٹھانے سے بے بسی ظاہر کر رہا ہے، لیکن اسے ہم کسی مشابہت میں نہیں لاتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ عرش الٰہی پر اللہ مستوی ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۷۰)

٩١٧٨- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ. (رواه مسلم: ٢٧٨٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتے کے دن پیدا کیا، اس میں پہاڑ اتوار کے دن رکھے، اس میں سوموار کے دن درخت پیدا کیے، ہر ناپسند چیز منگل کو پیدا کی اور ہر روشنی بدھ کو پیدا کی اور زمین میں چوپائے جمعرات کو پھیلا دیے اور سب سے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے آخری وقت میں عصر اور رات کے درمیان آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔'' (مسلم)

٩١٧٩- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلَتْ يَهُوْدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَخْبِرْنَا

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قوم یہود نبی ﷺ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا کہ بتاؤ کہ کڑک کیا چیز ہے؟

(٩١٧٧) ابوداؤد: ٤٧٢٦۔ ضعيف، البانی: ١٠١٧.

(٩١٧٨) مسلم: ٢٧٨٩۔ احمد: ٨١٤١.

عَنِ الرَّعْدِ مَاهُوَ قَالَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهٗ مَخَارِيْقُ مِنْ نَارٍ يَسُوْقُ بِهَاالسَّحابَ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالُوْا فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِيْ نَسْمَعُ قَالَ زَجْرُهٗ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهٗ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلٰى حَيْثُ أُمِرَ قَالُوْا صَدَقْتَ فَأَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى نَفْسِهٖ قَالَ اشْتَكٰى عِرْقَ النِّسَا فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهٗ إِلَّا لُحُوْمُ الْإِبِلِ وَأَلْبَانِهَا فَلِذٰلِكِ حَرَّهَا قَالُوْا صَدَقْتَ. (رواه الترمذی: ۳۱۱۷)

آپ نے فرمایا: وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بادلوں پر مقرر کیا ہے۔ اس کے پاس آگ کی گرم کی ہوئی سلاخیں ہیں جن کے ساتھ بادلوں کو ہانک کر وہاں لے جاتا ہے جہاں اللہ چاہے۔ انہوں نے کہا کہ آواز کیسی ہے جو ہم سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ اس کو بادلوں کو ڈانٹنا ہے یہاں تک کہ بادل وہاں پہنچتے ہیں جس جگہ کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو نے صحیح کہا اور ہمیں خبر دو اس چیز کی جو اسرائیل علیہ السلام نے اپنی جان پر حرام کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسرائیل علیہ السلام کو عرق النساء کی بیماری لاحق ہوئی تو اس کا سبب اونٹ کے گوشت اور دودھ کے سوا کچھ نہ سمجھا اس لیے اپنے اوپر ممنوع قرار دی۔ انہوں نے کہا: تو نے صحیح کہا ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... اس میں قرآن پاک کی آیت يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ (الرعد: ۱۳) ''اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔'' اس کی وضاحت ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ حضرت اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہوئے اور یہ عرق النساء کی بیماری تھی جو ران سے ٹخنے تک دردناک کرتی تھی، یہ کافی دراز ہوگئی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں محبوب ترین کھانا نہ کھاؤں گا۔ انہیں اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ بہت پسند تھا، صحت یاب ہونے پر انہوں نے یہ چھوڑ دیئے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲۶۴/۴)

۹۱۸۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، مطولا. (رواه البخاری: ۶۲۲۷)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت میں بنایا ہے۔ ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔

۹۱۸۱- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَتْرُكَهٗ فَجَعَلَ إِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صورت بنائی اور جب تک چاہا جنت میں رکھا تو ابلیس اُن کے آس پاس پھرتا تھا اور

(۹۱۷۹) ترمذی: ۳۱۱۷- صحیح، البانی: ۲٤۹۲- احمد: ۲٤۷۹.

(۹۱۸۰) بخاری: ٦۲۲۷- مسلم: ۲۸٤۱- احمد: ۸۰۹۲. (۹۱۸۱) مسلم: ۲٦۱۱- احمد: ۱۳۱۰٤.

مَاهُوَ فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ. (رواه مسلم:٢٦١١)

جب دیکھا کہ اندر سے خالی ہے تو سمجھ گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکے گی۔'' (مسلم)

٩١٨٢۔عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَرْضِ فَجَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ. (رواه الترمذی:٢٩٥٥)

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے ایک مٹھی کے برابر مٹی اٹھائی تو اولادِ آدم مٹی کی حیثیت پر ظاہر ہوئی۔ کوئی ان میں سے سرخ ہے کوئی سفید ہے اور کوئی سیاہ ہے اور کوئی اس کے درمیان درمیان ہے اور کوئی نرم ہے، کوئی غمناک ہے، کوئی گندی طبیعت کی ہے اور کوئی پاک ہے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٩١٨٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ. (رواه مسلم:٢٩٩٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جنوں کو شعلے مارنے والی آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا جو تمہارے لیے بیان کر دی گئی ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......اس کی تکمیل یہ ہے کہ آدم کو پیدا کرنے کے بعد کہا، جاؤ فرشتوں کی جماعت کو سلام کہو۔ جو وہ جواب دیں گے وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب ہوگا تو انہوں نے السلام علیکم کہا تو فرشتوں نے بھی یہی جواب دیا اور جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ہوگا اور مخلوق اب تک چھوٹی ہو رہی ہے۔ آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے مطابق ان کی تصویر کشی کی ہے اور علم، زندگی، سننا، دیکھنا وغیرہ صفات پر پیدا کیا ہے لیکن آدم علیہ السلام کی صفات مخلوق ہیں یہی صفات خالق کی ہیں لیکن ان میں مشابہت نہیں۔ (فتح الباری: ۱۱/۳)

یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان کے پُتلے کی ساخت سے لے کر ہی شیطان اس کی مخالفت میں تیار ہو چکا تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اولادِ آدم مٹی کے مطابق طبیعت رکھتے ہیں اور اسی کے مطابق اس کے رنگ ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۷۱)

٩١٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَنَظَرْتُ فَوْقَ عَفَّانُ فَوْقِي فَإِذَا بِرَعْدٍ وَبَرْقٍ وَصَوَاعِقَ قَالَ فَأَتَيْتُ عَلٰى قَوْمٍ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کے بارے میں فرمایا: ''جب واپس آ کر آسمان دنیا پر پہنچا اور میں نے نیچے دیکھا تو ہوا، آوازیں اور دھواں نظر آیا میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ اس نے

(٩١٨٢) ترمذی: ٢٩٥٥۔ صحیح، البانی: ٢٣٥٥۔ ابوداؤد: ٤٦٩٣۔ احمد: ١٩٠٨٥.
(٩١٨٣) مسلم: ٢٩٩٦۔ احمد: ٢٤٦٨.
(٩١٨٤) احمد: ٨٤٢٦۔ وفيه ابو الصلت ولم اعرفه، سود کا واقعہ ابن ماجہ میں ہے ٢٢٧٣۔ هيثمی: ١٣٣٦٠.

بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا فَلَمَّا نَزَلْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا نَظَرْتُ أَسْفَلَ مِنِّيْ فَإِذَا أَنَا بِرَهْجٍ وَدُخَانٍ وَأَصْوَاتٍ فَقُلْتُ مَاهٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذِهِ الشَّيَاطِيْنُ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى أَعْيُنِ بَنِيْ آدَمَ أَنْ لَا يَتَفَكَّرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَرَأَوُا الْعَجَائِبَ. (رواه أحمد: ٨٤٢٦ وفيه أبو الصلت)

کہا: یہ شیاطین ہیں، بنی آدم کی آنکھوں کو جلارہے ہیں تاکہ وہ زمین وآسمان کی بادشاہت میں فکرنہ کریں۔ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو انسان عجائبات، قدرت رکھتے۔'' (احمد اور اس کی سند میں ابوصلت ہے۔)

٩١٨٥۔ أَبُوْ أُمَامَةَ، رَفَعَهُ: وُكِّلَ بِالشَّمْسِ تِسْعَةُ أَمْلَاكٍ يَرْمُوْنَهَا بِالثَّلْجِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَاأَتَتْ عَلٰى شَيْءٍ إِلَّا أَحْرَقَتْهُ. (للكبير: ٧٧٠٥ بضعف)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: نو فرشتے سورج پر مسلط کیے گئے ہیں وہ اس پر ہر روز برف پھینکتے ہیں۔ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو جس چیز پر سے گزرتا اس چیز کو جلادیتا۔'' (الکبیر۔ سند ضعیف)

٩١٨٦۔ أَبُوْ ذَرٍّ، رَفَعَهُ: كَثْفُ الْأَرْضِ مَسِيْرَةُ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَبَيْنَ الْأَرْضِ، الْعُلْيَا وَالسَّمَاءِ الدُّنْيَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَكَثْفُهَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَإِنَّ مَابَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَالسَّمَاءِ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، وَكَثْفُ السَّمَاءِ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ، ثُمَّ كُلُّ سَمَاءٍ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى تَبْلُغُ السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، ثُمَّ مَابَيْنَ لِسَّمَاءِ السَّابِعَةِ إِلَى الْعَرْشِ مَسِيْرَةُ مَابَيْنَ ذٰلِكَ كُلِّهِ. (رواه البزار: ٢٠٨٧)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: زمین کی موٹائی پانچ سوسال کا راستہ ہے۔ پہلی زمین کے اور آسمان کے درمیان پانچ سوسال کا راستہ ہے۔ آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان کا فاصلہ پانچ سوسال ہے، پھر ہر آسمان اس کی مثل ہے اور یہ مقدار ساتویں آسمان تک جاتی ہے، پھر ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان اس سارے فاصلے کے برابر مسافت ہے۔'' (البزار)

٩١٨٧۔ عَلِيٌّ، قَالَ: أَشَدُّ خَلْقَ رَبِّكَ الْجِبَالُ، وَالْحَدِيْدُ يَنْحِتُ الْجِبَالُ، وَالنَّارُ تَأْكُلُ الْحَدِيْدَ، وَالْمَاءُ يُطْفِئُ النَّارَ،

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تیرے رب کی مخلوق میں سے شدید ترین مخلوق پہاڑ ہیں اور لوہا پہاڑوں کو توڑ دیتا ہے، آگ لوہے کو پگھلا دیتی ہے، پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور بادل آسمان

(٩١٨٥) طبرانی کبیر: ٧٧٠٥۔ وفیه عفیر بن معدن وهو ضعیف جدا هیثمی: ١٣٣٦٢.

(٩١٨٦) بزار: ٢٠٨٧۔ ورجاله رجال الصحیح الا ابا ناصر حمید بن هلال لم بسمع من ابی ذر، هیثمی: ١٣٣٦٤.

(٩١٨٧) طبرانی اوسط: ٩٠٥۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ١٣٣٦٧.

وَالسَّحَابُ الْمُسَخَّرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ يَحْمِلُ الْمَاءَ ، وَالرِّيْحُ تَنْقُلُ السَّحَابَ ، وَالْإِنْسَانُ يَتَّقِي الرِّيْحَ بِيَدِهِ ، وَيَذْهَبُ فِيْهَا لِحَاجَتِهِ ، وَالسُّكْرُ يَغْلُبُ الْإِنْسَانَ ، وَالنَّوْمُ يَغْلِبُ السُّكْرَ ، وَالْهَمُّ يَمْنَعُ النَّوْمَ ، فَأَشَدُّ خَلْقِ رَبِّكَ الْهَمُّ . (للأوسط: ٩٠٥)

وزمین کے درمیان مسخر کیے گئے ہیں اورانہوں نے پانی اٹھا رکھا ہے، ہوا بادلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی ہے، انسان اپنے جسم اور ہاتھ سے ہوا کو پھاڑتا جا رہا ہے اور انسان ہوا کے اندر اپنی ضروریات کے لیے چلتا پھرتا ہے، نشہ انسان پر غالب ہے اور نیند نشہ پر غالب ہے اور غم فکر نیند کو روک دیتا ہے پس اللہ کی مخلوق میں غم ہر چیز سے شدید مخلوق ہے۔'' (الأوسط)

٩١٨٨ـ عَنْ أَشْرَسَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْمَدِّ وَالْجَزْرِ فَقَالَ إِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلٌ بِقَامُوْسِ الْبَحْرِ فَإِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فَاضَتْ وَإِذَا رَفَعَهَا غَاضَتْ . (لأحمد: ٢٢٧٢٧ بخفى)

''اشرس سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سمندر کے مد و جزر کا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو گہرے سمندروں پر مسلط رہتا ہے، جب وہ اپنے قدم سمندر میں رکھتا ہے تو پانی باہر نکل آتا ہے اور جب وہ قدم اٹھا لیتا ہے تو پانی نیچے چلا جاتا ہے۔'' (احمد سند مخفی ہے)

٩١٨٩ـعَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ: أَخْبَرَ أَبَابَكْرَةَ أَنَّهٗ انْطَلَقَ إِلٰى أَرْضٍ لَيْسَ لِأَهْلِهَا إِلَّا الْحَدِيْدُ يَعْمَلُوْنَهٗ فَدَخَلَ بَيْتًا فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ سَمِعَ صَوْتًا لَمْ يَسْمَعْ مِثْلَهٗ، قَالَ فَزِعْتُ فَقَالَ لِيْ رَبُّ الْبَيْتِ لَاتَذْعُرَنَّ فَإِنَّ هٰذَا لَايَضُرُّكَ هَذَا صَوْتُ قَوْمٍ يَنْصَرِفُوْنَ السَّاعَةَ مِنْ عِنْدَ هَذَاالسَّدِّ قَالَ فَيَسُرُّكَ أَنْ تَرَاهُ ؟قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَغَدَوْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا لَبِنَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ مِثْلَ الصَّخْرَةِ وَإِذَا كَأَنَّهُ الْبَرْدُ الْمُحَبَّرُ وَإِذَا مَسَامِيْرُ مِثْلَ الْجُذُوْعِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ

''صحابہ میں سے ایک مرد نے ابو بکرہ کو خبر دی کہ وہ ایسے ملک میں گیا کہ وہاں کے رہنے والوں کے پاس صرف لوہے کی دولت ہے۔ وہ ایک گھر میں داخل ہوا، جب سورج غروب ہوا تو اس نے ایک آواز سنی جس کی مثل اس نے کبھی نہیں سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خوفزدہ ہوا تو گھر والے نے کہا: تو خود نہ ڈر یہ تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا۔ یہ آواز اس قوم کی ہے جو اس ساعت اس دیوار کے پاس لوٹے ہیں۔ اس نے کہا: کیا تجھے خوشی ہوگی اگر تو اس کو دیکھے گا؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا کہ میں صبح کو اس طرف گیا تو دیکھا کہ اس دیوار میں چٹان جیسی لوہے کی اینٹیں لگائی گئی ہیں گویا کہ سردی سے اولے بنے ہوئے ہیں اور وہاں کھجور کے تنے کے برابر رسے ہیں۔ جب میں نے

(٩١٨٨) احمد: ٢٢٧٢٧ـ وفيه من لم اعرفه، هيثمى: ١٣٣٧٣.

(٩١٨٩) بزار: ٢٠٨٩ـ عن شيخه عمرو بن مالك تركه ابو زرعة وابو حاتم ووثقه ابن حبان وقال يخطئى ويغرب وفيه من لم اعرفه، هيثمى: ١٣٣٧٣.

صِفْهُ لِيْ؟ فَقُلْتُ كَأَنَّهُ الْبَرْدُ الْمُحَبَّرُ فَقَالَ ﷺ :مَنْ سَرَّه أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ قَدْ رَأَى الرَّدْمَ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هَذَا. (رواه البزار:٢٠٨٩ بلين وخفى)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے لیے بیان کرو تو میں نے عرض کیا کہ وہ دیوار ایسے معلوم ہوتی تھی جیسے اولے جمے ہوتے ہیں، پس نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کو وہ مرد دیکھنا پسند ہو جس نے ذوالقرنین کی دیوار دیکھی ہے وہ اس مرد کو دیکھے۔'' (بزار سند کمزور اور مخفی ہے)

٩١٩٠ـعَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ،قَالَ: إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَيَأْتِي عَلَيْهِ ثَمَانُوْنَ سَنَةً قَبْلَ أَنْ يَحْتَلِمَ. (رواه البزار: ٢٠٨٣ بلين)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم سے پہلے بعض قوموں میں سے کسی مرد کی عمر اسی سال ہوتی تو وہ بالغ ہوتا تھا۔'' (بزار سند کمزور)

٩١٩١ـعَنِ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: يَامُعَاذُ إِنِّيْ مُرْسِلُكَ إِلٰى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ ، فَإِذَا سُئِلْتَ عَنِ الْمَجَرَةِ الَّتِيْ فِيْ السَّمَآءِ فَقُلْ هِيَ لَعَابُ حِيْتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. (لكبير: ١٧٥٤ بضعف)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اے معاذ! میں تجھے اہل کتاب قوم کی طرف بھیجتا ہوں جب تجھے آسمان کی کہکشاں کے بارے میں پوچھا جائے تو کہہ دے کہ عرش کے نیچے ایک سانپ ہے جس کا یہ لعاب ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٩١٩٢ـ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ،قَالَ: إِنَّ الْعَرْشَ لَمُطَوَّقٌ بِحَيَةٍ ، وَإِنَّ الْوَحْيَ لِيَنْزِلُ فِيْ السَّلَاسِلِ. (لكبير)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ عرش کو سانپ کا طوق ڈالا گیا ہے اور وحی زنجیروں میں باندھ کر اتاری جاتی ہے۔

٩١٩٣ـ وَعَنْهُ ، قَالَ: رُبْعٌ مَنْ لَايَلْبَسُ الثِّيَابَ مِنَ السَّوْدَانِ أَكْثَرُ مِنْ جَمِيْعِ النَّاسِ. (للكبير)

''انہی سے مروی ہے: اہل سوڈان کا چوتھا حصہ جو لباس نہیں پہنتا وہ مقدار میں سب لوگوں سے زیادہ ہیں۔'' (یہ دونوں کبیر کی روایات ہیں)

❀❀❀❀

(٩١٩٠) بزار: ٢٠٨٣ـ عن شيخه عمرو بن مالك وثقه ابن حبان وقال يخطئى ويغرب وتركه ابو زرعة وابو حاتم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٣٣٧٩.

(٩١٩١) طبرانى كبير: ١٧٥٤ـ وفيه الفضل بن المختار وهو ضعيف، هيثمى: ١٣٣٨٤.

(٩١٩٢) طبرانى كبير ورجاله رجال الصحيح غير كثير بن ابى كثير وهو ثقة، هيثمى: ١٣٣٨٤.

(٩١٩٣) طبرانى كبير ورجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن احمد بن حنبل وهو ثقة ثبت، هيثمى: ١٣٣٨٥.

كِتَابُ الْأَذْكَارِ وَالْأَدْعِيَةِ
اذکار اور دعاؤں کی کتاب

فَضْلُ الذِّكْرِ وَالدُّعَآءِ
ذکر اور دعا کی فضیلت

٩١٩٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالُوْا يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُحَمِّدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَتَحْمِيْدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ فَما يَسْأَلُوْنِيْ قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت راستوں پر اہلِ ذکر کی تلاش میں رہتی ہے۔ جب وہ کسی قوم کو یادِ الٰہی میں مصروف دیکھتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کے لیے یہاں آؤ۔ چنانچہ وہ ذکر کی محفل کو اپنے پروں کے نیچے لیتے ہیں اوران کے پر تہہ بتہہ ہوکر آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے، جب کہ وہ خود ہی جانتا ہے: میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں، وہ تیری تکبیر کرتے ہیں، وہ تیری حمد وثنا کرتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں قسم اللہ کی! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے: وہ اگر دیکھتے تو کیسے کیا کرتے؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ حمد وثنا بیان کرتے اور زیادہ تسبیح کرتے۔ اللہ فرماتا ہے: وہ کیا طلب کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ جنت طلب کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ

(٩١٩٤) بخاری: ٦٤٠٨۔ مسلم: ٢٦٨٩۔ ترمذی: ٣٦٠٠۔ احمد: ٨٤٨٩۔

رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَاحِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْغَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَلْ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ . (رواه البخاری:٦٤٠٨)

کہتے ہیں: نہیں دیکھا قسم بخدا! اللہ فرماتا ہے: وہ اگر دیکھتے تو کیا کرتے؟ وہ کہتے ہیں: اگر اس کو دیکھتے تو اس کی زیادہ حرص کرتے اور اس کی زیادہ طلب کرتے اور اس کی زیادہ رغبت رکھتے۔ اللہ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ طلب کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کی آگ دیکھی ہے؟ وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ اس کو دیکھتے تو؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر اس کو دیکھتے تو زیادہ فرار اختیار کرتے اور زیادہ ڈرتے پس اللہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: ان میں ایک شخص اپنے کام کے لیے آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے: وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔" (الشیخان)

٩١٩٥۔ وَلِلتِّرْمَذِيِّ نَحْوُهٗ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، أَوْ أَبِيْ سَعِيْدٍ بِالشَّكِّ •

"ترمذی کی حدیث اس کی مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لفظ شک کے ساتھ۔"

شرح: ...... ذکر سے مراد یہ ہے کہ جن الفاظ کے کہنے کی شریعت نے ترغیب دی ہے وہ کہے جائیں اور انہیں ہی باقی رہنے والی نیکیاں قرار دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ ، الحمد للہ ، لا الٰہ الا اللہ ، اللہ اکبر ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ ، بسم اللہ ، حسبنا اللہ ، استغفر اللہ یا دیگر دنیا وآخرت کی خیر کی دعائیں کرنا۔ یہ سب ذکر الٰہی ہے اور عملی ذکر یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، حدیث پڑھی جائے، علم کا مذاکرہ کیا جائے، نفلی نماز پڑھی جائے، اس کے ساتھ دل میں اللہ کی تعظیم ہو، اور نقائص سے اسے پاک کیا جائے تو اور کمال پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ دیگر فرائض اسلام کی بجا آوری ہو تو پھر ذکر میں حد درجہ کا کمال پیدا ہوتا ہے۔

فخر الدین رازی نے بیان کیا ہے، زبانی ذکر یہ ہے کہ مذکورہ بالا تسبیحات کو پڑھا جائے اور قلبی ذکر یہ ہے کہ اللہ کی ذات وصفات میں غور وفکر کیا جائے ، اعضاء کا ذکر یہ ہے کہ انہیں اطاعت شعاری کے کاموں میں مصروف رکھا جائے۔

(٩١٩٥) ترمذی عن ابی هريرة او ابی سعيد بالشك.

ایک عارف باللہ کا نہایت ہی عمدہ تجزیہ ہے، آنکھوں کا ذکر رونا ہے، کانوں کا ذکر انہیں دین کی طرف مائل کرنا ہے، زبان کا ذکر ثنا ہے، ہاتھوں کا ذکر عطا ہے، بدن کا ذکر وفا ہے، دل کا ذکر خوف ورجا ہے اور روح کا ذکر تسلیم ورضا ہے۔ اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ذکر وذاکرین کی مجلس بڑی فضیلت رکھتی ہے اور ان کا ہم نشین بھی ہر وہ شرف وفضل پائے گا جو یہ پاتے ہیں، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے آدم کی اولاد سے محبت رکھتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سائل کو مسئول سے زیادہ علم ہوتا ہے مگر وہ مسئول سے اس لیے سوال کرے کہ اس سے جس کے متعلق سوال ہو رہا ہے اس کا شرف ومرتبہ ظاہر ہو تو یہ کرنا جائز ہے۔

اس میں ایک خاص نکتہ بھی بیان ہوا ہے کہ فرشتوں نے انسان کی پیدائش پر کہا تھا: کیا وہ پیدا کرنے لگا ہے جو زمین میں فساد کرے ہم تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہیں تو ان سے اللہ پاک مخاطب ہو کر انہیں یاد کروا رہے ہیں کہ یہ وہی انسان ہے جس کے متعلق تم نے پوچھا تھا، باوجود ان کی مصروفیات ہیں، خواہشات ہیں شیطانی وسوسے ہیں، پھر بھی یہ میرا ذکر رہے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کی تردید بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کو دیکھا ہے، یہ جھوٹ ہے، یہ دیدار صرف آخرت میں ہوگا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی معاملے کو مضبوط کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا جنت جو کہ ہر خیر کا مرکز ہے اور دوزخ جو ہر شر کا مقام ہے، یہ ہمارے بیان سے باہر ہے۔ تاہم اللہ سے خلوص دل سے جنت طلب کرنا اور دوزخ سے ڈرنا ہمیں جنت کے حصول اور دوزخ سے دور کر دے گا۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۰۹)

٩١٩٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ. (رواه أبوداوٗد:٤٨٥٦)

''سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی جگہ بیٹھا جہاں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے ہلاکت کا باعث ہوگا اور جو ایسی جگہ لیٹا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ اس کے لیے ہلاکت کا باعث ہوگا۔ اور جو ایسی جگہ چلا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ اس کے لیے ہلاکت کا باعث ہوگا۔''

(ابوداؤد، ترمذی)

٩١٩٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لا يَذْكُرُوْنَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم کسی مجلس سے اٹھنے تک اللہ کو یاد نہیں کرتی تو وہ

(٩١٩٦) ابوداؤد: ٤٨٥٦۔ حسن صحیح البانی: ٤٠٦٥۔ ترمذی: ٣٣٨٠۔ احمد: ١٠٠٥٠.

(٩١٩٧) ابوداؤد: ٤٨٥٥۔ صحیح، البانی: ٤٠٦٤۔ ترمذی: ٣٣٨٠۔ احمد: ١٠٤٤٤.

اللّٰهَ فِيْهِ إِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً. (رواه أبو داوٗد: ٤٨٥٥)

ایسے اٹھتے ہیں جیسا گدھے کے مردار پر سے اٹھتے ہوں اور وہ محفل ان کے لیے افسوس ہوگی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... جب لوگ مجالس میں بیٹھتے ہیں تو شعوری یا غیر شعوری طور پر وہ لوگوں کی عزتوں کے خلاف بات چیت کرتے رہتے ہیں، اس لیے نقصان اور گدھے کے بدبودار مردار کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے اور روز قیامت یہ کوتاہی ندامت کا باعث بنے گی، اس نقصان سے بچاؤ اور حسرت سے حفاظت اور اس بدبو سے نجات صرف تب ہی ممکن ہے جب مجالس میں ذکر الٰہی کیا جائے۔ (عون المعبود: ۴/۴۱۴)

٩١٩٨۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَاكَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِنِّيْ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفَكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهٗ أَتَانِيق جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ. (رواه مسلم:٢٧٠١)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مسجد کے ایک حلقے پر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا: تمہیں کس غرض نے یہاں بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اس کے سوا کسی دوسرے کام کے لیے نہیں بیٹھے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے کسی شک کی وجہ سے تمہیں قسم نہیں دی۔ اور مجھ سے کم نبی ﷺ کی حدیث بیان کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ اور یقیناً نبی ﷺ اپنے اصحاب کے حلقے پر نکلے تو فرمایا کہ تم کیوں بیٹھے لوگوں نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی حمد وثنا کے لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت فرمائی اور ہم پر احسان کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم اسی چیز کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم صرف اسی کام کے لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں شبہ کی وجہ سے قسم نہیں دیتا مگر میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے۔'' (الترمذی، النسائی)

(٩١٩٨) مسلم: ٢٧٠١۔ ترمذی: ٣٣٧٩۔ نسائی: ٥٤٢٦۔ احمد: ١٦٣٩٣۔

شرح: ...... یہ صرف اللہ کے ذکر کے لیے ہی بیٹھے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ تحقیق ان کی نیت پر شک کرتے ہوئے نہ کی تھی بلکہ ان کی دلجوئی کے لیے کی تھی اور یہ احتیاط بھی کرتے تھے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے ذکر الٰہی کرنے والوں کے ساتھ خاص دلی لگاؤ رکھتے ہیں، نیز فرش زمین پر ذکر الٰہی کرنے والوں کے ساتھ عرش والا فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۲۶)

۹۱۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ . (رواه الترمذی: ۳۳۷۵)

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کیا: یارسول اللہ! بھلائی کے دروازے بہت زیادہ ہیں اور میں سب کو قائم نہیں رکھ سکتا تو مجھے ایسی چیز کی خبر دیجیے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور زیادہ بیان نہ کیجیے میں بھول جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ''تیری زبان اللہ کی یاد سے تر رہے۔''

شرح: ......یعنی جو اللہ نے فرائض اور سنتیں جائز قرار دی ہیں وہ زیادہ ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے یہ فرائض چھوڑنے کا کہا تھا، اس کا مطلب یہ تھا کہ میں فرائض ادا کرلوں تو ایسی چیزیں جو فرائض نہیں وہ بتائیں، جنہیں میں اپناؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی بتایا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۲۴)

۹۲۰۰۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِيْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً . (رواه الترمذی: ۳۳۷٦)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بندوں میں سے کون افضل اور اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بلند درجے پر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے۔'' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ تلوار مارے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے تو اللہ کی یاد کرنے والے اس سے بھی ایک درجہ افضل ہیں۔'' (یہ دو ترمذی کی روایات ہیں)

شرح: ......قرآن پاک میں ہے: وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ. (الاحزاب: ۳۵) ''اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان کے لیے اجر کریم ہے۔'' اور صحیح حدیث میں آتا ہے:

(۹۱۹۹) ترمذی: ۳۳۷۵۔ صحیح، البانی: ۲٦۸۷۔ ابن ماجہ: ۳۷٦۳.

(۹۲۰۰) ترمذی: ۳۳۷٦۔ ضعیف، البانی: ٦۷۰۔ احمد: ۳۷۳۱۹.

ذوالحج کے دس دنوں کی نیکی کے ساتھ جہاد بھی برابری نہیں کرتا الا کہ آدمی مال، جان اور گھوڑا لے کر جائے ہر چیز قربان ہوتو پھر اس نیکی کے برابر ہوسکتا ہے۔ (گوندلوی)

٩٢٠١۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْبَيْتِ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِيْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ. (رواه مسلم:٧٧٩)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گھر جس میں اللہ کی یاد کی جائے اور وہ گھر جس میں اللہ کی یاد نہ کی جائے زندہ اور مردہ کی مثل ہیں۔'' (الشیخان لفظ مسلم کا)

شرح: ...... جگہ میں زندگی اور موت نہیں ہوتی، اس میں بسنے والے کے مطابق وہ جگہ ہوتی ہے، جو ذکر الٰہی کرنے والا ہے وہ زندہ ہے، اس کا ظاہر نور ایمان سے مزین ہے اور باطن نورِ معرفت سے منور ہے اور جو ذکر الٰہی نہیں کرتا اس کا ظاہر بھی ناہموار ہے اور باطن بھی بے کار ہے، ایک اور وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ زندہ مفید ہوتا ہے جبکہ میت غیر مفید ہے۔ (فتح الباری:١١/٢١٠)

٩٢٠٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ. (رواه مسلم:٢٦٧٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ کے راستے پر چل رہے تھے جب جمدان پہاڑ پر سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلتے رہو، یہ جمدان ہے مفردوں آگے نکل گئے۔ کہنے والے نے کہا: یارسول اللہ! مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے۔'' (المسلم)

٩٢٠٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَقَ الْمُفْرِدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفْرِدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْتَهْتِرُوْنَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا. (رواه الترمذي: ٣٥٩٦)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفردون سبقت لے گئے۔ لوگوں نے کہا: اور مفردون کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی یاد میں گنگناہٹ کرنے والے۔ ان کا بوجھ ذکر کی وجہ سے اتر جائے گا اور وہ اللہ کے پاس ہلکے پھلکے ہوکر پہنچ جائیں گے۔''

شرح: ...... اس میں ان لوگوں کی تعریف ہے جو اللہ کے ذکر کے بے حد شوقین ہیں، وہ اس بارے میں کسی کی پروا نہیں کرتے خواہ انہیں کوئی کچھ بھی کہے اور ان کے ساتھ کچھ بھی کرے، ان کے گناہ روزِ قیامت دور ہو جائیں گے

(٩٢٠١) مسلم: ٧٧٩۔ بخاری: ٦٤٠٧. (٩٢٠٢) مسلم: ٢٦٧٦۔ احمد: ٨٠٩٦.

(٩٢٠٣) ترمذی: ٣٥٩٦۔ ضعیف، البانی: ٧٢٦۔ احمد: ٨٠٩١.

اور یہ سب سے آگے بڑھ جائیں گے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۵۳۷)

٩٢٠٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهٗ إِذَا ذَكَرَنِيْ فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً. (رواه البخاري:٧٤٠٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو دل میں یاد کرتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے لوگوں میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسے لوگوں میں یاد کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہیں۔ اگر وہ ایک بالشت میری طرف قریب آتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب آتا ہوں او راگر وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ پھیلانے کے برابر قریب آتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس آہستہ چال چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔'' (الشیخین اور ترمذی)

شرح: ......اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ میں بندے کے گمان کے مطابق ہوں، اگر یہ دعا کے وقت قبولیت کا گمان رکھے گا اور توبہ کے وقت توبہ قبول ہونے کا گمان رکھے گا اور استغفار کے وقت مغفرت کا گمان رکھے گا اور عبادت کے وقت اس کے صلے کا گمان رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے مطابق کریں گے اگر نہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق کریں گے۔

اور اللہ کے ساتھ ہونے کا مطلب ہے کہ وہ خود تو عرش پر ہوتا ہے مگر اپنے علم کے ساتھ اس کے پاس ہوتا ہے، اس سے ثابت ہوا آہستہ ذکر جہری سے افضل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے اولاد آدم سے افضل ہیں۔ (فتح الباری:۱۳/ ۳۸۸)

اور جب بندہ نوافل، اطاعت اور فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قریب آتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑی تیزی کے ساتھ آتے ہیں، آتے اسی طرح ہیں جس طرح اللہ کی شان کے لائق ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۵۱۳)

٩٢٠٥۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ إِنَّ عَبْدِيْ كُلَّ عَبْدِيَ الَّذِيْ

''سیدنا عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا کامل بندہ وہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے، جب وہ اپنا سینگ جوڑ دیتا ہے۔

(٩٢٠٤) بخاری: ٧٤٠٥۔ مسلم: ٢٦٧٥۔ ترمذی: ٢٣٨٨۔ ابن ماجه: ٣٨٢٢۔ احمد: ١٠٥٢٦.

(٩٢٠٥) ترمذی: ٣٥٨٠۔ ضعیف، البانی: ٧٢١.

يَذْكُرُنِيْ وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهٗ يَعْنِيْ عِنْدَ الْقِتَالِ. یعنی جنگ کے وقت۔''

(رواه الترمذي: ٣٥٨٠)

شرح:......قرآن پاک اس کی تائید کرتا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(الانفال: ٤٥)

''اے ایماندارو! جب تم کسی جماعت سے ملو تو ثابت رہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

٩٢٠٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ. (رواه الترمذي: ٣٥١٠)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرتے ہو تو چرا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: جنت کے باغ کون سے ہیں؟ فرمایا: ''ذکر کے حلقے۔''

٩٢٠٧ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ. (رواه الترمذي: ٣٥٢٦)

''سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص طہارت کے ساتھ اپنے بستر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرے یہاں تک کہ نیند آجائے تو وہ رات کے کسی وقت میں پہلو پلٹ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو بھلائی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ دیتا ہے۔''

٩٢٠٨ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ كَثِيْرَةٍ وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ مَارَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةٍ وَلَا أَفْضَلَ غَنِيْمَةٍ مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى قَوْمٍ أَفْضَلُ غَنِيْمَةً وَأَسْرَعُ

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک فوج روانہ کی تو وہ بہت زیادہ مالِ غنیمت لے کر جلدی واپس آ گئے۔ ایک آدمی نے کہا، جو اس فوج میں نہیں گیا تھا: ہم نے اتنا جلدی لوٹنے والا اور بہت مالِ غنیمت لے کر آنے والا سریہ نہیں دیکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس قوم کی خبر دوں جو اس سے افضل غنیمت لے کر

(٩٢٠٦) ترمذي: ٣٥١٠ـ حسن، الباني: ٢٧٨٧ـ احمد: ١٢١١٤.

(٩٢٠٧) ترمذي: ٣٥٢٦ـ ضعيف، الباني: ٧٠٧.

(٩٢٠٨) ترمذي: ٣٥٦١ـ ضعيف، الباني: ٧١٤.

رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوْا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ أُولٰئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً وَأَفْضَلُ غَنِيْمَةً. (رواه الترمذى: ۳۵٦۱)

اس سے زیادہ جلدی لوٹ آتی ہے؟ یہ وہ قوم ہے جو صبح کی نماز میں حاضر ہوتی ہے پھر بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتی ہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتا ہے یہ لوگ جلدی لوٹنے والے اور افضل غنیمت لے کر آنے والے ہیں۔'' (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

شرح: ...... اصل میں رَتْعٌ کا مطلب ہے باہر جا کر کشادگی سے بغیر روک کھانا پینا جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا۔ يَرْتَعْ (یوسف: ۱۲) یہ کھلا کھائیں گے۔

اب اس کا استعمال عام ہے، پھل کھانا، لذت کام و دہن حاصل کرنا، سیر وتفریح کے لیے سبزہ زاروں کی طرف جانا، یہاں مراد ہے کہ بڑا اجر وثواب حاصل کیا کرو۔ مراد یہ ہے کہ جو عبادت بھی مناسب ہو، ذکر ہو یا دوسری عبادت ہو، وہ ادا کریں اور ثواب کمائیں۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۹٦)

۹۲۰۹۔ أبوالدرداء ، رَفَعَهٗ: لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلٰى مَنَابِرَ اللُّؤْلُؤُ يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ ، لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَاشُهَدَآءَ ، قَالَ فَجَثٰى أَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، جَعْلَهُمْ لَنَا نَعْرِفُهُمْ ، قَالَ : هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ شَتّٰى قَبَائِلَ وَبِلَادٍ شَتّٰى ، يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ. . (للكبير)

''سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک قوم کو اٹھائے گا ۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے، وہ موتی کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور سب لوگ ان کے ساتھ رشک کریں گے۔ نہ تو وہ نبی ہوں گے اور نہ شہید۔ راوی نے کہا: ایک اعرابی دوزانوں پر کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! ان کو بیان کیجیے تاکہ ہم ان کو پہچان جائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ مختلف قبائل کے اور مختلف شہروں کے لوگ ہوں گے جو اللہ کی یاد کے لیے جمع ہوں گے اور اس کا ذکر کریں گے۔'' (الکبیر)

۹۲۱۰۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحٌ لِذِكْرِ اللّٰهِ، إِذَا رُأُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ. (للكبير: ۱۰۴۷٦ وفيه عمر بن القاسم)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ اللہ کے ذکر کی چابی ہیں، جب انہیں دیکھو تو اللہ یاد آتا ہے۔'' (الکبیر اور اس کی سند میں عمر بن قاسم ہے)

۹۲۱۱۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ

''سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۹۲۰۹) طبرانی کبیر واسناده حسن، هيثمی: ۱٦۷۷۰.

(۹۲۱۰) طبرانی کبیر: ۱۰۴۷٦۔ وفيه عمرو بن القاسم ولم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ۱٦۷۸۰.

(۹۲۱۱) احمد: ۱۴۸۰۔ موصلی وفيه محمد بن عبدالرحمن بن لبيبة وقد وثقه ابن حبان وقال، روى عن سعد بن ابى وقاص قلت: وضعفه ابن معين، وبقية رجالهما رجال الصحيح، هيثمی: ۱٦۷۹۵.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَايَكْفِيْ. (رواه أحمد:١٤٨٠ والموصلى بلين)

نے فرمایا: ''بہترین ذکر مخفی ذکر ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرتا ہے۔'' (احمد اور موصلی۔ سند کمزور)

٩٢١٢۔عَنْ مَالِكٍ: بَلَغَنِیْ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : ذَاكِرُ اللّٰهِ فِیْ الْغَافِلِيْنَ، كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّيْنَ، وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ الْغَافِلِيْنَ، كَغُصْنٍ أَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ يَابِسٍ، وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِیْ الْغَافِلِيْنَ، مِثْلَ مِصْبَاحٍ فِیْ بَيْتٍ مُظْلِمٍ، وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ الْغَافِلِيْنَ، يُرِيْهِ اللّٰهُ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَیٌّ، وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِیْ الْغَافِلِيْنَ، يُغْفَرُلَهٗ بِعَدَدِ كُلِّ فَصِيْحٍ وَأَعْجَمٍ، وَالْفَصِيْحُ بَنُوْآدَمَ وَالْأَعْجَمُ الْبَهَائِمَ. . (رواه رزين)

''امام مالک سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں مجھے خبر پہنچی کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والا فرار ہونے والوں کے بعد لڑنے والے کی طرح ہے اور غافلوں کے درمیان اللہ کو یاد کرنے والا خشک درخت کے درمیان سبز شاخ کی طرح ہے اور غفلت کرنے والوں کے درمیان اللہ کی یاد کرنے والا تاریک گھر میں چراغ کی طرح ہے اور اللہ غافلوں میں اللہ کو یاد کرنے والے کو اس کی زندگی میں اس کا جنتی ٹھکانہ دکھا دیتا ہے۔ اور غافلوں میں اللہ کی یاد کرنے والے کے ہر بولنے والے اور بے زبان مخلوق کی تعداد کے برابر گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اور بولنے والے آدم کی اولاد ہے اور بے زبان چوپائے ہیں۔'' (رزین)

٩٢١٣۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا شَیْءٌ أَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. (رواه الترمذی: ٣٣٧٧)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں خبر دوں تمہارے بہتر اعمال کی جو درجات میں زیادہ بلند کرنے والے ہوں اور تمہارے مالک کے پاس زیادہ پاکیزہ ہوں اور وہ اعمال تمہارے لیے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہوں اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہوں کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو، ان کی گردن کاٹو اور وہ تمہاری گردن ماریں۔ لوگوں نے عرض کیا: ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا: وہ اللہ کو یاد کرنا ہے۔'' (ترمذی)

(٩٢١٢) رزين.

(٩٢١٣) ترمذی: ٣٣٧٧۔ صحيح، البانی: ٢٦٨٨۔ ابن ماجه: ٣٧٠٩٠۔ احمد: ٢١١٩٥۔ مؤطا: ٤٩٠.

٩٢١٤۔ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ. (رواه أحمد:٢٧٣١٠ والموصلى بلين)

''اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو حتی کہ لوگ کہیں کہ دیوانے ہیں۔'' (احمد اور موصلی۔سند کمزور)

٩٢١٥۔ وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاعَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ أَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. (رواه مالك:٤٩٠)

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن آدم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ کی یاد سے زیادہ اس کو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا ہو۔'' (امام مالک)

شرح: ...... ان احادیث کا مفاد یہ ہے کہ مال اور جان صرف کرنا فعلی عمل ہے، ذکر زبانی عمل ہے۔ زبانی اعمال میں سب سے زیادہ افضل عمل ذکر الٰہی ہے۔ ویسے بھی ہر عبادت میں ثواب نصیب اور حصہ کے مطابق نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دے دیتا ہے، ثواب مراتب اور شرافت کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۴۲۴)

٩٢١٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيْلَ وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً. (رواه أبوداوٗد:٣٦٦٧)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر صبح کی نماز سے سورج طلوع ہونے تک میں اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کو یاد کرتی ہیں تو یہ عمل مجھے زیادہ پسند ہے اولادِ اسماعیل سے چار گردنیں آزاد کرنے سے۔ اور اگر میں اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو نمازِ عصر سے سورج غروب ہونے تک اللہ کی یاد کرتے ہوں وہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی یعنی قرآن کی تلاوت، تسبیح وتہلیل، درود علم، تفسیر وحدیث اور دیگر علوم شریعت صدقہ کرنے اور غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (عون المعبود:۳۶۳۳)

٩٢١٧۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھے پکارو

(٩٢١٤) احمد: ٢٧٣١٠۔ موصلی وفیه دراج وقد ضعفه جماعة ووثقه غير واحد وبقية رجال احد اسنادی احمد ثقات، هيثمی: ١٦٧٦١.
(٩٢١٥) مؤطا: ٤٩٠۔ ترمذی: ٣٣٧٧۔ ابن ماجه: ٣٧٩٠۔ احمد: ٢١١٩٥.
(٩٢١٦) ابوداؤد: ٣٦٦٧۔ حسن، البانی: ٣١١٤.
(٩٢١٧) ترمذی: ٣٣٧٢۔ صحيح، البانی: ٢٥٩٠۔ ابن ماجه: ٣٨٢٨.

الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾. (رواه الترمذى: ٣٣٧٢)

میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے وہ جہنم میں عنقریب داخل ہوں گے ذلیل ہونے والے۔'' (ترمذی)

٩٢١٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الدُّعَاءِ. (رواه الترمذى: ٣٣٧٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عبادت اللہ کے ہاں دعا سے بڑھ کر باعثِ اکرام نہیں ہے۔''

٩٢١٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ. (رواه الترمذى: ٣٣٧١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز ہے۔''

٩٢٢٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ. (رواه الترمذى: ٣٥٤٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے لیے دعا کا دروازہ کھولا جائے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہیں مانگی گئی جو عافیت مانگنے سے اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہو۔ اور دعا نفع دیتی ہے اس چیز کے بارے میں جو نازل ہو چکی ہو اور اس چیز کے بارے میں جو نازل نہیں ہوئی اور تقدیر کو رد نہیں کرتی مگر دعا۔ پس تم دعائیں مانگنا اپنے اوپر لازم کر لو۔''

٩٢٢١۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُوْ بِالدُّعَاءِ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَالَمْ يَدْعُ بِالْإِثْمِ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ. (رواه الترمذى: ٣٣٨١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز دیتا ہے جو اس نے مانگی ہو یا اللہ تعالیٰ اس سے اس کے برابر کوئی بدی دور کر دیتا ہے۔ جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔'' (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

(٩٢١٨) ترمذى: ٣٣٧٠۔ حسن، البانى: ٢٦٨٤۔ ابن ماجه: ٣٨٢٩.

(٩٢١٩) ترمذى: ٣٣٧١۔ ضعيف، البانى: بهذا اللفظ: ٦٦٩.

(٩٢٢٠) ترمذى: ٣٥٤٨۔ ضعيف، البانى: ٧٠٨.

(٩٢٢١) ترمذى: ٣٣٨١۔ حسن، البانى: ٢٦٩٢۔ احمد: ١٤٤٦٥.

٩٢٢٢- وَلَفْظُ رَزِيْنٍ فِيْ هَذَا: إِلَّاآتَاهُ مَاسَالَ أَوْاِدَّخَرَ لَهٗ فِيْ الْآخِرَةِ خَيْرًا مِنْهُ أَوْ كَفَّ عَنْهُ إِلٰى آخِرِهٖ.

''اور اس روایت میں رزین کے الفاظ یہ ہیں: مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز دے دیتا ہے یا اس کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیتا ہے جو دنیاوی چیز سے بہتر ہے یا اس سے بدی روک دیتا ہے۔......تا آخر......''

٩٢٢٣-عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهُ: أَلَاأَدُلُّكُمْ عَلٰى مَايُنْجِيْكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ، وَيُدُرُّكُمْ أَرْزَاقَكُمْ ؟تَدْعُوْنَ اللّٰهَ فِيْ لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ ،فَإِنَّ الدُّعَاءَ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ. (للموصلی:١٨١٢ بضعف)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے دے اور تمہارا رزق تمہارے لیے لے آئے؟ وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے رات دن دعائیں مانگو۔ بے شک دعا مومن کا اسلحہ ہے۔'' (الموصلی ـ سند ضعیف)

شرح: ......دعا میں اظہار فقر واحتیاج ہوتا ہے، عجز و نیاز ہوتا ہے تذلل وپستی ہوتی ہے اور اللہ کی قدرت وقوت کا اعتراف ہوتا ہے، اس لیے یہ اللہ کے نزدیک ہر چیز سے مکرم ومحترم ہے، اللہ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات : ١٣)

''اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔''

یہ آیۂ مبارکہ اور اس حدیث میں تعارض نہیں، آیت میں ہر چیز میں تقویٰ کو عزت کا باعث قرار دیا گیا ہے اور حدیث میں اذکار وعبادات میں دعا کو عزت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۲۱)

۲۔ دعا عبادت کا لب لباب اور خلاصہ ہے، وجہ یہ ہے کہ داعی جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کے سوا ہر ایک سے آرزو منقطع کر دیتا ہے، یہی توحید کی حقیقت ہے۔ جس طرح حج میں عرفات میں ٹھہرنا ہے، یہ چونکہ اہم ترین حج کا رکن ہے اسی طرح دعا عبادت کا اہم رکن ہے اس پر آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ دعا کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور اس سے اعراض کرنے والے کو ذلیل قرار دیا گیا ہے جو تکبر کی وجہ سے دعا سے اعراض کرتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۷/ ۲۲)

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا رائیگاں نہیں جاتی، اگر تقدیر کے موافق ہو تو قبول ہو جاتی ہے، جو یہ اللہ سے مانگتا ہے وہ اسے عطا کر دیتا ہے یا پھر اس دعا کی وجہ سے اس سے بلا دور کر دی جاتی ہے یا پھر آخرت میں ذخیرہ ہو جاتی ہے بشرطیکہ قطع رحمی اور گناہ کی دعا نہ ہو، یہ قبول نہیں ہوتی۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۲۷)

(٩٢٢٢) رزین.

(٩٢٢٣) موصلی : ١٨١٢- وفیه محمد بن ابی حمید وهو ضعیف، هیثمی : ١٧١٩٩.

اور جسے دعا کے آداب اور شرائط کا علم ہو اور پھر اسے دعا کی کثرت سے کرنے کی توفیق بھی نصیب ہو تو دعا کا نفع ضرور پائے گا۔ (ص ۵۱۵)

وَقْتُ الدُّعَآءِ وَحَالُ الدَّاعِيْ وَكَيْفِيَّةُ الدُّعَآءِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ

دعا کا وقت، دعا کرنے والے کا حال اور دعا کی کیفیت وغیرہ کا بیان

٩٢٢٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَلَهٗ. (رواه البخاري: ١١٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب ہر رات آسمانِ دنیا پر اترتا ہے جب رات کا آخری تیسرا حصہ رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے: کوئی مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دے دوں۔ کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔“

٩٢٢٥۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا ذَهَبَ اللَّيْلُ الْأَوَّلُ نَزَلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ هَلْ مِنْ تَائِبٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ. (رواه مسلم: ٧٥٨)

”اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ گزر جائے تو آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا، کیا ہے کوئی تائب ہونے والا، کیا ہے کوئی مانگنے والا، کیا ہے کوئی پکارنے والا۔ یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے۔“

٩٢٢٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثَاهُ بنحوه. (رواه مسلم:٧٥٨)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کا نصف حصہ گزر جاتا ہے یا اس کے دو ثلث گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اترتا ہے۔......مثل اس کے......“

٩٢٢٧۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ

”سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا:

(٩٢٢٤) بخاري: ١١٤٥۔ مسلم: ٧٥٨۔ ابوداؤد: ٤٧٣٣۔ ترمذي: ٣٤٩٨۔ ابن ماجه: ١٣٦٦۔ دارمي: ١٤٧٩۔ احمد: ١٠٣٧٧۔ مؤطا: ٤٩٦.

(٩٢٢٥) مسلم: ٧٥٨. (٩٢٢٦) مسلم: ٧٥٨.

(٩٢٢٧) ترمذي: ٣٤٩٩۔ بخاري: ٧٤٩٤۔ ابوداؤد: ٤٧٣٣۔ ترمذي: ٣٤٩٨۔ ابن ماجه: ١٣٦٦۔ دارمي: ١٤٨٤۔ احمد: ١١٤٨٢۔ مؤطا: ٤٩٦۔ حسن البانی: ٢٧٨٢.

الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ . (رواه الترمذي: ٣٤٩٩) رات کے آخری حصے کے درمیان میں۔اور فرض نمازوں کے بعد۔'' (ترمذی)

شرح: ...... اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا کی طرف نزول کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول ہے کہ عرش خالی کیے حقیقت میں اترتے ہیں یہ قول تو بالکل غلط ہے، ایک گروہ ان احادیث کا منکر ہے وہ اللہ کے اترنے کو مانتا ہی نہیں۔ یہ حقائق کا خون کرنا ہے اور جہالت وعناد ہے، ایک قول ہے کہ جس طرح احادیث میں آیا ہے اسی طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اترتے ہیں کیفیت نامعلوم ہے۔ ایک قول ہے اللہ کی ذات نہیں اترتی اس کے افعال اترتے ہیں۔یعنی اترنے سے مراد ہے جو وہ حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اور دعا کرنے والوں پر خاص مہربانی کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس تاویل کی جانب مائل ہیں اور اس کے قائل ہیں۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ کے نزدیک اترنے سے اس کا نور رحمت مراد ہے۔ اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ صفت جلال سے، جو اس کے غضب وانتقام پر دلالت کرتی ہے، صفت اکرام کی طرف منتقل ہوتے ہیں جو کہ رحمت اور نرمی کا تقاضا کرتی ہے، اس کی طرف اترتے ہیں۔لیکن ان تمام تاویلات کی تردید کرتے ہوئے اور اترنے کی کیفیت نامعلوم ہونے کی تائید میں علامہ ابن باز رحمہ اللہ اپنی وضاحت میں فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ہمقدم اہل سنت اللہ کے علو و بلندی کی جہت ثابت کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ یہ سب بزرگانِ دین اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ اللہ سبحانہ عرش کے اوپر ہے، اس کی مثال اور کیفیت معلوم نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے لائق ہے، اسی طرح اترتے ہیں ہمیں کتاب وسنت کے ان دلائل پر ایمان لانا چاہیے، کسی قسم کی تاویل درست نہیں۔ یہی طریقہ صحیح اور محفوظ ہے۔ اب رہی بات اترنے کا وقت مختلف بتایا گیا ہے رات کا نصف یا تہائی حصہ تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، احوال وزمان اور مقام کے لحاظ سے چونکہ رات کے یہ اوقات مختلف ہوتے رہتے ہیں اس لیے اوقات شب مختلف بیان کیے۔ یا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی پتہ چلتا رہا آپ اسے اسی طرح بتاتے رہے اور آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح بیان کیا۔

اس میں تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔ انسان مضرت اور نقصان دور کرنا چاہتا ہے یہ استغفار سے ہوتا ہے یا مسرت اور فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے یہ اللہ سے سوال کرنے سے حاصل ہوتا ہے یہ نقصان دور کرنا اور فائدہ حاصل کرنا یا تو دنیاوی ہے یا دینی ہے۔ یہ دعا سے حاصل ہوتا ہے۔ شفا طلب کرنے والے اور مشکل حل کرانے والے کو اور رزق طلب کرنے والے کا بھی ذکر آتا ہے کہ اللہ اسے پکارتے ہیں یہ بھی ان بنیادی تینوں امور میں شامل ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔

نمازوں کے بعد اور رات کی اس گھڑی میں سوال کی ترغیب کی وجہ یہی ہے کہ یہ قبولیت کے اوقات ہیں اور اطاعت کے بعد ثواب بڑھتا ہے، اس لیے ان اوقات میں وہ کائنات کا جواد وکریم بلا بلا کر نوازشات کی ترغیب دے رہا ہے۔ تو ان میں رات کے آخر میں نماز کو پہلے حصے کی بہ نسبت افضل قرار دیا گیا ہے اور جو بیدار ہونے پر اعتماد رکھتا ہے

اس کے لیے وتر کو رات کے اس حصہ تک مؤخر کرنے کی فضیلت ہے اور رات کے وقت دعا واستغفار افضل ہے اور قبول ہوتی ہے۔ ایک بات یاد رہے کہ بعض اوقات دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس میں کئی وجوہ ہوسکتی ہیں۔ دعا کرنے والے کا کھانا پینا اور لباس حرام ہو۔ یا دعا والا جلدی قبول کروانا چاہتا ہے مگر یہ دعا قطع رحمی کی ہو یا گناہ کی ہو اسے اللہ قبول نہیں کرتے یا یہ ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو جاتی ہے بندے کی مصلحت کے لیے اس میں تاخیر کر دی جاتی ہے، لہٰذا دعا کرتے جائیں قبولیت نہ پانے کی شرائط کا خیال رکھتے جائیں بہر صورت دعا ضائع نہیں جاتی۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۰)

یہ حدیث ان آیات کی تشریح ہے: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَّ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ یہ رات کو کم سوتے تھے اور ارشاد گرامی ہے: ﴿وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (الذاريات: ١٧) سحری کے وقت یہ استغفار کرتے ہیں۔

٩٢٢٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُرَدُّ الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ . (رواه أبوداوٗد: ٥٢١)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٩٢٢٩ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا . (رواه أبوداوٗد: ٢٥٤٠)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دعائیں رد نہیں ہوتیں یا فرمایا کم ہی رد ہوتی ہیں۔ اذان کے وقت کی دعا اور جنگ کے وقت کی دعا، جب بعض بعض کا گوشت کاٹ رہے ہوں۔''

٩٢٣٠ـ وفي أخرى: و[وقت] المطر . (رواه أبوداوٗد: ٢٥٤٠)

''اور دوسری روایت میں ہے: بارش کے نیچے کی دعا۔'' (ابوداؤد)

٩٢٣١ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهَ ﷺ قَالَ أَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثَرُوا الدُّعَاءَ . (رواه مسلم: ٤٨٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو دعا زیادہ کیا کرو۔'' (مسلم، ابوداؤد اور نسائی)

٩٢٣٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت اور تکلیف میں

(٩٢٢٨) ابوداؤد: ٥٢١ـ صحیح، البانی: ٤٨٩ـ ترمذی: ٢١٢ـ احمد: ١٣٢٥٦.

(٩٢٢٩) ابوداؤد: ٢٥٤٠ـ صحیح، البانی: ٢٢١٥ـ دون ووقت المطر، دارمی: ١٢٠٠.

(٩٢٣٠)

(٩٢٣١) مسلم: ٤٨٢ـ ابوداؤد: ٨٧٥ـ نسائی: ١١٣٧ـ احمد: ٩١٦٥.

(٩٢٣٢) ترمذی: ٣٣٨٢ـ حسن، البانی: ٢٦٩٣.

الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ. (رواه الترمذى: ٣٣٨٢)

اس کی دعا قبول کرے تو وہ آرام اورفرصت کے وقت میں کثرت سے دعا کیا کرے۔'' (ترمذی)

٩٢٣٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا فَفُجُوْرُهُ عَلٰى نَفْسِهِ. (رواه أحمد: ٨٥٧٧ والبزار)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے خواہ وہ بدکار ہو، پس بدی کا اثر اس کے بدن پر ہے۔'' (احمد، بزار)

٩٢٣٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ. (رواه الترمذى: ٣٥٩٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی: روزہ دار کی افطار کے وقت، عادل حکمران کی اور مظلوم کی دعا۔ اللہ ان کی دعاؤں کو بادلوں سے بلند کر دیتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور رب تعالیٰ فرماتا ہے: میں تیری ضرور مدد کروں گا، خواہ کچھ وقت کے بعد سہی۔''

٩٢٣٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ. (رواه الترمذى: ١٩٠٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، باپ کی بیٹے کے خلاف دعا۔''

٩٢٣٦- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَادَعْوَةٌ أَسْرَعَ إِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ. (رواه الترمذى: ١٩٨٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دعا اتنی جلدی قبول نہیں ہوتی جس قدر کہ غائب کی دعا غائب کے لیے ہوتی ہے۔''

٩٢٣٧- عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ حَدَّثَنِي

''سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے میرے سردار

(٩٢٣٣) احمد: ٨٥٧٧- هيثمى: ١٧٢٢٧- بزار بنحوه واسناده حسن.

(٩٢٣٤) ترمذى: ٣٥٩٨- ضعيف، البانى: ٧٢٧- لكن صح منه شطر الاول بلفظ المسافر مكان الامام العادل وفى رواية الوالد.

(٩٢٣٥) ترمذى: ١٩٠٥- حسن، البانى: ١٥٥٥- ابن ماجه: ٣٨٦٢.

(٩٢٣٦) ترمذى: ١٩٨٠- ضعيف، البانى: ٣٣٨- ابوداؤد: ١٥٣٥.

(٩٢٣٧) مسلم: ٢٧٣٢- ابوداؤد: ١٥٣٤- ابن ماجه: ٢٨٩٥- احمد: ٢١٢٠٠.

سَيِّدِيْ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ دَعَا لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ آمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ. (رواه مسلم: ٢٧٣٢)

ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک مرد اپنے بھائی کے لیے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: آمین اور تیرے لیے اس کی مثل۔'' (مسلم اور ابوداؤد)

شرح: ...... اذان اور اقامت کے درمیان شرف وفضل والا وقت ہوتا ہے، اس میں دعا قبول ہوتی ہے چونکہ اذان اللہ کی کبریائی کا اعلان ہے۔ اس وقت کو غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے۔ ہوسکتا ہے تمام مشکلات دور ہو جائیں۔ اور اس وقت انسان نماز کے انتظار میں ہوتا ہے اور نماز کے انتظار والا نماز ہی میں تصور ہوتا ہے اور نماز قبولیت دعا کا محل ہے۔ بندہ اس وقت اپنے رب کی بارگاہ میں راز ونیاز میں مصروف ہوتا ہے اس لیے اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۷۹)

جنگ میں چونکہ موت سامنے ہوتی ہے، اس لمحہ بہت زیادہ اخلاص ہوتا ہے اور بارش چونکہ رحمت ہوتی ہے۔ اس مناسبت سے دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۷)

سجدے کی حالت میں دعا کی ترغیب اس لیے دی گئی ہے کہ بندہ اس شہنشاہ کبریا کے سامنے حالت سجدہ میں نہایت ہی تذلل کا اظہار کرتا ہے اور اپنی بندگی کا اظہار کرتا ہے اور رب کی ربوبیت کا اعتراف کرتا ہے، یہ قبولیت کا مقام ہے۔ اس لیے سجدہ میں کثرت سے دعا کی ترغیب ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۳۲۶)

ایک مسلمان تیر چلانے سے پہلے ہی اس کو تیار رکھتا ہے یعنی حالت فراغت انسان کو اپنے اللہ سے دور کر دیتی ہے اور غفلت کا شکار کر دیتی ہے لہٰذا حالت صحت وفراغت میں اللہ کے سامنے جھکنا اور حالت اضطرار سے پہلے اس سے پناہ میں آنا ہی مومنانہ فراست ہے اس لیے وہ بادشاہ حقیقی بھی اپنے بندے کا خیال رکھتا ہے اور اس کی پریشانی کے وقت اس کی التجاء سنتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۲۷)

غائب کی دعاء غائب کے لیے اس لیے جلدی قبول ہوتی ہے کہ اس میں خلوص ہوتا ہے، صدق نیت ہوتی ہے اور یہ دعا ریاکاری اور شہرت سے خالی ہوتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۱۵)

مسافر، مظلوم، اور والد کی دعا کو مقبول قرار دیا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ قبولیت کا باعث اس میں مکمل طور پر پایا جاتا ہے کیونکہ یہ دعائیں سب سے کٹ کر اللہ کی طرف رجوع کی حالت میں ہوتی ہیں۔ ان میں قلبی رقت ہوتی ہے۔ دلی انکساری ہوتی ہے اور حالت پراگندہ ہوتی ہے، مسافر وطن مالوف سے جدا ہوتا ہے اور مانوس اشیا سے علیحدہ ہو رہا ہوتا ہے اور سفر کے حادثات سے اچانک دوچار ہونے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا رجوع اللہ کی طرف ہوتا ہے اور رقت طاری ہوتی ہے۔

مظلوم حالت اضطراری کی وجہ سے رب کی طرف پلٹتا ہے، یہ اس کی دعا کی قبولیت کی وجہ ہے، والد کو اولاد سے مہربانی

ہوتی ہے، اسے اولاد جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے اس لیے وہ اپنی پوری تندہی سے دعا کرتا ہے۔ (انجاز الحاجہ:۱۱/۱۸۱)

٩٢٣٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ أَخِيْهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنَ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ. (رواه أبوداوٗد: ١٤٨٥ وضعفه)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چیک کو نہ چھپاؤ اور جو شخص دوسرے کی تحریر دیکھتا ہے وہ آگ میں دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سیدھی ہتھیلی کے ساتھ سوال کرو اور ہاتھ کی پشت کی طرف سے سوال نہ کرو۔ اور جب دعا سے فارغ ہوتے ہو تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لو۔'' (ابوداؤد نے ضعیف کہا ہے)

٩٢٣٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوَ هُمَا وَالْإِسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيْرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ وَالْإِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فِيْهِ وَالْإِبْتِهَالُ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ. (رواه أبوداوٗد:١٤٨٩)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے فرمایا: سوال یہ ہے کہ تو دونوں ہاتھ اپنے شانے تک اٹھائے یا اس کے مانند اور استغفار یہ ہے کہ تو ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کرے اور گڑ گڑانا یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ملا کر پھیلائے اور ہاتھوں کو بلند کر دے اور ان کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف رکھے۔''

٩٢٤٠۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو هٰكَذَا بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَظَاهِرِ هِمَا. (رواه أبوداوٗد:١٤٨٧)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دعا کرتے دیکھا، دو ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کے ساتھ بھی اور ان دونوں کے ظاہر کے ساتھ بھی۔'' (ابوداؤد)

٩٢٤١۔ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَأَلَ جَعَلَ بَاطِنَ كَفَّيْهِ إِلَيْهِ وَإِذَا اسْتَعَاذَ جَعَلَ ظَاهِرَهُمَا

''سیدنا خلاّد بن سائب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اللہ سے سوال کرتے تھے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کو اپنی طرف رکھتے تھے اور جب پناہ

(٩٢٣٨) ابوداؤد: ١٤٨٥۔ ضعيف، البانی: ٣١٨۔ ابن ماجه: ١١٨١.

(٩٢٣٩) ابوداؤد: ١٤٨٩۔ صحيح، البانی: ١٣٢٢.

(٩٢٤٠) ابوداؤد: ١٤٨٧۔ صحيح، البانی: ١٣١٩۔ مسلم: ٨٩٥۔ بلفظه جعل ظاهر كفيه مما يلی وجهه.

(٩٢٤١) احمد: ١٦١٢٩۔ بار سال واسناده حسن، هيثمی: ١٧٣٣٣.

إِلَيْهِ . (رواه أحمد:١٦١٢٩ بإرسال) مانگتے تھے تو ہاتھوں کے ظاہر کو اپنی طرف رکھتے تھے۔''(احمد کی مرسل روایت ہے)

شرح:......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا مانگنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر ملنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی جناب میں اٹھے ہوئے ہاتھ، رحمت الٰہی سے لبریز ہو جاتے ہیں تو اس کی رحمت کو شکریہ کے ساتھ چہرے پر مل لیا جاتا ہے چونکہ چہرہ اعضائے جسم میں سے سب سے زیادہ اشرف عضو ہے، اس پر ہاتھ ملنے سے تمام اعضاء کی نمائندگی ہو جاتی ہے اور وہ تمام اس رحمت میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اسے ضعیف قرار دینے والے زمانے کے محدث ہیں تاہم حسن لغیرہ قرار دینے والے بھی کم نہیں۔ ابن حجر، امام اسحاق، امام نووی، امام مناوی، امام صنعانی اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے انہیں قوی اور حسن قرار دیا ہے۔ (تفہیم الاسلام:٢/ ٩٨١)

٩٢٤٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِإِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحِّدْ أَحِّدْ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ إِذَا أَشَارَ الرَّجُلُ بِإِصبَعَيْهِ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ لَا يُشِيْرُ إِلَّا بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ . (رواه الترمذي: ٣٥٥٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی دو انگلیوں کے ساتھ دعا کرتا تھا پس آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سے، ایک سے۔ ترمذی نے کہا: اس کا معنی ہے کہ وہ انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا، جب شہادت کے وقت دعا کرتا تھا اور اس وقت ایک انگلی کے ساتھ ہی اشارہ جائز ہے۔''

شرح:...... یہ انگلی کا تشہد میں اشارہ بھی مراد ہوسکتا ہے۔ یہ زیادہ قرین قیاس ہے یا پھر عام دعا میں بھی اشارہ ہو سکتا ہے، ایک انگلی سے اشارے کی وجہ یہ ہے کہ جس سے دعا کی جا رہی ہے وہ واحد ہے، اس لیے دو سے نہیں ایک ہی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ وہ بھی سبابہ انگلی سے کیا جائے۔ (جائزۃ الاحوذی:٤/ ٥١٩)

٩٢٤٣ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقُدُ التَّسْبِيْحَ قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ بِيَمِيْنِهٖ . (رواه أبو داوٗد:١٥٠٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دائیں ہاتھ پر تسبیحات شمار کرتے دیکھا ہے۔'' (ترمذی، نسائی، ابوداؤد بلفظہ)

شرح:...... ثابت ہوا کہ دائیں ہاتھ کے پوروں پر تسبیحات پڑھی جائیں، وجہ یہ ہے کہ یہ زیادہ مقدم ہے۔ اگر بائیں سے بھی تسبیحات کر لیں تو اجازت ہے مگر دایاں ہاتھ اولیٰ ہے اور تسبیح سے بھی پوروں پر پڑھنا زیادہ اولیٰ ہے تاہم تسبیح پر پڑھنا بدعت نہیں۔ یہ پورے چونکہ گواہی دیں گے اس لیے ان پر تسبیحات پڑھنا مستحب ہے۔ (عون المعبود:١/ ٥٥٦)

(٩٢٤٢) ترمذی: ٣٥٥٧ـ حسن، صحیح: ٢٨٢٠ـ نسائی: ١٢٧٢ـ احمد: ٩١٥٢.

(٩٢٤٣) ابوداؤد: ١٥٠٢ـ صحیح، البانی: ١٣٣٠ـ ترمذی: ٣٤٨٦ـ نسائی: ١٣٥٥.

٩٢٤٤۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ . (رواه الترمذی:٣٥٥٦)

''سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب زندہ ،کریم ہے وہ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے جب بندہ اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو ان کو خالی او رنا کام واپس نہیں کرتا ہے۔'' (ابوداؤد و ترمذی بلفظہ)

شرح: ...... حیا والا ہونا اور کریم ہونا اللہ کے لیے یہ دونوں صفات بغیر تاویل کے ثابت ہیں، اس سے ثابت ہوا دعا میں ہاتھ اٹھانا جائز ہے، وجہ یہ ہے کہ دوران دعا ہاتھ اٹھانے میں محتاجی، فاقہ مستی کا ایک انتہائی عاجزانہ اظہار ہے کہ اے غنی کائنات! اے جلالت وعظمت کے پیکر! اے دو جہانوں کے کریم! میں نے مسکینی کا پیالہ تیرے سامنے رکھ دیا ہے، اب میری حاجت برآری کرنا، اسے خالی نہ لوٹانا، یہی وجہ ہے کہ اس کا جودو کرم اور اس کی مہربانی جوش مارتے ہیں، سمندر کی موجیں بن جاتے ہیں اور وہ قادر مطلق جس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا، وہ اپنی شان کریمی کے خلاف تصور کرتا ہے کہ اپنے اس مسکین بندے کو اپنے در رحمت سے خالی لوٹائے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ صرف نماز استسقاء میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور کسی چیز میں نہیں اٹھاتے تھے۔(فقہ الاسلام: ١٠/ ٣٣٧)

اس کا حل یہ ہے کہ اس میں ہاتھ اٹھانے کی نفی نہیں بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ اتنے مبالغے سے اور کسی چیز میں اتنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے نماز استسقاء میں اٹھاتے تھے تو مبالغہ آمیز اٹھانے کی نفی ہے، ہاتھ اٹھانے کی نہیں۔

(تحفۃ الاحوذی: ١/ ٢٤٦، تفہیم الاسلام: ٢/ ٩٧٩)

٩٢٤٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ادْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ . (رواه الترمذی:٣٤٧٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ سے اس یقین کے ساتھ دعا مانگو کہ دعا قبول ہوگی اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل سے دعا قبول نہیں کرتا ہے۔''(ترمذی)

شرح: ...... دعا کی صورت میں غفلت ہو تو اللہ اسے قبول نہیں کرتا۔ اس حالت میں نیکی کریں، برائی سے اجتناب کریں اور حضور قلب ہو، اور قبولیت کے اوقات میں ہو، جیسا کہ عرفات کا دن ہے اور حالت قبولیت بھی مدنظر ہو۔ مثلاً

(٩٢٤٤) ترمذی: ٣٥٥٦۔ صحیح، البانی: ٢٨١٩۔ ابوداؤد: ١٤٨٨۔ ابن ماجہ: ٣٨٦٥۔ احمد: ٢٣٢٠٢.
(٩٢٤٥) ترمذی: ٣٤٧٩۔ حسن، البانی: ٢٧٦٦.

سجدہ کی حالت ہو اور یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کا وسیع کرم ہے وہ میری دعا کو نا کام نہ کرے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۷۷)

٩٢٤٦۔عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجَّلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ. (رواه الترمذي:٣٤٧٧)

''سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد کو سنا جو اپنی نماز میں دعا مانگ رہا تھا اور اس نے نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے جلدی کی ہے۔ پھر اس کو بلا کر فرمایا یا کسی دوسرے کو فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کہے، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر جو چاہے دعا مانگے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

٩٢٤٧۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ. (رواه الترمذي:٤٨٦) زاد رزين ولاتجعلوني كغمر الراكب، صلوا على أول الدعاء وأوسطه وآخره.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان کھڑی کی جاتی ہے اور اوپر نہیں جاتی یہاں تک کہ اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھا جائے رزین نے اضافہ کیا ہے: اور تم مجھے پیچھے رہنے والے سوار کی مثل نہ بناؤ بلکہ دعا کے شروع میں، وسط میں اس کے اختتام پر درود پڑھا کرو۔'' (ترمذی الفاظ رزین کے ہیں)

شرح:......ثابت ہوا کہ نبی ﷺ پر درود پڑھنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۳۵۴)

٩٢٤٨۔قَالَ أَبُوْ زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي الْمَسْأَلَةِ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ بِأَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ قَالَ بِآمِيْنَ فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِآمِيْنَ فَقَدْ أَوْجَبَ

''سیدنا ابوزہیر النمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہم لوگ باہر گئے تو ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بڑی عاجزی کے ساتھ دعا میں مصروف تھا۔ آپ ﷺ اس کی دعا سننے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''قبولیت واجب ہو گئی اس نے خاتمہ بھی کیا۔'' لوگوں میں سے ایک نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کس چیز

(٩٢٤٦) ترمذی: ٣٤٧٧۔ صحیح، البانی: ٢٧٦٧۔ نسائی: ١٢٨٤.

(٩٢٤٧) ترمذی: ٤٧٦۔ حسن، البانی: ٤٠٣.

(٩٢٤٨) ابوداؤد: ٩٣٨۔ ضعیف، البانی: ١٩٩.

فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِيْ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَى الرَّجُلَ فَقَالَ اخْتِمْ يَافُلَانُ بِآمِيْنَ وَأَبْشِرْ. (رواه أبوداوٗد:٩٣٨)

سے ختم کرے گا تو قبول ہوگی؟ آپ نے فرمایا: آمین کے ساتھ۔ پس اگر آمین کے ساتھ دعا ختم کی تو دعا قبول ہوگئی۔ تو وہ مرد جس نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا لوٹ کر دعا کرنے والے کے پاس گیا اور اس کو کہا فلاں اپنی دعا آمین کے ساتھ ختم کر اور تجھے بشارت ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... بہرصورت دعا کے بعد یا اس کے ساتھ آمین کہنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ (عون المعبود:۱/۳۵۳)

٩٢٤٩۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ. (رواه البخاري:٦٣٣٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو بخش دے، اگر تو چاہے تو میرے اوپر رحمت نازل فرما بلکہ پختہ عزم کرکے سوال کرے کیونکہ اللہ پر جبر کرنے والا تو کوئی نہیں ہے۔''

شرح: ...... ہر کام اللہ کی مشیت ہی سے ہوتا ہے لیکن دعا میں یہ کہنے سے کہ اگر تیری مرضی ہے تو مجھے دے۔ سائل کی لاپروائی پائی جاتی ہے، اس لیے ایسے الفاظ سے منع کیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی قباحت ہے کہ اس سے ایسا تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کو مجبور بھی کیا جا سکتا ہے، اس لیے حکم ہے کہ دعا پوری الحاوزاری اور جدوجہد سے کی جائے اور اپنا مطلوب پختہ انداز میں اس کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہیے اور بڑی سے بڑی چیز بھی اس کے ہاں معمولی ہے، وہ سب کچھ دے سکتا ہے اس لیے گڑگڑا کر پورے اعتماد کے ساتھ دعا کی جائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ قبولیت کی پختہ امید رکھ کر اللہ سے دعا کی جائے اور اس کریم سے مایوس نہ ہوا جائے بلکہ اس کی رحمت سے امید رکھی جائے اور ایک تنگدست کی سی مانند اس سے التجا کی جائے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۰)

٩٢٥٠۔ عَنْ أَبِيْ نَعَامَةَ عَنِ ابْنٍ لِسَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعَنِيْ أَبِيْ وَأَنَا أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا وَبَهْجَتَهَا وَكَذَا

''ابونعامہ سے مروی ہے کہ اس نے سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت کی ہے کہ میرے باپ نے مجھے دعا میں اس طرح کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا اور اس کی نعمتوں اور

(٩٢٤٩) بخاری: ٦٣٣٩۔ مسلم: ٢٦٧٩۔ ابوداؤد: ١٤٨٣۔ ترمذی: ٣٤٩٧۔ احمد: ١٠١١٦۔ مؤطا: ٤٩٤.

(٩٢٥٠) ابوداؤد: ١٤٨٠۔ حسن صحیح، البانی: ١٣١٣۔ احمد: ١٤٨٦.

وَكَذَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِهَا وَأَغْلَالِهَا وَكَذَا وَكَذَا فَقَالَ يَابُنَيَّ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيْتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ الْخَيْرِ وَإِنْ أُعِذْتَ مِنَ النَّارِ أُعِذْتَ مِنْهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ الشَّرِّ. (رواه أبو داوٗد:١٤٨٠)

اس کی تازگی کا اور فلاں چیز کا اور فلاں چیز کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں آگ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اس کی زنجیروں سے، اس کے طوق سے اور فلاں عذاب اور فلاں عذاب سے۔ تو میرے باپ نے مجھے کہا: اے بیٹا! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''عنقریب ایک قوم آئے گی جو دعا میں حد سے تجاوز کریں گے۔ بیٹا! تو ان میں نہ بن۔ اگر تجھے جنت دی گئی تو اس میں جو بھلائی موجود ہے وہ تجھے دی جائے گی اور اگر تجھے آگ سے پناہ دی گئی تو تجھے اس سے بھی پناہ دی جائے گی۔ اور جو کچھ اس میں شر موجود ہے اس سے بھی پناہ دی جائے گی۔'' (سنن ابوداؤد)

شرح:...... اس میں تلقین ہے کہ جامع دعائیں کی جائیں، دعاؤں میں مبالغہ آرائی سے اجتناب کیا جائے اور حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔ (عون المعبود:۱/ ۵۵۱)

٩٢٥١۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ يَقُوْلُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيْبَ لَكَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَسَلْهُ الْعَافِيَةَ. (رواه الترمذی:٣٥٢٧)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو کہتے سنا: یا ذا الجلال والإکرام تو فرمایا: ''تیری دعا قبول کی گئی ہے اب تو سوال کر'' آپ ﷺ نے ایک مرد کو دعا کرتے سنا یا اللہ میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہے تو فرمایا: ''تو نے اللہ سے بلا مانگی ہے، پس تو اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کر۔'' (ترمذی کی طویل حدیث)

٩٢٥٢۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ. (رواه أبو داوٗد: ١٤٨٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جامع الفاظ کے ساتھ دعا کرنا پسند کرتے تھے اور اس کے سوا کو ترک کر دیتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... جامع دعا کا مطلب ہے کہ الفاظ کم ہوتے اور معانی زیادہ ہوتے اور آپ ﷺ ان دعاؤں کو پسند فرماتے تھے جن میں دنیا وآخرت کی خیر ہوتی جن میں تمام اچھی اغراض، اللہ کی ثنا اور آداب مسئلہ جمع ہوتے۔ (عون المعبود:۱/۵۵۲)

(٩٢٥١) ترمذی: ٣٥٢٧۔ ضعیف، البانی: ٧٠٦۔ احمد: ٢١٥١٢.

(٩٢٥٢) ابوداؤد: ١٤٨٢۔ صحیح، البانی: ١٣١٥۔ احمد: ٢٧٦٥٠.

٩٢٥٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ. (رواه البخاري: ٦٣٤٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک کوئی شخص جلدی نہ کرے، وہ کہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی اور میری دعا قبول نہ کی گئی۔''

شرح: ...... دعا میں جلد بازی کرنے سے انسان اکتا جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے اور یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ اس سے انسان تصور کرتا ہے کہ میری دعا قبولیت کی مستحق تھی، نعوذ باللہ، اللہ بخل کر رہے ہیں حالانکہ وہ کریم ہے، قبولیت دعا میں کوئی رکاوٹ نہیں نہ ہی اس کی عطا وبخشش میں نقص آتا ہے۔ اس حدیث میں دعا کا ادب بتایا گیا ہے کہ انسان اپنی طلب وجستجو میں مگن رہے اور اللہ کے سامنے فروتنی اور سر تسلیم خم کرنے اور اظہار محتاجگی کرنے سے مایوس نہ ہو کیونکہ قبولیت دعا کی محرومی کا تصور دعا ہی سے محروم کر دیتا ہے۔ حالانکہ دعا کی توفیق رحمت الٰہی ہے۔ اس سے محروم ہونا گویا رحمت الٰہی سے عاری ہونا ہے۔ (فتح الباری: ١١/ ١٤١)

٩٢٥٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلٰى خَدَمِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَاعَةَ نَيْلٍ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ. (رواه أبوداوٗد: ١٥٣٢)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ بددعا کرو اپنی جان پر اور نہ بددعا کرو اپنی اولاد پر اور نہ بددعا کرو اپنے خادموں پر اور نہ بددعا کرو اپنے مالوں پر کہ وہ اللہ کی قبولیت کی گھڑی کے ساتھ موافق نہ ہو جس میں وہ انعام دیتا ہے پھر تمہاری دعا قبول ہو جائے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یعنی اپنے لیے ہلاکت کی دعا کرنا یا اولاد کے اندھا وغیرہ اپاہج ہونے کی بددعا کرنا، مال وغیرہ کے لیے موت کی بددعا کرنا، یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ کبھی دعا کی قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے وہ آ چکی ہو اور تمہاری بددعا قبول ہو جائے اور بعد میں پشیمانی ہو۔ (عون المعبود: ١/ ٥٦٣)

٩٢٥٥۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہیے کہ تم میں سے ہر انسان اپنی ہر حاجت اپنے رب

(٩٢٥٣) بخاری: ٦٣٤٠۔ مسلم: ٢٧٣٥۔ ابوداؤد: ١٤٨٤۔ ترمذی: ٣٣٨٧۔ ابن ماجہ: ٣٨٥٣۔ احمد: ٨٩٠٣۔ مؤطا: ٤٩٥.
(٩٢٥٤) ابوداؤد: ١٥٣٢۔ صحیح، البانی: ١٣٥٦. (٩٢٥٥) ترمذی: ٣٩٧٣۔ ضعیف، البانی: ٧٣٥

شَسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ. (رواه الترمذى: ٣٩٧٣)

سے مانگے یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی رب سے مانگے اگر وہ ٹوٹ جائے۔''

٩٢٥٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ. (رواه الترمذى:٣٣٧٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ سے سوال نہ کرے اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔''

٩٢٥٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ. (رواه الترمذى:٣٥٧١)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے اس کا فضل مانگو، اللہ پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور افضل عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔'' (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

شرح: ......اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ بندے اس کے فضل کے طلبگار رہیں۔ جب بندے اس سے نہیں مانگتے تو اس کی رضا بندوں کو پسند نہ آئی یہی چیز اس کے غضب کا باعث ہے۔ غیر اللہ سے شکایت نہ کرنا اور آزمائش میں صبر کرنا اللہ کی قضا کو تسلیم کرنا ہے، اس لیے کشادگی کی امید رکھنا بہترین عبادت ہوئی لہٰذا کوئی معمولی چیز ہو یا بڑی ہو وہ اللہ سے ہی طلب کی جائے۔ (جائزة الاحوزی: ۴/ ۵۲۷)

٩٢٥٨۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰى زَوْجِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى زَوْجِكِ. (رواه أبوداؤد:١٥٣٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک عورت نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میرے لیے اور میرے خاوند کے لیے دعا کیجیے، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا کی: اللہ تجھ پر اور تیرے خاوند پر رحمت نازل فرمائے۔'' (ابوداؤد)

٩٢٥٩۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَعَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَهٗ فَقَدِ انْتَصَرَ. (رواه الترمذى:٣٥٥٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس شخص پر بددعا کی جس نے اس پر ظلم کیا ہے تو اس نے اس کی مدد کر دی۔'' (ترمذی)

شرح: ......ایک تو یہ ثابت ہوا کہ جب کوئی دعا کا مطالبہ کرے تو اس کے لیے دعا کی جائے اور یہ بھی ثابت ہوا دعا کے لیے صَلَّى اللّٰه عَلَيْكَ (اللہ تجھ پر رحم کرے) غیر نبی کے لیے بھی کہا جا سکتا ہے جو تعظیم اور تبرک کے لیے ہے

(٩٢٥٦) ترمذی: ٣٣٧٣۔ حسن، البانی: ٢٦٧٦۔ ابن ماجہ: ٣٨٢٧.

(٩٢٥٧) ترمذی: ٣٥٧١۔ ضعیف، البانی: ٧٢٠.

(٩٢٥٨) ابوداؤد: ١٥٣٣۔ صحیح، البانی: ١٣٥٧.

(٩٢٥٩) ترمذی: ٣٥٥٢۔ ضعیف، البانی: ٧١٠.

اور تعظیم کے لیے صلاۃ ہے وہ صرف نبی کے لیے خاص ہوتا ہے۔ (عون المعبود: ۱/۵۶۳)

۹۲۶۰۔عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ :إِذَا نَزَلَتْ بِكُمْ رَغْبَةٌ وَرَهْبَةٌ إِلٰى مَنْ تَفْزَعُوْنَ ؟ قَالُوْا :إِلٰى اللّٰهِ ، قَالَ: فَإِذَا أَجَابَكُمْ فَإِلٰى مَنْ تَعُوْدُوْنَ ؟قَالُوْا : إِلٰى مَا تَعْلَمُ ، قَالَ: تَعْلَمُوْنَ وَلاَ تَعْمَلُوْنَ، وَتَعْلَمُوْنَ وَلا تَعْمَلُوْنَ ثَلاَثً. (للأوسط بلين)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک عرب مرد کو فرمایا: جب تیرے اوپر امید آئے یا خوف آئے تو تم کس کی طرف التجا کرتے ہو؟ اس نے کہا: اللہ کی طرف۔ آپ نے فرمایا: جب وہ تمہاری دعا قبول کرتا ہے تو پھر کس کی طرف لوٹ جاتے ہو؟ اس نے کہا: اس چیز کی طرف جو آپ ﷺ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو اور عمل نہیں کرتے اور تم جانتے ہو عمل نہیں کرتے۔ تین بار فرمایا۔'' (الأوسط سند کمزور)

۹۲۶۱۔ عَنْ اَبِیْ أَيُّوْبَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَادَعَابَدَأَ بِنَفْسِهِ . (للكبير: ٤٠٨١)

''سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب دعا فرماتے تو اپنے لیے دعا کرنے سے ابتدا کرتے۔'' (الکبیر)

۹۲۶۲۔ أَبُوْهُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَرْفَعُ لِلرَّجُلِ الدَّرَجَةَ فَيَقُوْلُ: أَنّٰى لِيْ هٰذِهِ؟ فَيَقُوْلُ بِدُعَآءِ وَلَدِكَ لَكَ. (رواه البزار:٣١٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایک مرد کے درجات بلند کرے گا تو وہ کہے گا: یہ میرے لیے کیسے حاصل ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے بیٹے نے تیرے لیے دعا کی ہے اس کی وجہ سے۔'' (البزار)

۹۲۶۳۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ،قَالَ لِرَجُلٍ: إِذَا سَأَلْتَ رَبَّكَ الْخَيْرَ فَلاَ تَسْأَلْ وَفِيْ يَدِكَ حَجَرٌ. (للكبير: ٩٢١٧ برجل لم يسم)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو کہا جب تو اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو اس حال میں سوال نہ کر کہ تیرے ہاتھ میں پتھر ہو۔'' (الکبیر، ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا)

۹۲۶۴۔ أَبُوْمُوْسٰى: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ شَيْئًا، فَقَالَ أَعَجَزَتَ أَنْ تَكُوْنَ مِثْلَ عَجُوْزِ

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے نبی ﷺ سے کوئی چیز مانگی پھر آپ نے فرمایا: کیا تو بنی اسرائیل کی

(٩٢٦٠) طبرانی اوسط، وفيه منصور بن صقير وهو ضعيف وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٧٢١٧.
(٩٢٦١) طبرانی كبير: ٤٠٨١۔ واسناده حسن، هيثمی: ١٧٢٣٨.
(٩٢٦٢) بزار: ٣١٤١۔ ورجاله رجال الصحيح غير عاصم بن بهدلة وهو حسن الحديث وله طرق فی التوبة فی استغفار الولد الوالده، هيثمی: ١٧٢٤٠.
(٩٢٦٣) طبرانی كبير: ٩٢١٧۔ يرجل لم يسم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٧٢٤٢.
(٩٢٦٤) طبرانی كبير، الموصلی.

بَنِي إِسْرَآئِيْلَ ؟ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: مَاعَجُوْزُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، ؟ فَقَالَ: إِنَّ مُوْسٰى أَمَرَ أَنْ يَسِيْرَ بِبَنِي إِسْرَآئِيْلَ فَضَلَّ الطَّرِيْقَ ، فَسَأَلَ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ مَاهٰذَا؟ فَقَالَ عُلَمَاؤُهُمْ :إِنَّ يُوْسُفَ حِيْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِنَ اللّٰهِ أَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِصْرَ حَتّٰى نَنْقُلَ عِظَامَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ مُوْسٰى: وَأَيُّكُمْ يَدْرِىْ أَيْنَ قَبْرُ يُوْسُفَ؟ فَقَالُوْا: لَايَدْرِيْهِ إِلَّا عَجُوْزُ بَنِىْ إِسْرَآئِيْلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا ،فَقَالَ دُلِّيْنِيْ عَلٰى قَبْرِ يُوْسُفَ ، فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تُعْطِيْنِيْ حُكْمِيْ ، قَالَ وَمَا حُكْمُكَ؟ قَالَتْ :أَكُوْنُ مَعَكَ فِيْ الْجَنَّةِ ،فَكَأَنَّهٗ ثَقُلَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ، فَقِيْلَ لَهٗ أَعْطِهَا حُكْمَهَا ،فَانْطَلَقَتْ بِهِمْ إِلٰى بُحَيْرَةِ مُسْتَنْقَعِ مَاءٍ ، فَقَالَتْ : اِنْضِبُوْا هٰذَا الْمَآءَ فَلَمَّا أَنْضَبُوْهُ قَالَتْ : اِحْفِرُوْا فِىْ الْمَكَانِ ، فَلَمَّا احْتَفَرُوْا أَخْرَجُوْاعِظَامَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ،فَلَمَّا انْتَقَلُوْهَا مِنَ الْأَرْضِ إِذَا الطَّرِيْقُ مِثْلَ النَّهَارَ. (للكبير والموصلى)

بوڑھی کی مانند بھی نہ بن سکا تو آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا: بنی اسرائیل کی بوڑھی کیسی تھی اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: بیشک موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو راتوں رات چلنے کا حکم دیا اور راستہ بھول گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو ان کے علماء نے کہا کہ جب یوسف علیہ السلام پر موت کا وقت آیا تو اس نے ہم پر اللہ کے نام سے پختہ عہد لیا کہ جب ہم مصر سے نکلیں تو ان کی ہڈیاں ساتھ لیتے جائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرمایا: کیا یوسف علیہ السلام کی قبر تم میں سے کوئی جانتا ہے؟ انہوں نے کہا: بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی کے سوا کوئی نہیں جانتا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی قبر بتادو۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں بتاؤں گی یہاں تک کہ تو میرا حکم تسلیم کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا حکم کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ یہ ہے کہ میں تیرے ساتھ جنت میں رہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ وعدہ کرنا اپنے لیے بوجھ سمجھا تو ان کو حکم آیا کہ اس کو یہ وعدہ دے دے تو بوڑھی لوگوں کے ساتھ بحیرہ کے اس مقام پر گئی جہاں پانی صاف تھا اس نے کہا: یہ پانی بند کرو تو لوگوں نے پانی بند کیا۔ عورت نے کہا: یہ جگہ کھودو پس وہ جگہ کھود کر یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں اس سرزمین سے نکالیں تو راستہ ان کے سامنے دن کی طرح روشن ہوگیا۔'' (الموصلی، الکبیر بلفظہ)

اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ وَأَسْمَاؤُهُ الْحُسْنٰى

اللہ کے اسم اعظم اور اللہ کے اسمائے حسنیٰ کا بیان

٩٢٦٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ

(٩٢٦٥) ترمذی: ٣٤٧٥۔ صحیح، البانی: ٢٧٦٣۔ ابن ماجہ: ٣٨٥٧.

عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى. (رواه الترمذي: ٣٤٧٥)

نے ایک مرد کو یوں کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر کوئی حاجت روا نہیں ہے تو ایک ہے، بے نیاز ہے اور وہ ذات ہے جس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ وہ جنا گیا ہے اور نہ اس کی کوئی برابری کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے جس کے ساتھ اس کو پکارا جائے تو وہ دعا قبول کرتا ہے اور اسکے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی بلفظہ)

٩٢٦٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا يَعْنِيْ وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ وَتَشَهَّدَ دَعَا فَقَالَ فِيْ دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهٖ تَدْرُوْنَ بِمَا دَعَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى. (رواه النسائي: ١٣٠٠)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی تو پھر دعا کی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تیرے لیے حمد وثنا ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تو بار بار احسان کرنے والا، ابتداء سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا، بڑائی والا اور کرم کرنے والا ہے۔ اے زندہ قائم رہنے والے! پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا جانتے ہو اس نے کس چیز کے ساتھ دعا کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسمِ اعظم کے ساتھ دعا کی ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ قبول کرتا اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے۔'' (ابوداؤد وترمذی اورنسائی)

٩٢٦٧۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

''سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ

(٩٢٦٦) نسائی: ١٣٠٠۔ صحیح، البانی: ١٢٣٣۔ ابوداؤد: ١٤٩٥.

(٩٢٦٧) ابوداؤد: ١٤٩٦۔ حسن، البانی: ١٣٢٧۔ ترمذی ٣٤٧٨۔ ابن ماجه: ٣٨٥٥۔ احمد: ٢٧٠٦٤.

قَالَ اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ وَفَاتِحَةِ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ ﴿الم اللّٰهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾. (رواه أبو داوٗد:١٤٩٦)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ان دو آیات میں ہے ﴿تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی، بڑا مہربان رحم کرنے والا اور دوسری سورت آلِ عمران کی پہلی آیت: الٓمّٓ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ،قائم رکھنے والا ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٩٢٦٨۔ عَنْ أَنَسٍ :أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: بِأَبِىْ وَأُمِّىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِىْ اِسْمَ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ ، اَلَّذِىْ إِذَا دُعِىَ بِهٖ أَجَابَ ، وَإِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا ،فَقَامَتْ فَتَوَضَّأَتْ فَقَالَتْ : اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ ،وَبِاِسْمِكَ الْعَظِيْمِ الَّذِىْ إِذَا دُعِيْتَ بِهٖ أَجَبْتَ ، وَإِذَا سُئِلَتْ بِهٖ أَعْطَيْتَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَفِىْ هَذِهٖ الْاَسْمَآءِ. (للأوسط بضعف)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گھر گئے تو اس نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ مجھے اسمِ اعظم بتادیں جس کے ذریعے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور جس کے ذریعے سوال کیا جائے تو وہ دے دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر دیا تو وہ اٹھیں اور وضو کیا اور یوں کہا: اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کا سوال کرتی ہوں خواہ میں جس کو جانتی ہوں یا جس کو میں نہیں جانتی اور میں تیرے اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کرتی ہوں جس کے ساتھ تجھے پکارا جائے تو تو قبول کرتا ہے اور تجھ سے سوال کیا جائے تو تو دیتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ اسم ان اسماء میں ہے۔'' (الأوسط سند ضعیف)

شرح:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کے لیے اسم اعظم ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے، اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ اللہ کا ہر اسم جو پورے اخلاص کے ساتھ ذکر کیا جائے غیر اللہ سے اس میں اعراض کیا گیا ہوتو وہ اسم اعظم ہے۔ اسم اعظم کے تعین میں تقریباً چالیس اقوال ہیں جس کو بھی احادیث میں اسم اعظم قرار دیا گیا ہے وہ اسم اعظم ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۷۶)

٩٢٦٩۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ اس جس سے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے

(٩٢٦٨) طبرانی اوسط وفیه محمد بن عبدالله العصری وهو ضعیف، هیثمی : ١٧٢٦٢.

(٩٢٦٩) ابن ماجه : ٣٨٥٦۔ حسن، البانی : ٣١١٠.

فِيْ سُوَرٍ ثَلَاثٍ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ وَطٰهٰ . (رواه ابن ماجة:٣٨٥٦)

٩٢٧٠- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ الَّذِيْ إِذَا دُعِيْتَ بِهٖ أَجَبْتَ وَإِذَا سُئِلْتَ بِهٖ أَعْطَيْتَ وَإِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَإِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ قَالَتْ وَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ يَاعَائِشَةُ هَلْ عَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ دَلَّنِيْ عَلَى الْإِسْمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ فَعَلِّمْنِيْهِ قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لَكِ يَا عَائِشَةُ قَالَتْ فَتَنَحَّيْتُ وَجَلَسْتُ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهٗ ثُمَّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْهِ قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لَكِ يَا عَائِشَةُ أَنْ أُعَلِّمَكِ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لَكِ أَنْ تَسْأَلِيْنَ بِهٖ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا قَالَتْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَأَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَأَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَأَدْعُوْكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَاعَلِمْنَا مِنْهَا وَمَالَمْ أَعْلَمْ أَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ قَالَتْ فَاسْتَضْحَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ إِنَّهٗ لَفِي الْأَسْمَاءِ الَّتِيْ دَعَوْتِ بِهَا . (رواه ابن ماجة: ٣٨٥٩)

وہ تین سورتوں میں ہے۔ البقرۃ، آلِ عمران اور سورۃ طٰہٰ ۔“ (ابن ماجہ)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے پاک اچھے بابرکت نام کے ساتھ جو تجھے محبوب ہے، جس کے ساتھ تجھے پکارا جائے تو تو قبول کرتا ہے اور جس کے وسیلے سے تجھ سے سوال کیا جائے تو تو دیتا ہے اور جب اس کے ساتھ رحمت طلب کی جائے تو تو رحمت دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: اے عائشہ! تجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ اسم بتا دیا ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ مجھے تعلیم فرما دیجیے۔ فرمایا: اے عائشہ! وہ تیرے لیے مناسب نہیں ہے۔ میں تھوڑی دیر علیحدہ ہو کر بیٹھ رہی اور میں پھر اٹھی اور آپ ﷺ کے سر کو بوسہ دیا اور پھر عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے اس کی تعلیم دیں۔ فرمایا: اے عائشہ! وہ تیرے لیے مناسب نہیں ہے کہ میں تجھے اس کی تعلیم دوں۔ تیرے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کے ساتھ تو دنیا کی کوئی چیز طلب کرے۔ پس میں اٹھی، میں نے وضو کیا اور دو رکعات پڑھیں اور میں نے کہا: اے اللہ! میں تجھے بَرٌّ رَحِیْمٌ کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھے تیرے تمام اسمائے حسنٰی کے ساتھ پکارتی ہوں خواہ میں ان کو جانتی ہوں یا میں ان کو نہیں جانتی ہوں کہ تو مجھے بخش دے اور میرے اوپر رحمت نازل فرما۔ وہ کہتی ہیں آپ ﷺ ہنس دیے اور پھر فرمایا: وہ انہی اسماء میں ہے جو تو نے ابھی ذکر کیے ہیں۔“ (ابن ماجہ)

(٩٢٧٠) ابن ماجه: ٣٨٥٩- ضعيف، البانی: ٨٤١.

٩٢٧١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَزَادَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهٗ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ. (رواه مسلم:٢٦٧٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ ایک ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے۔'' (الشیخان)

٩٢٧٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِ الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (١) **هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ** ''وہ اللہ ہے جس کے بغیر کوئی معبود نہیں'' (٢) بڑا رحم کرنے والا (٣) مہربان (٤) حقیقی بادشاہ (٥) نہایت پاک (٦) بے عیب وسلامت (٧) امن دینے والا (٨ محافظ ونگہبان (٩) غالب بے مثل (١٠) بگڑے کاموں کو درست کرنے والا (١١) نہایت بڑائی والا (١٢) پیدا کرنے والا (١٣) درست کر کے پیدا کرنے والا (١٤) صورت بنانے والا (١٥) بخشنے والا (١٦) سب پر غالب (١٧) بہت دینے والا (١٨) رزق کا مالک (١٩) کھولنے اور حکم کرنے والا (٢٠) سب کچھ جاننے والا (٢١) تنگ کرنے والا (٢٢) وسیع کرنے والا پست کرنے والا، بلند کرنے والا۔ عزت دینے والا ذلت دینے والا، سننے والا، دیکھنے والا، حکم دینے، فیصلہ کرنے والا حق کے مطابق، انصاف کرنے والا نرمی کرنے والا، لطف کرنے والا خبر رکھنے والا، بردبار بڑا عظمت والا، بہت بخشنے والا، قدر دان، بلند تر ذات، بہت بڑا، محفوظ رکھنے والا، قوت دینے والا، کفایت کرنے والا، بزرگ ذات، بڑا سخی، نگہبانی کرنے والا، دعائیں قبول

(٩٢٧١) مسلم: ٢٦٧٧۔ بخاری: ٢٧٣٦۔ ترمذی: ٣٥٠٧۔ ابن ماجہ: ٣٨٦٠۔ دارمی: ١٥٨٠۔ احمد: ١٠٣٠٧.

(٩٢٧٢) ترمذی: ٣٥٠٧۔ ضعیف بسرد الاسماء: ٦٩٦۔ بخاری: ٢٧٣٦۔ مسلم: ٢٦٧٧۔ ابن ماجہ: ٣٨٦٠۔ احمد: ١٠١٥٤.

الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ . (رواه الترمذي: ٣٥٠٧)

وَلِلْقَزْوِيْنِي بِلِيْنٍ: إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهِيَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْمَلِكُ الْحَقُّ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الرَّحْمٰنُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْعَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْبَارُّ الْمُتْعَالِ الْجَلِيْلُ الْجَمِيْلُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْقَادِرُ الْقَاهِرُ الْعَلِيُّ الْحَكِيْمُ الْقَرِيْبُ الْمُجِيْبُ الْغَنِيُّ الْوَهَّابُ الْوَدُوْدُ الشَّكُوْرُ الْمَاجِدُ الْوَاجِدُ الْوَالِي الرَّاشِدُ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ التَّوَّابُ الرَّبُّ الْمَجِيْدُ الْوَلِيُّ الشَّهِيْدُ الْمُبِيْنُ الْبُرْهَانُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْبَاعِثُ الْوَارِثُ الْقَوِيُّ الشَّدِيْدُ الضَّارُّ النَّافِعُ الْبَاقِي الْوَاقِي الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ الْمُقْسِطُ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ الْقَائِمُ الدَّائِمُ الْحَافِظُ الْوَكِيْلُ الْفَاطِرُ

کرنے والا، وسیع طاقتوں والا، دانا، دوست رکھنے والا شریف ذات مردوں کو اٹھانے والا، ہر چیز پر مطلع ذات سچا معبود کارساز، قوت والا تمام امور پر طاقت رکھنے والا مددگار دوست اپنی تعریف کرنے والا، ہر چیز کو اپنے علم میں شمار کرنے والا، اول بار پیدا کرنے والا، دوسرے بار پیدا کرنے والا، زندہ کرنے والا، مارنے والا، ہمیشہ زندہ قائم رہنے والا، غیرمحتاج، ہر چیز کا مالک ایک منفرد بے نیاز قدرت والا، قدرت کا اظہار کرنے والا، قریب میں جگہ دینے والا، مؤخر کرنے والا، اوّل آخر ظاہر، مخفی مالک بلند مرتبہ، احسان کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، انتقام لینے والا، معاف کرنے والا، بہت شفقت کرنے والا، ہر چیز کا مالک بزرگی اور بخشش کا مالک، بڑا عادل ہر چیز سے بے پروا، غنی کرنے والا، باز رکھنے والا ضرر پہنچانے والا نفع پہنچانے والا روشن کرنے والا، راہ دکھانے والا، بغیر مثال کے پیدا کرنے والا ہمیشہ باقی رہنے والا، ہر چیز کا مالک، ہر چیز کو ہدایت دینے والا، صبر کرنے والا اور قزوینی (ابن ماجہ) کی کمزور سند کے ساتھ روایت ہے اللہ کے ننانوے نام ہیں سو سے ایک کم اللہ ایک ہے طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے جو ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ ایک بے نیاز اول آخر ظاہر باطن خالق باری، تصویر بنانے والا، مالک حق سلامتی والا، امن دینے والا، حفاظت کرنے والا، غالب قدرت والا، سننے والا دیکھنے والا جاننے والا عظمت والا، بارہ تعالیٰ [بلند رہنے والا] بزرگی والا، خوبصورت ہمیشہ زندہ قائم قادر غالب بلند حکمت والا، قریب کرنے والا، دعا قبول کرنے والا غنی کرنے والا، بہت دینے والا، محبت کرنے والا، قدردان بے پروا ہر چیز کا مالک والی ہدایت دینے والا، معاف

السَّامِعُ الْمُعْطِي الْمُحْي الْمُمِيْتُ الْمَانِعُ الْجَامِعُ الْهَادِي الْكَافِي الْأَبَدُ الْعَالِمُ الصَّادِقُ النُّوْرُ الْمُنِيْرُ التَّامُّ الْقَدِيْمُ الْوِتْرُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ قَالَ زُهَيْرٌ فَبَلَغَنَا مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَوَّلَهَا يُفْتَحُ بِقَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بَيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى.

(رواه ابن ماجة:٣٨٦١)

کرنے والا بخشنے والا، بردبار بڑا سخی توبہ قبول کرنے والا، بزرگ ذات والی حاضر بیان کرنے والا، صاحب ذلی شفقت کرنے والا، مہربان ابتدا کرنے والا، دوبارہ پیدا کرنے والا اٹھانے والا، وارث قوت والا بہت شدت والا ضرر دینے والا نفع دینے والا ہمیشہ رہنے والا، بچانے والا پست کرنے والا، بلند کرنے والا، کشادہ کرنے والا، عزت دینے والا، ذلیل کرنے والا، انصاف والا، رزق کا مالک مضبوط طاقت ور، قائم رہنے والا، دائم رہنے والا، محافظ کارساز دیکھنے والا، سننے والا، دینے والا، نہ دینے والا، زندہ کرنے والا مارنے والا، ھادی ہمیشہ کفایت کرنے والا، علم والا، سچا نور روشن کرنے والا، مکمل ذات قدیم ذات، طاق، ایک بے نیاز، جس نے نہیں جنا، نہ وہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔

زہیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمیں بہت سے اہلِ علم کا یہ قول پہنچا ہے کہ ان اسماء کو ان کلمات سے شروع کیا جائے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ ایک، اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے، اسی کی حمد وثنا ہے اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔“

شرح: ...... ان احادیث میں جو اسمائے حسنیٰ کی فہرست ہے یہ علمائے کرام کی ہے، مرفوع ثابت نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس نے ان اسمائے حسنیٰ کو زبانی یاد کیا اور پھر انہیں شمار کیا اور ان کے مطابق عمل کیا، عقیدہ وعمل بنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ان احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ننانوے ہی اسمائے حسنیٰ ہیں، اس سے زیادہ نہیں، بلکہ ننانوے سے زیادہ بھی ہیں مگر ننانوے پڑھنے سے اور ان کے حقائق کے مطابق عمل کرنے سے جنت میں داخلہ ملتا ہے، تعداد ان کی ننانوے سے زیادہ ہے۔

انہیں طاق شمار کرنے کی حکمت یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ وتر تعداد ہے اور وتر تعداد افضل ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ تعبدی حکم ہے۔ حدیث نے جتنی تعداد بتائی ہے بس اس کی پابندی کی جائے جیسا کہ رات اور دن میں پانچ نمازیں ہیں جو کہ طاق ہیں حکمت اس کی کیا ہے اس کا ہمیں پتہ نہیں۔ (انجاز الحاجہ:١١/ ١٦٥)

أَدْعِيَةُ الصَّلَاةِ

نماز کی دعاؤں کا بیان

٩٢٧٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ هُنَيَّةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَرَأَيْتُ سُكُوْتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ. (رواه مسلم:٥٩٨)

وَزَادَ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ فِيْ أَوَّلِ الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايِ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں تکبیرِ اولیٰ کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے، پھر قراءت شروع کرتے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں نے تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ کا خاموش رہنا تو دیکھا ہے آپ اس وقت کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہتا ہوں: اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کردے جیسا سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے خطائیں برف، پانی اور اولوں کے ساتھ دھو دے۔ (الشیخان) ابوداود اور نسائی نے اس دعا کے شروع میں یہ کلمات اضافہ کیے ہیں: اے اللہ! میرے درمیان اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا بُعد اور دوری پیدا کردے جس قدر تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان بُعد پیدا کیا ہے۔''

شرح: ......اس دعا کی اس مقام کے ساتھ بہت ہی عمدہ مناسبت ہے۔ یہ مقام مناجات کا ہے۔ نمازی اللہ کی بارگاہ میں یہ تمنا لیے حاضر ہے کہ میرے گناہ مٹ جائیں اور گناہوں کے اور اس کے درمیان بہت دور تک فاصلہ ہو جائے، اور اس کا دل پاکیزگی کا آئینہ بن جائے۔ عام مشاہدہ ہے کہ میل کچیل گرم پانی سے زیادہ صاف ہوتی ہے مگر اس دعا میں برف اور اولے وغیرہ ٹھنڈی چیزوں سے صفائی طلب کی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ گناہ اپنے اندر ایک قسم کی تپش رکھتے ہیں، جن کی شعلہ باری انسان کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔ اس تپش سوزاں کو بجھانے کے لیے یہ ٹھنڈی اشیاء ہی موزوں اور مناسب ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں یہ دعائے استفتاح پڑھنا مستحب ہے اور اس دعا کا مقام تکبیر تحریمہ کے بعد اور سورت فاتحہ کی قراءت سے پہلے ہے اور یہ دعا ہر نماز کی صرف پہلی رکعت میں پڑھنی ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کی حرکات وسکنات پر کس قدر گہری نگاہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے ان ہی قدسی نفوس کے ذریعے اپنے دین کی حفاظت فرمائی ہے۔ (تفہیم الاسلام:١/ ٢٩٧)

(٩٢٧٣) مسلم: ٥٩٨ـ بخاری: ٧٤٤ـ ابوداؤد: ٧٨١ـ نسائی: ٨٩٤ـ ابن ماجه: ٨٠٥ـ دارمی: ١٢٤٤ـ احمد: ٧٨١٢٤.

٩٢٧٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ. (رواه مسلم:٦٠١)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں میں سے ایک نے آ کر کہا: اللہ بڑا ہے بہت بڑا اور اس کی تعریف ہے بہت زیادہ اور اللہ پاک ہے اپنی صفات کے ساتھ صبح وشام۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ لوگوں میں سے ایک مرد نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ہوں۔ فرمایا: مجھے تعجب پیدا ہوا کہ ان کلمات کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے یہ کلمات آپ ﷺ سے سنے ہیں میں نے ان کو ترک نہیں کیا۔'' (مسلم، ترمذی، نسائی)

٩٢٧٥۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ أَيُّكُمِ الَّذِيْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا قَالَ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا. (رواه النسائی:٩٠١)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس کا سانس تیز چل رہا تھا۔ اس نے کہا: اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کی حمد وثنا سے بہت زیادہ اور بابرکت اور پاک۔ جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ تو لوگ خوف کے مارے خاموش رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہنے والے نے غلط بات نہیں کہی تو ایک مرد نے کہا: یارسول اللہ! میں نے کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے بارہ فرشتے دیکھے، ہر ایک ان میں سے آگے بڑھ کر ان کلمات کو اٹھانے کی کوشش کرتا تھا تاکہ وہ اٹھائے۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

٩٢٧٦۔ عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلَاةً قَالَ

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس

(٩٢٧٤) مسلم: ٦٠١۔ ترمذی: ٣٥٩٢۔ نسائی: ٨٨٥۔ احمد: ٤٦١٣.

(٩٢٧٥) نسائی: ٩٠١۔ صحیح، البانی: ٨٦٦۔ مسلم: ٦٠٠۔ ابوداؤد: ٧٦٣۔ احمد: ١٢٥٤٨.

(٩٢٧٦) ابوداؤد: ٧٦٤۔ ضعیف، البانی: ١٦٠۔ احمد: ١٦٣١٩.

عَمْرٌو لا أَدْرِيْ أَيَّ صَلاةٍ هِيَ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا ثَلاثًا أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ قَالَ نَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ وَهَمْزُهُ الْمُوْتَةُ. (رواه أبوداوٗد: ٧٦٤)

طرح کہا: اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے لیے بہت زیادہ حمد وثنا ہے، تین بار، پاک ہے اللہ صبح وشام تین بار۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے تکبر سے، اس کے شعر پڑھنے سے اور اس کے مرنے سے‘‘ (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ تینوں دعائیں تکبیر تحریمہ کے بعد فرض نمازوں اور نفل نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہیں حمداً کثیرا طیبا الخ والی رکوع سے سر اٹھا کر پڑھنے کا ذکر بھی آتا ہے۔

قَدْ وَرَدَ فِی الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَةِ الْاَعْدَادُ مِنَ الْاَذْکَارِ وَ الْاَدْعِیَةِ فِیْ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَةِ فِی الْمَکْتُوْبَةِ وَغَیْرِهَا. (التعلیقات السلفیه: ١/ ١٠٥)

’’صحیح احادیث میں وارد یہ اذکار اور دعائیں جو استفتاح کے وقت پڑھی جاتی ہیں یہ فرض نمازوں اور غیر فرض نمازوں سب کے لیے ہیں، انہیں تہجد یا نوافل کے ساتھ خاص قرار دینے کا دعویٰ درست نہیں۔‘‘

صبح وشام کے ساتھ تسبیح کرنے کی وجہ ہمیشہ کے لیے تسبیح ہے۔ اتنے ہی الفاظ تھے، ان کی تعداد کے مطابق فرشتے آئے تھے۔ گویا ایک ایک لفظ کو اٹھانے کے لیے فرشتہ آیا تھا۔

٩٢٧٧ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبَدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَاسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَقِنِيْ سَيِّءَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّءَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. (رواه النسائی:٨٩٦)

’’سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے، وہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے، پھر یہ دعا پڑھتے تھے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! مجھے اچھے اعمال کے لیے ہدایت عطا کر اور اچھے اخلاق کے لیے۔ ان کی اچھائی کے لیے تیرے سوا کوئی بھی ہدایت نہیں دے گا اور مجھے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچا، ان کی بدی سے تیرے سوا کوئی نہیں بچائے گا۔‘‘ (نسائی)

(٩٢٧٧) نسائی: ٨٩٦ـ صحیح، البانی: ٨٦١.

٩٢٧٨۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ. (رواه أبوداوٗد: ٧٧٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ نماز شروع کرتے تو آپ ﷺ اس طرح کہتے تھے: پاک ہے تو اے اللہ! تیری صفت وثنا ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بُلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' (ترمذی وابوداود)

٩٢٧٩۔ عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلٰى الصَّلَاةِ وَالنَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَقَالَ حِيْنَ انْتَهٰى إِلٰى الصَّفِّ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ • فَلَمَّا سَلَّمَ ﷺ قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟ قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: إِذًا يَعْقِرُ جَوَادَكَ وَتَسْتَشْهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه رزين)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرد نماز کے لیے آیا تو نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب وہ صف میں گیا تو اس نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو چیز تو اپنے نیک بندوں کو دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی ابھی کلام کس نے کیا ہے؟'' تو اس نے کہا: میں نے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تیرے گھوڑے کی پچھاڑ کاٹی جائیں گی اور تو اللہ کی راہ میں شہادت پائے گا۔'' (رزین)

٩٢٨٠۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے: ''میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کے سپرد کیا یکسو ہو کر جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو میرے سب گناہ بخش دے

(٩٢٧٨) ابوداؤد: ٧٧٦۔ صحيح، البانى: ٧٠٢۔ ترمذى: ٢٤٣۔ ابن ماجه: ٨٠٦.

(٩٢٧٩) رزين.

(٩٢٨٠) مسلم: ٧٧١۔ ابوداؤد: ٧٦٠۔ ترمذى: ٣٤٢٢۔ نسائى: ٨٩٧۔ ابن ماجه: ٨٦٤۔ دارمى: ١٢٣٨۔ احمد: ٨٠٥.

أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَايَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَإِذَا رَفَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

(رواه مسلم:۷۷۱)

تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا ہے اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت عطا فرما۔ اچھے اخلاق کی ہدایت تیرے سوا کوئی نہیں دیتا ہے اور مجھ سے برے اخلاق دُور کر دے۔ تیرے سوا بُرے اخلاق کو مجھ سے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ ہر خیر تیری طرف سے ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں کی جاتی ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں، تیری طرف متوجہ ہوا ہوں۔ تو برکت دینے والا ہے اور تو بہت بُلند ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

اور جب رکوع کرتے تو اس میں کہتے: اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا، میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیرا حکم تسلیم کیا۔ میرے کان، میری آنکھیں، میرا مغز، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے تیرے سامنے عاجزی کررہے ہیں۔ اور جب سر اٹھاتے تو کہتے اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے لیے حمد و ثنا ہے آسمانوں کو زمین کو اور ان کے درمیان جو بھی کسی اور ہر اس چیز کو بھر کر جس کو اس کے بعد تو چاہے۔

اور جب سجدہ کرتے تو اس میں کہتے: اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیرا حکم تسلیم کیا۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔ برکت والا ہے اللہ، بہت اچھا پیدا کرنے والا اور پھر تشہد اور سلام کے درمیان یوں کہتے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے گناہ کیے یا جو مؤخر کیے اور جو میں نے پوشیدہ کیے اور جو میں نے ظاہر کیے اور جو میں نے اسراف کیا اور جو کچھ تو مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ تو ہی اول ہے، تو ہی آخر ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی)

شرح: ...... یہ ساری دعائیں پڑھنی جائز ہیں، خواہ ان کو جمع کر کے پڑھا جائے یا علیحدہ علیحدہ پڑھا جائے، یا ان

میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلیا جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ قراءت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا نہایت ضروری ہے، وجہ یہ ہے کہ نماز اور قراءت کے ذریعے انسان قربت کی راہوں کا سالک ہوتا ہے، اسے درجات علیا پر فائز کیا جاتا ہے اور تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ یہ چیز شیطان کو ایک لمحہ کے لیے نہیں بھاتی۔ وہ انسان کو خواہشات پر ابھارتا ہے۔ نماز اور قرآن پڑھنے سے سینے کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ ان سے قلب انسانی میں نور ہدایت اور علم وخیر جاگزیں ہوتے ہیں جبکہ یہ فضائل اور مناقب شیطان کی طبع نارسا پر ناگوار گزرتے ہیں، اس لیے نماز وغیرہ میں قرآن پاک کی تلاوت کا ارادہ کرنے سے پہلے مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۲۹۹)

۹۲۸۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهٗ أَلَا وَإِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ. (رواه مسلم: ٤٧٩)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ دور کیا اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفوں میں تھے، آپ نے فرمایا: لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے صرف نیک خواب ہی باقی رہ گئے ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ خبردار رہو مجھے رکوع اور سجود کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں پوری کوشش سے دعا مانگو۔ زیادہ امید ہے کہ دعا تمہاری قبول ہوگی۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

۹۲۸۲۔ عَنْ عَوْفَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ. (رواه النسائی: ١٠٤٩)

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو سورۃ البقرہ کے اندازے کے برابر رکوع میں کہتے رہے: پاک ہے قوت اور بادشاہی والا، بڑائی اور عظمت والا۔'' (نسائی)

۹۲۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ بکثرت

(۹۲۸۱) مسلم: ٤٧٩۔ ابوداؤد: ٨٧٦۔ نسائی: ١٠٤٥۔ ابن ماجه: ٣٨٩٩۔ دارمی: ١٣٢٥۔ احمد: ١٩٠٣.

(۹۲۸۲) نسائی: ١٠٤٩۔ صحیح، البانی: ٢٠٠٤۔ ابوداؤد: ٨٧٣۔ احمد: ٢٣٤٦٠.

(۹۲۸۳) بخاری: ٨١٧۔ مسلم: ٤٨٤۔ ابوداؤد: ٨٧٧۔ نسائی: ١١٢٢۔ ابن ماجه: ٨٨٩۔ احمد: ٢٥٥٣٩.

النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ فِي رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. (رواه البخاري:٨١٧)

رکوع وسجود میں کہا کرتے تھے: پاک ہے تو اے ہمارے اللہ! پروردگار ہمارے۔تیری حمد وثنا ہے، اے اللہ! مجھے بخش دے۔ آپ قرآن کا مفہوم ملحوظ رکھتے تھے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، نسائی)

٩٢٨٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ. (رواه أبوداود:٨٧٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجود میں فرمایا کرتے تھے: ''پاک ہے وہ پاکیزہ ذات جو رب ہے ملائکہ اور روح کا۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

٩٢٨٥۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ قَالَ اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمَا • وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِمَعْنَاهُ زَادَ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثًا وَإِذَا سَجَدَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثًا. (رواه أبوداود:٨٦٩)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿اور تسبیح بیان کیجیے اپنے عظمت والے رب کی﴾ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو تم اپنے رکوع میں بیان کیا کرو۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿تسبیح بیان کیجیے اپنے رب اعلیٰ کی﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی تم اپنے سجود میں تعمیل کرو۔ پس جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو کہتے: پاک ہے میرا رب عظمت والا اس کی حمد وثنا کے ساتھ تین بار اور جب سجدہ کرتے تو تین بار کہتے: پاک ہے اللہ جو میرا رب اعلیٰ ہے، اس کی حمد وثنا کے ساتھ۔'' (ابوداؤد)

شرح:......شریعت اسلامیہ جو بھی پابندی لگاتی ہے وہ عین حکمت کا تقاضا ہوتا ہے، رکوع اور سجدے کی حالت نہایت ہی تذلل اور خضوع کی آئینہ دار ہے۔ آدمی خود فرش خاک پر بچھ جاتا ہے اور صدائیں عزت وشرف کے حقیقی مالک کی کبریائی کی بلند کرتا ہے، لہٰذا اس حالت بے بسی کے مناسب حال یہی ہے کہ تسبیح ومناجات کی جائے اور دعا والتجاء میں ہمت بھر کوشش کرے کیونکہ یہ وقت قبولیت دعا کا ہے۔ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اس کی عظمت وجلالت شان کا تقاضا یہی ہے کہ اس قدر حالت زار اور ذلت وپستی میں اسے نہ پڑھا جائے، اس طرح اس کی رفعت شان اور شرافت میں فرق پڑتا ہے، اس حالت میں تعظیم رب کی ترغیب ہی بہتر ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ کی حالت میں دنیا وآخرت کی خیر خواہی کی کوئی بھی دعا کی جاسکتی ہے اور دنیا وآخرت کی کسی

(٩٢٨٤) ابوداؤد: ٨٧٢۔ صحیح، البانی: ٧٧٥۔ مسلم: ٤٨٧۔ نسائی: ١٠٤٨۔ احمد: ٢٥٥٣٩.

(٩٢٨٥) ابوداؤد: ٨٦٩۔ ضعیف، البانی: ١٨٤۔ ابن ماجہ: ٨٨٧۔ دارمی: ١٣٠٥۔ احمد: ١٦٩٦١.

بھی شر سے پناہ طلب کی جا سکتی ہے اور سجدہ و رکوع دعا کی قبولیت کے مقام ہیں۔

ان دعاؤں پر غور فرمائیں، پیغمبر ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں، پھر بھی شان ربوبیت کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنی عبودیت کا حق ادا کرتے ہوئے سرنگوں نظر آتے ہیں اور کس قدر تیز روی سے فرمان الٰہی اپناتے ہیں۔

(تفہیم الاسلام: ۱/ ۳۲۷)

٩٢٨٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاءِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنَ الدَّنَسِ. (رواه مسلم:٤٧٦)

''سیدنا ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کہتے: سنا ہے اللہ نے اس کو جس نے اس کی حمد بیان کی۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے لیے حمد ہے آسمان اور زمین بھر کر اور ہر چیز کو بھر کر جس کو تو چاہے اس کے بعد اے اللہ! مجھے برف کے ساتھ، اولوں کے ساتھ اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی، مسلم)

٩٢٨٧۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَارَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لكَ عَبْدٌ، اللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَاأَعْطَيْتَ وَلَامُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. (رواه مسلم:٤٧٧)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے: اے اللہ! تیرے لیے حمد ہے زمین آسمان بھر کر اور ہر وہ چیز بھر کو جو اس کے بعد تو چاہے، تو ثنا کے قابل ہے، تیری بڑائی ہے زیادہ مقدار ہے اس صفت وثنا کا جو بندہ کہتا ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ جو چیز تو عطا کر دے اور کوئی دینے والا نہیں ہے جس چیز کو تو منع کر دے کسی بڑے کی بڑائی تیرے بالمقابل کوئی کام نہیں دیتی۔'' (مسلم، ابوداؤد اور نسائی)

٩٢٨٨۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ قَالَ

''سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ

(٩٢٨٦) مسلم: ٤٧٦۔ ابوداؤد: ٨٤٦۔ ترمذی: ٣٥٤٧۔ نسائی: ٤٠٢۔ ابن ماجه: ٨٧٨۔ احمد: ١٨٦٥٨.

(٩٢٨٧) مسلم: ٤٧٧۔ ابوداؤد: ٨٤٧۔ نسائی: ١٠٦٨۔ ابن ماجه: ٨٧۔ دارمی: ١٣١٣۔ احمد: ١١٤١٨.

(٩٢٨٨) بخاری: ٧٩٩۔ ابوداؤد: ٧٧٠۔ نسائی: ٩٣١۔ احمد: ١٨٥١٧۔ مؤطا: ٤٩١.

كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ أَنَا قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ. (رواه البخاري:٧٩٩)

کے پیچھے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: اللہ نے اس شخص کو سنا جس نے اس کی حمد بیان کیا۔ اور آپ ﷺ کے پیچھے ایک مرد نے کہا: اے ہمارے رب! تیرے لیے حمد وثنا ہے، بہت زیادہ، بہت پاکیزہ اور برکت دی ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: کلام کرنے والا کون ہے؟ اس نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتے دیکھے ہیں جو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے کہ ان کلمات کو سب سے پہلے کون لکھے۔''

٩٢٨٩- وَفِي رِوَايَةٍ:قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَايُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَلَكًا أَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا. (رواه الترمذي: ٤٠٤)

''ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے کہا: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں بہت زیادہ، بہت پاکیزہ، اس میں بہت برکت ڈالی گئی اور اس پر بہت برکت دی گئی جیسا ہمارا رب پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: نماز میں کلام کرنے والا کون ہے؟ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: پھر تیسری بار بھی فرمایا تو کوئی نہ بولا۔ پس رفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو نے کیسے کہا؟ میں نے کہا: میں نے کہا ہے: سب تعریفیں زیادہ حمد وثناء پاکیزہ اس میں برکت دی ہوئی اس پر برکت نازل کی ہوئی اللہ ہی کے لیے ہے جیسا ہمارا رب پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے پس نبی ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تیس سے زیادہ فرشتے ایک دوسرے سے آگے بڑھے کہ ان میں سے کون ان کلمات کو لے کر اوپر جائے۔'' (مسلم کے سوا چھ نے بیان کیا)

٩٢٩٠- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٢٨٩) ترمذی: ٤٠٤- حسن، البانی: ٣٣١- بخاری: ٧٩٩- ابوداؤد: ٧٧٠- نسائی: ٩٣١- احمد: ١٨٥١٧- مؤطا: ٤٩١.

(٩٢٩٠) بخاری: ٧٩٦- مسلم: ٤٠٩- ابوداؤد: ٨٤٨- ترمذی: ٢٦٧- نسائی: ١٠٦٣- ابن ماجه: ٨٧٥- احمد: ٩١٢١.

اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ . (رواه البخاري:٧٩٦)

نے فرمایا: جب امام کہے: اللہ نے اس شخص کو سنا جس نے اس کی حمد بیان کی تو تم کہو: اے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے لیے حمد ہے، جس شخص کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا اس کے لیے بخش دیا گیا جو پہلے وہ گناہ کر چکا ہے۔''

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز فرض ہو یا نفل ہو ان دعاؤں کا پڑھنا مسنون ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قومہ میں یہ دعائیں پڑھی جائیں، اکٹھی کر لیں یا ایک پڑھ لیں جائز ہیں۔ اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہوتی ہے جو قومہ میں صحیح طریقے سے کھڑے بھی نہیں ہوتے اور فوراً سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔

ان دعاؤں کی تاثیر پر غور فرمائیں، بندہ اپنے رب کی کبریائی بیان کرتا ہے اور عرش تا فرش جو اس منعم حقیقی کے انعامات کی بارش ہے ان کی انتہائی شکر کی جدوجہد کرتا ہے، مگر پھر بھی اپنی بے بسی کا اظہار کرتا ہے اور حمد کا یہ خوگر اس قدر اڑان لیتا ہے کہ بلندی و وسعت کی اس حد تک چلا جاتا ہے کہ اس سے اوپر جانا محال ہے، کہتا ہے: اے مولائے حقیقی! میں ایک تو تیرا ایک عاجز و درماندہ غلام ہوں، تیری جتنی منشا ہے میں اتنی تعریف کرتا ہوں۔

ان میں اللہ کی قدرت کاملہ اور عظمت قاہرہ اور سلطنت غالبہ اور اس کی سطوت و جلالت کے سامنے خود سپردگی کا درس ہے کہ دنیوی جاہ و جلال، بزرگی اور عالی حسب و نسب کوئی کام نہیں آتا۔ (تفہیم الاسلام: ۱/۳۳۲)

یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین کی مانند سمع اللہ لمن حمدہ الخ امام و مقتدی دونوں کہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جو مقتدی کہتے ہیں، فرشتے بھی وہی کہتے ہیں۔ فرشتوں کی موافقت کرنا بندوں کے لیے عظیم خوبی ہے۔ (فتح الباری: ۲/۲۸۳)

٩٢٩١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِي كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ . (رواه مسلم:٤٨٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے سجدے میں کہتے تھے اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما چھوٹے بھی، بڑے بھی، پہلے بھی، پچھلے بھی، پوشیدہ بھی اور جو ظاہر ہیں وہ بھی۔'' (مسلم اور ابوداؤد)

٩٢٩٢۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو بستر پر نہ پایا، چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو ہاتھ لگا کر تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے دو قدموں کے

(٩٢٩١) مسلم: ٤٨٣۔ ابوداؤد: ٨٧٨.

(٩٢٩٢) مسلم: ٤٨٦۔ ابوداؤد: ٨٧٩۔ ترمذی: ٣٤٩٣۔ نسائی: ١١٣٠۔ ابن ماجہ: ٣٨٤١۔ احمد: ٢٣٧٩١.

وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. (رواه مسلم:٤٨٦)

تلوے پر پڑا۔ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں تیرے غصے سے اور تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں، تیری سزا سے اور تیری پناہ لیتا ہوں تجھ سے۔ میں تیری ثنا پوری نہیں کرسکتا جیسے تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔'' (مسلم)

٩٢٩٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ افْتَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهٗ ذَهَبَ إِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَجَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ فَقُلْتُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ إِنَّكَ لَفِيْ شَأْنٍ وَإِنِّيْ لَفِيْ آخَرَ. (رواه النسائي:٣٩٦٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کو مفقود (گم) پایا تو میں نے گمان کیا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس گئے ہوں گے۔ میں نے تلاش کیا اور پھر میں لوٹ آئی۔ دیکھا تو آپ ﷺ رکوع یا سجدے میں کہہ رہے تھے: پاک ہے تو اے اللہ! تیری حمد وثنا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ کسی اور شان میں ہیں اور میں کسی اور بات میں ہوں۔''

شرح:...... دعا میں چھوٹے گناہوں کا پہلے ذکر ہے اور بڑوں کی معافی کا بعد میں ذکر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کبیرہ گناہوں پر آمادہ کر دیتا ہے اور اول وآخر گناہوں کی معافی سے مقصد یہ ہے کہ سارے گناہوں کا احاطہ مراد ہے، اللہ کے لیے تو سب کچھ ظاہر ہے کوئی بھی پوشیدہ نہیں۔ یہ انسان کے مطابق کہا گیا ہے۔ اللہ خفیہ کو بھی جانتا ہے۔ ان دعاؤں میں عبادت کے حق میں تقصیر کا اعتراف بھی ہے اور اس سے استغفار کیا گیا ہے۔ سزا اور ناراضی سے یہ دلیل ہے کہ جس طرح اللہ کی طرف خیر کی نسبت ہو جاتی ہے شر کی بھی ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۳۲۸) اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سجدے میں پاؤں کی ایڑیاں ملا کر رکھیں۔

٩٢٩٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ!

(٩٢٩٣) نسائی: ٣٩٦٢۔ صحیح، البانی: ٣٦٩٨۔ مسلم: ٤٨٥.

(٩٢٩٤) ترمذی: ٢٨٤۔ صحیح، البانی: ٢٣٣۔ ابوداؤد: ٨٥٠۔ ابن ماجه: ٨٩٨.

وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ. (رواه الترمذی:٢٨٤)

مجھے بخش دے، میرے اوپر رحمت فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے معافی دے اور مجھے رزق عطا فرما۔'' (ترمذی اور ابوداود)

شرح: ...... یعنی میری اطاعت میں جو کوتاہی ہے وہ معاف کر دے، میری عبادت قبول کر کے مجھ پر رحم فرما اور مجھے دونوں جہاں کی بلاؤں اور ظاہری وباطنی امراض سے عافیت دے اور دین حق پر مجھے ثابت رکھ اور صالح اعمال کی ہدایت دے اور مجھے اچھا رزق دے اور دنیا وآخرت میں درجات عالیہ کی توفیق دے۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا مسنون ہے۔ یہ فرض اور سنتوں میں اور نوافل میں پڑھنی مسنون ہے۔ (عون المعبود:١/ ٣١٦)

یہ دعا دنیا وآخرت کی خیرات کی جامع ہے جو اسے نہیں پڑھتے وہ بہت ساری برکات سے محروم ہیں۔ (تفہیم الاسلام:١/ ٣٤٠)

٩٢٩٥- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ. (رواه مسلم:٥٨٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کہے: اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح الدجال کے فتنے سے۔'' (شیخین، ابوداود، نسائی)

٩٢٩٦- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ بَعْدَ التَّشَهُّدِ أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ. (رواه النسائی:١٣١١)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنی نماز میں تشہد کے بعد فرماتے تھے ''بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اور بہتر رہنمائی محمد ﷺ کی رہنمائی ہے۔'' (نسائی)

٩٢٩٧- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الدُّعَآءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: اَللّٰهُمَّ أَلِّفْ عَلَى الْخَيْرِ بَيْنَ قُلُوْبِنَا، وَأَصْلِحْ

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمیں یہ دعا تشہد کے بعد کے لیے تعلیم فرماتے تھے: اے اللہ! نیکی پر ہمارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دے اور

(٩٢٩٥) مسلم: ٥٨٨- بخاری: ١٣٧٧- ابوداؤد: ٩٨٣- ترمذی: ٣٦٠٤- نسائی: ٥٥١٨- ابن ماجه: ٩٠٩- دارمی: ١٣٤٤- احمد: ٢٧٢٨٠.

(٩٢٩٦) نسائی: ١٣١١- صحیح الاسناد، البانی: ١٢٤٣- احمد: ١٤٠٢٢.

(٩٢٩٧) رزین.

ذَاتَ بِيْنِنَا ، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَأَزْوَاجِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنَعْمَتِكَ ، قَابِلِيْهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا . (روه رزين)

ہمارے آپس کے معاملات کی اصلاح کر دے، ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا دے، ہمیں ظلمات (تاریکیاں) سے نجات دے کر نور میں پہنچا دے اور ہمیں ہر فحش سے دور کر دے خواہ وہ ظاہر ہو یا وہ باطن ہو۔ ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہمارے دلوں میں اور ہماری ازواج میں برکت ڈال اور ہم پر رجوع کر۔ تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والے بنا اور اس پر متوجہ ہونے والے بنا اور اپنی نعمتیں ہم پر مکمل کر دے۔'' (رزین)

شرح: ...... یہ دعائیں تشہد کے بعد درود شریف کے بعد پڑھی جائیں۔ ان میں نبی ﷺ کی سیرت کو سب سے بہتر قرار دیا گیا ہے اور چار چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے، یہ قبولیت دعا کا وقت ہے، دوزخ کے المناک شعلے اور قبر کی وحشت ناکی اور زندگی اور موت کے فتنوں کی المناکی اور مسیح دجال کی مکر سازی کا تصور بھی دل کو ہلا دیتا ہے۔ اس لیے ان چاروں سے کائنات کی سب سے بڑی پناہ گاہ ڈھونڈی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب وثواب قبر ہے، اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۳۵۹)

٩٢٩٨۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ يَامُعَاذُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ فَقَالَ أُوْصِيْكَ يَامُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ . (رواه أبوداوٗد:١٥٢٢)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھے پسند کرتا ہوں میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ اے معاذ! ہر نماز کے بعد یہ کہنے سے نہ رکنا: اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھی طرح اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔'' (ابوداود اور نسائی)

شرح: ......اس دعا میں دنیا وآخرت کی خیر کے حصول کی توفیق مانگی گئی ہے لہٰذا فرض نماز کے بعد اسے ترک کرنا مناسب نہیں۔ جو کیفیت حدیث میں درج ہے یہ اس کی اہمیت بتاتی ہے، محبوب رہبر محبّ صادق سے ملے تو اندازہ لگائیں یہ دعا کا ہدیہ کس قدر جاذب نظر اور باعث کشش ہے اور پڑھنے والے کا مقام کس قدر بلند اور قابل رشک ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۳٦۷)

(٩٢٩٨) ابوداؤد: ١٥٢٢۔ صحیح، البانی: ١٣٤٧۔ نسائی: ٣٠٣۔ احمد: ٢١٦٢١.

٩٢٩٩ـ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثُّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيْمَةِ عَلَى الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ.
(رواه النسائی:١٣٠٤)

''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی نماز میں کہا کرتے تھے۔اے اللہ! معاملے میں ثابت قدمی، ہدایت میں پختگی کا سوال کرتا ہوں اور میں سوال کرتا ہوں، تیری نعمت کے شکر کا اور اچھے طریقے سے تیری عبادت کا۔ اور میں سوال کرتا ہوں تندرست دل کا، سچی زبان کا میں سوال کرتا ہوں ہر بھلائی کے بارے میں جو تو جانتا ہے اور میں ہر اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔ اور میں بخشش مانگتا ہوں ہر اس چیز کے بارے میں جو تو جانتا ہے۔''

٩٣٠٠ـ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ صَلّٰى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ بِالْقَوْمِ صَلَاةً أَخَفَّهَا فَكَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْهَا فَقَالَ أَلَمْ أُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَمَا إِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْهَا بِدُعَاءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوبِهِ اللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَاعَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظْرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً

''سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ہلکی پھلکی نماز پڑھائی تو لوگوں نے اس کو مکروہ سمجھا تو انہوں نے کہا: کیا میں نے رکوع، سجود مکمل نہیں کیا؟ لوگوں نے کہا: ایسا تو کیا ہے۔تو انہوں نے کہا: میں نے نماز میں وہ دعا کی ہے جو نبی ﷺ کیا کرتے تھے۔اے اللہ! اپنے علم غیب کے وسیلے سے اور مخلوق پر اپنی قدرت کے وسیلے سے مجھے زندہ رکھ جب تک میرا زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے اور مجھے وفات دے دے جب تیرے علم میں میرے لیے وفات بہتر ہے۔ یا اللہ! باطن اور ظاہر میں میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں اور رضا اور غصے سے کلمہ اخلاص کہنے کا سوال کرتا ہوں۔اور فقر اور مال داری میں درمیانہ طریقہ اختیار کرنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور تقدیر وارد ہونے کے بعد اس سے راضی ہونے کا سوال کرتا ہوں۔ اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو اور ٹھنڈی زندگی کا سوال کرتا ہوں مرنے کے بعد اور تیرے چہرۂ اقدس کی

(٩٢٩٩) نسائی: ١٣٠٤ـ ضعیف، البانی: ٧٠ـ ترمذی: ٣٤٠٧.

(٩٣٠٠) نسائی: ١٣٠٦ـ صحیح، البانی: ١٢٣٧ـ احمد: ١٧٨٥٩.

مُهْتَدِيْنَ . (رواه النسائی:١٣٠٦)

طرف لذت کے ساتھ دیکھنے کا سوال کرتا ہوں اور تیری ملاقات کی طرف شوق رکھنے کا سوال کرتا ہوں جس میں نہ تو ضرر ہو، نہ کوئی تکلیف ہو اور نہ گمراہ کرنے والا فتنہ ہو۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت کے ساتھ ہمیں مزین کردے اور ہمیں ہدایت یافتہ ہادی بنادے۔'' (یہ دونوں روایات نسائی کی ہیں)

٩٣٠١۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوفِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ . (رواه البخاری:٨٣٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مسیح الدجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں قرض اور گناہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ایک کہنے والے نے آپ ﷺ سے کہا آپ ﷺ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: آدمی جب مقروض ہو جاتا ہے بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔'' (الشیخین، ابوداؤد، نسائی)

٩٣٠٢۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ . (رواه البخاری: ٨٣٤)

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسی دعا کی تعلیم دیجیے جو میں نماز میں دعا کروں۔ آپ نے فرمایا: کہا کرو اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، چنانچہ اپنے پاس سے مجھے مغفرت عطا فرما اور میرے اوپر رحمت نازل کر، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' (شیخین، ترمذی، نسائی)

٩٣٠٣۔ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيْلَةً حِيْنَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ رات کی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا

(٩٣٠١) بخاری: ٨٣٣۔ مسلم: ٥٨٩۔ ابوداؤد: ٨٨٠۔ نسائی: ٥٤٥٤۔ ابن ماجہ: ٣٨٣٨۔ احمد: ٢٥٥٤٤.

(٩٣٠٢) بخاری: ٨٣٤۔ مسلم: ٢٧٠٥۔ ترمذی: ٣٥٣١۔ نسائی: ١٣٠٢۔ ابن ماجہ: ٣٨٣٥۔ احمد: ٢٩.

(٩٣٠٣) ترمذی: ٣٤١٩۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦٧٨.

اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِيْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِيْ وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ وَتُزَكِّيْ بِهَا عَمَلِيْ وَتُلْهِمُنِيْ بِهَا رُشْدِيْ وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِيْ وَتَعْصِمُنِيْ بِهَا كُلَّ سُوْءٍ اللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ إِيْمَانًا وَيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْعَطَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِيْ وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِيْ وَضَعُفَ عَمَلِيْ افْتَقَرْتُ إِلٰى رَحْمَتِكَ فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُوْرِ وَيَاشَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ اللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِيْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهٗ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيْهِ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَإِنِّيْ أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيْهِ وَأَسْأَلُكَهٗ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ وَالْأَمْرِ الرَّشِيْدِ أَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ إِنَّكَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ وَأَنْتَ تَفْعَلُ مَاتُرِيْدُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَامُضِلِّيْنَ سِلْمًا

کرتے سنا: اے اللہ! میں تیری طرف سے ایسی رحمت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو میرے دل کو ہدایت دے دے اور میرے امور جمع کر دے اور میری پراگندگی دور کر دے اور میرے مسافر کو اس کے سبب واپس لائے اور میرے حاضر کو اس کے ذریعے بلند کر دے اور اس کے ساتھ میرے اعمال پاکیزہ کر دے اور اس کے ذریعے میری ہدایت کا الہام کر دے اور میری الفت بحال کر دے اور اس کے ذریعے مجھے ہر بدی سے دور کر دے۔

اے اللہ! مجھے ایسا ایمان اور یقین عطا کر جس کے بعد کفر نہ ہو، ایسی رحمت عطا کر جس کے ساتھ دنیا اور آخرت میں تیری طرف عزت حاصل کروں۔اے اللہ! قضاء وقدر کی کامیابی کا سوال کرتا ہوں۔شہداء کا رتبہ چاہتا ہوں سعادت مند لوگوں کی سی زندگی کا طلب گار ہوں اور دشمنوں پر فتح کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے اپنی حاجت رکھتا ہوں اور اپنی کوتاہی فکر اور ضعفِ عمل کو تیرے سامنے لاتا ہوں۔ اور میں تیری رحمت کا محتاج ہوں اس لیے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے تمام امور کے فیصلے کرنے والے! اے سینوں کو شفا دینے والے! جیسے سمندروں کے درمیان تو پردے کر دیتا ہے اسی طرح مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دے دے۔موت طلب کرنے کے فتنے سے اور قبر کے فتنے سے محفوظ فرما۔ یااللہ! تیری وہ نعمت جس سے میری رائے کوتاہ رہی اور دعا اس کے ذکر کو نہ پہنچی اور میری نیت بھی نہیں پہنچی اور وہ بھلائی تو نے اپنے بندوں کے لیے تیار کی ہے یا اپنے بندوں کو تو عنایت کرے گا تو میں اس نعمت کے لیے بھی تیری طرف التجا کرتا ہوں اور اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیری رحمت کے وسیلے سے اے سب جہانوں کے رب اے اللہ! اے مضبوط رسی

لِأَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لِأَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ وَنُعَادِيْ بَعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ اللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ وَهٰذَ الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ وَنُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ وَنُوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدِيَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِيْ وَنُوْرًا عَنْ يَمِيْنِيْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِيْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِيْ وَنُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ شَعْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ لَحْمِيْ وَنُوْرًا فِيْ دَمِيْ وَنُوْرًا فِيْ عِظَامِيْ اللّٰهُمَّ أَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَأَعْطِنِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا سُبْحَانَ الَّذِيْ تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا يَنْبَغِيْ التَّسْبِيْحُ إِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. (رواه الترمذي: ٣٤١٩)

والے! اے طاقت ور حکم والے! میں وعدے کے دن امن کا سوال کرتا ہوں اور یوم الخلود میں جنت کا طلب گار ہوں۔ مجھے ان لوگوں کے ساتھ کردے جو تیری حاضری میں رکوع وسجود کرنے والے ہیں، جو وعدے پورے کرنے والے ہیں، یقیناً تو مہربان محبت کرنے والا ہے اور جو تیرا ارادہ ہوتو وہی کرتا ہے۔اے اللہ! ہمیں ہادی مہدی بنا دے نہ ہم خود گمراہ ہوں نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہوں۔ ہم تیرے دوستوں کے ساتھ صلح رکھنے والے ہوجائیں اور تیرے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے والے بن جائیں۔ ہم تیری محبت کے ساتھ ہوں۔ جو تجھ سے محبت کرے اس سے ہم محبت کریں اور تیری دشمنی کے ساتھ دشمنی کریں جو تیرا مخالف ہو۔

اے اللہ! یہ میری دعا ہے اور قبول کرنا تیری اختیار میں ہے۔ اور یہ میری کوشش ہے اور تیری اوپر توکل ہے۔

اے اللہ! میرے لیے نور کردے میرے دل میں، میری قبر میں نور کر، میرے سامنے نور کر، میرے پیچھے نور کر، میرے دائیں نور کر، میرے بائیں نور کر، نور میرے اوپر کر، نور میرے نیچے کر ،نور کر میرے کانوں میں ،نور کر میری آنکھوں میں ،نور کردے میرے بالوں میں ،میرے چہرے میں نور کردے۔ میرے گوشت میں نور کردے، میرے خون میں نور کردے، میرے مغز میں نور کردے اور میری ہڈیوں میں نور کردے۔ اے اللہ! مجھے نور میں بڑا کردے اور مجھے نور عطا کرا ور کردے میرے لیے نور۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی عزت کے ساتھ مہربان ہے اور اسی کے ساتھ کہا پاک ہے وہ، بڑائی اور بزرگی اس کا لباس ہے۔ پاک ہے وہ جس کے سوا کے لیے تسبیح وتقدیس مناسب نہیں ہے۔ پاک ہے بڑائی والا بہت سخاوت کرنے والا‘‘ (ترمذی)

شرح: ...... پہلی حدیث میں چٹی سے پناہ کا ذکر ہے۔ پہلی چار چیزوں کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے، چٹی کا مطلب ہے قرض چڑھ جائے یا دو آدمیوں کی صلح کے لیے تاوان اٹھا لینا یا کاروبار کا بیٹھ جانا۔ حدیث میں اس کے نقصان سے خبردار کیا گیا ہے۔ ایک چیز ذہن میں الجھاؤ پیدا کرتی ہے۔ آپ ﷺ کے تمام گناہوں کی معافی کا اعلان ہو چکا تھا، معصوم تھے پھر اتنی دعائیں کیوں فرماتے تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے امت کو تعلیم دی ہے اور تواضع کے اظہار کے لیے اور بندگی ثابت کرنے کے لیے دعا کرتے تھے اور امت کو ترغیب دی ہے کہ مغفرت کے باوجود اگر میں دعا کر رہا ہوں تو جو گنہگار ہوا سے تو بہت زیادہ اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہونا چاہیے۔

۲۔ اللّٰهم انی ظلمت والی دعا میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور مغفرت کی طلب ہے اور یہ طلب رکھنے والوں کی تعریف ہے کیونکہ اللہ کی مغفرت کا مطالبہ ہے۔ اللہ پاک کی ذات گرامی جتنی بڑی ہے اس کی مغفرت کا ہدیہ بھی اس کے برابر ہے اور یہ تاکید ہے کہ میں اگر مغفرت کا اہل نہیں تو اپنی مہربانی سے مجھے بخش دے۔ اس میں عالم سے تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب بھی ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۳۲۱)

٩٣٠٤- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَاسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ •عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. (رواه أبوداوٗد:١٥١٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز سے سلام پھیر کر تین بار استغفار کرتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے اور سلامتی تیری طرف سے ہے، تو برکت والا ہے۔ اے عظمت والے، اکرام والے اوزاعی کو کہا گیا: استغفار کیسے ہے انہوں نے کہا: کہتے تھے: أستغفر الله أستغفر الله۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

شرح: ...... سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ کہنے کے بعد یہ دعا کرنا مسنون ہے اور اس کے بعد امام مقتدیوں کی جانب منہ کر لے۔

نماز کے بعد اس دعا کا اور دیگر مذکور اذکار کو پڑھنا مستحب ہے، اور یہ الفاظ اللہ کی بارگاہ میں بہت محبوب ہیں۔

(٩٣٠٤) ابوداؤد: ١٥١٢۔ صحیح، البانی: ١٣٣٩۔ مسلم: ٥٩٢۔ ترمذی: ٢٩٨۔ نسائی: ١٣٣٨۔ ابن ماجه: ٩٢٤۔ دارمی: ١٣٤٧۔ احمد: ٢٤٩٧٩.

ایک حدیث میں آتا ہے: یا ذاالجلال والاکرام کے ساتھ اللہ کی پناہ میں آ ؤ۔ (ترمذی وغیرہ)

ایک آدمی دعا کر رہا تھا: یا ذاالجلال والاکرام، آپ ﷺ پاس سے گزرے تو فرمایا: اس کی دعا قبول ہوگی۔ (توضیح الاحکام:۲/۳۰۲)

بعض لوگ اس میں اضافہ کرتے ہیں: والیك یرجع اسلام حیینا ربنا بالسلام، یہ اضافہ حدیث سے ثابت نہیں یہ ریشم میں ٹاٹ کا پیوند لگانے والی بات ہے۔ (تفہیم الاسلام:۱/ ۳٦۵)

۹۳۰۵۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَانَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ وَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ. (رواه مسلم:٥٩٤)

''ابو زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب بھی نماز سے سلام پھیرتے تو یہ کہتے: نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کے لیے بادشاہت ہے اور اس کے لیے حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بدی سے بچنے اور نیکی حاصل کرنے کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ ہم نہیں عبادت کرتے مگر اللہ کی۔ اسی کی طرف سے نعمت ہے، اسی کا فضل ہے اور اسی کے لیے دین۔ خواہ کافر ناپسند کریں۔ اور انہوں نے کہا ان کلمات کے ساتھ ہر فرض نماز کے بعد نبی کریم ﷺ تہلیل کرتے تھے۔'' (مسلم، ابوداود، نسائی)

شرح: ...... نماز کے بعد پڑھنے سے مراد نماز کے آخر وقت میں یا نماز کے سلام کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے اور اسے ایک مرتبہ پڑھنا ہے کیونکہ تکرار کی دلیل نہیں۔ (عون المعبود:۱/ ۵۵٦)

۹۳۰٦۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معقبات ہیں یعنی فرائض کے بعد پڑھنے کے کلمات ہیں۔ ان کا پڑھنے والا ناکام نہیں رہتا یا فرمایا: ان کو معمول بنانے والا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح کہنا، تینتیس بار

(۹۳۰۵) مسلم: ٥٩٤۔ ابوداؤد: ١٥٠٦۔ نسائی: ١٢٣٩۔ احمد: ١٥٦٧٣.

(۹۳۰٦) مسلم: ٥٩٦۔ ترمذی: ٣٤١٢۔ نسائی: ١٣٤٩.

وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً. (رواه مسلم: ٥٩٦)

تحمید کہنا اور چونتیس بار تکبیر کہنا۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

٩٣٠٧۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أُمِرُوْا أَنْ يُسَبِّحُوْا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُوْا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيُكَبِّرُوْا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَأُتِيَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ مَنَامِهِ فَقِيْلَ لَهُ أَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوْا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدُوْا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرُوْا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اجْعَلُوْهَا كَذٰلِكَ. (رواه النسائی:١٣٥٠)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری کو خواب میں کہا گیا: تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح کہنے، تینتیس بار تحمید کہنے اور چونتیس بار تکبیر کہنے کا؟ اس نے کہا: ہاں! اس نے کہا: ان کلمات کو پچیس پچیس بار کردو اور ان کے ساتھ تہلیل شامل کرو۔ فجر کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسی طرح کرلو۔''

٩٣٠٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَبَّحَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ وَهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِيْلَةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (رواه النسائی: ١٣٥٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں جس نے صبح کی نماز کے بعد سو بار تسبیح اور سو بار تہلیل کی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔'' (یہ دونوں نسائی کی ہیں)

٩٣٠٩۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ

''سیدنا اور انہی سے روایت ہے کہ فقراء مہاجرین نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: مالدار لوگوں نے اعلیٰ درجات بھی لے لیے اور دائمی نعمتیں بھی حاصل کیں۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا: وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور وہ روزے

(٩٣٠٧) نسائی: ١٣٥٠۔ صحیح، البانی: ١٢٧٩۔ دارمی: ١٣٥٤.

(٩٣٠٨) نسائی: ١٣٥٤۔ صحیح الاسناد، البانی: ١٢٨٢۔ بخاری: ٦٤٠٥۔ مسلم: ٢٦٩١۔ ترمذی: ٣٤٦٦۔ ابن ماجه: ٣٨١٢۔ احمد: ٧٩٤٨۔ مؤطا: ٤٨٧.

(٩٣٠٩) مسلم: ٥٩٥۔ بخاری: ٨٤٣۔ ابوداؤد: ١٥٠٤۔ دارمی: ١٣٥٣۔ احمد: ٧٢٠٢.

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا يُصَلُّوْنَ كَمَانُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ مَرَّةً قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَزَادَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سُمَيٌّ فَحَدَّثْتُ بَعْضَ أَهْلِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ وَهِمْتَ إِنَّمَا قَالَ تُسَبِّحُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ فَرَجَعْتُ إِلٰى أَبِيْ صَالِحٍ فَقُلْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَتّٰى تَبْلُغَ

رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں دیتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جس کے ذریعے تم آگے جانے والوں کو پہنچ جاؤ گے اور تم سے پیچھے چلنے والے تم سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور تم سے پھر کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ شخص جو تمہارے جیسا عمل کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر ہر نماز کے بعد تینتیس، تینتیس بار پڑھو۔ ابو صالح نے کہا: پھر فقراء مہاجرین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا: ہمارے مال دار بھائیوں نے وہ سن لیا جس پر ہم نے عمل کیا اور انہوں نے بھی اس کے مثل عمل کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے۔ سمی کہتے ہیں: میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا تجھے بھول لگی ہے آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: تینتیس بار سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہو تو میں ابو صالح کے پاس گیا تو اس نے کہا: اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ پھر کہا: اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ سب تینتیس تینتیس بار ہی ہیں یہاں تک کہ وہ پہنچا تینتیس، تینتیس بار کر۔"

مِنْ جَمِيْعِهِنَّ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِيْنَ قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ رِجَاءَ بْنَ حَيْوَةَ فَحَدَّثَنِيْ بِمِثْلِهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحَدَّثَنِيْ أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ إِلَّا أَدْرَجَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَ أَبِيْ صَالِحٍ ثُمَّ رَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ سُهَيْلٌ إِحْدٰى عَشْرَةَ إِحْدٰى عَشْرَةَ فَجَمِيْعُ ذٰلِكَ كُلِّهِ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُوْنَ. (رواه مسلم: ٥٩٥)

٩٣١٠۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا. (رواه البخاري:٦٣٢٩)

''ایک روایت میں ہے: تم ہر نماز کے بعد پڑھو سُبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر دس دس بار۔

٩٣١١۔ وَفِيْ أُخْرٰى: إِحْدٰى عَشْرَةَ إِحْدٰى عَشْرَةَ إِحْدٰى عَشْرَةَ۔

''اور ایک روایت میں ہے: گیارہ گیارہ اور گیارہ مرتبہ۔''

٩٣١٢۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ

''اور دوسری ایک روایت ہے: جس نے تسبیح کہی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ، تحمید کہی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر کہا تینتیس مرتبہ اور اس کلمے کے ساتھ سو کا عدد پورا کیا۔

(٩٣١٠) بخاری: ٦٣٢٩۔ مسلم: ٥٩٥۔ ابوداؤد: ١٥٠٤۔ ابن ماجه: ٩٢٧۔ دارمی: ١٣٥٣۔ احمد: ٨٦١٦۔ مو٢طا: ٤٨٨.

(٩٣١١)

(٩٣١٢) مسلم: ٥٩٧۔ ابوداؤد: ١٥٠٤۔ احمد: ٨٦١٦۔ مؤطا: ٤٨٨.

تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (رواه مسلم: ٥٩٧)

نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔‘‘(الشیخان، مؤطا، ابوداؤد)

٩٣١٣۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلُّهُمْ إِخْوَةٌ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبِ اللّٰهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ اللّٰهُمَّ نُوْرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ اللّٰهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ. (رواه أبوداوٗد:١٥٠٨)

’’سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا جبکہ سلیمان نے کہا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے بعد کہتے تھے: اے اللہ! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تحقیق تو ہی رب ہے، تو ایک ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ اے اللہ، اے ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب! میں گواہ ہوں کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! مجھے اور میرے اہل کو اپنے لیے ہر گھڑی دنیا اور آخرت میں مخصوص کر، اے بڑائی اور اکرام کرنے کے مالک! میری دعا سن اور قبول کر۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمین کو، اللہ بڑا ہے بہت بڑا ہے۔ میرے لیے اللہ کافی ہے اور بہتر اچھا کارساز ہے، اللہ بڑا ہے بہت ہی بڑا ہے۔‘‘(ابوداود)

٩٣١٤۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوَّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ. (رواه أبوداوٗد:١٥٢٣)

’’سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول کریم ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوّذات پڑھنے کا حکم دیا۔‘‘(ابوداود، نسائی)

(٩٣١٣) ابوداؤد: ١٥٠٨۔ ضعیف، البانی: ٣٢٥۔ احمد: ١٨٨٠٧.

(٩٣١٤) ابوداؤد: ١٥٢٣۔ صحیح، البانی: ١٣٤٨۔ ترمذی: ٢٩٠٣۔ نسائی: ٥٤٣٠۔ احمد: ١٦٩٦٤.

٩٣١٥۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ. (رواه مسلم:٧٠٩)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو آپ ﷺ کے دائیں طرف ہونا پسند کرتے تھے تاکہ آپ ہماری طرف منہ پھیریں، پس میں نے آپ ﷺ کو کہتے سنا: اے رب! اپنے عذاب سے مجھے بچا جس دن تو بندوں کو اٹھائے گا یا اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔'' (مسلم)

٩٣١٦۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ مَرْوَانَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهٗ بِاللّٰهِ الَّذِيْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى إِنَّا لَنَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لِيْ عِصْمَةً وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ كَعْبٌ أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهٗ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ. (رواه النسائی:١٣٤٦)

''ابو مروان کا بیان ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے اللہ کی قسم اٹھائی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کو پھاڑا ہے کہ ہم تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام جب نماز سے منہ پھیرتے تھے تو کہتے تھے: اے اللہ! میرے دین کی اصلاح کر جس کو تو نے میرے کام کی عصمت بنایا ہے اور میری دنیا درست کر دے جس میں تو نے میری رہائش رکھی ہے۔ اے اللہ! میں تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ میں آیا اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ میں آیا اور تجھ سے تیری ہی پناہ میں آیا۔ کوئی روکنے والا نہیں ہے جس کو تو دے دے اور کوئی دینے والا نہیں جس چیز کو تو منع کر دے اور فائدہ نہیں دیتی تیرے بالمقابل بڑے کی کوئی بڑائی۔
اور کہا مجھ سے کعب نے بیان کیا کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ ان کلمات کو اس وقت کہتے تھے جب آپ نماز سے سلام پھیرتے تھے۔'' (نسائی)

٩٣١٧۔عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَانَ أَبِيْ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ

''سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں

(٩٣١٥) مسلم: ٧٠٩۔ ابوداؤد: ٦١٥۔ نسائی: ٨٢٢۔ ابن ماجہ: ١٠٠٦۔ احمد: ١٨٠٨٢.
(٩٣١٦) نسائی: ١٣٤٦۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٧٣.
(٩٣١٧) نسائی: ١٣٤٧۔ صحیح الاسناد، البانی: ١٢٧٦۔ احمد: ١٩٨٩٦.

أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ فِكُنْتُ أَقُوْلُهُنَّ فَقَالَ أَبِيْ أَيْ بُنَيَّ عَمَّنْ أَخَذْتَ هٰذَا قُلْتُ عَنْكَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ. (رواه النسائی:١٣٤٧)

کفر سے فقر سے، اور عذابِ قبر سے۔'' (مسلم بن ابی بکرہ کہتے ہیں:) میں بھی یہی کلمات کہا کرتا تھا۔ میرے والد نے مجھ سے کہا: بیٹا: تو نے یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: آپ سے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔''

٩٣١٨۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ قَالَ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ. (للأوسط:بضعف)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں:''جس نے جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے تین بار کہا: میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔'' (الاوسط سند ضعیف)

شرح: ...... معقبات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلمات ایک پڑھنے کے بعد پھر پڑھے جاتے ہیں اس لیے انہیں معقبات کہا جاتا ہے یا یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں اس وجہ سے کہتے ہیں، ان کے پڑھنے والا ثواب اور جنت سے محروم نہیں ہوتا۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۴۱)

حضرت زید رضی اللہ عنہ والی حدیث سے بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ غیر نبی کی خواب پر عمل جائز ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ دراصل نبی ﷺ کی وحی پر ہی عمل ہے اور دونوں تعداد میں تسبیح کہنا جائز ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ:۱/ ۱۵۸)

سبحان اللہ وبحمدہ کی تعداد سو مرتبہ دن میں یا رات میں ایک مجلس میں یا زیادہ مجالس میں پوری کی جاسکتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۴۱)

مالداروں والی حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ اذکار نماز کے بعد مسنون ہیں اور وہ مالدار جو شکر کرنے والا ہے وہ صبر کرنے والے فقیر سے بہتر ہے۔ (عون المعبود:۱/ ۵۵۷)

تعداد تسبیحات ۳۳، ۱۰۰ دونوں طرح جائز ہے۔

فرض نماز کے بعد آخری دو قل پڑھنا مسنون ہے، ان میں شرک سے بیزاری اور اللہ کی طرف التجا پائی جاتی ہے۔ (عون المعبود:۱/ ۵۶۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کی دائیں جانب ہونا افضل ہے، اور امام مقتدیوں کی طرف منہ کر لے تا کہ انہیں جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ دے سکے اور نصیحت کر سکے اور بعد میں آنے والے کو علم ہو جائے کہ

(٩٣١٨) طبرانی اوسط، وفیه عبدالعزیز بن عبدالرحمن الباسی وهو ضعیف جداء هیثمی: ٣٠١٩.

حالت تشہد ختم ہو چکی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کے سلام کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

(عون المعبود: ۱/ ۲۳۷)

۹۳۱۹۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فِيْ حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ وَحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللّٰهِ. (رواه الترمذي:٣٤٧٤)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے فجر کی نماز کے بعد پاؤں پھیرنے اور کلام کرنے سے پہلے کہا: نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہت ہے، اسی کی حمد وثنا ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، دس بار تو اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس بدیاں مٹا دیتا ہے۔ اور اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے اور وہ سارا دن ہر مکروہ کام سے اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور اس کو کوئی گناہ مقامِ قرب سے نہیں کر سکتا، اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے سوا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... ترمذی نے اسے حسن، غریب اور صحیح قرار دیا ہے، فجر کی نماز میں حالت تشہد میں پاؤں موڑنے سے پہلے یہ دعا پڑھنا بڑے اجر کا باعث ہے، وجہ یہ ہے کہ جب انسان توحید کے کلمہ سے دعا کرتا ہے تو وہ خود کو حرم میں اور امن میں داخل کر دیتا ہے، کوئی گناہ اللہ کی حرمت کو پامال نہیں کر سکتا، جب توحید کے حرم سے نکل جاتا ہے تو اسے شرک اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، یہ شرف وفضل دین میں کمال سے، حرام سے اجتناب اور بڑی بڑی نافرمانیوں سے پاک صاف ہو تو حاصل ہوتا ہے۔

اگر ذکر کثرت سے کرتا رہے اور اپنی شہوات میں مگن رہے اور اللہ کی حرمتوں کی پامالی کرے اور نہ تقویٰ ہو، نہ عمل صالح ہو تو یہ مقدس ومطہر آدمی کے ساتھ شامل نہ ہوگا، نہ اس کے مرتبہ تک پہنچے گا۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۵۴۱)

۹۳۲۰۔ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الْفَجْرِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا. (رواه رزين)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر فجر کی نماز کے بعد کہا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے نافع علم، مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔'' (رزین)

(٩٣١٩) ترمذي: ٣٤٧٤ـ ضعيف، الباني: ٦٨٨.

(٩٣٢٠) رزين.

٩٣٢١۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فَقَالَ إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِذَاقُلْتَ ذٰلِكَ ثُمَّ مِتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَارٌ مِنْهَا وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ فِيْ يَومِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَارٌ مِنْهَا ٠ عَنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ قَالَ أَسَرَّهَا إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ نَخُصُّ بِهَا إِخْوَانَنَا. (رواه أبو داوٗد:٥٠٧٩)

''سیدنا مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے خفیہ طور پر فرمایا جب تو نمازِ مغرب سے سلام پھیرے تو کسی سے کلام کرنے سے پہلے سات بار کہا کر۔ اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ دے دے۔ اگر تو اس رات فوت ہوا تو تیرے لیے آگ سے پناہ لکھ دی جائے گی۔

اور جب تو فجر کی نماز پڑھے اور یہ کلمات کہہ دے اور پھر اس دن تو فوت ہو جائے تو تیرے لیے آگ سے پناہ لکھ دی جائے گی۔ حارث بن مسلم نے کہا کہ اس دعا کو آپ ﷺ نے مخفی طور پر بتایا تھا اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے اس کو عام کرتے ہیں اور ان کو یہ خصوصی ورد بتاتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٩٣٢٢۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ شَبِيْبٍ السَّبَأِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلٰى إِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللّٰهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُوْنَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوْجِبَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوْبِقَاتٍ وَكَانَتْ لَهٗ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُؤْمِنَاتٍ. (رواه الترمذي:٣٥٣٤)

''سیدنا عمارہ بن شبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز مغرب کے بعد دس بار یہ کلمات کہے نہیں: کوئی معبود مگر اللہ جو ایک ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اس کی حمد وثنا ہے وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسلحہ دے کر پہرے دار اس کے ساتھ لگا دیتا ہے جو فجر تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور دس نیکیاں اس کے لیے لکھی جاتی ہیں جو جنت واجب کر دیتی ہیں اور ہلاک کرنے والے دس گناہ اس کے مٹا دیے جاتے ہیں اور دس مومن گردنیں آزاد کرنے کے برابر اجر بھی ملتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......مغرب کی نماز کے بعد یہ دعا غفلت سے بچاتی ہے اور انسان کو تیاری سے خبردار رکھتی ہے۔
(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۰۸)

(٩٣٢١) ابوداؤد: ٥٠٧٩۔ ضعيف، البانی: ١٠٨٣.

(٩٣٢٢) ترمذی: ٣٥٣٤۔ حسن، البانی: ٢٨٠٠.

٩٣٢٣ـ أَبُوْأُمَامَةَ: رَفَعَهُ: . (مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيْ دُبُرَكُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ). (للكبير:٧٥٣٢)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جس نے فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھی تو اس کے جنت میں داخل ہونے کے لیے موت کے علاوہ کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں ہے۔''

٩٣٢٤ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. (للكبير:٧٥٣٢)

''اور ایک روایت میں ساتھ قُلْ هُوَا للّٰهُ سورت کا بھی ذکر ہے۔''

٩٣٢٥ـعَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيْ دُبُرَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ إِلٰى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى. (للكبير: ٢٧٣٣)

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث بیان کی: ''جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو وہ دوسری نماز تک اللہ کی ذمہ داری پر ہے۔'' (الکبیر)

٩٣٢٦ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَاسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَعُمُرِيْ آخِرِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِمَ عَمَلِيْ رِضْوَانَكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرِ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ. (للأوسط: بضعف)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو یہ کلمات کہتے تھے: اے اللہ! میری آخری عمر اچھی کردے۔ اے اللہ! میرا آخری عمل اپنی رضا کا باعث بنا دے۔ اے اللہ! میرا سب سے بہتر دن وہ کردے جس میں تجھ سے میری ملاقات ہو۔'' (الأوسط سند ضعیف)

شرح: ...... ان احادیث سے ایک تو فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی شان نمایاں ہوتی ہے اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے، اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت پیدا ہو چکی ہے اس کا وجود ہے۔

آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص کی اتنی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید الٰہی کو صاف طور پر نکھار کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کی وحدانیت، اس کی قدرت اور اس کے علم اور کائنات کی حفاظت وغیرہ صفات کا ذکر اس میں آیا ہے، اس میں کائنات کے رب کی دس صفات ہیں۔

اور سورت اخلاص میں تین بنیادی عقائد ہیں: (۱) توحید (۲) رسالت (۳) آخرت۔ اس میں توحید کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے، اس سورت میں اللہ کی وحدانیت اور اس کی صمدیت کا ذکر ہے، یہ سورت بھی اللہ کو بہت ہی محبوب ہے، اسے پڑھنے والے کو قرآن پاک کے تیسرا حصہ پڑھنے کی نوید مسرت سنائی گئی ہے، لہٰذا جو آدمی ان دونوں کے

(٩٣٢٣) طبراني كبير: ٧٥٣٢ـ طبراني اوسط، باسانيد واحدها جيد، هيثمي: ١٦٩٢٢.

(٩٣٢٤) طبراني كبير: ٧٥٣٢ـ والاوسط باسانيد واحدها جيد هيثمي: ١٦٩٢٣.

(٩٣٢٥) طبراني كبير: ٢٧٣٣ـ واسناده حسن، هيثمي: ١٦٩٢٤.

(٩٣٢٦) طبراني اوسط وفيه ابو مالك النخعي وهو ضعيف هيثمي: ١٦٩٧٤.

مطابق عقیدہ وعمل اختیار کر کے فرض نماز کے بعد پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۳۶۸)

۹۳۲۷۔ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَاقَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِيْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَاإِلٰهَ غَيْرُكَ. (رواه البخاري: ۱۱۲۰)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نمازِ تہجد کے لیے اٹھتے تو یوں کہتے: اے اللہ! ہمارے رب! تیری تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور ان کے اندر رہنے والوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیری تعریف ہے تو آسمانوں اور زمینوں کو اور جو مخلوق ان میں ہے سب کو روشنی دینے والا ہے اور تیرے لیے حمد ہے، تو ہی آسمانوں اور زمینوں کا اور جو ان میں رہنے والے ہیں سب کا مالک ہے۔ اور تیری ہی تعریف ہے تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا ہے۔ تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے اور آگ حق ہے، تمام انبیاء علیہم السلام برحق ہیں، محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرے لیے تسلیم کرتا، تیرے اوپر ایمان لاتا، تیرے اوپر توکل کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تیری مدد کے بل بوتے باطل سے جھگڑتا ہوں اور تیری طرف فیصلہ کرتا ہوں، لہٰذا تو مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو میں نے مؤخر کیا، جو پوشیدہ کیا یا ظاہر کیا اور جو تو میرے سے زیادہ بہتر جانتا ہے، تو ہی پہلے ہے، تو ہی پیچھے ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی ہوسکتا ہے۔'' (چھ نے روایت کی)

شرح:...... یہ دعا نبی کریم ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد کہا کرتے تھے، یہ بڑی جامع دعا ہے۔ جواہر کا وجود اور اعراض کا وجود، یعنی وہ اشیا جو خود انحصار ہیں اور وہ جو دوسرے کے سہارے ہیں اور چیزوں کو وجود وعدم میں لانا، یہ سب انعامات الٰہیہ ہیں جو اس نے اپنے بندوں پر نازل کیے ہیں۔ آغاز کا، معاش کا، انتہاء کا نبوت کا، جزائے کا ایمان واسلام کا، توکل وانابت کا اور تضرع اور خضوع کا اس میں ذکر کیا گیا ہے اس لیے اس کے شروع میں تمام تعریفات اللہ کے لیے ہی ذکر کی گئی ہیں کہ وہی ان کے لائق ہے۔ اس حدیث سے مزید یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اپنے رب کی عظمت وقدرت

(۹۳۲۷) بخاری: ۱۱۲۰۔ مسلم: ۷۶۹۔ ابوداؤد: ۷۷۱۔ ترمذی: ۳۴۱۸۔ نسائی: ۱۶۱۹۔ ابن ماجہ: ۱۳۵۵۔ دارمی: ۱۴۸۶۔ احمد: ۳۳۵۸۔ مؤطا: ۵۰۰۔

اور ذکر و دعا اور رب کی ثنا اس کے حقوق کا اعتراف، اس کے وعدہ و وعید کی صداقت کی معرفت بھی نمایاں ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مطلوب سے پہلے اللہ کی ثنا کی جائے۔ (فتح الباری: ۳/ ۵)

۹۳۲۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ. (رواه مسلم: ۷۷۰)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے اور نماز شروع کرتے تو کہتے تھے: اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کو جاننے والے (تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا) تا آخر آیت۔ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اپنے حکم کے ساتھ، ہر اس چیز میں جو حق کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔'' (مسلم اور اصحاب سنن)

شرح: ...... یہ دعا بھی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنی مسنون ہے، جبریل، میکائیل اور اسرافیل کو ان کی تشریف آوری اور برتری کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے، جبریل علیہ السلام آسمانی کتابوں کے امین ہیں، تمام دینی امور کا یہ منبع ہیں، اور اسرافیل لوح محفوظ کے امین ہیں۔ یہ صور پھونکیں گے اور معاش و معاد کا ہر معاملہ ان کے سپرد ہے اور میکائیل بارش، نباتات اور دین و دنیا اور آخرت کے امور کے نگران ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حق والے اور باطل والے کے درمیان، ثواب والے اور عذاب والے کے درمیان فیصلہ کرے گا، دین یا دنیا کے ہر معاملہ کا فیصلہ کرے گا، اس لیے فرمایا: سیدھی راہ تیری توفیق سے ہی میسر آتی ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۷۹)

۹۳۲۹۔ عَنْ شَرِيْقٍ الْهَوْزَنِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا بِمَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَاسَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمَّدَ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ

''شریق ہوزنی سے منقول ہے، اس نے کہا کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تھے تو کس چیز کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے تو انہوں نے کہا: تو نے مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے متعلق تجھ سے پہلے کسی نے سوال نہیں کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تو دس بار تکبیر کہتے، دس بار تحمید کہتے اور سبحان اللہ وبحمدہ دس بار کہتے اور

(۹۳۲۸) مسلم: ۷۷۰۔ ابوداؤد: ۷۶۷۔ ترمذی: ۳۴۲۰۔ نسائی: ۱۶۲۵۔ ابن ماجه: ۱۳۵۶۔ احمد: ۲۴۶۹۹.

(۹۳۲۹) ابوداؤد: ۵۰۸۵۔ حسن صحیح، البانی: ۴۲۴۲.

الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَشْرًا ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٨٥)

سبحان الملک القدوس دس بار کہتے اور دس بار استغفار کرتے اور دس بار تہلیل کرتے پھر کہتے: اے اللہ! میں دنیا اور قیامت کے دن کی تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، پھر نماز شروع کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٩٣٣٠۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ قَالَتْ لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيُهَلِّلُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه النسائی:١٦١٧)

''عاصم بن حمید سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ رات کے قیام کو کس چیز کے ساتھ شروع کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا تو نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے جو تیرے سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی جب آپ ﷺ اٹھتے دس بار تکبیر کہتے، دس بار الحمدللہ کہتے، دس بار سبحان اللہ کہتے، دس بار لا اِلٰہ اِلا اللہ کہتے دس بار استغفار کرتے اور کہتے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق دے، مجھے معافی دے اور قیامت کے دن کی تنگی کے مقام سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔''

شرح: ......اس میں عمدہ سوال کرنے پر تحسین کرنے کا ثبوت ہے اور لوگوں کی غفلت پر اظہار تاسف ہے، دارین کی امراض اور ظاہر و باطنی بلاؤں سے عافیت طلب کی گئی ہے اور روزِ قیامت کی سختیوں اور ہولنا کیوں سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ (عون المعبود:١/ ٢٧٩)

٩٣٣١۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ. (رواه الترمذی: ٢٤٢)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر کہتے: پاک ہے تو اے اللہ! تیری حمد وثنا ہے، تیرا نام برکت والا ہے، تیری ذات بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ بڑا ہے بہت بڑا ہے، پھر کہتے تھے: میں اللہ تعالیٰ سننے جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے، اس کے طعن مارنے سے، اس کے سانس اور اس کے تکبر سے۔'' (اصحاب سنن)

(٩٣٣٠) نسائی: ١٦١٧۔ حسن صحیح، البانی: ١٥٢٥۔ ابوداؤد: ٧٦٦۔ احمد: ٢٤٥٧٨.

(٩٣٣١) ترمذی: ٢٤٢۔ صحیح، البانی: ٢٠١۔ ابوداؤد: ٧٧٥۔ نسائی: ٩٠٠۔ ابن ماجہ: ٨٠٤۔ دارمی: ١٢٣٩۔ احمد: ١١٠٨١.

شرح: ......اس میں منفی صفات کو دور کیا گیا ہے اور مثبت صفات کو ثابت کیا گیا ہے اور اللہ کے اسم گرامی کی برکات بیان ہوئی ہیں، دوسروں کی عظمت و رفعت پر اللہ کی بلندی کا اظہار ہے اور شیطان کے وسوسوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ (عون المعبود:۱/۸۱)

۹۳۳۲۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّبِأَعْرَابِيٍّ وَهُوَ يَدْعُوْ فِيْ صَلاَتِهِ وَهُوْ يَقُوْلُ: يَامَنْ لاَتَرَاهُ الْعُيُوْنَ، وَلاَتُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ، وَلَايَصِفُهُ الْوَصِفُوْنَ، وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلاَيَخْشَى الدَّوَائِرَ، يَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ وَمَكَايِيْلَ الْبِحَارِ، وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ، وَعَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ، وَعَدَدَ مَاأُظْلِمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ، وَلاَتَوَارٰى مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً، وَلاَأَرْضٌ أَرْضًا، وَلاَبَحْرٌ مَافِي قَعْرِهِ، وَلاَجَبَلٌ مَافِيْ وَعْرِهِ، اِجْعَلْ خَيْرَعُمَرِيْ آخِرَهُ، وَخَيْرَعَمَلِيْ خَوَاتِمَهُ، وَخَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ فِيْهِ، فَوَكَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْأَعْرَابِي رَجُلًا فَقَالَ إِذَاصَلّٰى فَأْتِنِي بِهِ، فَلَمَّاصَلّٰى أَتَاهُ وَقَدْ كَانَ أُهْدِيَ لَهُ ذَهَبٌ مِنْ بَعْضِ الْمَعَادِنِ، فَلَمَّا أَتَاهُ الْأَعْرَابِيُّ وَهَبَ لَهُ الذَّهَبَ وَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ يَاأَعْرَابِيُّ؟ قَالَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، قَالَ: هَلْ تَدْرِيْ لَمْ وَهَبْتُ لَكَ الذَّهَبَ؟ قَالَ:لَلرَّحِمِ بَيْنَنَاوَبَيْنَكَ، قَالَ: إِنَّ لَلرَّحِمِ حَقًّا، وَلٰكِنْ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کے پاس سے گزرے، وہ اپنی نماز میں یوں دعا مانگتا تھا: اے وہ ذات جس کو آنکھیں نہیں دیکھتیں اور گمان اس پر پھنس جاتا ہے اور جس کا وصف بیان کرنے سے بیان کرنے والے عاجز ہیں اور جس پر حادثات کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ جو زمانے کے چکر سے نہیں ڈرتا، وہ پہاڑوں کا بوجھ جانتا ہے اور سمندر کا پیمانہ اس کے علم میں ہے، بارش کے قطروں کی تعداد، درختوں کے پتوں کی تعداد، اور ہر اس چیز کی تعداد جو رات کی تاریکی میں ہے اور وہ چیز جس پر دن روشن ہوتا ہے اور نہیں چھپا سکتے اس سے آسمان دوسرے آسمان کو اور نہ زمین دوسری زمین کو چھپا سکتی ہے اور اس سے سمندر نہیں چھپا سکتا جو اس کی گہرائی میں ہے اور نہ پہاڑ چھپا سکتا ہے جو اس کے اندرونی حصے میں ہے میرے لیے بہتر آخری عمر کر دے اور میرا آخری عمل بہتر کر دے اور میرا خوشی کا دن سب سے بہتر کر دے جس سے میں تیری ملاقات کروں۔ پس نبی کریم ﷺ نے ایک شخص اعرابی کے ساتھ لگا دیا کہ جب یہ نماز سے فارغ ہو تو اس کو میرے پاس لائے۔ چنانچہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس وقت کسی کان سے آپ ﷺ کے پاس بطورِ تحفہ سونا پیش کیا گیا تھا۔ جب اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا تو وہ سونا اس کو بخش دیا اور فرمایا: اے اعرابی! تو کس قوم سے ہے؟ اس نے کہا:

(۹۳۳۲) الاوسط، هيثمي: ۱۷۲۶۷۔ رواه الطبراني في الاوسط، ورجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن محمد بن ابي عبدالرحمن الاذرمي، وهو ثقة.

وَهَبْتُ لَكَ الذَّهَبَ بِحُسْنِ ثَنَائِكَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى . (للأوسط)

میں بنو عامر بن صعصعہ سے ہوں اور فرمایا: تجھے معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سونا کیوں دیا ہے؟ اس نے کہا: ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان قرابتداری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرابتداری پر صلہ رحمی کرنے کا حق ہے لیکن میں نے تجھے سونا اس لیے دیا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی بہت اچھے طریقے سے ثنا بیان کی ہے۔'' (الأوسط)

أَدْعِيَةُ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالنَّوْمِ وَالْإِنْتِبَاهِ

صبح وشام نیز سوتے وقت اور سوکر بیدار ہوتے وقت کی دعائیں

٩٣٣٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ أَقُوْلُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ . (رواه الترمذي: ٣٣٩٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کچھ کلمات کہنے کا حکم دیجیے تاکہ میں صبح وشام وہ کلمات کہا کروں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہا کرو: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کو جاننے والے، ہر چیز کے رب اور مالک۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور شیطان کے شر اور اس کی شراکت سے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات صبح وشام اور بستر پر لیٹتے وقت پڑھا کر۔''

شرح: ......اس میں نفس اور شیطان کے شرک وشر سے پناہ مانگی گئی ہے اور شیطان نے جو جال بچھا رکھا ہے اور جس کے ذریعے سے وہ لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے اس سے اللہ کی پناہ ڈھونڈی گئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۳۱)

٩٣٣٤ـ عَنْ أَبِيْ عَيَّاشٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهُ عِدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ

''سیدنا ابوعیاش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کو کہا: نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اُسی کے لیے بادشاہی ہے اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس

(٩٣٣٣) ترمذی: ٣٣٩٢.

(٩٣٣٤)

وَلَدِ إِسْمٰعِيْلَ وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِيْ حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسٰى كَانَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ فَرَأٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُوْ عَيَّاشٍ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٧٧)

کے لیے اولادِ اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہوگا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ مٹائے جائیں گے، دس درجے بلند کیے جائیں گے، رات تک شیطان کے شر سے محفوظ ہوگا اور اگر یہ کلمات رات کو کہے گا تو صبح تک اس کے مثل اجر ہوگا۔

حماد کہتے ہیں: ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ سے عرض کی کہ ابوعیاش آپ ﷺ کی طرف سے اس طرح بیان کرتا ہے، آپ نے فرمایا: ''ابوعیاش صحیح کہتا ہے۔'' (ابوداود)

شرح:......اس دعا میں ہر طاغوت کا انکار ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کا اقرار ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام چونکہ نامور خاندان سے ہیں، جس قدر خاندانی شرف ہوگا اسی قدر اس گردن کی آزادی باعث اجر ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۶۸)

٩٣٣٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ أَوْ يُمْسِي اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ أَعْتَقَ اللّٰهُ رُبُعَهٗ مِنَ النَّارِ فَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ اللّٰهُ نِصْفَهٗ وَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثًا أَعْتَقَ اللّٰهُ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِهٖ فَإِنْ قَالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ. (رواه أبوداوٗد: ٥٠٦٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح یا شام کہا: اے اللہ! میں صبح کے وقت تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کے حاملین کو اور تیرے سب فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں، تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا چوتھائی حصہ جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور جس نے دو بار کہا، اللہ اس کا نصف حصہ آزاد کر دیتا ہے اور جس نے تین بار کہا اور تین چوتھائی آزاد کر دیتا ہے اور جس نے چار بار کہا اللہ تعالیٰ اس کو آزاد کر دیتا ہے۔'' (ترمذی اور ابوداود کے الفاظ ہیں)

٩٣٣٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهٗ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے اور فرماتے: ''تم میں سے ہر ایک صبح

(٩٣٣٥) ابوداؤد: ٥٠٦٩۔ ضعیف، البانیپ ١٠٧٧.

(٩٣٣٦) ترمذی: ٣٣٩١۔ صحیح، البانی: ٢٧٠٠۔ ابن ماجہ: ٣٨٦٨.

أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَإِذَا أَمْسٰى فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ. (رواه الترمذی: ۳۳۹۱)

کو اس طرح کہے: اے اللہ! ہم نے تیرے ساتھ صبح کی، تیرے ساتھ زندہ رہیں گے اور تیرے ساتھ مریں گے اور تیری طرف پھر کر جانا ہوگا۔'' (ابوداؤد، ترمذی کے الفاظ ہیں)

۹۳۳۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمْسٰى قَالَ أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ قَالَ أُرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَافِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَابَعْدَهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَافِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ. (رواه مسلم: ۲۷۲۳)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شام کے وقت کہتے تھے: ہم نے شام کی اور شام کی بادشاہی نے اللہ کے لیے ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کی حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں سستی سے اور بُرے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے اور قبر کے عذاب سے اور صبح کے وقت اسی طرح کہے ہم نے صبح کی اور سب ملک اللہ ہی کا ہے۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

۹۳۳۸۔ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ أَنَّ أُمَّهٗ حَدَّثَهٗ وَكَانَتْ تَخْدِمُ بَعْضَ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ ابْنَةَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهَا فَيَقُوْلُ قُوْلِيْ حِيْنَ تُصْبِحِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ فَإِنَّهٗ مَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتّٰى

''بنو ہاشم کے غلام عبدالحمید سے منقول ہے کہ اس کی ماں نے اس کو بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کی خدمت کرتی تھی۔ نبی ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کو فرمایا: تو صبح کو کہا کر: پاک ہے اللہ اور اس کی حمد وثنا ہے۔ نیکی حاصل کرنے کی توفیق نہیں ہے مگر اللہ کے ساتھ، جو اللہ چاہے وہ ہوگا او جو کچھ وہ نہ چاہے نہیں ہوگا۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم میں سما لیا ہے۔ جس نے صبح کو یہ کہا وہ شام تک

(۹۳۳۷) مسلم: ۲۷۲۳۔ ترمذی: ۳۳۹۰۔ ابوداؤد: ۵۰۷۱۔ احمد: ۴۱۸۱۔

(۹۳۳۸) ابوداؤد: ۵۰۷۵۔ ضعیف، البانی: ۱۰۸۰۔

يُمْسِيَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ حَتّٰى يُصْبِحَ . (رواه أبوداؤد:٥٠٧٥)

حفاظت میں رہے گا اور جس نے شام کو یہ کہا وہ صبح تک حفاظت میں رہے گا۔''

٩٣٣٩ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسٰى رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ . (رواه أبوداود:٥٠٧٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح شام کہا: ہم راضی ہیں اللہ کو رب مان کر اسلام کو دین مان کر، اور محمد ﷺ کو رسول مان کر تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو راضی کردے۔''

شرح: ......یعنی ہم رات میں داخل ہوئے اور ملک بھی اللہ ہی کا ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے اور معبود صرف وہی ہے، اطاعت کے کاموں میں اور امور خیر کی سرانجامی میں جو سستی ہوسکتی ہے اس سے اللہ کی پناہ لی ہے اور خود کو لوگوں سے برتر سمجھنا، اور تکبر سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔

٩٣٤٠ـ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ أَوْ حِيْنَ يُمْسِي اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ إِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَمَاتَ مِنْ يَومِهِ أَوْ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ . (رواه أبوداؤد:٥٠٧٠)

''سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح وشام کہا: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے معاہدے اور تیرے وعدے پر ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس عمل کے شر سے جو میں نے کیا ہے، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے۔ یقیناً تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔ پس اگر وہ اس رات یا دن فوت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

٩٣٤١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَنَّامٍ الْبَيَاضِيِّ أَنَّ

''سیدنا عبداللہ بن غنام البیاضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٩٣٣٩) ابوداؤد: ٥٠٧٢ـ ضعیف، البانی: ١٠٧٨ـ ابن ماجه: ٣٨٧٠ـ احمد: ١٨٤٨٨.

(٩٣٤٠) ابوداؤد: ٥٠٧٠ـ صحیح، البانی: ٤٢٣٧ـ ابن ماجه: ٣٨٧٢ـ احمد: ٢٢٥٠٤.

(٩٣٤١) ابوداؤد: ٥٠٧٣ـ ضعیف، البانی: ١٠٧٩.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ أَدّٰى شُكْرَ يَوْمِهٖ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِك حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ أَدّٰى شُكْرَ لَيْلَتِهٖ. (رواه أبو داوٗد: ۵۰۷۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت کہا: اے اللہ! صبح کے وقت میرے اوپر جو نعمت ہے وہ تیری طرف سے ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیری حمد ہے اور تیرا شکر ہے تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا۔ اور جس نے اس کے مثل شام کو کہا تو اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا۔''

شرح: ......اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی عبادت، خالق ہونے کا اعتراف، اس سے عہد ووعدہ کا اقرار اور گناہ سے اس کی پناہ، انعامات کا اسے موجد، اور اسے ہی قادر مطلق تسلیم کیا گیا ہے، یہ ایسے جامع اسباب ہیں جو اس میں بیان ہوئے ہیں جو کسی اور جگہ نہیں اس لیے یہ استغفار کی رئیس دعا ہے، اس دعا میں عظمت وجلالت الٰہی کا جو حق ہے اس کا اعتراف ہے اور بندے کو اس مالک کل کے سامنے جس بندگی کی ضرورت ہے، ذلت اور خضوع اور انکساری کا اظہار کرنا چاہیے وہ ہوا ہے، اس میں اعتراف ہے کہ وہی خالق و رازق ہے، وہی عطا کرنے والا ہے اور چھین لینے والا ہے، وہی زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے، وہی تمام امور کا مدبر اعلیٰ ہے۔

شرارتیں یا تو غیر سے ہوتی ہیں یا خود اپنے گناہوں سے ہوتی ہیں، ان دونوں شرارتوں سے اپنے پروردگار کے ہاں پختہ توبہ چاہتے ہوئے ان سے اپنا دفاع کرتا ہے۔ اور پھر آدمی اعتراف کرتا ہے اس منعم حقیقی کی نعمتوں کا کہ جس اکیلے نے ہی انعامات کی ہر طرف برکھا بہا دی ہے، جس طرح مولیٰ تیرے انعامات بے حد وشمار ہیں، اسی طرح حمد وشکر بھی بے حد وشمار فقط تیری ذات بے ہمتا کے ہی لائق ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۸۵)

۹۳۴۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَاَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيَ اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَقَالَ عُثْمَانُ عَوْرَاتِيْ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح وشام یہ کلمات کہنا ترک نہیں کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے معاف کرنے اور عافیت عطا کرنے کا سوال کرتا ہوں کہ میرے دین میں، میری دنیا میں، میرے اہل اور میرے مال میں عفوو عافیت عنایت فرما۔ اے اللہ! میری پردہ پوشی کر اور میرے

(۹۳۴۲) ابوداؤد: ۵۰۷۴۔ صحیح، البانی: ۴۲۳۹۔ نسائی: ۵۵۲۹۔ ابن ماجه: ۳۸۷۱۔ احمد: ۴۷۷۰۔

وَآمِنْ رَوْعَاتِي اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٧٤)

خوف سے مجھے امن دے دے ۔اے اللہ! میری حفاظت کر آگے سے میرے پیچھے، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں نیچے سے اچانک پکڑا جاؤں ۔“

٩٣٤٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾ إِلٰى ﴿وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ أَدْرَكَ مَافَاتَهُ فِيْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِيْ أَدْرَكَ مَافَاتَهُ فِيْ لَيْلَتِهِ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٧٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت یہ آیت تلاوت کی: ”پاکیزگی سب اللہ کے لیے جس وقت تم صبح وشام کرتے ہو اور اسی کے لیے حمد وثنا ہے آسمانوں اور زمینوں......“ تو اس نے اس دن کے ورد کا اجر پالیا اور جس نے یہ آیت شام کو تلاوت کی اس نے رات کا فوت شدہ حزب کا اجر حاصل کیا۔“

٩٣٤٤۔ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُوْلُهَا إِذَا أَصْبَحْنَا وَأَمْسَيْنَا وَاضْطَجَعْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ أَنَّكَ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ فَإِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ نَقْتَرِفَ سُوْءً ا عَلٰى أَنْفُسِنَا أَوْ نَجُرَّهُ إِلٰى مُسْلِمٍ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٨٣)

”سیدنا ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں چند کلمات تعلیم کر دیجیے تا کہ ہم صبح وشام اور لیٹتے وقت بستر پر کہیں۔ پس آپ نے حکم دیا کہ وہ کہیں: اے اللہ! آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کو جاننے والے! تو ہی ہر چیز کا رب ہے اور فرشتے بھی یہ گواہی دیتے ہیں کہ صرف تو ہی معبود ہے۔ ہم اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں اور تیری پناہ طلب کرتے ہیں شیطان مردود کے شر سے اور اس کی شراکت سے اور اس بات سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہم کوئی جرم کریں یا کسی مسلمان پر زیادتی اور شر پہنچائیں۔“ (ابوداود)

(٩٣٤٣) ابوداؤد: ٥٠٧٦۔ ضعيف جداء البانی: ١٠٨١.

(٩٣٤٤) ابوداؤد: ٥٠٨٣۔ ضعيف، البانی: ١٠٨٦.

٩٣٤٥۔ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَافِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ ثُمَّ إِذَا أَمْسٰى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ . (رواه أبوداوٗد:٥٠٨٤)

''امام ابو داود نے اسی سند کے ساتھ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک صبح کو کہا کرے: ہم صبح کو پہنچے اور سارا ملک اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لیے ۔اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی خیر، فتح ،نصرت ،نور، برکت اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں ۔میں اس کے شر سے اور اس دن کے بعد کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر رات آئے تو اسی طرح دعا طلب کرے۔''

٩٣٤٦۔ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ مَا حَلَفْتُ مِنْ حَلَفٍ أَوْ قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مَاشِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتَجَاوَزْ لِيْ عَنْهُ اللّٰهُمَّ فَمَنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَاتِيْ وَمَنْ لَعَنْتَ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِيْ كَانَ فِي اسْتِثْنَاءٍ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ أَوْ قَالَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٨٧)

''قاسم سے مروی ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے صبح کو کہا: اے اللہ! جو میں نے قسم کشائی کی یا جو میں نے نذر مانی یا جو میں نے کہا ہے پس تیری مشیت تیرے سامنے ہے اور جو تو چاہے وہ ہو جاتا ہے اور جو تو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا ہے۔ اے اللہ! یہ تمام امور مجھے بخش دے اور ان سے درگزر کر دے۔اے اللہ! میں نے جس پر دعا کی، وہ اس پر ہو اور جس پر میں نے لعنت کی تو لعنت اسی پر ہو۔تو یہ سارے دن میں ان شاء اللہ کہنا شمار ہوگا۔'' (یہ ابوداود کی روایات ہیں)

شرح:...... یہ کلمات آفات، شرور وفتن اور مصائب ومشکلات کے لیے بہت محفوظ قلعہ ہیں، اس لیے نبی کریم ﷺ انہیں صبح وشام پڑھتے تھے،ہمیں بھی انہیں وردِ زبان بنانا چاہیے۔ان میں اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ہے کہ دین میں عافیت رہے، بدعت نہ اپناؤں، نافرمانیاں نہ کروں اور دین کے واجبات میں سستی نہ کروں، دنیا کی عافیت یہ ہے کہ اس کی شرارتوں، فتنوں اور مصائب ومشکلات سے بچوں اور اس کے دھوکے میں نہ آؤں، اس میں اتنا زیادہ مشغول نہ ہو جاؤں کہ آخرت سے غافل ہو جاؤں، گھر والوں میں عافیت یہ ہے کہ ان کا دین محفوظ رہے، یہ شہوات اور شبہات کا شکار نہ ہو جائیں اور جسمانی بیماریوں سے سلامت رہیں، دنیا کے فتنوں سے ان کے دل سلامت ہوں۔

پردہ پوشی کا سوال یہ ہے کہ برے اعمال لوگوں کی نظروں سے چھپے رہیں، اور توبہ کی توفیق مل جائے۔ دنیا وآخرت

(٩٣٤٥) ابوداؤد: ٥٠٨٤۔ ضعیف، البانی: ١٠٨٨.

(٩٣٤٦) ابوداؤد: ٥٠٨٧۔ ضعیف الاسناد موقوف، البانی: ١٠٨٨.

کی رسوائی سے سلامتی رہے اور رزق ولباس مل جائے، کہیں عزت وبدن دونوں نہ کھو بیٹھوں، خوف سے امن کا مطلب ہے دنیا کی مصیبتوں اور خوفناک حادثوں اور قیامت کے ہولناک حالات سے امن رہے، چھ اطراف سے، سامنے، دائیں بائیں، اوپر نیچے سے کامل تحفظ کی التجا ہے کہ نفس کے دشمن، انسانوں میں سے دشمن اور شیطانوں میں سے دشمن ہر ایک سے میری حفاظت فرمانا اور قارون اور فرعون جس طرح اچانک اچک لیے گئے مجھے ایسی آفتوں سے محفوظ فرمانا۔
(تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۸۶)

۹۳۴۷۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهٗ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ أَبَانُ مَا تَنْظُرُ أَمَا إِنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَدَرَهٗ. (رواه الترمذی:۳۳۸۸)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ روزانہ صبح وشام یہ کلمات کہے کہ اس اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان میں اور زمین میں ضرر نہیں پہنچا سکتی ہے اور وہ خوب سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اسے کوئی آفت نہیں پہنچے گی اور جس نے شام کو کہا تو اس رات اس کو کوئی ناگہانی بلا نہیں پہنچے گی۔
پھر ابن عثمان ابان کو فالج ہوا اور اس آدمی نے دیکھا جس کو ابان نے یہ حدیث بتائی تھی تو وہ ابان کو تعجب سے دیکھنے لگا۔ ابان نے کہا: تو میری طرف تعجب سے دیکھتا ہے تو سن: اللہ کی قسم! میں نے اپنے باپ عثمان پر جھوٹ نہیں کہا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں کہا مگر جس دن مجھے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے اس دن میں یہ دعا کرنا بھول گیا اور میں نے یہ کلمات نہیں کہے تھے تاکہ اللہ کی تقدیر نافذ ہو کر پوری ہو جائے۔''

شرح:...... یعنی فجر کے آغاز پر اور رات کے وقت یعنی نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد یہ دعا پڑھنے سے فالج نہ ہوگا، ثابت ہوا کہ یہ دعا پڑھنا اور نقصان کا ہونا دونوں یکجا نہیں ہو سکتے، یہ پڑھنے سے نقصان سے حفاظت رہتی ہے، اگر اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہو نقصان مقدر ہو چکا ہو تو اس میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۲۹)

۹۳۴۸۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ

''معاذ بن عبداللہ بن خبیب سے مروی ہے کہ وہ اپنے باپ

(۹۳۴۷) ترمذی: ۳۳۸۸۔ حسن صحیح، البانی: ۲۶۹۸۔ ابن ماجہ: ۳۸۶۹.

(۹۳۴۸) ترمذی: ۳۵۷۵۔ حسن، البانی: ۲۸۲۹۔ ابوداؤد: ۵۰۸۲۔ نسائی: ۵۴۲۸.

عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَنَا قَالَ فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا أَقُوْلُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. (رواه الترمذی:٣٥٧٥)

سے بیان کرتے ہیں کہ ہم بارش والی اور سخت تاریکی والی رات میں نکلے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کریں تاکہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھا دیں اس نے کہا میں نے آپ ﷺ کو پایا، آپ نے فرمایا: تو کہہ پس میں نے کچھ نہ کہا: پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو کہہ میں نے کچھ نہ کہا پھر میں نے کہا: کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صبح اور شام آخری تین سورتیں اخلاص، الفلق، الناس، پڑھا کر، یہ تجھے ہر چیز سے کفایت کر جائیں گی۔''

شرح: ......اس سے ہر برائی کا دفاع ہو جاتا ہے اور ہر اچھائی کے لیے یہ کافی ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۴/ ۵۲۸)

٩٣٤٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ. (رواه الترمذی: ٣٤٦٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں جس نے صبح اور شام کے وقت سو مرتبہ کہا: پاک ہے اللہ اس کی حمد وثنا کے ساتھ، قیامت کے دن کوئی شخص اس جیسا افضل عمل نہیں لائے گا، سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ مرتبہ یہ کلمات کہے۔''

٩٣٥٠۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُوْلِي اللّٰهُمَّ هٰذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَائِكَ وَحُضُوْرُ صَلَوَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَلِيْ. (رواه الترمذی:٣٥٨٩)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے یہ کلمات شام کے وقت کہنے کے لیے تعلیم فرمائے۔ اے اللہ! یہ تیری رات آنے کا وقت ہے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے اور تیری نداء کی آواز ہیں اور تیری نماز کا وقت ہے، میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے بخش دے۔'' (ابوداود اور ترمذی بلفظہ)

٩٣٥١۔ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَاأَصْبَحَ: أَصْبَحْنَا

''عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کے وقت کہتے تھے: ہم نے صبح کی فطرت

(٩٣٤٩) ترمذی: ٣٤٦٩۔ صحیح، البانی: ٢٧٦٢۔ بخاری: ٦٤٠٥۔ مسلم: ٢٦٩٢۔ ابوداؤد: ٥٠٩١۔ ابن ماجہ: ٣٨٠٦۔ احمد: ٨٦٥٦۔ مؤطا: ٤٨٦.

(٩٣٥٠) ترمذی: ٣٥٧٩۔ ضعیف، البانی: ٧٢٤۔ ابوداؤد: ٥٣٠.

(٩٣٥١) رزین.

عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍﷺ وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً مُسْلِمًا وَمَاكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (رواه رزين)

اسلام اور کلمہ اخلاص پر۔ اور اپنے نبی ﷺ کے دین پر اور ملتِ ابراہیم پر جو یک طرف تھے اور مسلمان تھے اور وہ شرک کرنے والوں سے نہ تھے۔'' (رزین)

۹۳۵۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ عَلَّمَهٗ دُعَاءً وَأَمَرَهٗ أَنْ يَتَعَاهَدَ بِهٖ أَهْلَهٗ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ قُلْ كُلَّ يَوْمٍ حِيْنَ تُصْبِحُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَبِكَ وَإِلَيْكَ اللّٰهُمَّ مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلَفٍ فَمَشِيَّئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتُ مَنْ لَعْنَةٍ فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ إِنَّكَ أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَمَاتِ وَلَذَّةَ نَظَرٍ إِلٰى وَجْهِكَ وَشَوْقًا إِلٰى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ أَعُوْذُ بِكَ اللّٰهُمَّ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَعْتَدِيَ أَوْ يُعْتَدَي عَلَيَّ أَوْ أَكْتَسِبَ خَطِيْئَةً مُحْبِطَةً أَوْ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے اور اس کو حکم دیا کہ وہ اور اس کے گھر کے افراد ہر روز یہ کلمات صبح کے وقت کہا کریں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ سعادت تیری طرف سے ہے اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے تیری طرف سے، تیرے ساتھ اور تیری طرف، اے اللہ! میں نے جو کچھ کہا اور جو نذر مانی اور جو قسم کھائی تو اس سے پہلے تیری مشیت اور تیرا چاہنا موجود ہے۔ تو جو چاہے وہ ہوتا ہے اور جو تو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ نہ بدی سے بچنے کی توفیق اور نہ نیکی حاصل کرنے کی توفیق ہے مگر تیرے ساتھ، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جس پر میں دعا کرتا ہوں وہ اس پر ہو اور جس پر میں لعنت کرتا ہوں وہ اس پر ہو، تو ہی میرا کارساز دنیا میں اور آخرت میں، مجھے مسلمان کرکے مار اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔ اے اللہ! میں تیری تقدیر پر راضی رہنے کی توفیق مانگتا ہوں اور مرنے کے بعد ٹھنڈی زندگی چاہتا ہوں اور تیرے چہرے کی طرف لذت کے ساتھ دیکھنے کی توفیق چاہتا ہوں اور تیری ملاقات کا شوق چاہتا ہوں، جس میں نہ ضرر ہو اور نہ مضر ہو اور نہ گمراہ کرنے والا فتنہ ہو، میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا میرے اوپر ظلم ہو اور یا میں زیادتی کروں یا میرے اوپر زیادتی کی

(۹۳۵۲) احمد: ۲۱۱۵۸۔ طبرانی کبیر واحد اسنادی الطبرانیرجاله وثقوا وفی بقية الاسانيد ابوبكر بن ابی مريم وهو ضعيف، هيثمی: ۱۶۹۸۸.

السَّموَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَإِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَأُشْهِدُ كَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَشْهَدُ أَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ وَلِقَاءَ كَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَأَنْتَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ إِنْ تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ تَكِلْنِيْ إِلٰى ضَيْعَةٍ وَعَوْرَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيْئَةٍ وَإِنِّيْ لا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. (رواه أحمد:٢١١٥٨م ، والكبير)

جائے یا میں اعمال ضائع کرنے والی بدی کروں یا ایسا گناہ کروں جو بخشا نہ جائے۔ اے اللہ! آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کو جاننے والے، بڑائی اور سخاوت والے! میں اس دنیاوی زندگی میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا اور تجھے گواہ بناتا ہوں اور تو کافی گواہ ہے۔ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تیرے لیے بادشاہی ہے اور تیرے لیے حمد وثنا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات میں کوئی شک نہیں ہے اور تو ان لوگوں کو اٹھانے والا ہے جو قبروں میں ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا تو ضائع ہونے، بے پروا ہونے اور گناہ کرنے اور خطاء حوالے کر دیا جاؤں گا۔ اور میں تیری رحمت کے سوا کسی چیز پر اعتماد نہیں کرتا۔ پس تو میرے سب گناہ بخش دے۔ بے شک گناہوں کو نہیں بخشا مگر تو اور میرے اوپر رجوع فرما، تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔'' (احمد اور الکبیر)

٩٣٥٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ وَأَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ وَالَّذِيْ أَعْطَانِيْ فَأَجْزَلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ وَإِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٥٨)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر جاتے تو فرماتے تھے: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے دیا اور مجھے جگہ دی مجھے کھلایا پلایا، سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے اوپر احسان کیا اور بہت بڑی فضیلت دی اور مجھے دیا تو بہت دیا، ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے بادشاہ میں آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

(٩٣٥٣) ابوداؤد: ٥٠٥٨ـ صحيح الاسناد، البانی: ٤٢٢٩.

شرح: ......یعنی تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے مجھے مخلوق سے غنی کر دیا اور گرمی اور سردی سے بچاؤ کے لیے مجھے رہائش دی اور انعام کیا، اضافہ کیا اور اچھا اضافہ کیا اور بہت زیادہ انعامات سے نوازا، ہر چیز کا مربی و مصلح اور مالک وہی ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۷۳)

٩٣٥٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عُمَرَ فَقَالَ مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم:٢٧١٢)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جب تو اپنے بستر پر جائے تو یہ کہا کر: اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور تو ہی میری جان کو فنا کرے گا، تیرے ہی لیے میرا جینا اور مرنا ہے اگر تو میرے جان کو زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کر اور اگر تو اس کو مارے تو اس کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے معافی مانگتا اور عافیت طلب کرتا ہوں تو ایک مرد نے کہا: یہ دعا میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر سنی ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔''

٩٣٥٥۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ. (لمسلم:٢٧١٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اس طرح کہتے تھے: سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور وہی ہم کو کافی ہے اور اس نے ہمیں جگہ دی، کتنے ہی لوگ ہیں جن کو نہ تو پورا رزق دیا گیا اور نہ جگہ دی گئی۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداود)

شرح: ......بستر پر بیٹھ کر یہ دعا کریں تو اس کا مقصد ہے اس نے ہمیں موذی چیزوں اور مہلکات سے کفایت کی اور ہماری حاجات پوری کیں، ہمارے لیے رہائش بنائی اور ٹھکانہ مہیا کیا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں اللہ اشرار کی شراتوں سے کفایت نہیں کرتا، نہ ان کے لیے ٹھکانہ مہیا کرتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۷۳)

٩٣٥٦۔ عَنْ رَجُلٍ مَنْ بَنِيْ حَنْظَلَةَ قَالَ صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ رضي الله عنه فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ مَاكَان رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''بنو حنظلہ کے ایک آدمی سے مروی ہے، اس نے کہا کہ میں ایک سفر میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا ساتھی بنا، انہوں نے کہا: کیا میں تجھے نہ سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سکھایا کرتے تھے کہ ہم

(٩٣٥٤) مسلم: ٢٧١٢۔ احمد: ٥٤٧٨.

(٩٣٥٥) مسلم: ٢٧١٥۔ ابوداؤد: ٥٠٥٣۔ ترمذی: ٣٣٩٦۔ احمد: ١٢٣٠١.

(٩٣٥٦) ترمذی: ٣٤٠٧۔ ضعیف، البانی: ٦٧٥۔ احمد: ١٦٦٨٣۔ البانی: ٦٧٥.

يُعَلِّمُنَا أَنْ نَقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَأُ سُوْرَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ. (رواه الترمذي: ٣٤٠٧)

کہیں: اے اللہ! میں تجھ سے دین کے کام میں ثابت قدم رہنے کا سوال کرتا ہوں ہدایت کی پختگی میں ثابت قدر رہنے کا سوال کرتا ہوں، تیری نعمت کا شکر کرنے کا سوال کرتا ہوں، سچی زبان اور سالم دل کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو جانتا ہے اور ہر اس گناہ سے تیری مغفرت طلب کرتا ہوں جو تو جانتا ہے، بیشک تو سب غیبوں کو جاننے والا ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بستر پر لیٹ کر اللہ کی کتاب میں سے کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ لگا دیتا ہے تو کوئی اذیت دینے والی چیز اس کے قریب نہیں آتی یہاں تک کہ وہ بیدار ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

٩٣٥٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ. (رواه البخاري: ٥٧٤٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لیٹنے کی جگہ پر جاتے تو دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور معوذتین اور قل ھواللہ احد پڑھتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر اور سارے بدن پر پھیرتے تھے اور جب بیمار ہوتے تھے تو مجھے حکم دیتے تھے اور میں یہ کام کرتی تھی۔'' (نسائی کے علاوہ چھ نے بیان کیا)

شرح: ...... یہ قل پڑھنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر دم اس لیے پھونکتی تھیں کہ برکت ہو جائے۔ یہ سوتے وقت کا بہترین محفوظ وظیفہ ہے۔ (فتح الباری: ۱۳۱/۸)

٩٣٥٨۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوْتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ. (رواه البخاري: ٧٣٩٤)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تھے تو فرماتے: اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوتا اور مرتا ہوں اور صبح اٹھتے تو کہتے: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور

(٩٣٥٧) بخاري: ٥٧٤٨۔ مسلم: ٢١٩٢۔ ابوداؤد: ٣٩٠٢۔ ابن ماجه: ٣٨٨٠۔ دارمي: ٢٦٨٦۔ احمد: ٢٢٨٨٢.

(٩٣٥٨) بخاري: ٧٣٩٤۔ ابوداؤد: ٥٠٤٩۔ ترمذي: ٣٤١٧۔ ابن ماجه: ٣٨٨٠۔ دارمي: ٢٦٨٦۔ احمد: ٢٢٨٨٢.

اس کی طرف اٹھنا ہوگا۔''(بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

شرح: ...... وضو کر لیں اور بستر پر دائیں جانب لیٹ جائیں اور دعا پڑھیں مقصد یہ ہے کہ میں تیرے مبارک نام کے ساتھ سوتا ہوں اور جب تک زندہ رہوں گا تیرے ہی نام سے رہوں گا، قوت وحرکت جو کہ نیند کی وجہ سے ہاتھ سے نکل گئی تھی وہ تیری قوت سے ہی حرکت میں آئے گی، روزِ قیامت موت کے بعد تو نے ہی زندہ کرتا ہے۔

(عون المعبود:۴/۴۷۲)

۹۳۵۹۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ أَجْرًا. (رواه البخاری:۷٤۸۸)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں شخص! جب تو اپنے بستر پر جائے تو کہا کرے: اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی، اپنا چہرہ تیری طرف پھیرا، اپنا کام تیرے حوالے کیا، اپنی پشت پر تیرا سہارا لیا امید اور خوف کے ساتھ تیری طرف رجوع کیا، تیرے سے بچنے اور پناہ لینے کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ تیری کتاب جو تو نے نازل کی ہے اور تیرا نبی جو تو نے بھیجا ہے اس پر میں ایمان لایا۔ آپ نے فرمایا: ''پس اگر تو اس رات فوت ہوا تو فطرت پر فوت ہوگا اور اگر تو صبح کو اٹھا تو بھلائی پر اٹھے گا۔''

شرح: ...... حدیث میں دائیں جانب لیٹنے کی ترغیب ہے، اس جانب سے بیداری جلدی ہوتی ہے اور دل پر بوجھ نہیں پڑتا، بدن کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ نبی کریم ﷺ دائیں جانب ہی سوتے تھے۔

فطرت پر وفات ہونے سے مراد دین اسلام پر وفات ہے، یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کے الفاظ وہی رکھے جائیں جو رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہیں اسی میں حکمت اور بہتری ہے۔ ان سے ثابت ہوا کہ اگر چہ انسان کا وضو ہو بھی پھر بھی سوتے وقت وضو کرنا چاہیے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دائیں جانب سوئیں اور ذکر اللہ پر خاتمہ کی تمنا ہو۔ اس حدیث میں کتابوں، رسولوں اور الٰہیات اور نبوت کے متعلقہ تمام امور کے ساتھ ایمان لانے کا ذکر ہے اور تمام ذاتی، صفاتی اور عملی نسبتیں اللہ کی طرف کی گئی ہیں۔ اس میں چہرے، نفس امر اور ظہر (پشت) کا ذکر کرنا اور اللہ پر توکل، اس کی قضا کے ساتھ رضا کا اظہار کرنا، سب معاش کے مطابق سوال کیا گیا ہے۔ اس میں ثواب وعذاب، خیر وشر کا اعتراف کرنا آخرت کے مطابق ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۱۲)

(۹۳۵۹) بخاری: ۷٤۸۸۔ مسلم: ۲۷۱۰۔ ابوداؤد: ۵۰٤٦۔ ترمذی: ۳۳۹٤۔ ابن ماجه: ۳۸۷٦۔ دارمی: ۲٦۸۳۔ احمد: ۱۸۱۷۷.

٩٣٦٠۔عَنِ الْبَرَاء بْن عَازِبٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْءَ كَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ ، بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ :فَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ. (رواه البخاري: ٦٣١١)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو بستر پر لیٹے تو اپنا وضو کر جیسا تو نماز کے لیے وضو کرتا ہے، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور کر مثل اس کے اور اس روایت میں ہے کہ اس دعا کے آخر میں میں نے یاد کرنے کے لیے کہا کہ تیرا وہ رسول جو تو نے بھیجا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہو: اور تیرا وہ نبی جو تو نے بھیجا ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٩٣٦١۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَا مَ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ رَأْسِهٖ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. (رواه الترمذي: ٣٣٩٨)

''سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھتے اور پھر کہتے: اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے یا اٹھائے گا۔'' (ترمذی)

شرح:...... نیند، موت کے قائم مقام ہے اور اس سے بیدار ہونا مرنے کے بعد اٹھنے کے مترادف ہے، اس حالت کی یاد دہانی کے لیے یہ دعا نہایت بروقت اور موزوں ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۳۴)

٩٣٦٢۔ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَقُوْلُهٗ إِذَا أَوَيْتُ إِلٰى فِرَاشِيْ قَالَ اقْرَأْ قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ فَإِنَّهَا بَرَاءَ ةٌ مِنَ الشِّرْكِ. (رواه الترمذي:٣٤٠٣)

''سیدنا فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تعلیم دو تا کہ اپنے بستر پر جب جاؤں تو پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: سورۃ قل یا أیھا الکافرون، پڑھا کر اور پھر سو جایا کر یہ سورۃ شرک سے بری کر دیتی ہے۔''

٩٣٦٣۔عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَيَقُوْلُ إِنَّ فِيْهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ

''سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ مسبحات لیٹ کر سونے سے پہلے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: ان سورتوں میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات پر فضیلت

(٩٣٦٠) بخاري: ٦٣١١۔ مسلم: ٢٧١٠۔ ابوداؤد: ٥٠٤٦۔ ترمذي: ٣٣٩٤۔ ابن ماجه: ٣٨٧٦۔ دارمي: ٢٦٨٣۔ احمد: ١٨١٧٧.

(٩٣٦١) ترمذي: ٣٣٩٨۔ صحيح، الباني: ٢٧٠٥۔ احمد: ٢٢٧٣٣.

(٩٣٦٢) ترمذي: ٣٤٠٣۔ صحيح، الباني: ٢٧٠٩۔ ابوداؤد: ٥٠٥٥۔ دارمي: ٣٤٢٧۔ احمد: ٢٣٢٩٥.

(٩٣٦٣) ترمذي: ٢٩٢١۔ حسن، الباني: ٢٧١٢۔ ابوداؤد: ٥٠٥٧.

آيَةٍ . (رواه الترمذي: ٢٩٢١)

رکھتی ہے یا افضل ہے۔''

شرح:...... مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جو سبح سے شروع ہوتی ہیں:

(۱) سورۂ بنی اسرائیل، سورۃ الحدید، الحشر، الصّف، الجمعہ، التغابن اور سورۂ اعلیٰ ہے۔

عظیم آیت سے مراد یہ ہے، جو تسبیح یعنی سبح سے جاری ہوتی ہے۔ اس کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت تنزیہہ اور اللہ کی پاکیزہ صفات پر مشتمل ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۵۰)

٩٣٦٤۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ . (رواه الترمذي: ٣٤٠٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سورۃ الزمر اور سورۃ بنی اسرائیل پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔'' (ترمذی)

٩٣٦٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهٗ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبَةٍ ثَلاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ . (رواه البخاري:٧٣٩٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر لیٹنے لگے تو بستر کو ازار کے اندرونی طرف سے جھاڑ دے، اس لیے کہ اس کو کیا معلوم اس کے بعد اس پر کیا اشیاء آئی ہوں گی۔

اور پھر کہے: اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ اپنا سر رکھتا ہوں اور تیرے ہی ساتھ اٹھاتا ہوں۔ اگر تو میری روح کو روک دے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اس کو بدن کی طرف ارسال کردے تو اس کی حفاظت فرما، اس چیز کے ساتھ جس کے ساتھ تو اپنے نیکو کار بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٩٣٦٦۔ وفي رواية: ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ . (رواه أبوداؤد:٥٠٥٠)

''اور ابوداود نے لفظ ((ماخَلْفَةٌ)) کے بعد اضافہ کیا ہے: پھر دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔''

(٩٣٦٤) ترمذی: ٣٤٠٥۔ صحیح، البانی: ٢٧١١.

(٩٣٦٥) بخاری: ٧٣٩٣۔ مسلم: ٢٧١٤۔ ابوداؤد: ٥٠٥٠۔ ترمذی: ٣٤٠١۔ ابن ماجه: ٣٨٧٤۔ دارمی: ٢٦٨٤۔ احمد: ٩١٧٣.

(٩٣٦٦) ابوداؤد: ٥٠٥٠۔ صحیح، البانی: ٤٢٢٣٨۔ بخاری: ٦٣٢٠۔ مسلم: ٢٧١٤۔ ترمذی: ٣٤٠١۔ ابن ماجه: ٣٨٧٤۔ دارمی: ٢٦٨٦۔ احمد: ٩١٧٣.

٩٣٦٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا أَرَادَ أَحَدُنَا أَنْ يَنَامَ أَنْ يَضْطَجِعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقِ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِل التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ. (رواه مسلم: ٢٧١٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اپنے دائیں پہلو پر سویا کرے اور پھر کہے: اے اللہ! آسمانوں کے رب اور زمین کے رب، عرشِ عظیم کے رب، ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، اے کھولنے والے دانے اور گھٹلی کو۔ نازل کرنے والے تورات، انجیل اور قرآن کو! میں تیری پناہ میں آیا ہر جاندار کے شر سے جس کو تو اس کے ماتھے کے بالوں سے پکڑنے والا ہے۔ اے اللہ! تو سب سے اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی نہیں اور سب سے آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہ ہوگی۔ تو ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو باطن ہے، تیرے بغیر اندرونی چیز کوئی نہیں۔ میرا قرض دور کردے اور ہمیں غربت وافلاس سے غنی کردے۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداود)

شرح: ...... عرب لوگوں کے پاس عموماً تہبند اور چادر ہی ہوتے تھے، اسی لیے اس کے ایک پلو سے بستر کو جھاڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ عرب رات اور دن بستر کو بچھائے رکھتے تھے، یہ اس وجہ سے کہا تھا کہ بستر میں سانپ، یا بچھو یا کوئی موذی چیز داخل نہ ہو چکی ہو اور ہاتھ محفوظ رہے تاہم آج بھی اس پر عمل میں ہی بہتری ہے۔ اس میں التجاء ہے اگر سوتے میں روح قبض ہو جائے تو اس سے درگزر کے ذریعے اور مغفرت کے ذریعے رحم کرنا، اگر زندہ بیدار کرے تو اسے معصیت اور مخالفت سے محفوظ رکھنا جیسا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے والے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔
(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۳۶)

اس میں سب سے پہلے بقائے عالم کے کلی اسباب کے اصول بیان ہوئے ہیں اور پھر اللہ کی ربوبیت عامہ کا ذکر ہے، اس جہاں کے عناصر اور اس کی جزئیات کے خالق کا ذکر ہے، اس کے بعد جسمانی رزق کا بھی تذکرہ ہے، جس پر اس کی بقاء کا انحصار ہے، اور بعد میں روحانی رزق کا ذکر ہے، جس کا تعلق آخرت کے احوال واحکام سے ہے، اس میں زبور کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں احکام نہ تھے۔

اس میں چار اسمائے حسنٰی کی وضاحت خود نبی ﷺ نے کی ہے، اس سے بہتر ان کی تفسیر اور کوئی نہیں کرسکتا۔

(٩٣٦٧) مسلم: ٢٧١٣۔ ابوداؤد: ٥٠٥١۔ ترمذی: ٣٤٠٠۔ ابن ماجه: ٣٨٣١۔ احمد: ٨٩٩٤.

اس حدیث سے پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اپنے رب سے سوال سے پہلے اس کی ثنا کی جائے۔ اس کی ربوبیت عامہ کے ساتھ اس کی تعریف کی جائے اور پھر اس کی ربوبیت خاصہ کا ذکر کیا جائے پھر ان کتابوں کا جو نور ہدایت کا سرچشمہ ہیں ان کا ذکر کیا جائے اور پھر اپنے نفس کی شرارتوں اور مخلوق کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے اور حدیث کے آخر میں قرض کی ادائیگی اور فقر سے نجات کی التجاء کی گئی ہے۔ (شرح عقیدہ واسطیہ: ۱۰۳)

٩٣٦٨- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ. (رواه أبوداود:٥٠٦١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو کہتے: نہیں کوئی معبود مگر تو ہے، پاک ہے تو اے اللہ! اور تیری حمد وثنا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اپنے گناہوں کی، میں تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے علم میں زیادہ کر اور میرا دل ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا نہ کر اور مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا کر، بے شک تو بہت دینے والا ہے۔'' (ابوداود)

٩٣٦٩- عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ إِلٰى فِرَاشِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلٍ عَالِجٍ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا. (رواه الترمذي:٣٣٩٧)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر جگہ پکڑتے وقت کہے: میں بخشش مانگتا ہوں اس اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہی زندہ قائم رہنے والا ہے اور اس کی طرف توجہ کرتا ہوں، تین بار، تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ تعداد میں وہ درختوں کے پتوں کے برابر، صحراؤں کی ریت کی تعداد کے برابر یا وہ دنیا کے ایام کی تعداد کے برابر ہوں۔'' (ترمذی)

٩٣٧٠- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

سیدنا عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کے کسی وقت بیدار ہو اور وہ کہے: نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

(٩٣٦٨) ابوداؤد: ٥٠٦١- ضعيف، البانی: ١٠٧٤.

(٩٣٦٩) ترمذی: ٣٣٩٧- ضعيف، البانی: ٦٧٤- احمد: ١٠٩٠.

(٩٣٧٠) بخاری: ١١٥٤- ابوداؤد: ٥٠٦٠- ترمذی: ٣٤١٤- ابن ماجه: ٣٨٧٨- دارمی: ٢٦٨٧- احمد: ٢٢١٦٠.

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ أَوْ دَعَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ. (رواه البخاري:١١٥٤)

اسی کے لیے بادشاہی ہے، اسی کی حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔ اللہ پاک ہے ،اللہ بڑا ہے۔ نہ گناہ سے بچنے کی توفیق ہے اور نہ نیکی حاصل کرنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے اور پھر کہے کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اور دعا مانگے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ پس اگر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو نماز قبول ہوگی۔'' (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

شرح: ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی یہ وعدہ کیا ہے کہ جو بھی اپنی نیند سے بیدار ہو یا نیند اچاٹ ہو جائے تو اپنے رب کی توحید اور اس کی بادشاہت کا اقرار کرے اور اس کے انعامات کا اعتراف کرے، اس کی حمد وثنا کرے، اس کی تسبیح کرے، اس کی کبریائی کے سامنے خضوع اختیار کرے اس کی قدرت کے سامنے عجز وانکساری اختیار کرے، اللہ ہی کو مدد کے لیے پکارے تو دعا اور نماز قبول ہوتی ہے لہٰذا اس دعا کو غنیمت سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے اور نیت کو خالص رکھا جائے۔

علامہ فربری ؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری ؒ فرماتے ہیں: میں نے نیند سے بیداری کے بعد یہ ذکر کیا، پھر میں سو گیا تو خواب میں آنے والا آیا اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَ هُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ (الحج: ٢٤) یہ طیب بات کی رہنمائی کیے گئے۔ (فتح الباری:۳/۴۱)

٩٣٧١- عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِئْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى. (رواه أبوداوٗد:٥٠٥٤)

''سیدنا ابو الأزھر الانماری ؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت اپنے بستر پر تشریف لاتے تو فرمایا کرتے تھے: اللہ کے نام سے، میں نے اللہ کے لیے اپنے دونوں پہلو رکھے ہیں ۔اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، شیطان کو دفع کردے، میری گردن آزاد کردے اور مجھے اعلیٰ مجلس میں پہنچا دے۔''

شرح: ...... اس دعا میں جس شیطان کو دور کرنے کا کہا گیا ہے اس سے مراد جنوں اور شیطانوں میں سے دونوں ہیں کہ ان کے اغوا سے مجھے بچانا، رھان اصل میں کسی چیز کے گروی رکھنے کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے: میری گردن پر جتنے حقوق ہیں وہ مجھے کما حقہ ادا کرنے کی توفیق دے کر میری گردن آزاد کردے، ارشاد گرامی ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝﴾ (المدثر: ٣٨)

(٩٣٧١) ابوداؤد: ٥٠٥٤ـ صحیح، البانی: ٤٢٢٦.

''ہر جان جو اس نے کمایا ہے اس کی گروی ہے۔''

یعنی میری جان جو کہ اپنے عمل سے گروی ہے، اسے اس سے سبکدوش ہونے کی توفیق دے۔

اور آخر میں یہ ہے کہ مجھے فرشتوں کی بلند مجلس میں اکٹھا فرما دے۔ (عون المعبود: ۴/۳۷۴)

٩٣٧٢۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ اللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ . (رواه أبوداوٗد: ٥٠٥٢)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بستر کے پاس کہتے تھے: اے اللہ! میں تیری عزت والے چہرے کی پناہ میں آیا اور تیرے مکمل کلمات کی پناہ میں آیا۔ ہر جاندار کے شر سے جس کو اس کی پیشانی سے تو پکڑنے والا ہے۔ اے اللہ! تو ہی قرض اور گناہ دور کرنے والا ہے۔ اے اللہ! تیری فوج شکست نہیں کھاتی، تیرے وعدے کے خلاف نہیں ہوتا اور بڑائی والے کی بڑائی تیرے بالمقابل کوئی کام نہیں دیتی۔ پاک ہے تو اے اللہ! تیری حمد وثنا ہے۔'' (ابوداود)

٩٣٧٣۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْمَخْزُوْمِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْأَرَقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ . (رواه الترمذي: ٣٥٢٣)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ وہ رات کو سو نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو کہا کر: اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب اور جن چیزوں پر وہ سایہ فگن ہوتے ہیں، زمینوں کے رب اور جنہیں وہ اٹھاتی ہیں اور شیطانوں کے رب اور جن چیزوں کو وہ گمراہ کرتے ہیں۔ اپنی تمام تر مخلوق کے شر سے میرے لیے ہمسایہ ہو جا کہ کوئی مجھ پر زیادتی یا بغاوت کرے۔ تیرا پڑوس باعزت ہے، تیری حمد وثنا بلند تر ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی معبود نہیں ہے مگر تو ہی۔'' (الترمذی)

٩٣٧٤۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے بیان

(٩٣٧٢) ابوداؤد: ٥٠٥٢۔ ضعیف، البانی: ١٠٧٢.

(٩٣٧٣) ترمذی: ٣٥٢٣۔ ضعیف، البانی: ٧٨٠٤.

(٩٣٧٤) ترمذی: ٣٥٢٨۔ حسن، دون قوله فكان عبدالله: ٢٧٩٣.

جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنَ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهٖ وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ. (رواه الترمذي: ٣٥٢٨)

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص نیند میں ڈر جائے تو کہے: میں پناہ میں آتا ہوں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ساتھ جو کہ مکمل ہیں۔ اس کے غضب، اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے شر سے اور اس سے کہ وہ حاضر ہوں، تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ عبداللہ کی اولاد میں سے جو بالغ ہوتا اس کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور جو نابالغ ہوتا اس کے لیے لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دیتے۔" (ابوداؤد وترمذی)

شرح: ...... اللہ کے تمام کلمات جو کہ ہر چیز پر چھائے ہیں اور فاضل ہیں، یہ اللہ کے اسماء وصفات ہیں اور اس کی کتاب کی آیات بھی اس میں شامل ہیں، اور شیطان جو چوکے لگاتا ہے اور خیالات ڈالتا ہے، وسوسے پیدا کرتا ہے فتنے میں ڈالتا ہے اور دل میں عقائد باطلہ ڈالتا ہے، ان سے پناہ مانگی گئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۰۵)

٩٣٧٥ـ عَنْ جَابِرٍ، رَفَعَهٗ: إِذَا أَوَى الرَّجُلُ إِلٰى فِرَاشِهٖ اِبْتَدَرَهٗ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ: اِخْتِمْ بِخَيْرٍ، وَيَقُوْلُ الشَّيْطَانُ اِخْتِمْ بِشَرٍّ، فَإِنْ ذَكَرَ اللّٰهَ ثُمَّ نَامَ بَاتَ الْمَلَكَ يَكْلُؤُهٗ، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْمَلَكُ: اِفْتَحْ بِخَيْرٍ، وَقَالَ الشَّيْطَانُ اِفْتَحْ بِشَرٍّ، فَإِنْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَلَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا، إِلٰى آخِرِالْآيَةِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، فَإِنْ وَقَعَ عَنْ سَرِيْرِهٖ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (لرزين والموصلي بلفظه: ١٧٩١)

"سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: جب آدمی اپنے بستر پر آئے تو شیطان اور فرشتہ اس سے پہلے ایک دوسرے سے بڑھ کر وہاں پہنچتے ہیں اور فرشتہ کہتا ہے: آخری وقت میں نیک عمل پر ختم کر۔ اور شیطان تو بدی پر بات ختم کرنے کے لیے کہتا ہے۔ انسان نے اگر اللہ کا ذکر کیا اور پھر سویا تو اللہ کے حکم سے وہ فرشتہ اس پر پہرہ دیتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: نیک عمل سے ابتداء کر اور شیطان کہتا ہے: شر اور بدی سے ابتدا کر۔ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح واپس بھیجی ہے او رنیند کی حالت میں موت واقع نہیں ہوئی اور اس نے کہا: ﴿سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے زمین وآسمان تھاما ہے اور وہ دونوں مٹتے نہیں ہیں اور رزائل نہیں ہوتے﴾ ...... تا آخر آیت۔ ﴿سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے

(٩٣٧٥) رزين، موصلي: ١٧٩١ـ ورجاله رجال الصحيح، غير ابراهيم الشامي وهو ثقة، هيثمي: ١٧٠٢٨.

آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے، جو اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا ہے۔ پھر اگر وہ انسان چارپائی سے گرا اور فوت ہو گیا تو جنت میں داخل ہوگا﴾۔'' (رزین اور موصلی)

أَدْعِيَةُ الْبُيُوْتِ وَالْمَسْجِدِ دُخُوْلًا وَخُرُوْجًا

گھر اور مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں

٩٣٧٦۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا. (رواه الترمذى: ٣٤٢٧)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ کہتے تھے: اللہ کے نام سے، میں اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم پھسل جائیں، ہم گمراہ ہوں، ظلم کریں، ہم جہالت کریں یا ہم پر جہالت کی جائے۔'' (اصحابِ سنن)

٩٣٧٧۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ يُقَالُ حِيْنَئِذٍ هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ فَتَتَنَحّٰى لَهُ الشَّيَاطِيْنُ. (رواه أبو داوٗد:٥٠٩٥)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مرد گھر سے نکلے اور کہے: اللہ کے نام سے میں نے اللہ پر توکل کیا بدی سے بچنا اور نیکی حاصل کرنا اللہ کی توفیق ہی سے ممکن ہے تو اس کو کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت دی گئی، تیرے لیے کفایت کی گئی اور تو بچایا گیا اور اس سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی بلفظہ)

٩٣٧٨۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گھر سے نماز کے لیے نکلا اور کہا: اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں اس حق کے وسیلے سے جو تیرے اوپر سوال کرنے والوں کا حق ہے اور اپنے اس نکلنے کے حق کے وسیلے سے تو جانتا ہے کہ میں بدی کے لیے، تکبر کے لیے،

(٩٣٧٦) ترمذی: ٣٤٢٧۔ صحیح، البانی: ٢٧٢٥۔ ابوداؤد: ٥٠٩٤۔ ابن ماجہ: ٣٨٨٤۔ احمد: ٢٦٠٧٦.

(٩٣٧٧) ابوداؤد: ٥٠٩٥۔ صحیح، البانی: ٤٢٤٩۔ ترمذی: ٣٤٢٦.

(٩٣٧٨) ابن ماجہ: ٧٧٨۔ ضعیف، البانی: ١٦٨۔ احمد: ١٠٧٧٢.

وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيْذَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ أَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ وَاسْتَغْفَرَ لَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفِ مَلَكٍ . (رواه ابن ماجة: ٧٧٨)

سنانے کے لیے، دکھانے اور ریا کاری کے لیے گھر سے نہیں نکلا، میں تو اپنے گناہوں کا اقرار کر کے تیری طرف بھاگا ہوں۔ میں تیری رحمت کی امید کر کے نکلا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈر کر نکلا ہوں۔ تیری ناراضی سے بچنے کے لیے نکلا ہوں اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نکلا ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آگ سے اپنی رحمت کے ساتھ پناہ دے۔ تو اللہ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے لگا دیتا ہے جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو جائے۔'' (رزین اور قزوینی)

٩٣٧٩ـعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ إِلٰى الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ،رَبِّىَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، فَوَّضْتُ أَمْرِى إِلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ،قَالَ لَهُ الْمَلَكُ كُفِيْتَ وَهُدِيْتَ وَوُقِيْتَ . (رواه رزين)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں جو شخص گھر سے مسجد کی طرف نکلا اور اس نے کہا: میں اللہ عظمت والے کی پناہ مانگتا ہوں، اس کی قدیمی سلطنت کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے، میرا رب اللہ ہے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا میں نے اپنا کام اللہ کے سپرد کیا۔ بدی سے بچنے کی اور نیکی حاصل کرنے کی توفیق نہیں ہے مگر اللہ کی مدد سے تو ایک فرشتہ اس کو کہتا ہے: تو کفایت کیا گیا اور تجھے ہدایت دی گئی اور تو بچایا گیا۔'' (رزین)

شرح: ......یعنی حق سے پھسلنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور ہدایت سے بھٹکنے کی تجھ سے پناہ چاہتا ہوں، کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں کسی پر ظلم کروں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ امور دین میں جہالت، حقوق اللہ یا حقوق الناس میں اور معاشرے میں ساتھیوں سے میل جول میں یا لوگوں کو اذیت دینے میں یا کوئی مجھے اذیت پہنچائے میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۴۵۲)

۲۔ دعا پڑھنے سے مہمات میں کفایت ہو جاتی ہے، اور دشمنوں کی شر سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

٩٣٨٠ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٩٣٧٩) رزين.

(٩٣٨٠) ابن ماجه: ٧٧٣ـ صحيح، البانی: ٦٢٧.

قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. (رواه ابن ماجة: ٧٧٣)

فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو وہ نبی ﷺ کو سلام کہے اور یہ دعا کرے: اے اللہ! مجھے شیطان مردود کے شر سے بچا۔'' (قزوینی)

٩٣٨١- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قَالَ أَقَطْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٦٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے: میں اللہ عظمت والے کی پناہ میں آیا۔اس کے کریم چہرے کی پناہ میں آیا اور اس کی قدیمی سلطنت کی پناہ میں آیا شیطان مردود کے شر سے۔ جب وہ یہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے آج سارا دن یہ مجھ سے بچالیا گیا ہے۔'' (ابوداود)

٩٣٨٢- عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. (رواه مسلم:٧١٣)

''ابوحمید اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں مرفوع بیان کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو کہے: اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے خارج ہوتو کہے: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔'' (مسلم اور نسائی)

٩٣٨٣- وَفِيْ زِيَادَةٍ: فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٦٥)

''ابوداود نے اضافہ کیا داخل ہونے کی دعا کے ساتھ وہ نبی ﷺ پر سلام کہے اور پھر کہے ۔اے اللہ میرے لیے............تا آخر۔''

٩٣٨٤- عَنْ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى قَالَتْ كَانَ

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت

(٩٣٨١) ابوداؤد: ٤٦٦- صحیح، البانی: ٤٤١.

(٩٣٨٢) مسلم: ٧١٣- ابوداؤد: ٤٦٥- نسائی: ٧٢٩- ابن ماجه: ٧٧٢- دارمی: ٢٥٧٥- احمد: ١٥٧٢٧.

(٩٣٨٣) ابوداؤد: ٤٦٥- صحیح، البانی: ٤٤٠- مسلم: ٧١٣- نسائی: ٧٢٩- ابن ماجه: ٧٧٢- دارمی: ١٣٩٤- احمد: ١٥٦٢٧.

(٩٣٨٤) ترمذی: ٣١٤- صحیح، البانی: ٢٥٩- ابن ماجه: ٧٧١- احمد: ٢٥٨٧٧.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَادَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ. (رواه الترمذي: ٣١٤)

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود وسلام کہتے اور کہتے: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اور جب باہر نکلتے تو درود وسلام کہتے اور فرماتے: ''اے اللہ! میرے گناہ بخش اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔''

٩٣٨٥ـ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى أَهْلِهٖ. (رواه أبوداوٗد:٥٠٩٦)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد گھر میں داخل ہو تو کہے: اے اللہ! میں تجھ سے بہتر داخلے اور بہتر خارج ہونے کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوتے ہیں اور اللہ کے نام کے ساتھ نکلتے ہیں اور ہم اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور اس کے بعد اہل خانہ کو سلام کہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت ان دعاؤں سے پہلے درود شریف پڑھا جائے اور نکلتے وقت بھی درود پڑھا جائے اور مذکورہ دعا بھی پڑھی جائے۔

ان دعاؤں میں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے رحمت طلب کی گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو ثواب اور جنت کے قریب ہونے میں مصروف ہو جاتا ہے، اس مقام پر رحمت کا ذکر مناسب ہے، اور جب باہر نکلتا ہے تو رزق کی تلاش میں مشغول ہو جاتا ہے، یہاں فضل کا ذکر ہی مناسب تھا۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (الجمعه: ١٠)

''جب نماز جمعہ ادا کر لو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

ان میں شیطان کے وسوسوں، اس کے اغوا کرنے، اس کے خطرات، اس کی چالبازی اور گمراہی سے اللہ کی قدیم سلطنت کے ذریعے پناہ مانگی گئی ہے۔ (عون المعبود: ٤/ ١٧٦)

دعا یوں پڑھی جائے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه ...... نکلتے وقت بھی یہی کہا جائے۔

٩٣٨٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٩٣٨٥) ابوداؤد: ٥٠٩٦ـ ضعیف، البانی: ١٠٩١.

(٩٣٨٦) ترمذی: ٣٤٣٣ـ صحیح، البانی: ٢٧٣٠ـ احمد: ١٠٠٤٢.

مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُكَ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّاأَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ. (رواه الترمذي: ٣٤٣٣)

فرمایا: ''جو ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں بے ہودہ باتیں بکثرت کی گئی ہوں اور اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے کہے: اے اللہ! تو اپنی حمد وثنا کے ساتھ پاک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود تیرے بغیر، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو کچھ اس محفل میں گناہ ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔'' (ترمذی)

٩٣٨٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهٗ قَالَ كَلِمَاتٌ لَايَتَكَلَّمُ بِهِنَّ أَحَدٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ عِنْدَ قِيَامِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا كُفِّرَ بِهِنَّ عَنْهُ وَلَا يَقُوْلُهُنَّ فِيْ مَجْلِسِ خَيْرٍ وَمَجْلِسِ ذِكْرٍ إِلَّا خُتِمَ لَهٗ بِهِنَّ عَلَيْهِ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيْفَةِسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَاإِلٰهَ إِلَّاأَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ. (رواه أبو داوٗد:٤٨٥٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص تین بار ان کلمات کو مجلس سے اٹھتے وقت کہے تو مجلس کی بدیوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں اور اگر اچھی مجلس کے اختتام پر کہے گا تو صحیفے پر مثل مہر کے ہوں گے: اے اللہ! تو پاک ہے اور تیرے لیے تعریف ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔'' (ابوداود)

٩٣٨٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. (رواه أبو داوٗد: ١٥١٦)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک ہم ایک مجلس میں نبی کریم ﷺ کی یہ دعائے مغفرت سو مرتبہ شمار کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے بخش اور میرے اوپر رجوع فرما، تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٩٣٨٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِأَصْحَابِهٖ اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بہت کم کسی مجلس سے بغیر یہ دعا اپنے صحابہ کے لیے مانگنے سے پہلے اٹھتے تھے: اے اللہ! ہمارے لیے اپنا خوف مقسوم کر دے جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو اور تیری اطاعت

(٩٣٨٧) ابوداؤد: ٤٨٥٧۔ صحیح، البانی: ٤٠٦٦۔ دون قولہ ثلاث ترمذی: ٣٤٣٣۔ احمد: ١٠٠٤٣۔

(٩٣٨٨) ابوداؤد: ١٥١٦۔ صحیح، البانی: ١٣٤٢۔ ترمذی: ٣٤٣٢۔ ابن ماجہ: ٣٨١٤۔

(٩٣٨٩) ترمذی: ٣٥٠٢۔ حسن، البانی: ٢٧٨٣۔

مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَاأَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا. (رواه الترمذی: ٣٥٠٢)

کا باعث ہو جس کے ذریعے ہم تیری جنت میں داخل ہوں اور ہمارے لیے یقین عطا فرما جس سے دنیا کے مصائب ہمارے لیے آسان ہوں، ہمیں ہمارے کانوں، آنکھوں اور دلوں کے فائدے جب تک زندہ رہے نصیب فرما اور ان کو ہمارے وارث بنا، ہمارا انتقام ان پر جاری کر جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہو، جو ہمارے ساتھ دشمنی کرتا ہو اس پر ہماری مدد فرما اور ہمیں اپنے دین پر مصیبت سے محفوظ رکھ، دنیا کو ہمارا مقصدِ حیات نہ بنا اور اس کو ہمارے علم کا محور نہ بنا اور ہم پر اس شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرتا ہو۔'' (ترمذی)

شرح: ......مجلس سے اٹھتے ہوئے یہ دعائیں مجلس کی لغویات کا کفارہ بن جاتی ہیں اور ان دعاؤں میں مذکور تمام خیر کا حصول ہوتا ہے۔

ان سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر ایسی حالت کبھی طاری ہوتی تھی جسے دور کرنے کے لیے آپ ﷺ سو مرتبہ استغفار کرتے تھے، امتی اس پر غور کریں اور اس طریقے کو سامنے رکھتے ہوئے کثرت سے استغفار کریں۔

ساتھ یہ بھی کہیں کہ اللہ میرے اوپر رحمت لے کر رجوع فرما اور مجھے توبہ کی توفیق دے اور اسے قبول فرما۔

(عون المعبود: ۱/ ۵۵۹)

ان دعاؤں میں یقین طلب کیا گیا ہے اور اللہ کے قضا وقدر کے فیصلوں کے ساتھ سر تسلیم خم ہے کہ یہ مصلحت کے تحت ہی فیصلے آتے ہیں اور ان پر صبر سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان میں لا ولد رہنے سے پناہ مانگی گئی ہے، وارث کے ہونے کی دعا ہے۔ اور انتقام صرف اس سے لینے کی التجا ہے جو ظلم کرے جیسا کہ جاہلیت میں بے قصور بھی انتقام کی زد میں آ جاتا تھا، ایسا نہ ہو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۸۸)

٩٣٩٠- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی غزوے یا حج وعمرہ سے واپس آتے تو ہر بلند جگہ پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے: ''نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے

(٩٣٩٠) بخاری: ١٧٩٧- مسلم: ١٣٤٤- ابوداؤد: ٢٧٧٠- ترمذی: ٩٥٠- دارمی: ٢٦٨٢- احمد: ٢٦٧٥- مؤطا: ٩٦٠.

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَ مَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ. (رواه البخاري: ١٧٩٧)

والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی جماعتوں کو ایک اس ذات نے شکست دے دی۔'' (نسائی کے علاوہ چھ نے روایت کی ہے)

٩٣٩١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا إِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّالَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَي اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ. (رواه مسلم:١٣٤٢)

''سیدنا عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر پر جاتے ہوئے جب اپنے اونٹ پر پوری طرح سوال ہوجاتے تو اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر تین بار کہتے پھر کہتے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے اور ہم ان کو گرفت میں لینے والے نہیں تھے اور ہم رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی، تقویٰ اور اس عمل کا سوال کرتے ہیں جو تیری رضا کا باعث ہو اور تو اس سے راضی ہو۔ اے اللہ! ہمارے سفر کو آسان فرما اور زمین کا بعد ہمارے لیے لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا رفیق ہے اور ہمارے گھر والوں میں ہمارا خلیفہ بھی ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی تھکاوٹوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور برے مناظر دیکھنے اور برے انقلاب سے اہل میں اور مال میں۔ آپ واپسی پر بھی یہ کلمات کہتے تھے اور ان الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے: ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کو سجدہ کرنے والے ہیں۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداود)

٩٣٩٢۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِي الْغَرْزِ وَهُوَ يُرِيْدُ السَّفَرَ يَقُوْلُ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، ان کو یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ جب رکاب میں قدم رکھتے اور سفر کا ارادہ ہوتا تو کہتے تھے: اللہ کے نام سے، اے اللہ! سفر میں ساتھی تو ہے اور اہل وعیال میں خلیفہ بھی تو ہے۔ اے اللہ! ہمارے لیے زمین

(٩٣٩١) مسلم: ١٣٤٢۔ ابوداؤد: ٢٥٩٩۔ ترمذی: ٣٤٤٧۔ دارمی: ٢٦٧٣۔ احمد: ٦٣٣٨.
(٩٣٩٢) موطا: ٩٦٠.

الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَمِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ . (رواه مالك)

کو لپیٹ دے اور ہمارے سفر کو آسان کر دے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت سے، برے انقلاب آنے سے اور اہل اور مال میں برے منظر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

شرح: ...... ان احادیث میں ان دعاؤں کے غزوہ، حج یا عمرہ سے واپسی پر پڑھنے کا ہی ذکر ہے لیکن یہ ہر نیک سفر سے واپسی پر پڑھنا جائز ہیں اور روانہ ہوتے وقت بھی انہیں پڑھنا جائز ہے۔ صلہ رحمی یا طلب علم کے لیے جاتے، آتے یہ دعا پڑھنا جائز ہے یا کسی بھی دینی یا دنیوی جائز سفر کے لیے یہ دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

بلندی چونکہ تکبر پیدا کر سکتی ہے اس لیے اللہ کی کبریائی زبان سے ادا کی جاتی ہے اور جب اترائی میں اتریں تو سبحان اللہ کہا جائے۔ لا الہ الا اللہ میں اشارہ ہے کہ وہی اللہ متفرد ہے اور ساری موجودات کا وہی تنہا موجد ہے اور وہی تنہا ہر جگہ کا معبود ہے۔

اس میں دوران سفر ذکر الٰہی میں کوتاہی میں اور عبادت میں کمی سے توبہ کی بھی یاددہانی ہے، اس میں اسلام کے غلبہ کے وعدہ پورا کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی مدد کرنے کا تذکرہ ہے، کفار قریش، یہودی، وغیرہ جو جتھے بن کر آپ کے خلاف امڈ آئے تھے اللہ نے انہیں شکست وریخت سے دو چار کیا تھا اس کا ذکر ہے۔

ان دعاؤں میں اللہ کی کبریائی اور گھر میں اور دوران سفر ہر چیز کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/ ۱۸۹)

٩٣٩٣- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَأَسْحَرَ يَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ . (رواه مسلم:٢٧١٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت آتا تو آپ فرماتے: سننے والے نے اللہ کی تعریف سنی اور اس کی بہتر نعمت ہم پر ہے۔ ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے اور اسی نے ہم پر فضل کیا ہے۔ ہم آگ سے اللہ کی پناہ مانگنے والے ہیں۔''

شرح: ...... یہ بھی ایک نہایت ہی موزوں دعا ہے کہ رات کے آخری پہر میں اپنے رب سے التجا ہو رہی ہے کہ اللہ ہی حمد وثنا سننے والا ہے اور وہی نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے، اس لیے میری زبان اس اللہ کی پاکیزگی ہی الاپتی ہے، وہی اللہ نگہبان ہے اور سفر کی وحدت میں وہی ساتھ ہے اور اے اللہ انعامات دائمی عطا فرما اور ان کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور رات کے اس آخری حصے میں دوزخ سے تیرے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ (عون المعبود:۴/۴۸۴)

(٩٣٩٣) مسلم: ٢٧١٨- ابوداؤد: ٥٠٨٦.

٩٣٩٤۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِيْ قَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى قَالَ زِدْنِيْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِيْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ. (رواه الترمذي: ٣٤٤٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور اس نے کہا: میں سفر کا ارادہ کرتا ہوں، مجھے سامانِ سفر عنایت کیجیے یعنی دعائیں بتا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: تجھے اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا کرے۔ اس نے کہا: مزید بتائیے۔ تو دعا کی اللہ تیرے گناہ معاف کرے۔ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ مزید دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ہر بھلائی اللہ تیرے لیے آسان کردے تو جہاں جائے اور جہاں رہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... اس صحابی رضی اللہ عنہ نے زادِ سفر اور کھانے میں برکت کی دعا مطلب کی تھی یا انہوں نے روحانی زاد راہ طلب کیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے حکیمانہ انداز پر جواب دیا کہ تقویٰ بہترین زاد راہ ہے۔

﴿فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ (البقرة: ١٩٧)

''بے شک بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔''

ان کے مزید مطالبہ پر تقویٰ کی صحت اور اس سے مرتب ہونے والے اثرات بتائے کہ تو تقویٰ اختیار کر، اللہ تیرے گناہ بخشے اور جو تقصیریں واقع ہوتی ہیں ان سے درگزر فرمائے، اس میں دنیا و آخرت کی خیر کا ذکر ہے۔

(جائزة الاحوذی: ۴/ ۴۶۱)

٩٣٩٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا ادْنُ مِنِّيْ أُوَدِّعُكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ. (رواه الترمذي: ٣٤٤٣)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص سفر کا ارادہ ظاہر کرتا تو وہ اسے کہتے کہ آیئے میں تجھے اس طرح رخصت کروں جیسے نبی ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے۔ میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرا آخری عمل اللہ کے پاس امانت رکھتا ہوں۔

٩٣٩٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی کو سفر پر رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑتے۔

(٩٣٩٤) ترمذي: ٣٤٤٤۔ حسن، صحيح: ٢٧٣٩۔ دارمي: ٢٦٧١.
(٩٣٩٥) ترمذي: ٣٤٤٣۔ صحيح، الباني: ٢٧٣٨.
(٩٣٩٦) ترمذي: ٣٤٤٢۔ صحيح، الباني: ٢٧٣٨.

حَتّٰی یَکُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ یَدَعُ. (رواه الترمذی: ٣٤٤٢)

آپ ﷺ تب تک اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ خود ہاتھ چھوڑاتا۔'' (ابوداود، ترمذی بلفظہ)

شرح: ......اس میں نبی کریم ﷺ کی حد درجہ تواضع کا ذکر ہے، اور ساتھیوں سے اظہار محبت ورحمت ہے کہ الوداع ہونے والے کا آپ ہاتھ نہ چھوڑتے تھے۔

سفر میں بعض امور میں تاخیر ہو جاتی ہے اور لین دین میں امانت ضائع ہوسکتی ہے، اس لیے دین اور امانت کو بھی اللہ کے سپرد کیا ہے، موت تو کسی بھی جگہ آ سکتی ہے مگر سفر میں زیادہ امکان ہوتا ہے، اس لیے سفر میں خاتمہ بالخیر کی دعا دی ہے کیونکہ آخرت کا دارومدار حسن خاتمہ پر ہی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۶۰)

٩٣٩٧- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلَ قَالَ يَاأَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَافِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَمِنْ شَرِّ مَايَدِبُّ عَلَيْكِ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ. (رواه أبوداوٗد: ٢٦٠٣)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر پر ہوتے اور رات آتی تو کہتے: اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر پیدا کی ہے۔ اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اوپر چلتی ہے ۔اے اللہ! میں شیر سے او رسیاہ سانپ سے ، ہر سانپ اور بچھو سے ،شہر میں رہنے والوں کے شر سے اور باپ اور بیٹے کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' (ابوداود)

٩٣٩٨- عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمِ السُّلَمِيَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ. (رواه الترمذی: ٣٤٣٧)

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی منزل پر اترا اور کہا: میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا کی ہے، تو اس منزل سے کوچ کرنے تک اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔'' (مالک، مسلم، ترمذی)

شرح: ...... جاہلیت میں لوگ جب کسی منزل پر ٹھہرتے تو کہتے کہ ہم اس وادی کے سردار جن کی پناہ میں آتے ہیں تو اس سے جن بڑے سرکش ہو گئے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًاo﴾ (الجن: ٦)

(٩٣٩٧) ابوداؤد: ٢٦٥٣- ضعیف، البانی: ٥٦٠.

(٩٣٩٨) ترمذی: ٣٤٣٧- صحیح، البانی: ٢٧٣٣- مسلم: ٢٧٠٨- ابن ماجه: ٣٥٤٧- دارمی: ٢٦٨٠- احمد: ٢٦٥٧٩.

''بے شک انسانوں میں سے بعض لوگ جنوں سے پناہ مانگتے ہیں، اس سے جنوں کے ظلم میں اضافہ ہوتا ہے۔'' اس حدیث میں اس کی تردید ہے اور اللہ کی پناہ میں آنے کی ترغیب ہے۔

اللہ کے پورے کلمات سے مراد قرآن پاک ہے، ان میں کوئی عیب اور نقص نہیں اور جو بھی ان کے ساتھ پناہ طلب کرے گا اس کے لیے کافی وشافی ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۵۷)

۹۳۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْبَحْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِيْ أَهْلِنَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ. (رواه الترمذي: ۳٤۳۹)

''سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر پر جاتے تو سفر کی مشقت سے، برے انقلاب سے، حملہ کے بعد پیچھے ہٹنے سے، مظلوم کی بددعا سے اور اہل ومال میں برا منظر دیکھنے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔'' (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: ......اس دعا میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کریم تو ہی ہے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ سفر میں میرا بھی تو ہی مددگار ہے اور میری عدم موجودگی میں میرے گھر میں بھی تیری ہی نگہبانی ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو ہی اسے شفا دے گا اور تو ہی ان کے دین وامانت کی حفاظت کرے گا اور واپسی پر غم سے اور نفسیاتی تغیر سے تو ہی بچائے گا۔ اور گھر میں اور مال میں آفت سے اور اصلاح امور کے بعد فساد سے تو ہی بچائے گا۔

چونکہ مظلوم کی آہ اور اللہ کے درمیان پردہ حائل نہیں ہوتا اس لیے میں اس کی بددعا سے تیری پناہ میں آتا ہوں، مظلوم کی بددعا سے تو سفر وحضر میں ڈرنا چاہیے لیکن سفر میں مصائب کا زیادہ سامنا ہوتا ہے، اس لیے اس میں مظلوم کی آہ سے خصوصی بچاؤ کی دعا کی گئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۵۸)

۹٤۰۰۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ يُرِيْدُ سَفَرًا أَوْ غَيْرَهٗ فَقَالَ حِيْنَ يَخْرُجُ بِسْمِ

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان گھر سے سفر کے ارادے سے یا سفر کے ارادے کے بغیر نکلا اور بوقت خروج اس نے کہا: میں اللہ پر ایمان

(۹۳۹۹) ترمذی: ۳٤۳۹۔ صحیح، البانی: ۲۷۳۵۔ مسلم: ۱۳٤۳۔ نسائی: ۵٤۹۹۔ ابن ماجه: ۳۸۸۸۔ دارمی: ۲٦۷۲۔ احمد: ۲۰۲٤۷.

(۹٤۰۰) احمد: ٤۷۳۔ عن رجل عن عثمان وبقية رجال ثقات، هيثمی: ۱۷۰۸۸.

اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَّا رُزِقَ خَيْرَ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ وَصُرِفَ عَنْهُ شَرُّ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ . (رواه أحمد: ٤٧٣)

لایا اور اللہ پر پختہ یقین کیا، اللہ پر توکل کیا، نہ بدی سے بچاؤ کرسکتا ہوں اور نہ نیکی حاصل کرسکتا ہوں مگر اللہ کی توفیق سے تو اس کو اس خروج پر بھلائی عطا کی جاتی ہے۔ اور اس سے شر دور کیا جاتا ہے۔'' (احمد)

٩٤٠١- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا قَالَ اللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَسِيْرُ . (رواه أحمد: ١٢٩٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری مدد کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دفاع کرتا ہوں اور تیری توفیق سے چلتا ہوں۔'' (احمد، بزار)

٩٤٠٢- عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهُ: أَمَانُ أُمَّتِيْ مِنَ الْغَرَقِ إِذَا رَكِبُوْا الْبَحْرَ أَنْ يَقُوْلُوْا: بِاسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيْهَا وَمُرْسَيْهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ الآية . (رواه الموصلي :٦٧٨١ بضعف)

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غرق ہونے سے میری امت کے لیے جب وہ سمندر میں سفر کریں یہ آیت امن کا سبب ہے کہ وہ کہیں: اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور یہ آیت: ''نہیں قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا اس کے قدر پہچاننے کا حق ہے......'' (الموصلی سند ضعیف)

٩٤٠٣-عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ ، رَفَعَهُ :إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسٌ فَلْيَقُلْ: يَاعِبَادَ اللّٰهِ أَعِيْنُوْنِيْ، يَاعِبَادَ اللّٰهِ أَعِيْنُوْنِيْ، يَاعِبَادَاللّٰهِ أَحْبِسُوْا ، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَانَرَاهُمْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ . (للكبير: ١٧/ ١١٧-١١٨، بضعف)

سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تمہاری کوئی چیز گم ہو یا تم میں سے کوئی امداد لینا چاہے اور اس علاقے میں آشنائی سے اور انس رکھنے والے سے محروم ہو تو وہ کہے: اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو۔ اے اللہ کے بندو! روک دو۔ پس اللہ کے وہ بندے بھی ہیں جن کو تو نہیں دیکھتا ہے۔ اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

(٩٤٠١) احمد: ١٢٩٨- بزار، ورجالهما ثقات، هيثمى: ١٧٠٨٨.

(٩٤٠٢) موصلى: ٦٧٨١- عن شيخه جبارة بن مفلس وهو ضعيف، هيثمى: ١٧١٠١.

(٩٤٠٣) طبرانى كبير: ١٧/ ١١٧- ورجاله وثقوا على ضعف فى بعضهم الا ان زيد بن على لم يدرك عينة، هيثمى: ١٧١٠٤.

٩٤٠٤ـعَنِ ابْنِ عَبَاسٍ ،رَفَعَهُ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِيْ الْأَرْضِ سو الحفظةِ يَكْتُبُوْنَ مَايَسْقُطُ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ عَرَجَةٌ بِأَرْضِ فُلَاةٍ، فَلْيُنَادِ أَعِيْنُوْنِيْ عِبَادَ اللّٰهِ . (رواه البزار: ٣١٢٨)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ محافظ فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، زمین میں اگر درخت کا پتہ گرتا ہے تو وہ اس کو بھی لکھتے ہیں پس جس کو جنگل میں کوئی دشواری پیش آئے تو وہ آواز دے: اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو۔'' (البزار)

شرح:......عباد اللہ، اللہ کے بندو! میری مدد کرو اس سے مراد فرشتے ہیں، یعنی اے اللہ! فرشتوں کے ذریعے میری مدد کر۔ (گوندلوی)

٩٤٠٥ـعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ،رَفَعَهُ: إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فُلَاةٍ، فَلْيُنَادِ يَاعِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْا ،يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَحْبِسُوْا ،فَإِنَّ لِلّٰهِ حَاضِرًا فِيْ الْأَرْضِ سَيَحْبِسُهُ. (للموصلى :٥٢٦٩ ، والكبير: بضعف)

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جب تمہارا کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو وہ آواز دے: اے اللہ کے بندو! اس کو روک لو! اے اللہ کے بندو! اس کو روک لو! زمین پر اللہ کے بندے حاضر رہتے ہیں وہ روک دیں گے۔'' (الموصلی، الکبیر، سند ضعیف)

٩٤٠٦ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ :عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ الضَّالَّةِ أَنَّهُ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ وَهَادِيْ الضَّالَّةِ تَهْدِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ، اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ ، فَإِنَّهَا مِنْ عَطَائِكَ وَفَضْلِكَ . (للكبير: ١٣٢٨٩: بخفى)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے گمشدہ چیز کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آدمی کہے: اے اللہ! گمشدہ چیز کو واپس لانے والے۔ گمشدہ کی طرف راستہ دکھانے والے، اے گمراہی سے نکال کر ہدایت دینے والے میری گمشدہ چیز واپس کردے اپنی قدرت اور سلطنت کی طاقت سے، وہ تیرے فضل کا عطیہ او بخشش سے ہے۔'' (طبرانی سند مخفی)

٩٤٠٧ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَ عَلاَ نَشْذًا مِنَ الْأَرْضِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ زمین پر بلندی کے اوپر چڑھتے تو اس طرح کہتے: اے اللہ! تیری بلندی ہر بلندی سے بلند تر ہے اور تیرا ہر حال

(٩٤٠٤) بزار: ٣١٢٨ـ ورجاله ثقات، هيثمى: ١٧١٠٤.

(٩٤٠٥) موصلى: ٥٢٦٩ـ طبرانى كبير وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف، هيثمى: ١٧١٠٥.

(٩٤٠٦) طبرانى كبير: ١٣٢٨٩ـ وفيه عبدالرحمن بن يعقوب بن ابى عباده مكى هے، لم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٧١٠٦.

(٩٤٠٧) احمد: ١٣٠٩٢ـ موصلى وفيه زياد النميرى وقد وثق على ضعفه وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٧١١١.

الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. (رواه أحمد: ۱۳۰۹۲، والموصلی)

میں شکر ہے۔''(احمد اور الموصلی)

انتباہ:......صحیح حدیث میں گزرا ہے کہ بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہا جائے۔

۹٤۰۸۔عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، رَفَعَهٗ: أَتُحِبُّ يَاجُبَيْرُ إِذَا خَرَجْتَ فِيْ سَفَرٍ أَنْ تَكُوْنَ مِنْ أَمْثَلِ أَصْحَابِكَ هَيْئَةً وَأَكْثَرَهُمْ زَادًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ ،بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ ، قَالَ: فَاقْرَأْ هٰذِهِ السُّوَرَ الْخَمْسَ :قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، وَإِذَاجَآء نَصْرُ اللّٰهِ ،وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَأَفْتَحْ كُلَّ سُوْرَةٍ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، وَأَخْتِمْ قِرَاءَ تَكَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، قَالَ جُبَيْرٌ: وَكُنْتُ غَنِيًّا كَثِيْرَ الْمَالِ، فَكُنْتُ أُخْرُجُ فِيْ سَفَرٍ فَأَكُوْنُ أَبَذَّهُمْ هَيْئَةً وَأَقَلَّهُمْ زَادًا، فَمَا زِلْتُ مُنْذُ عَلَّمَنِيْهِنَّ ﷺ وَقَرَأْتُ بِهِنَّ، أَكُوْنُ مِنْ أَحْسَنِهِمْ هَيْئَةً وَأَكْثَرَهُمْ زَادًا حَتّٰى أَرْجِعْ مِنْ سَفَرِيْ. (رواه الموصلی: ۷٤۱۹ بخفی)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اے جبیر! تو یہ پسند کرے گا کہ جب تو سفر پر جائے تو اپنے لوگوں میں اچھی حالت اور زیادہ سامان سفر رکھتا ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔آپ نے فرمایا: پھر یہ پانچ سورتیں پڑھا کر: سورۃ الکافرون ، سورۃ النصر ، سورۃ الإخلاص ، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور سورت کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کر اور اپنی قراءت کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ مکمل کر اور ختم کر۔جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کثیر اعمال اور غنی آدمی تھا اور اس کے باوجود جب میں سفر میں جاتا تو میرے علاوہ دوسرے لوگوں کا زادِ راہ بھی بہتر ہوتا اور لباس بھی سب سے کمتر حالت ہوتا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ نے یہ سورتیں تعلیم کیں، میں نے پڑھیں اور میری ہر حالت اور زادِ راہ عمدہ اور زیادہ ہوگیا۔اور میری واپسی تک سفر بہتر حالت پر رہتا۔''(الموصلی سند مخفی ہے)

۹٤۰۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ :كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا رَأٰى قَرْيَةً يُرِيْدُ أَنْ يَدْخُلَهَا قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَيَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا. (للأوسط)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جارہے تھے اور سفر میں جب آپ ﷺ کسی بستی میں داخل ہوتے داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو تین بار یہ دعا کرتے: اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت رکھ دے، اے اللہ! اس میں ہمیں اس کا حیا عطا کر اور ہمیں ان لوگوں کے لیے

(۹٤۰۸) موصلی: ۷٤۱۹۔ وفیه من لم اعرفهم، هیثمی: ۱۷۱۱۲.

(۹٤۰۹) طبرانی اوسط، واسناده جید، هیثمی: ۱۷۱۱۵.

محبوب کردے اوران میں سے نیک لوگ ہمارے لیے پسندیدہ بنادے۔'' (الأوسط)

شرح: ...... یہ اس آیہ مبارکہ کی مانند ہے:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا﴾ (الاسراء: ٨٠)

''اور کہہ دے: اے میرے رب! مجھے سچی داخل ہونے کی جگہ میں داخل فرما، مجھے سچی نکلنے کی جگہ سے نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے مدد کرنے والا غلبہ عطا فرما۔''

٩٤١٠۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمِ اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وُجُوْهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيْحِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِالرِّيْحِ. (رواه أحمد: ١٠٦١٣، والبزار)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی کلمات ہوں گے تا کہ ہم کہیں؟ ہمارے دل خوف سے گلے تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اے اللہ! ہمارے پردے ڈھانپ رکھ اور ہمیں خوف سے امن عطا فرما۔'' پس اللہ نے دشمن کے چہرے ہوا کے ساتھ مار کر پھیر دیے اور کفار کو صرف ہوا کے ذریعے شکست ہوئی۔'' (احمد و بزار)

شرح: ...... ۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں گروہوں نے حملہ کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔

یہ بڑی ہی گھبراہٹ کا وقت تھا، دل ہنسلی کو آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی کہ اللہ کریم ہماری ہر حیا والی چیز کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں ہر خوف اور گھبراہٹ سے امن عطا فرما۔

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ دشمن سامنا کرنے سے بھاگ گیا ہوا، ان پر مسلط کر دی گئی، ان کی ہنڈیاں الٹ گئیں، ان کے خیمے اکھڑ گئے، سخت تاریکی اور ٹھنڈک میں پھنس گئے اور وہ جتھے شکست سے دو چار ہوئے۔ (مرعاۃ: ٦/١٠٠)

(٩٤١٠) احمد: ١٠٦١٣۔ بزار، واسناد البزار متصل ورجاله ثقات وكذالك رجال احمد الا ان فى نسختى من المسند عن ربيع بن ابى سعيد عن ابيه وهو فى البزار عن ابيه عن جده.

أَدْعِيَةُ الْكَرَبِ وَالْإِسْتِخَارَةِ وَالْحِفْظِ وَالطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاللِّبَاسِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

مصیبت، استخارہ، حفظ، کھانے پینے اور لباس پہننے کی دعائیں

۹٤۱۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ. (رواه البخاری: ٦٣٤٦)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے: نہیں کوئی معبود مگر اللہ عظمت والا تحمل والا۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ عرشِ عظیم کا رب۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ آسمانوں کا، زمین کا اور عزت والے عرش کا رب۔'' (الشیخان)

۹٤۱۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ بِدُوْنَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، بَعْدَ الْأَرْضِ. (رواه الترمذی: ٣٤٣٥)

''اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی کی روایت میں لفظ الارض کے بعد کلمہ لا إلٰہ الا اللہ مذکور نہیں ہے۔''

۹٤۱۳۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ أَبُوْ أُمَامَةَ فَقَالَ يَا أَبَاأُمَامَةَ مَالِيْ أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ قَالَ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِيْ وَدُيُوْنٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَامًا إِذَا أَنْتَ قُلْتَهٗ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَضٰى عَنْكَ دَيْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد میں داخل ہوئے، اچانک ایک انصاری ابوامامہ کو دیکھا اور فرمایا: اے ابوامامہ! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے نماز کے وقت کے بغیر مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: مجھے غموں نے گھیر رکھا ہے اور قرضے بہت ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ سکھاؤں کہ جب تم اس پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانیاں دور فرما دے گا اور تمہارا قرض چکا دے گا۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: صبح اور شام کو یہ کہا کرو: ''اے اللہ! میں غم او رپریشانی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور

(۹٤۱۱) بخاری: ٦٣٤٦۔ مسلم: ۲۷۳۰۔ ترمذی: ۳٤۳٥۔ ابن ماجہ: ۳۸۸۳۔ احمد: ۳۱۳۷.

(۹٤۱۲) ترمذی: ۳٤۳٥.

(۹٤۱۳) ابوداؤد: ۱٥٥٥۔ ضعیف، البانی: ۳۳۳.

وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَمِّيْ وَقَضٰى عَنِّيْ دَيْنِيْ. (رواه أبوداوٗد: ١٥٥٥)

عاجزی اور سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بخیلی اور بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں او رقرض کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' اس نے کہا: میں نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے میرے غم دور کردیے اور میرا قرض ادا کردیا۔'' (ابوداود)

٩٤١٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَرَبَهٗ أَمْرٌ قَالَ يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ. (رواه الترمذی: ٣٥٢٤)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی پریشان کن کام پیش آتا تو آپ ﷺ فرماتے تھے: اے زندہ رہنے والے، اے قائم رہنے والے! میں تیری رحمت کے ساتھ مدد طلب کرتا ہوں۔'' (ترمذی)

٩٤١٥۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ أَوْفِي الْكَرْبِ أَللّٰهُ أَللّٰهُ رَبِّيْ لَاأُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا. (رواه أبوداوٗد: ١٥٢٥)

''سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے کچھ کلمات بتادوں اور تو وہ کلمات پریشانی کے وقت یا پریشانی کے حال میں کہا کر: ''اللہ، اللہ میرا رب ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

٩٤١٦۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهٗ قَالَ لِأَبِيْهِ يَاأَبَتِ إِنِّيْ أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِي اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِي اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ تُعِيْدُهَا ثَلَاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِيْنَ تُمْسِيْ فَقَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ. (رواه أبوداوٗد: ٥٠٩٠)

''عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا: اے ابا جان! ہر صبح وشام میں آپ کو یہ کہتے سنتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے میرے بدن میں عافیت عطا کر، اے اللہ! مجھے میرے کانوں میں عافیت عطا فرما، اے اللہ! مجھے میری آنکھوں میں عافیت عطا فرما۔ نہیں کوئی معبود مگر تو۔ ان کلمات کو صبح وشام تین بار تکرار کرکے کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اے بیٹے! میں نے نبی کریم ﷺ کو ان کلمات کے ساتھ دعا مانگتے سنا ہے اور میں آپ ﷺ کی سنت کو اپنا طریقہ بنانا پسند کرتا ہوں۔'' (یہ دونوں ابوداود کی روایات ہیں)

(٩٤١٤) ترمذی: ٣٥٢٤۔ حسن، البانی: ٢٧٩٦.

(٩٤١٥) ابوداؤد: ١٥٢٥۔ صحیح، البانی: ١٣٤٩۔ ابن ماجہ: ٣٨٨٢.

(٩٤١٦) ابوداؤد: ٥٠٩٠۔ حسن الاسناد، البانی: ٤٢٤٥۔ احمد: ٢٧٨٩٨.

٩٤١٧ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: مَنْ كَثُرَ هَمَّهٗ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ أُمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيْ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيْ قَضَآؤُكَ ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ ، أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدِكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ ، وَجِلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ ، مَاقَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ إِلَّا أَذْهَبَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَأَبْدِلْهٗ بِهٖ فَرَجًا . (رواه رزين)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس کے غم زیادہ ہوں وہ یوں کہے: اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، تیرے قبضے میں ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں گروی ہے، تیرا حکم عدل ہے اور تقدیر تیری ہی ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر نام کے وسیلے سے جو تو نے اپنا نام رکھا ہے یا تو نے اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا تو نے اس کو اپنے پاس غیب میں پردے میں رکھا ہے کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار بنا دے اور میری پریشانی اور غم کو دور کر دے۔ ان کلمات کو جس بندے نے کہا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے غم دور کر دیتا ہے اور اس کے لیے کشادگی تبدیل کر کے لے آتا ہے۔'' (رزین)

٩٤١٨ـ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ اللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ . (رواه الترمذى:٣٥١٦)

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کسی کام کا ارادہ کرتے تو یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! میرے لیے اختیار کر اور منتخب کر۔'' (ترمذی)

شرح: ...... پہلی دعا پڑھنے کی اس وقت تلقین ہے جب کوئی شدت، مصیبت اور پریشانی لاحق ہو، اس میں حلیم وصف الٰہی ہے۔ اس کا مطلب ہے جو قدرت کے باوجود سزا دینے میں تاخیر کرتا ہے، عظیم بھی صفت الٰہی ہے اس پر کوئی چیز بڑائی نہ رکھتی ہو۔ کریم کا مطلب ہے جو اپنے فضل سے عطیات کی بارش برسائے۔

اس دعا میں لا الٰہ الا اللہ کا جملہ ہے جو توحید پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی جلالی تنزیہات بیان ہوئی ہیں اور عظمت الٰہی کا تذکرہ ہے جس سے اللہ کی قدرت کاملہ پر دلالت ہے، حلم کا وصف علم پر دلالت کرتا ہے، جاہل سے علم وحلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان اوصاف الٰہیہ کو دعا سے پہلے بیان کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

ابن بطال بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رازی کہتے ہیں، میں اصفہان میں ابونعیم کے پاس حدیث لکھتا تھا، وہاں ابوبکر بن علی ایک شیخ تھے جو کہ مفتی تھے، بادشاہ کے ہاں کسی نے ان کے خلاف چغلی کھائی۔ ابوبکر رازی کہتے ہیں: میں نے

(٩٤١٧) رزين.

(٩٤١٨) ترمذى: ٣٥١٦ـ ضعيف، البانى: ٦٩٩.

نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا اور جبریل علیہ السلام آپ کی دائیں جانب بغیر رکاوٹ کے تسبیح پڑھتے جا رہے ہیں، نبی ﷺ نے مجھ سے کہا: ابوبکر بن علی سے کہو۔ صحیح بخاری کی یہ کرب والی دعا پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دیں گے۔ صبح میں ان کے پاس گیا اور یہ بتایا، انہوں نے دعا کی، چنانچہ کچھ عرصہ بعد ہی انہیں رہا کر دیا گیا۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۱۴۶)

٩٤١٩ـ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا أَنْ نَقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. (رواه الترمذي: ٣٤٠٧)

''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ تعلیم دیتے وقت جب ہمیں کوئی حکم دیتے تو فرماتے تھے: کہو! اے اللہ! میں ثابت قدم رہنے کا سوال کرتا ہوں اور ہر کام میں ہدایت کے ساتھ پختہ رہنے کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! شکرِ نعمت اور حسنِ عبادت کا سوال کرتا ہوں، سچی زبان اور قلبِ سلیم کا سوال کرتا ہوں اور ہر شر جس کو تو جانتا ہے اس سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور ہر گناہ جو تو جانتا ہے اس سے مغفرت کا طلب گار ہوں، بے شک تو ہی تمام مغیبات کو جاننے والا ہے۔'' (ترمذی)

٩٤٢٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ تَفَلَّتَ هٰذَا الْقُرْآنُ مِنْ صَدْرِيْ فَمَا أَجِدُنِيْ أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتُ فِيْ صَدْرِكَ قَالَ أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلِّمْنِيْ قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُوْمَ فِيْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُوْدَةٌ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا مُسْتَجَابٌ وَقَدْ قَالَ

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: اتفاقاً ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ قرآن میرے سینے سے نکلا جاتا ہے اور میں اس کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! کیا میں تجھے چند کلمات بتا دوں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے دے اور جو تو پڑھے وہ تیرے سینے میں ثابت رہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھے تعلیم دے دیں۔ آپ نے فرمایا: جب جمعہ کی رات آئے اور تجھے طاقت ہو تو رات کے آخری تیسرے حصے میں اٹھ اس لیے کہ وہ حاضری کا وقت ہے اور اس وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔ بے شک میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو فرمایا تھا کہ میں

(٩٤١٩) ترمذي: ٣٤٠٧ـ ضعيف، البانی: ٦٧٥ـ احمد: ١٦٦٨٤.

(٩٤٢٠) ترمذي: ٣٥٧٠ـ موضوع: ٧١٩.

أَخِي يَعْقُوبُ لِبَنِيهِ ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي﴾ يَقُوْلُ حَتّٰى تَأْتِيْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ وَسَطِهَا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ أَوَّلِهَا فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةِ يٰسٓ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحٰمٓ الدُّخَانِ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلِ فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَأَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللّٰهِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَأَحْسِنْ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِإِخْوَانِكَ الَّذِيْنَ سَبَقُوْكَ بِالْإِيْمَانِ ثُمَّ قُلْ فِيْ آخِرِ ذٰلِكَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ أَنْ أَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظْرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّي اللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِوَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ أَنْ أَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ

تمہارے لیے بخشش طلب کروں گا یعنی جب جمعہ کی رات آئے گی۔ اور اگر یہ نہ کر سکے تو رات کے نصف میں اٹھ اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اول رات ہی اٹھ اور چار رکعات پڑھ۔ بعد فاتحہ اول رکعت میں سورت یٰسٓ۔ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے حٰمٓ الدخان، تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے الٓمٓ السجدہ اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے تبارک المفصل پڑھ۔ تشہد سے فارغ ہوکر اچھے طریقے سے اللہ کی حمد وثنا کر اور میرے اوپر درود پڑھ عمدہ طریقے سے اور سارے انبیاء پر درود بھیج اور تمام مومن مرد وخواتین کے لیے مغفرت طلب کر اور ان اپنے بھائیوں کے لیے جو ایمان کے ساتھ تجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ پھر آخر میں یہ کہو: اے اللہ! میرے اوپر رحمت فرما کہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے میں معاصی او رنافرمانی سے باز رہوں۔ اور بے کار باتوں میں پڑنے سے اپنی رحمت کے ساتھ مجھے بچا اور مجھے بہتر دیکھنا نصیب کر جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! اے زمین آسمان کو ابتداء سے پیدا کرنے والے! اے عظمت اور اکرام کے مالک اور اس عزت کے مالک جس کا کوئی ارادہ نہیں کر سکتا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ! اے رحمٰن ! تیری عظمت اور جلال کے وسیلے سے اور تیرے چہرے کے نور کے وسیلے سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کرنے کے لیے میرے دل کو لگا دے جیسے تو نے مجھے تعلیم دی ہے۔ اور مجھے اس کی تلاوت کی وہ تعلیم دے جس سے تو راضی ہو۔

اے اللہ! ابتداء سے زمین وآسمان کو پیدا کرنے والے! صاحبِ جلال واکرام وصاحبِ عزت جس کا حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ! اے

وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرِ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَأَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَأَنْ تَشْرَحْ بِهٖ صَدْرِيْ وَأَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَإِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا أَبَا الْحَسَنِ تَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا تُجَبْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَوَ اللّٰهِ مَالَبِثَ عَلِيٌّ إِلَّا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ فِيْمَا خَلَا لَا آخُذُ إِلَّا أَرْبَعَ آيَاتٍ أَوْ نَحْوَهُنَّ وَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلٰى نَفْسِيْ تَفَلَّتْنَ وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِيْنَ آيَةً أَوْ نَحْوَهَا وَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلٰى نَفْسِيْ فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيْثَ فَإِذَا رَدَّدْتُهٗ تَفَلَّتَ وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الْأَحَادِيْثَ فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَا أَبَا الْحَسَنِ. (رواه الترمذي: ٣٥٧٠)

٩٤٢١ـ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ: عَلَّمَنِىَ النَّبِىُّ ﷺ هَذَا الدُّعَآءَ فَقَالَ قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْأَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَبِإِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ،

رحمٰن! کہ تو میری آنکھیں اپنی کتاب کے ساتھ روشن کردے اور میری زبان اس کو پڑھنے اور بولنے والی بنادے۔ اور اس کے ذریعے سے میرے دل کو کشادہ کردے اور میرا سینہ اس کے ذریعے کھول دے۔ اور میرے بدن کو اس کی تعمیل میں لگادے۔ یقیناً تیرے سوا حق پر چلنے کی امداد مجھے کوئی نہیں دے گا اور نہ تیرے سوا کوئی دے سکتا ہے۔ بدی سے بچنے اور بھلائی حاصل کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ بلند تر عظمت والے کے ساتھ۔ اے ابوالحسن! تین جمعہ، پانچ یا سات جمعہ تک یہ عمل کر، تیری دعا باذن اللہ قبول ہوگی۔ قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ یہ دعا ایماندار کے حق میں خطا نہیں جاتی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! پانچ یا سات جمعے گذرنے کے بعد پھر علی رضی اللہ عنہ نے آکر نبی ﷺ کی مجلس میں عرض کی: اے اللہ کے رسول! پہلے میں چار آیات یا اس قدر ہی بطور سبق لیتا تھا اور وہ بھی جب پڑھنے لگتا تھا تو میں بھول چکا ہوتا تھا۔ اور اب میں چالیس آیات یا اس کے مثل سبق لیتا ہوں اور پھر جب اپنے طور پر پڑھتا ہوں تو گویا کتاب میرے سامنے ہے۔ اور میں حدیث سنتا تھا اور پھر جب اس کا تکرار کرتا تھا تو میرے ذہن سے اتر چکی ہوتی تھیں۔ اور اب میں احادیث سنتا ہوں اور جب ان کو بیان کرتا ہوں تو ایک حرف بھی کم نہیں کرتا۔ پس اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کعبہ کے رب کی قسم! ابو الحسن رضی اللہ عنہ مومن ہے۔''

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ دعا نبی کریم ﷺ نے سکھلائی اور فرمایا: یوں کہہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے اور

(٩٤٢١) رزين.

وَبِمُوْسٰى نَجِيِّكَ وَعِيْسٰى رُوْحِكَ وَكَلِمَتِكَ، وَبِتَوْرَاةِ مُوْسٰى وَاِنْجِيْلِ عِيْسٰى، وَزَبُوْرِ دَاوٗدَ وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ ،وَكُلِّ وَحيٍ أَوْ حَيْتَهٗ أَوْ قَضَآءٍ قَضَيْتَهٗ ،وَأَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ أَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ غَيْبِكَ ،وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطُّهْرِ الطَّاهِرِ بِالْأَحَدِ الصَّمَدِ الْوِتْرِ ،وَبِعَظْمَتِكَ وَكِبْرِيَائِكَ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ ،أَنْ تَرْزُقَنِىْ الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ ،وَأَنْ تَخْلِطَهٗ بِلَحْمِىْ وَدَمِىْ وَسَمْعِىْ وَبَصَرِىْ ،وَتَسْتَعْمِلَ بِهٖ جَسَدِىْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ ،فَإِنَّهٗ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّابِكَ . (رواه رزين)

ابراہیم علیہ السلام تیرے خلیل کے وسیلے اور تیرے نجات یافتہ موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے اور عیسیٰ علیہ السلام تیری روح اور کلمہ کے وسیلے سے۔ موسیٰ علیہ السلام کی تورات، عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، داؤد علیہ السلام کی زبور اور محمد ﷺ کی کتاب فرقانِ حمید کے وسیلے سے اور ہر وحی کے وسیلے سے جو تو نے وحی کی اور ہر قضا و تقدیر کے وسیلے سے جو تو نے فیصلہ فرمایا۔ اور میں سوال کرتا ہوں تیرے ہر اسم کے وسیلے سے جو تو نے کسی کتاب میں نازل کیا یا تو نے اس کو اپنے غیب میں مخفی رکھا ہے۔ میں سوال کرتا ہوں تیرے پاک نام پاک کرنے والے کے وسیلے سے، اسمِ احد، صمد اور وِتر کے وسیلے سے، تیری عظمت و کبریائی اور تیرے چہرے کے وسیلے سے کہ مجھے قرآن اور اس کا علم دے دے۔ اور قرآن کو میرے گوشت ،خون ،کانوں اور میری آنکھوں میں ملا کر جاری وساری کردے اور میرے بدن کو اس کی تعمیل میں لگا دے، اپنی حول وقوت کے ذریعے سے، نہ بدی کا دفاع کرنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی حاصل کرنے کی قوت ہے مگر تیری توفیق سے۔'' (رزین)

٩٤٢٢۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ . (رواه الترمذى: ٣٤٥٧)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کھاتے یا پیتے تو کہتے: ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔'' (ترمذی وابوداود)

٩٤٢٣۔ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا . (رواه أبوداوٗد: ٣٨٥١)

''سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کھلایا پلایا اور خوشگوار بنایا اور اس کو خارج کرنے کا راستہ بنایا ہے۔''

(٩٤٢٢) ترمذی: ٣٤٥٧۔ ضعیف، البانی: ٦٨١۔ ابن ماجه: ٣٢٨٣.

(٩٤٢٣) ابوداؤد: ٣٨٥١۔ صحیح، البانی: ٣٢٦١.

٩٤٢٤ـعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. (رواه البخاري: ٥٤٥٨)

''سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ دستر خوان اٹھواتے تو یوں دعا کرتے: اللہ تعالیٰ کا بہت بابرکت پاکیزہ شکر ہے کہ نہ رزق اور نہ رخصت کیا، اے رب تعالیٰ! ہم تیرے رزق سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔'' (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

٩٤٢٥ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (رواه الترمذي: ٣٤٥٨)

''سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کھانا کھا کر کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا دے کر کھلایا اس کے حاصل کرنے کی مجھے عدی وجودی کوئی قدرت نہیں تھی تو اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (ترمذی)

٩٤٢٦ـ وَفِيْ زِيَادَةٍ: وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. (رواه أبو داوٗد:٤٠٢٣)

ابوداود نے اس میں اضافہ کیا: ''جس نے کپڑا پہنا اور پھر کہا: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر عنایت کیا تو اس کے سابقہ اور آئندہ کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

٩٤٢٧ـ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ لَا يُؤْتٰى أَبَدًا بِطَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ حَتّٰى الدَّوَاءَ فَيَطْعَمَهُ أَوْ يَشْرَبَهُ إِلَّا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَنَعَّمَنَا اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ أَلْفَتْنَا نِعْمَتُكَ بِكُلِّ شَرٍّ فَأَصْبَحْنَا مِنْهَا وَأَمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ فَنَسْأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھانے اور پینے اور دوائی وغیرہ جو چیز لائی جاتی، آپ ﷺ اس کو کھاتے یا پیتے تو ضرور کہتے تھے: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت دی ہے اور ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہم پر انعام کیا، اللہ بہت بڑا ہے۔ یا اللہ! تو نے ہم سے ہر شر کو دور رکھ کر ہم پر انعام کیا، پس ہم صبح و شام خیریت اور بھلائی میں رہتے ہیں، ہم تیری نعمتیں مکمل ہونے اور شکرِ نعمت کی

(٩٤٢٤) بخاري: ٥٤٥٨ـ ابوداؤد: ٣٨٤٩ـ ترمذي: ٣٤٥٦ـ ابن ماجه: ٣٢٨٤ـ دارمي: ٢٠٢٣ـ احمد: ٢١٧٥٣.

(٩٤٢٥) ترمذي: ٣٤٥٨ـ حسن، الباني: ٢٧٥١ـ ابن ماجه: ٣٢٨٥.

(٩٤٢٦) ابوداؤد: ٤٠٢٣ـ حسن، الباني ـ دون زيادة وماتاخر في الموضعين: ٣٣٩٤ـ دارمي: ٢٦٩٠.

(٩٤٢٧) مؤطا: ١٧٤٠ـ موقوفا على عروة ولرزين عنه عن عائشة.

غَيْرُكَ إِلٰهَ الصَّالِحِينَ وَرَبَّ الْعَالَمِيْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (رواه مالك: ١٧٤٠ ، لِمَالِكٍ مَوْقُوْفًا عَلٰى عُرْوَةَ وَلِرَزِيْنٍ عَنْهُ عَنْ عَائِشَةَ)

توفیق کا سوال کرتے ہیں، کوئی بھلائی نہیں ماسوا اس کے جس کو تو بھلائی بنا دے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اے تمام نیک بندوں کے رب اور تمام جہانوں کے رب! تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ، جو اللہ چاہے بھلائی کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے، اے اللہ! ہمارے لیے برکت ڈال اس میں جو تو ہمیں عنایت کر دے اور ہمیں آگ سے بچا (مالک نے موقوف روایت کی ہے عروہ پر اور رزین نے عروہ کی روایت از عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی)۔''

شرح: ......کھانے کے بعد حمد کرنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ کھانا ایک نعمت ہے اور اس پر اللہ کے شکر سے اس میں اضافہ ہوتا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: ٧)

''اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا۔''

کھانا کھلانا بھی نعمت ہے، پانی سے سیراب کرنا بھی نعمت ہے اور کھانے پینے کو حلق سے نیچے گزارنا بھی نعمت ہے اور کھانا دانتوں میں چبانا اور معدے تک پہنچانا اور پھر معدہ جو جسم کے لیے مناسب ہے اسے جگر تک پہنچاتا ہے اور سارے جسم کی جہاں صلاح ہے، وہاں تک خون گردش کرتا ہے اور جو فضلہ اور بے کار چیز ہے وہ بذریعہ پیشاب اور حاجت باہر آ جاتا ہے، اس بابرکت رب نے کتنا بہترین نظام چلا رکھا ہے، لہٰذا انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دل سے اور زبان سے اور اعضاء سے اس اللہ کا شکریہ ادا کرے۔ (عون المعبود: ۳/۴۳۲)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ جب آپ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا پڑھتے۔

یہاں ایک اشکال ہے کہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے دسترخوان پر کھانا نہیں کھایا۔

اس کا حل یہ ہے، ایک دسترخوان ہے جسے مائدہ کہتے ہیں، یہ کپڑے، چمڑے اور چٹائی یا لکڑی وغیرہ کا ہوتا ہے۔

ایک دسترخوان ہے جسے ''خوان'' کہتے ہیں، یہ لکڑی کا ہوتا ہے اس کے پائے ہوتے ہیں جس پر جھک کر خوشحال لوگ کھانا کھاتے ہیں، اس کی نفی ہے کہ آپ نے اس پر کھانا نہیں کھایا۔ جس دسترخوان پر کھانے کا ذکر ہے وہ عام ہے کہ کسی بھی چیز میں یا دسترخوان پر کھانا آتا آپ کھا لیتے۔

اس میں اس بات پر حمد ہے کہ کھانے کی ضرورت ہمیشہ ہے، اس سے بے نیازی ممکن نہیں، اسی طرح اللہ کے شکریہ

کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

ان دعاؤں میں بندے نے اپنی قوت سے داماندگی کا اقرار کیا ہے کہ یہ کھانا میری قوت سے نہیں ملا۔ اس رب نے میسر فرمایا ہے جو تعریف کے لائق ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۹/ ۵۴۱)

۹۴۲۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ فَجَاءَ تْنَا بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَخَالِدٌ عَلٰى شِمَالِهٖ فَقَالَ لِيَ الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ مَاكُنْتُ أُوْثِرُ عَلٰى سُؤْرِكَ أَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ. (رواه الترمذی: ۳٤۵۵)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور ہمارے ساتھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ہمارے پاس دودھ کا برتن لائیں اور آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ میں آپ ﷺ کے دائیں طرف تھا اور خالد آپ کے بائیں طرف تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: پینے کا حق تو تیرا ہے اور اگر تو چاہے تو خالد پر ایثار کر دے۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کا پس خوردہ میں کسی پر ایثار نہیں کرتا، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ کھانے پینے کی کوئی چیز عنایت فرمائے، وہ کہے: یا اللہ! اس میں ہمیں برکت عطا کر اور اس سے بہتر عنایت فرما۔ اور جس کو اللہ دودھ پلائے تو وہ کہے: اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت ڈال۔ پس دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پینے ہر دو کا کام نہیں دیتی۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

شرح:...... اس میں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ کھانا کھانے لگیں تو کہیں: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ اور اوپر مذکورہ دعائیں کھانے کے بعد کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ دودھ پی کر اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ پڑھیں دودھ چونکہ پیاس اور کھانے دونوں کا کام دیتا ہے اس لیے اس میں اضافہ کی اور برکت کی دعا ہے۔
(انجاز الحاجہ: ۹/ ۵۷٦)

۹۴۲۹۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو انہوں نے روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا۔ آپ ﷺ نے کھایا، پھر آپ نے فرمایا: ''تمہارے

(۹٤۲۸) ترمذی: ۳٤۵۵۔ قال الالبانی، حسن: ۲۷٤۹۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۳۲۲.

(۹٤۲۹) ابوداؤد: ۳۸۵٤۔ صحیح، البانی: ۳۲٦۳۔ دارمی: ۱۷۷۲۔ احمد: ۱۱۷٦۷.

وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. (رواه أبوداوٗد:٣٨٥٤)

پاس روزہ دار افطار کرتے رہیں۔تمہارا کھانا نیک لوگ کھاتے رہیں اور تم پر فرشتے درود بھیجتے رہیں۔''

٩٤٣٠۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَنَعَ أَبُو الْهَيْثِمِ بْنُ التَّيْهَانِ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ فَلَمَّا فَرَغُوْا قَالَ أَثِيْبُوْا أَخَاكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا إِثَابَتُهُ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُخِلَ بَيْتُهُ فَأُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ فَدَعَوا لَهُ فَذٰلِكَ إِثَابَتُهُ. (رواه أبوداوٗد: ٣٨٥٣)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابولہیثم بن تیہان نے کھانا تیار کیا، پھر نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو کھانے پر مدعو کیا، جب کھا کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو بدلہ دو۔لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس کا بدلہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب کوئی مرد کسی کے گھر میں داخل ہو اور اس کا کھانا پینا کھائے پیے تو گھر والے کے لیے دعا کرے، یہ اس کا بدلہ چکانا ہے۔'' (یہ دونوں ابوداؤد کی روایات ہیں)

شرح: ......ثابت ہوا کہ جس کے گھر کھانا کھائیں اوپر والی دعا کے ذریعے اسے صلہ دیں۔(عون المعبود:۳/۴۳۳)

٩٤٣١۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ إِمَّا قَمِيْصًا أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. (رواه أبوداوٗد: ٤٠٢٠)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! تیر حمد وثنا ہے، تو نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے۔ پھر آپ ﷺ اس کا نام ذکر کرتے تھے کہ یہ قمیض ہے، یا پگڑی ہے یا چادر ہے ۔ میں اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جس کے لیے یہ بنائی گئی ہے۔'' (ترمذی اور ابوداؤد)

٩٤٣٢۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِيْ

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نیا لباس پہنا اور کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس پہنایا اور اس کے ذریعے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں۔ اور اپنی زندگی میں خوبصورتی حاصل کرتا ہوں، پھر اس نے پرانا کپڑا صدقہ کر دیا تو وہ شخص اللہ کی پناہ میں اور اللہ کی حفاظت میں اور

(٩٤٣٠) ابوداؤد: ٣٨٥٣۔ ضعیف، البانی: ٨٣٠.

(٩٤٣١) ابوداؤد: ٤٠٢٠۔ صحیح، البانی: ٣٣٩٣۔ ترمذی: ١٧٦٧.

(٩٤٣٢) ترمذی: ٣٥٦٠.

كَنَفِ اللّٰهِ وَفِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِيْ سَتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَمَيِّتًا. (رواه الترمذي: ٣٥٦٠)

اللہ کے پردے میں رہتا ہے۔زندگی میں بھی اور بعداز موت بھی۔''(ترمذی)

شرح:...... بہترین لباس یہ ہے جو باقی رہے اور صاف ستھرا ہو، گرمی اور سردی سے بچائے، ستر والا باپردہ ہو، عبادت واطاعت پر معاون ہو۔

شر والا یہ ہے کہ حرام ہو، نجس ہو اور دیرپا نہ ہو، نافرمانی کا باعث ہو اور شرارت والا ہو، فخر اور غرور والا ہو۔

تاہم یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نیا لباس پہنتے وقت اللہ کی حمد کرنا مستحب ہے۔(عون المعبود:۴/۴۷)

٩٤٣٣ـ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ ، رَفَعَهٗ: إِذَاطَنَّتْ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرْنِيْ وَلْيُصَلِّ عَلَيَّ ، وَلْيَقُلْ: ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِيْ بِهٖ. (للكبير: ٩٥٨ ، والبزار)

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں کسی کے کان میں آواز پیدا ہو تو وہ مجھے یاد کرے اور میرے اوپر درود بھیجے اور کہے: اللہ اس شخص کو بھلائی کے ساتھ یاد کرے جس نے مجھے یاد کیا ہے۔''(طبرانی اور بزار)

٩٤٣٤ـ أَنَسٍ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَظَرَ فِى الْمِرْاٰةِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الذِيْ سَوّٰى خَلْقِيْ ، وَأَحْسَنَ صُوْرَتِيْ ، وَزَانَ مِنِّى مَاشَأْنَ مِنْ غَيْرِيْ. (رواه البزار: ٣١٢٤ ، بلين)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب شیشہ دیکھتے تو یہ دعا کرتے تھے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری تخلیق برابر کی اور جس نے میری صورت اچھی بنائی اور مزین کیا مجھے جس چیز کے ساتھ چاہا دوسروں سے۔'' (البزار سند کمزور)

أَدْعِيَةُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَعِنْدَ الرَّعْدِ وَالسَّحَابِ وَالرِّيْحِ وَالْعِطَاسِ وَدُعَاءِ عَرَفَةَ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ

چاند دیکھتے وقت، رعد گرجتے وقت، بادلوں اور ہواؤں کے چلنے کے وقت اور چھینک آنے کے وقت کی دعا اور عرفہ اور لیلۃ القدر کی دعا

٩٤٣٥ـ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ. (رواه الترمذي: ٣٤٥١)

''سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب چاند دیکھتے تو فرماتے تھے: اے اللہ !اس کو ہم پر سعادت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما، میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''(ترمذی)

(٩٤٣٣) طبراني كبير: ٩٥٨ـ بزار اسناد الطبراني في الكبير حسن، هيثمي: ١٧١٤٢.

(٩٤٣٤) البزار: ٣١٢٤ـ وفيه داود بن المحبر وهو ضعيف جدا وقد وثقه غير واحد وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٧١٤٣.

(٩٤٣٥) ترمذي: ٣٤٥١ـ صحيح، الباني: ٢٧٤٥ـ دارمي: ١٦٨٨ـ احمد: ١٤٠٠.

٩٤٣٦۔ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا. (رواه أبوداوٗد: ٥٠٩٢)

''قتادہ سے مروی ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چاند دیکھتے تو فرماتے تھے: ''خیر اور ہدایت کا چاند خیر اور ہدایت کا چاند، خیر اور ہدایت کا چاند......میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔ تین بار، پھر فرماتے: شکر اس اللہ کا جس نے وہ مہینہ گذار دیا اور یہ مہینہ لے آیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... چاند ایک، دو یا تین دن کا ہو تو اسے ہلال کہتے ہیں، اس کے علاوہ ہو تو اسے قمر کہتے ہیں۔ اہلال کا مطلب ہے کہ آواز بلند کرنا، جب لوگ چاند دیکھتے ہیں تو آواز بلند کرتے ہیں، اس لیے اس کا نام ہلال ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اللہ کریم اسے ہمارے اوپر امن وایمان سے معمور کر کے طلوع فرما، یعنی اس کا باطن بھی اور ظاہر بھی سلامتی والا ہو، ہر نقصان سے پاک ہو اور ہر نفع سے مزین ہو۔

اس میں چاند کی عظمت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اسے مخاطب کیا گیا ہے، اس میں خالق کی ہر شریک سے نفی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی تنہا تدبیر کر رہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۶۴)

٩٤٣٧۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ. (رواه الترمذي: ٣٤٥٠)

''سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رعد کی آواز سنتے یا بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو دعا کرتے: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب کے ساتھ ہلاک نہ کر اور نہ اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک کر اور اس سے پہلے ہی ہمیں معاف فرما دے۔'' (ترمذی)

٩٤٣٨۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَافِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا

''زوجہ نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جب بھی تند ہوائیں چلتیں تو یہ دعا کرتے: یا اللہ! میں سوال کرتا ہوں عمدہ ہواؤں کا اور بہتر اس چیز کا جو ان میں ہے اور بھلائی کا جس کے ساتھ یہ روانہ کی گئی ہے اور میں ہوا کے شر سے

(٩٤٣٦) ابوداؤد: ٥٠٩٢۔ ضعيف الاسناد، البانی: ١٠٨٩۔

(٩٤٣٧) ترمذی: ٣٤٥٠۔ ضعيف، البانی: ٦٨٠۔ احمد: ٥٧٢٩۔

(٩٤٣٨) مسلم: ٨٩٩۔ بخاری: ٤٨٢٩۔ ابوداؤد: ٥٠٩٨۔ ترمذی: ٣٢٥٧۔ ابن ماجه: ٣٨٩١۔ احمد: ٢٣٨٤٨۔

وَشَرِّ مَافِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ. (رواه مسلم: ٨٩٩)

اور جو چیز اس میں ہے اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ یہ چلائی گئی۔ تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' (الشیخان، الترمذی)

٩٤٣٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا فِيْ أُفُقِ السَّمَاءِ تَرَكَ الْعَمَلَ وَإِنْ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا فَإِنْ مُطِرَ قَالَ اللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيْئًا. (رواه أبوداوٗد: ٥٠٩٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب آسمان میں کچھ ظاہر ہوتا دیکھتے تو اپنا کام ترک کر دیتے اور اگر نماز کی حالت میں ہوتے تو اس میں تخفیف کر دیتے اور پھر یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! میں اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' اگر بارش شروع ہوتی تو یہ دعا کرتے: ''یا اللہ! زرخیز اور خوش گوار ہو۔''

٩٤٤٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ قَالَ سَلَمَةُ فَرَوْحُ اللّٰهِ تَأْتِيْ بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِيْ بِالْعَذَابِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا وَسَلُوا اللّٰهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا. (رواه أبوداوٗد: ٥٠٩٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہوا اللہ تعالیٰ کے عطیہ میں سے ہے، یہ رحمت لے کر بھی آتی ہے اور عذاب کے ساتھ بھی نازل ہوتی ہے، تو ہوا کو تم دیکھو تو اس کو برا مت کہو، اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور سب مل کر اللہ کی پناہ طلب کرو اس کے شر سے۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... ان احادیث میں اللہ سے ڈرتے رہنے اور اس کی طرف التجا کرنے کی ترغیب ہے کہ احوال بدل رہے ہوں، اور حادثہ کا خطرہ ہو تو اللہ کی پناہ میں آ جائیں، یہ نہ ہو نافرمانوں کی نافرمانی کی وجہ سے سزا سے دو چار ہو جائیں۔ ان میں اس چیز کی یاد دہانی کرائی گئی پہلی امتیں جس سے بے خبر ہو چکی تھیں۔ ان احادیث میں نبی ﷺ کی شفقت جو امت پر جھلکتی ہے اس کا بھی تذکرہ ہے کہ میری امت اس عذاب سے بچ جائے جو پہلی امتوں کو پہنچا، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے بادل ہوا اور بارش کی صورت میں ان دعاؤں کے پڑھنے کی تربیت کی ہے۔

بارش اترتی ہو تو اللہ کی حمد کی جائے کیونکہ یہ رحمت ہے اور اس سے عذاب کا بھی امکان ہے اس لیے اس سے پناہ مانگی جائے اور مسلمان دنیا وآخرت کی اصلاح طلب کریں۔

چار ہوائیں رحمت والی ہیں: (۱) مبشرات۔ (۲) مثیرات (۳) مرسلات (۴) رخاء۔ (۱) وہ ہوائیں جو خوشخبری

(٩٤٣٩) ابوداؤد: ٥٠٩٩۔ صحيح، البانی: ٤٢٥٢۔ ابن ماجه: ٣٨٨٩.

(٩٤٤٠) ابوداؤد: ٥٠٩٧۔ صحيح، البانی: ٤٢٥٠۔ ابن ماجه: ٣٧٢٧.

دیتی ہیں۔ (۲) ہوائیں اٹھانے والی۔ (۳) بھیجی گئی ہوائیں۔ (۴) نرم ہوا۔

چار ہوائیں عذاب والی ہیں: (۱) عاصف، تند و تیز ہوا۔ (۲) قاصف (توڑنے والی) یہ دونوں سمندر کے متعلقہ ہیں۔ (۳) مرصہ (سخت) (۴) عقیم، بانجھ ہوا، ان کا تعلق خشکی سے ہے۔

ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ ہوا کو رحمت بھی کہا گیا ہے، یہ جب عذاب بن کر آئے تو پھر کیسے رحمت ہوئی؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ کفار، فجار سے اس کے ذریعے نجات ملتی ہے۔ ظالم مٹتے ہیں، لہٰذا یہ بھی رحمت ہوئی۔

(انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۴۳۱)

٩٤٤١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلْ أَخُوْهُ أَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَيَقُوْلُ هُوَ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. (رواه أبو داوٗد: ٥٠٣٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: اللہ کا ہر حال میں شکر ہے۔ اور وہ خود کہے یا اس کا رفیق کہے: اللہ تیرے اوپر رحمت نازل کرے۔ جب چھینک والے کو جواب دینے والا یہ جواب دے تو وہ کہے: تمہیں اللہ ہدایت دے اور تمہارے حالات بہتر کر دے۔'' (البخاری)

٩٤٤٢۔ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ مِمَّا قُلْتُ لَكَ قَالَ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ أُمِّيْ بِخَيْرٍ وَلَابَشَرٍّ قَالَ إِنَّمَا قُلْتُ لَكَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ ثُمَّ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ قَالَ فَذَكَرَ بَعْضَ

''ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ ہم سالم بن عبید کے پاس تھے کہ اس کے قریب ایک مرد کو چھینک آئی تو اس نے کہا: السلام علیکم۔ تو سالم نے اس کو کہا: تیرے اوپر اور تیری ماں پر۔ پھر سالم نے کہا: شاید جو کچھ میں نے تجھے کہا اس پر تو ناراض ہوا ہوگا؟ اس نے کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ تو میری ماں کا خیر یا شر کسی نوعیت کا ذکر نہ کرے۔ سالم نے کہا: میں نے تجھے وہ بات کہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی۔ اتفاقاً ہم آپ ﷺ کے پاس تھے تو ایک مرد کو چھینک آئی تو اس نے کہا: السلام علیکم پس آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر اور تیری ماں پر۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی چھینک آئے تو وہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور جو اس کو جواب

(٩٤٤١) ابوداؤد: ٥٠٣٣۔ صحیح، البانی: ٤٢٠٩۔ بخاری: ٦٢٢٤۔ احمد: ٨٤١٦.

(٩٤٤٢) ابوداؤد: ٥٠٣١۔ ضعیف، البانی: ١٠٦٧۔ ترمذی: ٢٧٤٠.

الْمَحَامِدِ وَلْيَقُلْ لَهٗ مَنْ عِنْدَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَرُدَّ يَعْنِي عَلَيْهِمْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ. (رواه أبوداوٗد: ٥٠٣١)

دے وہ کہے: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اور پھر چھینک آنے والا کہے: يَغْفِرُاللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اللہ ہمیں اورتمہیں بخش دے۔'' (ترمذی، ابوداوٗد کے الفاظ ہیں)

٩٤٤٣ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا عَطَسَ فَقِيْلَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُلَنَا وَلَكُمْ. (رواه مالك:١٨٠٠)

''نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب چھینک آتی اور ان کو کہا جاتا: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ تو وہ کہتے: يَرْحَمَنَا اللّٰهُ وَإِيَّا كُمْ وَ يَغْفِرَاللّٰهُ وَلَنَا وَلَكُمْ اللہ ہم پر اور تم پر رحمت نازل کرے اور ہمیں بھی بخشے اور تمہیں بھی۔'' (مالک)

شرح:...... بخارات کے بڑھکنے کی وجہ سے ناک کے بانسے سے نکلنے والی آواز کو چھینک کہتے ہیں، ان بخارات کا خارج ہونا جسم انسانی کے لیے بہت مفید ہے، اس سے بدن ہلکا ہوتا ہے، ہاضمہ درست ہوتا ہے جو کہ اللہ کی نعمت ہے اس لیے اس پر الحمد للہ کہنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں۔ (بخاری: ٦٢٢٣)

وجہ یہی ہے کہ چھینک سے وجود میں نشاط اور چستی پیدا ہوتی ہے۔ دماغی بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ اگر لمحہ بھر کے لیے نزلہ رک جائے تو موت واقع ہوسکتی ہے، اس لیے یہ اللہ کا احسان ہے، جمائی سے طبیعت بوجھل ہوتی ہے، عبادت میں رکاوٹ آتی ہے اس لیے اللہ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے۔ (ابوداوٗد: ٥٠٢٩، ترمذی: ٢٧٤٥، اسنادہ حسن)

یہ دعا نہایت ہی مناسب حال ہے، چھینک مارنے والا کہے: الحمد للہ اگر نہ کہے تو جواب دینے والے، جواب دینے کے پابند نہیں۔ اور چھینک کا جواب دینے والا کہے: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اور چھینک والا کہے: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ، کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست کرے۔

یہ جواب تین بار تک دینا ہے اس سے زیادہ چھینک مارنے والا زکام کا مریض ہوتا ہے، اس کا جواب دینا ضروری نہیں۔ (صحیح ابی داوٗد: ٤٢١٠، تفہیم الاسلام: ٢/ ٨٣٩)

٩٤٤٤ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرفات کے دن اپنے ٹھہرنے کی جگہ نبی کریم ﷺ نے بکثرت جو دعا کی وہ یہ

(٩٤٤٣) مؤطا: ١٨٠٠.

(٩٤٤٤) ترمذی: ٣٥٢٠ـ ضعیف، البانی: ٧٠٢.

الْمَوْقِفِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَإِلَيْكَ مَآبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاتَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ. (رواه الترمذی: ۳۵۲۰)

تھی: اے اللہ! تیرے لیے وہ حمد وثنا ہے جو تو نے خود بیان کی ہے اور بہتر وہ ثنا بھی تیرے لیے ہے جو ہم کہتے ہیں: اے اللہ! تیرے لیے ہے، میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اور تیری طرف میرا واپس جانا ہوگا اور میرا سب کچھ ہی تیری میراث ہے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے، سینے کے فتنے سے اور پراگندہ کاموں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اے اللہ! میں ان آفتوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جو ہوا لے کر چلتی ہے۔'' (ترمذی)

۹۴۴۵۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَاقُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (رواه الترمذی:۳۵۸۵)

''عمرو بن شعیب سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے، وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں اور وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عرفہ کے دن کی بہترین دعا جو میں نے دعا کی ہے اور جو میرے سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام نے دعا کی ہے وہ یہ کلمات ہیں: نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

شرح:...... اس دعا کو اس لیے بہترین قرار دیا گیا ہے کہ اس میں اللہ کی توحید اور ملکیت بیان ہوئی ہے اور شریعت میں توحید کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اس دعا میں اگرچہ بندے کی حاجات کا ذکر نہیں، مگر جب بندہ اپنے مولا کی خدمت میں مشغول ہو اور اس کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے مطالبات سے کنارہ کش ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے مخلص بندے کی حاجات پوری کرتا ہے، ایک قدسی حدیث میں آتا ہے، اللہ فرماتے ہیں: جس کو میری یاد نے اتنا مصروف کر دیا ہو کہ وہ اپنا سوال ہی نہ کر سکے تو میں اسے وہ دیتا ہوں جو مانگنے والوں کو بھی نہیں دیتا۔

(مشکوۃ، باب ذکر اللہ، تفہیم الاسلام: ۱/ ۸۶۰)

۹۴۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں

(۹۴۴۵) ترمذی: ۳۵۸۵۔ حسن، البانی: ۲۸۳۷.

(۹۴۴۶) ترمذی: ۳۵۱۳۔ صحیح، البانی: ۲۷۸۹۔ ابن ماجہ: ۳۸۵۰.

أَقُوْلُ فِيهَا قَالَ قُوْلِي اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ. (رواه الترمذي: ٣٥١٣)

تو کیا دعا طلب کروں؟ آپ نے فرمایا: تو یہ دعا کر اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا پسند کرتا پس تو مجھے معاف کر دے۔'' (یہ دو ترمذی کی مرویات)

شرح: ...... قدر کی رات اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے، مطلب یہ ہے کہ اس عظیم رات میں یہ کلمات کہنا ایک عظیم کام ہے، ان متبرک لمحات میں انہیں رب کائنات کی بارگاہ میں پیش کرنا نہایت ہی موزوں ہے کہ اے میرے اللہ! میں تقصیرات کا پلندہ ہوں، تاہم تیرا عفو وکرم اس سے بھی بلند تر ہے اور عفو کا تو نمایاں وصف رکھتا ہے اور اسے پسند کرتا ہے لہٰذا میری کوتاہ کاریاں خواہ کتنی بھی زیادہ ہوں تیرا عفو وکرم ان سے وسیع تر ہے، مجھے معاف کر دے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۳۰۷)

أَدْعِيَةٌ غَيْرُ مُؤَقَّتَةٍ وَفِيهَا الْإِسْتِعَاذَةُ

وہ دعائیں جو وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اور تعوذ کی دعائیں

٩٤٤٧۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْدَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ. (رواه الترمذي: ٣٥٠٥)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مچھلی والے نبی یونس علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی ہے کہ انہوں نے کہا: نہیں کوئی عبادت کے قابل مگر تو ہے، تو پاک ہے، میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ جب بھی کسی نے دعا کی تو وہ اللہ نے ضرور قبول کی۔''

شرح: ...... ذوالنون سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے، وہاں انہوں نے یہ دعا کی تھی۔ یہ کلمات لا الٰہ الخ دعا کی قبولیت کا باعث ہیں، ان میں اللہ کی تنزیہہ اور تقدیس بیان ہوئی ہے، جس سے دعا جلدی قبول ہوتی ہے، یہ اسم اعظم ہے اس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے، اس کے ذریعہ سوال کیا جائے تو دیا جاتا ہے۔

ایک آدمی نے سوال کیا تھا، اے اللہ کے رسول! یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ہی خاص تھی یا عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہر مسلمان کے لیے عام ہے، اس سے آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الانبياء: ٨٨)

''پس ہم نے یونس (علیہ السلام) کو غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم ایمانداروں کو نجات دیتے ہیں۔''

ثابت ہوا کہ یہ دعا جو بھی پریشان مسلمان کرے گا اسے غم سے نجات ملے گی۔

(٩٤٤٧) ترمذی: ٣٥٠٥۔ صحيح، البانی: ٢٧٨٥۔ احمد: ١٤٦٥.

٩٤٤٨ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغْنِي حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَاذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ. (رواه الترمذی: ٣٤٩٠)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داود علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی: اے اللہ! میں تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تیرے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ اور میں اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے اور اے اللہ! اپنی محبت مجھے اپنی جان، اپنے مال اور اپنے اہل سے اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب کر دے، اور نبی ﷺ جب بھی داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے تو فرماتے: وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار انسان تھے۔'' (یہ دو ترمذی کی مرویات ہیں)

٩٤٤٩ـ أَبُوْهُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: إِنَّ دُعَاءَ قَوْمَ يُوْنُسَ: يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَاحَيُّ حِيْنَ لَا حَيُّ يَا مُحْيِي يَا مُمِيْتُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. (رواه رزين)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کی قوم کی یہ دعا تھی: اے زندہ رہنے والے، اے قائم رہنے والے، جب کوئی زندہ نہ رہے گا اے زندہ کرنے اور مارنے والے، اے عظمت اور اکرام والے۔'' (رزین)

٩٤٥٠ـ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: لَمَّاأَهْبَطَ اللّٰهُ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ قَامَ وَجَاهَ الْكَعْبَةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَأَلْهَمَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدُّعَآءَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ وَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ، وَتَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ، وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَنِيْ إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ، وَارْضِنِيْ بِمَا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ''جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو وہ اٹھے اور کعبہ میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ نے ان کے دل میں یہ دعا الہام کی: اے اللہ! تو میرا پوشیدہ اور ظاہر جانتا ہے پس تو میرا اعذر قبول کر اور تو میری ضرورت کو جانتا ہے پس میرا سوال عطا کر اور تو میرے نفس کے عیب جانتا ہے پس میرے گناہ بخش دے۔ اے اللہ! میں وہ ایمان طلب کرتا ہوں جو میرے دل سے چمٹ جائے اور میں سچے یقین کا سوال کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں جان جاؤں کہ مجھے وہی کچھ پہنچے گا جو تو نے میرے

(٩٤٤٨) ترمذی: ٣٤٥٠ـ ضعیف، البانی: ٦٩١ـ الاقول کان اعبد البشر.

(٩٤٤٩) رزین.

(٩٤٥٠) طبرانی اوسط، وفیه النضر بن طاهر وهو ضعیف، هیثمی: ١٧٤٢٦.

قَسَمْتَ لِيْ . قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ يَاآدَمُ قَدْ قَبِلْتُ تَوْبَتَكَ ، غَفَرْتُ لَكَ ذَنْبَكَ ، وَلَنْ يَدْعُوْنِي أَحَدٌ بِهٰذَا الدُّعَآءَ إِلَّا غَفَرْتُ لَهٗ وَكَفَيْتُهٗ فِي الْمُهِمّ مِنْ أَمْرِهٖ ، وَزَجَرْتُ عَنْهُ الشَّيْطَانَ ، وَاتَّجَرْتُ لَهٗ مِنْ وَرَآءِ كُلِّ تَاجِرٍ ، وَأَقْبَلْتُ إِلَيْهِ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَإِنْ لَمْ يَرِدْهَا . (للأوسط: بضعف)

لیے لکھا ہے اور میں راضی رہوں اس پر جو تو نے میرے لیے تقسیم کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پس اللہ نے ان کی طرف وحی نازل کی: اے آدم! میں نے تیری توبہ قبول کی اور میں نے تیرا گناہ معاف کیا اور مجھے اس دعا کے ساتھ جو بھی پکارے اور سوال کرے گا میں اس کو بخش دوں گا اور اس کے لیے کفایت کروں گا اور اس کے دل میں اپنا حکم ڈال دوں گا اور اس سے شیطان کو دور کر دوں گا۔ اور ہر تاجر سے اس کی تجارت بڑھا دوں گا اور دنیا کو نکیل ڈال کر اس کی طرف متوجہ کر دوں گا خواہ دنیا کو نہ چاہتا ہو۔'' (الاوسط سند ضعیف)

٩٤٥١- اِبْنُ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: أَلَا أُعَلِّمُكُمْ الْكَلِمَاتِ الَّتِيْ تَكَلَّمَ بِهَا مُوْسٰى حِيْنَ جَاوَزَ الْبَحْرَ بِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ؟ فَقُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ ، وَلاَ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْهُ ﷺ ، قَالَ شَقِيْقٌ : فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ ، قَالَ الْأَعْمَشُ : فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ شَقِيْقٍ ، قَالَ الْأَعْمَشُ : فَأَتَانِيْ آتٍ فِيْ مَنَامِيْ فَقَالَ يَا سُلَيْمَانُ: زِدْ فِيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: وَنَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى فَسَادٍ فِيْنَا، وَنَسْأَلُكَ صَلاحَ أَمْرِنَا كُلِّهٖ. (للأوسط وللصغير: ٣٣٩: بخفى)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ بتاؤں جن سے بنی اسرائیل کو لے کر سمندر سے پار جاتے وقت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی؛ تو ہم نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! فرمایا: کہو: اے اللہ! تیرے لیے تعریف ہے اور تیرے آگے فریاد ہے اور تو ہی امداد طلب کیا گیا ہے اور نہیں بدی سے بچنے کی توفیق اور نہ نیکی حاصل کرنے کی توفیق ہے مگر اللہ بلند تر عظیم ترین ذات کی توفیق کے ساتھ۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس یہ دعا میں نے جب سے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے ترک نہیں کی۔ شقیق رحمہ اللہ نے کہا: میں نے یہ دعا ترک نہیں کی جب سے میں نے یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ اور اعمش رحمہ اللہ نے کہا میں نے یہ دعا ترک نہیں کی جب سے میں یہ شقیق رحمہ اللہ سے سنی ہے۔ پس میرے پاس خواب میں آنے والا آیا اور اس نے کہا: اے اعمش! اس میں یہ اضافہ کر: اور ہم تجھ سے امداد طلب کرتے ہیں اس بگاڑ کے خلاف جو ہمارے درمیان ہے

(٩٤٥١) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ٣٣٩- وفیه من لم اعرفهم، هیثمی: ١٧٤٢٧.

اور ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے اپنے تمام امور کی اصلاح کرنے کا۔''(الاوسط، الصغیر سند مخفی ہے)

٩٤٥٢۔ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَأٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا إِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَاكَانَ مَاعَاشَ. (رواه الترمذي: ٣٤٣١)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مصیبت اور بلا میں مبتلا کو دیکھ کر کہا: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے عافیت میں رکھا اس آفت سے جس میں تجھے گرفتار کیا اور مجھے اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے، تو اس کو اس وقت سے بچایا جاتا ہے خواہ کوئی بلا ہو۔ تاحیات بچایا جاتا ہے۔''(ترمذی)

شرح: ...... اگر ایک آدمی دوسرے کو دیکھتا ہے کہ وہ بدنی امراض کا شکار ہے، مثلاً برص (پھلبہری) ہے، یا نابینا ہے، لنگڑا ہے، اپاہج ہے، یا عملی بیمار ہے، اس میں فسق و فجور ہے، ظلم ہے، بدعت اور کفر ہے، وغیرہ تو اللہ سے عافیت کا سوال کرے، آزمائش سے فتنہ برپا ہوسکتا ہے، بے صبری کا مظاہرہ ہوسکتا ہے۔ جبکہ عافیت میں یہ خدشات نہیں ہوتے، ویسے بھی ناقص انسان کمزور ہوتا ہے اور عافیت والا مومن قوی ہوتا ہے اور قوی مومن اللہ کو پسند ہے۔

یاد رہے کہ مد مقابل کو مخاطب نہ کیا جائے نہ اسے سنایا جائے کہ وہ برابر مان جائے۔ اس موقع پر اللہ کے شکر کا یاد آنا بڑی مصیبت کا علاج ہو جاتا ہے، اس کا صلہ انسان کے لیے یہ ہوتا ہے کہ یہ ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۵۴)

٩٤٥٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ. (رواه مسلم: ٢٧٢٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں یہ کلمات بھی کہتے تھے: ''اے اللہ! میرے دین کی اصلاح کر دے جس میں میرے کام کی عصمت ہے، اور میری دنیا کی اصلاح کر دے جس میں میری زندگی کا سامان ہے اور میری آخرت کی اصلاح کر دے جس میں میرا لوٹ کر جانا ہوگا اور میری زندگی ہر بھلائی کے لیے بڑھا دے اور میری موت میرے لیے ہر شر سے بچاؤ اور رحمت کا سامان کر دے۔''(مسلم)

(٩٤٥٢) ترمذي: ٣٤٣١۔ حسن، البانی: ٢٧٢٨.

(٩٤٥٣) ترمذي: ٣٤٣١۔ حسن، البانی: ٢٧٢٨.

شرح: ......عصمت کا مطلب ہے کہ حفاظت کرنا، اس دعا میں سب سے پہلے دین کی اصلاح کی حفاظت طلب کی گئی ہے۔ جان، مال اور عزت کی حفاظت بذریعہ دین ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر دین خراب ہو جائے تو دنیا وآخرت کا خسارہ ہے۔ پھر دنیا کی اصلاح طلب کی گئی ہے، اس کی اصلاح یہ ہے کہ روزی حلال ہو، اور اطاعت کے کاموں میں معاون ہو، اس کے بعد آخرت کی اصلاح ہے کہ عبادت کی توفیق ملے، مخلصانہ اطاعت حاصل ہو اور حسن خاتمہ میسر آئے۔

اور زندگی میں خیرات کے اضافے کی دعا ہے کہ زندگی رضائے الٰہی کے کاموں میں صرف ہو، اور اس کے ناپسندیدہ کاموں سے کنارہ کشی رہے۔

موت کو راحت بننے کی دعا ہے، یعنی نافرمانی اور غفلت میں نہ کھو جاؤں کہ فتنوں کا شکار ہو جاؤں بلکہ حسن اعتقاد اور توبہ پر موت آئے اور موت دنیا کی مشقتوں اور اس کے غموں سے راحت کا باعث ہو۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث جامع کلمات پر مشتمل ہے، اس میں دین اور دنیا کی ہر اصلاح بیان ہوئی ہے، دین بنیاد ہے، دنیا ضرورت ہے اس دنیا کی زندگی گزارنا بھی فطرت ہے، اس میں صلاح وفلاح کی دعا ہے اور آخر میں حسن خاتمہ کی دعا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین: ص۴۸۲)

٩٤٥٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ. (رواه الترمذی: ٣٥٩٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے نفع عطا کر اس علم سے جو تو نے مجھے علم دیا ہے اور مجھے وہ علم عنایت فرما جو مجھے نفع دے اور مجھے زیادہ علم عطا فرما اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں آگ والوں کے حال سے۔''

شرح: ......اس میں التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ نفع بخش علم کی تعلیم دے دے۔ نفع بخش علم یہ ہے کہ دین اور دنیا میں مفید ہو، جو علم دین کے لیے مفید نہ ہو۔ وہ نقصان دہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے:

﴿وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ﴾ (البقرة: ١٠٢)

''اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے نفع نہ دے۔''

جادو کے علم کو علم اسی لیے قرار نہیں دیا گیا کیونکہ آخرت میں اس کا نفع نہیں۔ اس دعا میں تنگی اور خوشی میں ہر حال میں اللہ کی حمد کرنے کی ترغیب ہے۔ دنیا میں کفر اور فسق اور آخرت میں عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۳۸)

٩٤٥٥۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْحِمْصِيِّ قَالَ

''ابو سعید حمصی سے مروی ہے کہ سینا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

(٩٤٥٤) ترمذی: ٣٥٩٩۔ صحیح، البانی، دون قوله والحمد لله: ١٢٨٤٥۔ ابن ماجه: ٢٥١.

(٩٤٥٥) احمد: ٩٨٢٣۔ ترمذی: ٣٩٧٦.

سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا أَدَعُهُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ. (رواه أحمد: ٩٨٢٣)

میں نے سنا کہ وہ نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے دعا یاد کی ہے جس کو میں ترک نہیں کرتا ہوں ۔اے اللہ! مجھے اپنا بڑا شکر کرنے والا بنا دے، مجھے اپنا زیادہ ذکر کرنے والا بنا دے، اپنی نصیحت کی زیادہ پیروی کرنے والا بنا دے اور تو اپنی نصیحت کو زیادہ یاد رکھنے والا مجھے بنا دے۔''

٩٤٥٦- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ يَظْلِمُنِيْ وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِيْ. (رواه الترمذي: ٣٩٧٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! مجھے میرے کانوں اور میری آنکھوں کے ذریعے نفع عطا فرما اور ان کو میرے بعد رہنے والے کر دے۔اور جو میرے اوپر ظلم کرے اس کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرا انتقام لے۔''

شرح: ......حواس میں سے کان اور آنکھ سے فائدہ اٹھانے کو خاص اس لیے کیا ہے کہ اللہ کی معرفت اور اس کی توحید تک پہنچانے والے دلائل کان کے ذریعے ہی حاصل ہوتے ہیں اور کائنات میں پھیلے ہوئے نشانات آنکھوں سے ہی دیکھے جاتے ہیں جن سے قدرت الٰہیہ نمایاں ہوتی ہے، ان سے فائدہ اٹھانے کی دعا اس لیے کی جا رہی ہے کہ لا پروائی کی وجہ سے کہیں ان لوگوں میں شمار نہ ہو جائے، جن کے متعلق کہا گیا ہے:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾ (البقرة: ٧)

''اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ کر دیا۔''

اس لیے ان اعضاء اور دیگر اعضاء کے ذریعے رب کی عبادت پر قوت کی التجا کی گئی ہے اور وفات تک انہیں برقرار رکھنے کی استدعا کی گئی ہے۔

اور آخر میں جاہلیت کے انتقام کی پناہ مانگی گئی ہے کہ میں اس طرح مظلوم نہ رہوں بلکہ اللہ تو خود ایسے ظالم سے میرا انتقام لے۔(مرعاۃ:٦/ ١٤٨)

٩٤٥٧- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! آج رات میں نے آپ ﷺ کی دعا سنی ہے تو اس میں

(٩٤٥٦) ترمذی: ٣٩٧٢- حسن، البانی: ٢٨٥٤.

(٩٤٥٧) ترمذی: ٣٥٠٠- البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(٦٩٤) مگر یہ دعاء حسن درجہ سے ثابت ہے بلکہ فقہ السنہ: ١/٤٤ میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

الَّذِيْ وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ أَنَّكَ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا. (رواه الترمذي: ٣٥٠٠)

سے جو مجھے پہنچی وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میرے گناہ معاف کر، میرا گھر وسیع کر اور جو تو نے مجھے رزق دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے میں نے اس میں سے کچھ کمی چھوڑی ہے؟'' (ترمذی)

شرح:......اس حدیث میں دنیا میں رہائش کی تنگی سے وسعت کی دعا ہے کیونکہ اس میں تنگی ہو تو اس سے سینہ میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے، جس سے پریشانی جنم لیتی ہے اور دل پر مصروفیت کا بوجھ رہتا ہے۔

اس سے قبر کی تنگی بھی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ حقیقی گھر تو قبر ہی ہے، یہ ایک جامع دعا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۸۷)

٩٤٥٨۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (رواه البخاري: ٦٣٨٩)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکثر اور بیشتر دعا نبی کریم ﷺ کی یہ تھی: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ اسے کثرت سے اس لیے پڑھتے تھے کہ یہ قرآن پاک سے حاصل شدہ ہے اور جامع ہے، اس میں ہر خیر آ جاتی ہے اور ہر شر چلی جاتی ہے۔ عافیت، کشادہ گھر، اچھی بیوی، نیک اولاد، کشادہ رزق، نفع بخش علم، عمل صالح، اچھی سواری اور اچھی تعریف سب شامل ہیں۔

آخرت کی اچھائی یہ ہے کہ جنت میں اعلیٰ درجات ہوں، امن ہو، حساب آسان ہو اور دوزخ سے نجات ملے۔ (مرعاۃ: ۶/ ۱۴۱)

٩٤٥٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ آتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! سب سے بہتر دعا کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے رب سے دنیا اور آخرت کی عافیت اور معافی طلب کر۔ وہ دوسرے دن پھر حاضر ہوا اور کہا: افضل دعا کون سی ہے؟ آپ ﷺ اس کے جواب میں اس جیسی بات کہی۔ وہ تیسرے دن آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور وہی سوال کیا

(٩٤٥٨) بخاري: ٦٣٨٩۔ مسلم: ٢٦٨٨۔ ابوداؤد: ١٥١٩۔ ترمذي: ٢٤٨٧۔ احمد: ١٣٥٣٤۔

(٩٤٥٩) ترمذي: ٣٥١٢۔ ضعيف، الباني: ٦٩٨۔ ابوداؤد: ٥٢١۔ احمد: ١٢١٧٤۔

لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَأُعْطِيْتَهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ.
(رواه الترمذی: ۳۵۱۲)

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تجھے دنیا وآخرت کی عافیت دی جائے تو تو کامیاب ہو جائے گا۔“ (ترمذی)

شرح: ...... ایمان کے بعد عافیت سب سے بہتر ہے، اس میں دنیا کے تمام امور کی اصلاح آ جاتی ہے۔ بیماریوں، پریشانیوں اور ظاہری و باطنی تمام آفات سے حفاظت رہے، اور معافات یہ ہے کہ اللہ دوسروں کی اذیتوں سے دور رکھے۔ (مرعاۃ: ۶/ ۱۴۵)

۹۴۶۰۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ كُنْتَ تَدْعُو بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيْعُهُ أَفَلَا قُلْتَ اللّٰهُمَّ ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَا بَ النَّارِ﴾ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهُ فَشَفَاهُ. (رواه مسلم: ۲۶۸۸)

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مریض مسلمان کی عیادت کی۔ وہ کمزور ہو کر چوزے کی مثل ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا طلب کیا کرتا تھا یا اس سے کوئی سوال کرتا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا تھا اور میں کہتا تھا: یا اللہ! جس عمل پر تو مجھے آخر میں سزا دے گا وہ سزا جلدی دنیا میں ہی دیدے پس آپ ﷺ نے کہا: سبحان اللہ۔ نہ تجھے اس کی طاقت ہے اور نہ تیری استطاعت میں ہے۔ تو نے یہ کیوں نہ کہا: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اس مریض نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دیدی۔“ (مسلم، ترمذی)

شرح: ...... اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا میں سزا کی جلدی مچانا جائز نہیں، نیز دعا کرنا بڑا افضل عمل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا مسنون ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مریض کی عیادت کرنا اور اس کے لیے دعا کرنا مستحب ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آزمائش کی آرزو کرنا ناپسندیدہ بات ہے اور حسنہ کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ دنیا میں عبادت و عافیت حاصل ہو، آخرت کی حسنہ یہ ہے کہ جنت و مغفرت حاصل ہو۔ (مرعاۃ: ۶/ ۱۷۵)

۹۴۶۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ

”سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۹۴۶۰) بخاری: ۴۵۲۲۔ مسلم: ۲۶۸۸۔ ابوداؤد: ۱۵۱۹۔ ترمذی: ۳۴۸۷۔ احمد: ۱۳۵۲۴.

(۹۴۶۱) ترمذی: ۲۵۷۲۔ صحیح، البانی: ۲۰۷۹۔ احمد: ۱۲۷۶۱.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ. (رواه الترمذی: ۲۵۷۲)

''جس نے تین بار اللہ تعالیٰ سے جنت کو طلب کیا تو جنت کہتی ہے: یا اللہ! اس کو میرے باغوں میں داخل کر دے اور جس نے تین بار آگ سے اللہ کی پناہ طلب کی تو آگ کہتی ہے: یا اللہ! اس کو آگ سے بچا۔'' (ترمذی، نسائی)

شرح: ...... اس میں کثرت سے دوزخ سے اللہ کی پناہ کی ترغیب ہے اور جنت کا کثرت سے سوال کرنے کی ترغیب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو بھی ایمان کے ساتھ، صداقت اور حسن نیت کے ساتھ یہ دعا کرے کہ اے میرے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہے کہ اے میرے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے دوزخ سے پناہ دے تو جنت شوق سے اس کے داخلے کی سفارش کرتی ہے اور دوزخ اس آدمی کے اس سے دور رہنے کی دعا کی وجہ سے اس کو اس سے بچانے کی دعا کرتی ہے۔

اور یہ دونوں بول کر سفارش کرتی ہیں۔ (مرعاۃ: ۶/ ۱۳۱)

۹۴۶۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوْ يَقُوْلُ رَبِّ أَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَأَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ. (رواه الترمذی: ۳۵۵۱)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ دعا کرتے تھے: یا اللہ! میری مدد فرما اور میرے اوپر کسی کو مدد نہ کر، میری نصرت فرما اور میرے خلاف نصرت نہ کر، میرے لیے تدبیر کر اور میرے خلاف تدبیر نہ کر، مجھے ہدایت دے اور میرے لیے ہدایت آسان کر دے اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس پر مجھے مدد دے۔ اے اللہ! مجھے اپنا شکر گذار بندہ بنا دے، مجھے اپنا ذکر کرنے والا بنا دے۔ مجھے اپنے ڈرنے والا، اپنا اطاعت کرنے والا، اپنی طرف رجوع کرنے والا، مائل ہونے والا اور بار بار رجوع کرنے والا بنا دے۔ یا رب کریم! میری توبہ قبول کر، میرے گناہ دھو دے، میری پکار قبول کر، میری دلیل قائم کر، میری زبان سیدھی رکھ، میرے دل کو ہدایت بخش، میرے سینے کی تاریکی، سختی اور کینہ دور کر دے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

(۹۴۶۲) ترمذی: ۳۵۵۱۔ صحیح، البانی: ۲۸۱۶۔ ابوداؤد: ۱۵۱۰۔ ابن ماجہ: ۳۸۳۰۔ احمد: ۱۹۹۸.

شرح: ......اس دعا میں شیطان، جن، انسان، نفس میں سے جو بھی دشمن ہے اس پر اعانت طلب کی گئی ہے اور ان کے تسلط سے بچاؤ کا مطالبہ کیا گیا ہے اور دشمنوں کو مکر میں پھنسانے کا مطالبہ ہے کہ وہ کہیں کسی حیلے یا بہانے سے غالب نہ آ جائے۔ ہدایت کی راہوں اور خیر کے رستوں کی رہنمائی طلب کی گئی ہے اور ان کے بوجھ نہ بننے کا مطالبہ ہے اور اللہ سے التجا کی گئی ہے کہ ظالم اور باغی سے مجھے محفوظ رکھنا۔ شکر، ذکر اور نافرمانی سے خوف کا اللہ سے مطالبہ کیا گیا ہے اور اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم کرنے اور اس کے سامنے تواضع اور خضوع کرنے اور مطمئن رہنے کی التجا ہے، برے اخلاق اور کینہ پروری سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ زبان اور دل کی درستگی کا مطالبہ ہے کیونکہ ان دونوں کی خرابی تباہ کن ہے۔ (مرعاۃ: ۶/۱۴۳)

٩٤٦٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ. (رواه البخاری: ٧٣٨٣)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں تیری عزت کے وسیلے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو ہمیشہ زندہ رہے گا، کبھی نہیں مرے گا۔ اور جن اور انسان مر جائیں گے۔'' (الشیخان)

شرح: ......اس میں اللہ کی قدیم صفت عزت میں پناہ طلب کی گئی ہے اور وصف بیان کیا گیا ہے وہ مرتا نہیں۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾ (الفرقان: ٥٨)

''اور اس زندہ رہنے والے پر توکل کیجئے جو کبھی نہیں مرتا'' ایک اور جگہ آتا ہے:

﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ (الصافات: ١٨٠)

''پاک ہے تیرا رب جو عزت کا رب ہے اس چیز سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔''

اس میں بھی رب تعالیٰ کا وصف عزت ہی بیان ہوا ہے، اللہ کے لیے دائمی اور حقیقی عزت جو کہ قابل مدح ہے مراد ہے۔ یہ کبھی حمیت کے لیے آتی ہے، یہ کافر اور فاسق کے لیے بطور صفت آتی ہے یہ قابل مذمت ہوتی ہے، جیسا کہ منافق کے لیے آتا ہے:

﴿اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ﴾ (البقرة: ٢٠٦)

''اسے اکڑ پکڑ لیتی ہے گناہ کے ساتھ۔''

(٩٤٦٣) بخاری: ٧٣٨٣۔ مسلم: ٢٧١٧۔ احمد: ٢٧٤٣.

اس سے ثابت ہوا جن اور انسان سب مر جائیں گے، صرف اللہ کی ذات گرامی ہمیشہ رہے گی بعض نے یہ استدلال کیا ہے فرشتے نہیں مریں گے یہ مطلب غلط ہے کیونکہ دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ (القصص : ٨٨)

ہر چیز ہلاک ہوگی صرف اس واحد القہار نے باقی رہنا ہے، اس میں فرشتے بھی شامل ہیں۔

تو پناہ نہ تو کسی فرشتے سے مطلب کی جائے، نہ نبی کی، نہ ولی کی، نہ دولت کی، نہ حکومت کی، بلکہ صرف اللہ کی پناہ طلب کی جائے جو سب پر غالب ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۳۷۰)

٩٤٦٤۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَامَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ اسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ. (رواه الترمذی: ٣٥٥٨)

''معاذ بن رفاعہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے، پھر وہ روئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ سابقہ سال منبر پر کھڑے تھے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت طلب کرو، یقین کے بعد کسی کو عافیت سے زیادہ بہتر نعمت نہیں دی گئی۔''

شرح: ...... عام الاول سے مراد ہجرت کا پہلا سال ہے، جب آپ ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور آبدیدہ ہوگئے، اس رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ امت فتنہ میں گر پڑے گی، اس پر شہوت کا غلبہ ہوگا اور مال وزر جمع کرنے کی حرص ہوگی اور جاہ ومنصب کی آرزو میں ہلکان ہو جائے گی، اسی لیے آپ ﷺ نے امت کے لوگوں کو عفو ومعافی اور عافیت طلب کرنے کا حکم دیا تھا کہ یہ فتنہ انگیزی سے محفوظ رہے۔

عافیت کا مطلب ہے آفات سے سلامتی ہو، اور عافیت کا بعد میں خصوصی ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ عفو ومعافی کو بھی شامل ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۱۹)

٩٤٦٥۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ عَلِّمْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِنْ عَلَا نِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو یہ دعا مانگا کر: اے اللہ! میری چھپی حالت میری ظاہری حالت سے بہتر کر دے اور میری ظاہری حالت بھی اچھی کر دے۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں کہ جو

(٩٤٦٤) ترمذی: ٣٥٥٨۔ حسن، البانی: ٢٨٢١۔

(٩٤٦٥) ترمذی: ٣٥٨٦۔ ضعیف، البانی: ٧٢٢۔

صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ. (رواه الترمذي: ٣٥٨٦)

بہتر مال اہل اور اولاد تو لوگوں کو دیتا ہے مجھے بھی عنایت کر، نہ تو میں گمراہ بنوں اور نہ گمراہ کرنے والا ہوں۔'' (یہ دو ترمذی کی مرویات ہیں)

٩٤٦٦- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْبِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَالسَّدَادَ سَدَادَ السَّهْمِ. (رواه مسلم: ٢٧٢٥)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے فرمایا: تو یہ دعا کر: یا اللہ! مجھے ہدایت دیدے اور مجھے سیدھا چلا۔ تصور کر ہدایت سے سیدھی راہ چلنے کی اپنی چال۔ اور سیدھا چلنے سے تیر کے سیدھا چلنے کا خیال کر۔'' (امام مسلم)

شرح: ...... یہ دعا نہایت ہی جامع ہے، اس میں دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کا تصور ہے۔ اس سے بعض لوگ تصور شیخ کا نظریہ اخذ کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ شیخ کا تصور رکھ کر ذکر کریں تو وہ شیخ رہنمائی کرتا ہے، یہ نظریہ اس حدیث سے لینا درست نہیں، نہ ہی تصور شیخ سے کچھ حاصل ہوتا ہے، اگر کچھ حاصل ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے فیض حاصل کرتے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر بیابان میں چلنے والا اپنا رستہ نہ چھوڑے اور دائیں بائیں نہ پھرے گا تو منزل کو پالے گا، اسی طرح اللہ کریم مجھے اس راہ ہدایت پر استقامت دے اور سلامتی دے اور جس طرح تیر انداز نشانہ پر تیر لگاتا ہے، ادھر ادھر حرکت نہیں کرتا نہ ہاتھ میں لرزش آتی ہے نہ اس کی محنت رائیگاں جاتی ہے، پوری یکسوئی سے نشانہ مفید رہتا ہے، اسی طرح جب اللہ سے ہدایت طلب کرے اور استقامت وصحت عمل مانگے تو حضور قلب سے مانگے، توجہ کسی اور جگہ مبذول نہ ہو۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۴۵)

٩٤٦٧- عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهٗ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطَئِيْ وَعَمَدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اللّٰهُمَّ

''ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! میری خطا، میری جہالت اور کام میں میرا اسراف اور جو کچھ میرے بارے میں تو جانتا ہے سب بخش دے: اے اللہ! میرے ارادہ کے ساتھ، اور مزاح کے ساتھ بھول کے ساتھ اور جان بوجھ کر جو گناہ بھی ہیں اور یہ تمام

(٩٤٦٦) مسلم: ٢٧٢٥- ابوداؤد: ٤٢٢٥- نسائي: ٥٢١٢- احمد: ١١٦٦.

(٩٤٦٧) مسلم: ٢٧١٩- بخاري: ٦٣٩٨- احمد: ١٩٢٣٩.

اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . (رواه مسلم: ٢٧١٩)

اقسام کے جرائم میرے پاس موجود ہیں سب ہی بخش دے۔ اے اللہ! جو میں نے پہلے کیے، جو میں نے بعد میں کیے، جو میں نے پوشیدہ کیے اور جو میں نے ظاہر میں کیے اور جو میرے گناہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے وہ سب مجھے بخش دے، تو سب سے مقدم ہے اور تو سب سے مؤخر ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الشیخان)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ ان الفاظ میں وارد یہ دعا کرنا مستحب ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان خواہ کتنے بلند رتبے والا ہو، اور اعمال صالحہ کا پیکر ہو، وہ اپنے رب سے معافی کا محتاج ہے۔ یہ دعا نماز اور نماز کے علاوہ ہر جگہ پر کی جا سکتی ہے۔ ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے تو تمام گناہ معاف ہو چکے تھے پھر آپ ﷺ نے اپنے گناہوں کی اتنی لمبی فہرست شمار کی ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا تھا۔ (سورۂ نصر) کہ اللہ سے استغفار کیجیے۔ آپ ﷺ کے گناہ نہیں تھے۔ صرف اس حکم کی تعمیل کی ہے۔ اور یہ بھی ایک پہلو ہے کہ امت کو تعلیم دی ہے کہ میرے متعلق گناہوں سے معصوم ہونے کا اعلان ہو چکا ہے، میں پھر بھی مغفرت طلب کرتا ہوں، تم میں سے خواہ کوئی کتنا بھی بلند رتبہ اور نیک عمل والا ہو جائے معافی کا محتاج ہے۔ درِ بخشش پہ جھکے رہو۔ اور سب سے اہم بات ہے کہ آپ کو یہ عظیم بشارت ملی کہ آپ کے گناہ معاف ہیں، آپ نے یہ دعا کر کے تواضع اور خضوع کا اظہار فرما کر اس ربِ عظیم اور محسنِ حقیقی کا شکریہ ادا کیا ہے۔

اس دعا میں اپنے گناہوں کا اعتراف اور اللہ کی مغفرت کی وسعت کا اقرار ہے کہ جو کوتاہی ہے وہ بندے کی جانب سے ہے اور وہ اللہ جانتا ہے بھی ہے لیکن اس کی رحمت وسیع ہے، وہ معاف کر دیتا ہے اور یہ یقین ظاہر کیا گیا ہے کہ نا امید نہ ہوں، وہ ہر گناہ معاف کر دیتا ہے۔

آخر میں اس کی قدرت کا اعلان ہے کہ اگر آدمی اس کی ناراضی کا کام کرے تو وہ اسے پیچھے دھکیل دیتا ہے اور اگر اس کی رضا کے کام ہوں تو اسے آگے اور سر بلند کرتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۹۹۳)

٩٤٦٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِيْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ

''سیدنا عبداللہ بن یزید الخطمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت دے جس کی محبت مجھے تیرے پاس فائدہ دے۔ اے اللہ! تو نے جو مجھے دیا جو مجھے پسند ہے

(٩٤٦٨) ترمذی: ٣٤٩١۔ ضعیف، البانی: ٦٩٢.

مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ. (رواه الترمذی: ٣٤٩١)

اس کو میری قوت بنا دے اس چیز کے جو تجھے پسند ہے اور جو چیز تو نے دور رکھی مجھ سے جو مجھے پسند تھی تو اس کو میرے لیے اپنے پسند کے کاموں کے لیے فراغت بنا دے۔(آمین)

٩٤٦٩۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلَهًا قَالَ أَبِيْ سَبْعَةً سِتَّةً فِي الْأَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَأَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ. (رواه الترمذی: ٣٤٨٣)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ کو فرمایا: اے حصین! آج تو نے کتنے خداؤں کی عبادت کی ہے؟ اس نے کہا: سات کی عبادت کی ہے چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں ہے۔ آپ ﷺ فرمایا: نے تجھے کس کی امید یا اس سے خوف زیادہ ہے؟ اس نے کہا: آسمان والے کی رغبت وامید زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اے حصین! اگر تو نے اسلام قبول کیا تو میں تجھے کلمات بتاؤں گا جو تیرے لیے مفید ہوں گے۔ پھر جب حصین نے اسلام قبول کیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وہ کلمات سکھایئے جن کا آپ ﷺ نے وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ کہہ: اے اللہ! میرے دل میں ہدایت ڈال اور مجھے میرے نفس کے شر سے پناہ دیدے۔''

٩٤٧٠۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ ﷺ يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَكْثَرَ دُعَاءَ كَ يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ. (رواه الترمذی: ٣٥٢٢)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آپ ﷺ ان کے پاس آتے تھے تو آپ کی اکثر یہ دعا ہوتی تھی: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ، وہ کہتی ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! ہر انسان کا دل اللہ جل شانہٗ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے پس وہ جس کو چاہے قائم رکھے اور جس کو چاہے ٹیڑھا کر دے۔'' (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

شرح:...... نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے، اس کی وجہ آپ سے دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے بتایا کہ

(٩٤٦٩) ترمذی: ٣٤٨٣۔ ضعیف، البانی: ٦٩٠.

(٩٤٧٠) ترمذی: ٣٥٢٢۔ صحیح، البانی: ٢٧٩٢۔ احمد: ٢٦٠٣٦.

دل رحمٰن کے ہاتھوں کی انگلیوں میں ہیں، جو انہیں کبھی اطاعت کی طرف پھیرتا ہے، کبھی نافرمانی کی طرف اور حاضر باش کرتا ہے، کبھی غفلت میں ڈال دیتا ہے اس لیے اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا، اسے دین قویم سے مائل نہ کرنا اور صراط مستقیم پر قائم رکھنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی نبوت ورسالت پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور آپ تو بذات خود خطا سے معصوم ہیں اور آپ سے لغزش بھی ناممکن ہے، خصوصاً یہ تو تصور بھی ہمارے حاشیہ خیال میں نہیں آ سکتا کہ آپ دین وملت سے پلٹ جائیں گے۔ لہٰذا ہمارا گمان یہ ہے کہ آپ یہ تعلیم امت کے لیے پڑھ رہے ہیں، اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کو خطرہ ہے کہ ہم سے نعمت ایمان پر زوال آ سکتا ہے، اور ہم اوج کمال سے زوال کے غار میں گر جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ اندیشہ ہے کیونکہ دل رحمان کی انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ انہیں جدھر چاہے پلٹ دیتا ہے اس لیے میں اس سے اسے دین کی جانب پلٹنے کی التجا کرتا ہوں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیاں ہیں، لیکن ان کی کیفیت وکمیت کیا ہے۔ یہ بتانا ضلالت ہے، یہ ہیں جیسے اس کی شان جلالت کے لائق ہے، کسی تاویل کے ہم قائل نہیں۔ یہ راہ حق سے ہٹ کر نظریہ ہے، یہ صفت ربانی ہے اسی طرح ایمان لانا ضروری ہے۔

٩٤٧١۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي. (رواه مسلم: ٢٦٩٧)

''سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو آپ ﷺ اس کو نماز کی تعلیم دیتے اور پھر اس کو حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے: اے اللہ! میرے اوپر رحم کر، مجھے ہدایت دے مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں یہ بات بہت غور طلب ہے کہ اسلام قبول کرنے والے کو آپ یہ بات بتاتے تھے کہ اس پر نماز فرض ہے اور اسے اس طرح پڑھنا ہے اور نماز کے ساتھ آپ اس دعا کی تلقین فرماتے، اس سے اس دعا کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اور ابن ماجہ: ٨٩٨ میں آتا ہے کہ یہ دعا نماز میں دوسجدوں کے درمیان پڑھنی بھی مسنون ہے۔ اور ابن ماجہ میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ایک ایک جملے کو ایک ایک انگلی پر شمار کیا تھا تا کہ یہ بات اچھی طرح ضبط وحفظ میں آ جائے۔ (انجاز الحاجہ: ١١/ ١٣٩)

یہ دعا دنیا وآخرت کی خیرات کی جامع ہے، جو اسے نہیں پڑھتے وہ بہت ساری برکات سے محروم ہیں، انسان

(٩٤٧١) مسلم: ٢٦٩٧۔ ابن ماجه: ٣٨٤٥۔ احمد: ١٥٤٤٧.

گناہوں اور خطاؤں کا پتلا ہے، اس دعا میں اپنی اطاعت کیشی میں تقصیر کی معافی کا طلبگار ہے، اور اعتراف کرتا ہے، اے شہنشاہا! میرا عمل اور میری عبادت میرے لیے نجات کا باعث نہیں بن سکتے جب تک تیری رحمت کا سہارا نہ ہوگا، میں دین حق یا اعمال صالحہ پر کاربند نہیں رہ سکتا جب تک تیری رہنمائی میسر نہ آئے۔ اور ظاہر و باطن امراض اور دنیا وآخرت کی آفات میں تحفظ حاصل نہ کرسکوں گا جب تک تیری عافیت کا سایہ عاطفت نہ ہوا اور میں فقیر و بے نوا رزق کا ایک لقمہ بھی حاصل نہ کر سکوں گا جب تک اے رزاق عالم! تو رزق عطا نہ کرے اور میں تیرا ناقص بندہ اپنی کسر پوری نہ کرسکوں گا، جب تک تو پوری نہ کرے اور اے رب کبریا! میں پستیوں سے اٹھ نہ سکوں گا، جب تک تو سر بلند نہ کرے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۳۴۰)

اس حدیث میں صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم میں جو طلب خیر کی تڑپ تھی اس کا بھی پتہ چلتا ہے۔

۹٤۷۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (رواه الترمذي: ٣٤٨٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: اے اللہ! میرے جسم میں عافیت دے، میرے کانوں میں عافیت دے، میری آنکھوں میں عافیت عطا کر اور ان اعضاء کو میرے مرنے کے بعد تک سلامت رکھ اور وارث بنا، کوئی معبود نہیں مگر اللہ، تحمل والا، کرم کرنے والا۔ پاک ہے اللہ عرش عظیم کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔'' (ترمذی)

۹٤۷۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مَنَ الدَّنَسِ. (رواه النسائي: ٦١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور میرے دل کو تمام خطاؤں سے صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔'' (نسائی)

شرح: ...... اس دعا کو نماز میں داخل ہونے کے بعد پڑھنا مستحب ہے، نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرتا ہے کہ میرے گناہ مٹ جائیں، میرے اور میرے گناہوں کے فاصلے دور تک ہوں کہ جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ ہے جیسے یہ آپس میں نہیں مل سکتے گناہ بھی نہ ملیں۔ یہ انسان کی فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے کہ اس کا دل سفید لباس کی مانند ہو اور پاکیزگی آئینہ مصفا بن جائے۔

(۹٤۷۲) ترمذی: ۳٤۸۰۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦٨٩.

(۹٤۷۳) بخاری: ٦٣٧٥۔ مسلم: ٥٨٩۔ نسائی: ٦١۔ صحیح، البانی: ٦٠۔ ابن ماجه: ٣٨٣٨۔ احمد: ٢٣٧٨٠.

ایک بات قابل غور ہے کہ میل کچیل ٹھنڈے پانی کی بہ نسبت، گرم پانی سے زیادہ حاصل ہوتی ہے مگر اس دعا میں برف اور اولے وغیرہ ٹھنڈی چیزوں سے صفائی وغیرہ طلب کی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ گناہ اپنے اندر ایک قسم کی تپش رکھتے ہیں، جن کی شعلہ باری انسان کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے، اس تپش سوز اں کو بجھانے کے لیے ٹھنڈی اشیاء ہی موزوں اور مناسب ہیں۔

اس دعا میں توحید الٰہی، توکل علی اللہ اور دنیا وآخرت کی ہر برائی سے اجتناب اور ہر بھلائی میں کامیاب ہونے کا ذکر ہے۔

دعا میں تین چیزوں کا ذکر ہے: (۱) گناہوں سے دوری۔ (۲) صفائی کی دعا (۳) دھونے کی دعا۔ دعا کا یہ حصہ تین زمانوں پر محیط ہے، جو مشرق کی دوری اور مغرب کی دوری کا کہا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ مجھے گناہوں سے مستقبل میں محفوظ رکھنا اور گناہ دھونے کا مطلب ہے کہ زمانہ حال میں میرے گناہ دھو دے اور جو صرف گناہوں کے دھونے کا کہا ہے وہ ہے کہ ماضی کے گناہوں کی تمام سیاہیاں دھو ڈال۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۲۹۷)

٩٤٧٤ـ أُمّ سَلَمَةَ ، رَفَعَتْهُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلاَ شَيْءَ قَبْلَكَ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلاَشَيْءَ بَعْدَكَ ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ نَاصِيَتُهَا بِيَدِكَ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْإِثْمِ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، وَفِتْنَةِ الْغِنِيِّ وَفِتْنَةِ الْفَقَيْرِ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ، اَللّٰهُمَّ نَقِنِيْ مِنْ خَطَايَا كَمَانَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، هَذَا مَاسَأَلَهُ مُحَمَّدٌ رَبَّهُ . اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَسْأَلَةِ وَخَيْرَ الدُّعَآءِ ، وَخَيْرَ النَّجَاحِ وَخَيْرَالْعَمَلِ ، وَخَيْرَ الثَّوَابِ ، وَخَيْرَ الْحَيَاةِ وَخَيْرَ الْمَمَاتِ ، وَثَبِّتْنِيْ وَثَقِّلْ مَوَازِيْنِيْ ، وَارْفَعْ

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اے اللہ! تو اول ہے پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے، تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ میں ہر ذی روح کے شر سے جس کی پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور میں گناہ سے، سُستی سے، عذاب قبر سے، مالداری کے فتنے اور مفلسی کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں مقام گناہ اور تاوان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کرتا ہے۔ اے اللہ! میرے اور خطاؤں کے درمیان اتنی دوری پیدا کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ پیدا کیا ہے۔ یہ سوال محمد (ﷺ) اپنے ربّ سے کرتا ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے بہتر طریقے سے سوال کرنے اور بہتر دعا کرنے، بہتر کامیابی، بہتر عمل، بہتر اجر، بہتر زندگی اور بہتر موت کا سوال کرتا ہوں۔ مجھے ثابت قدم رکھ، میرا نیکیوں کا

(٩٤٧٤) طبرانی اوسط، ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن زنبور وعاصم بن عبيد وهما ثقتان، هيثمى : ١٧٣٨٠.

دَرَجَتِيْ وَتَقَبَّلْ صَلَاتِيْ وَاغْفِرْ خَطِيْئَتِيْ، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ آمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَمَافَعَلَ وَخَيْرَ مَاعَمِلَ، وَخَيْرَمَابَطَنَ وَخَيْرَ مَاظَهَرَ، وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِيْ وَتَضَعَ وِزْرِىْ، وَتُصْلِحَ أَمْرِىْ وَتُطَهِّرُ قَلْبِىْ، وَتَحْفَظُ فُرْجِي وَتُنُوْرَ قَلْبِيْ وَتَغْفِرَ ذَنْبِيْ، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ آمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ نَجِّنِيْ مِنَ النَّارِ. (للأوسط)

پلڑا بھاری رکھ، میرا درجہ بلند فرما۔ میری نماز قبول کر، میری خطا معاف کر، اور میں جنت میں اعلیٰ درجے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں بہتر فعل اور بہتر عمل کا سوال کرتا ہوں اور بہتر باطن اور بہتر ظاہر اور جنت کے اعلیٰ ترین درجات کا سوال کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں کہ تو میرا ذکر بلند کر دے، میرا بوجھ اتار دے، میرے کام کی اصلاح کر، میرے دل کو پاک کر، میری شرمگاہ کو محفوظ رکھ۔ میرے دل کو روشن کر، میرے گناہ معاف فرما اور میں جنت میں اعلیٰ درجات کا سوال کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! مجھے آگ سے نجات دے۔" (الاوسط)

٩٤٧٥۔ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ يَدْعُو اللّٰهُمَ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْهَا كَمَا يُنَقَّي الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ. (رواه النسائى: ٤٠٢)

"مجزأہ بن زاہر سے مروی ہے، انہوں نے عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کر دے۔ اے اللہ! ان سے مجھے یوں پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف سے، اولوں سے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔

٩٤٧٦۔ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ. (رواه البخارى: ٤١١٥)

"اسماعیل بن خالد سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب والے کفار پر یہ دعا کی: اے اللہ! کتاب نازل کرنے والے، جلد حساب لینے والے، گروہوں کو شکست دے دے، اے اللہ! ان کو شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔" (الشیخان، الترمذی)

(٩٤٧٥) مسلم: ٤٧٦۔ نسائی: ٤٠٢۔ صحیح، البانی: ٣٩٠۔ ترمذی: ٣٥٤٧۔ احمد: ١٨٦٣٩.

(٩٤٧٦) بخاری: ٤١١٥۔ مسلم: ١٧٤١۔ ابوداؤد: ٢٦٣١۔ ترمذی: ١٦٧٨۔ ابن ماجه: ٢٧٩٦۔ احمد: ١٨٦٦٠.

شرح: ......اس میں مشرکوں کے لیے یہ بددعا کی گئی ہے کہ جب دشمن شکست خوردہ ہو جائے تو ان کے پاؤں نہ ٹھہریں اور ان کی عقلیں ماؤف ہو جائیں اور ان کے قدم لغزش کھا جائیں ثابت نہ رہیں۔(فتح الباری:۶/ ۱۰۶)

اس دعا کے ذریعے دشمن کے خلاف نصرت کی وجوہ کی طرف اشارہ ہے: (۱) کتاب (۲) سحاب کے ذریعے اور (۳) جتھوں کی ناکامی کے ذریعے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سابقہ نعمت کو ذریعہ بنایا گیا ہے اور اللہ پر توکل کیا گیا ہے، اور یہ اعتقاد پیدا ہوا ہے کہ اللہ تنہا ہی یہ کام کرسکتا ہے۔

اس میں ان تین انعامات کی عظمت سے آگاہ کیا گیا ہے، کتاب کے نزول سے اخروی نعمت اسلام حاصل ہوئی اور بادلوں کے جاری کرنے سے دنیوی نعمت رزق حاصل ہوئی اور جتھوں کی شکست سے دونوں نعمتوں کا تحفظ حاصل ہوا۔
(فتح الباری:۶/ ۱۵۷)

۹۴۷۷- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَإِذَا أَرَدْتَ فِي النَّاسِ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ. (رواه مالك)

''امام مالک سے منقول ہے کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے نیک افعال کرنے کا، برے افعال ترک کرنے کا اور مساکین سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو کسی قوم کے ساتھ فتنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں ڈالے بغیر اپنی طرف اُٹھالے۔''

شرح: ......یعنی میں ایسے مامورات کا تجھ سے سوال کرتا ہوں جن کو سرانجام دینے سے میری قدر میں اضافہ ہو اور ایسے امور کے چھوڑنے کی توفیق مانگتا ہوں جو منع کردہ ہیں اور میں مساکین سے محبت کرنے کی التجا کرتا ہوں کیونکہ تواضع کا تقاضا ان سے محبت کرنا ہی ہے۔ بہرصورت یہ تینوں چیزیں اللہ کے فضل و توفیق ہی سے حاصل ہوسکتی ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے یہ اللہ ہی سے طلب کی ہیں۔

آخر میں ابتلاء و آزمائش سے پناہ مانگی اور عافیت چاہی ہے اور حسن خاتمہ کی تمنا کی ہے اور ہمیشہ کی سلامتی کی آرزو کی ہے۔(شرح زرقانی:۲/۴۴)

۹۴۷۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ فَالِقَ الْإِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

''یحییٰ بن سعید سے مروی ہے، وہ مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! صبح پھاڑنے والے، رات کو آرام کے لیے پیدا کرنے والے، سورج چاند کو حساب کے لیے پیدا کرنے والے! میرا قرض اتار دے، مجھے

(۹۴۷۷) مؤطا: ۵۰۹ صحيح.
(۹۴۷۸) مؤطا: ٤٩٤- مرسل ہے- شرح زرقانی: ۲/ ۳۳.

وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ وَأَمْتِعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَقُوَّتِيْ فِيْ سَبِيْلِكَ . (رواه مالك: ٤٩٣)

غربت سے غنی بنا دے اور مجھے فائدہ دے، میرے کانوں سے میری آنکھوں سے اور اپنی راہ میں میری قوت سے مجھے فائدہ عطا۔'' (مالک)

٩٤٧٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اللّٰهُمَّ أَمْتِعْنِيْ بِزَوْجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَبِأَبِيْ أَبِيْ سُفْيَانَ وَبِأَخِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَأَلْتِ اللّٰهَ لِآجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَأَيَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ وَأَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ لَنْ يُعَجِّلَ شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهِ أَوْ يُؤَخِّرَ شَيْئًا عَنْ حِلِّهِ وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللّٰهَ أَنْ يُعِيْذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ أَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا وَأَفْضَلَ . (رواه مسلم: ٢٦٦٣)

''سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کرتے سنا، اے اللہ! مجھے میرے خاوند سے فائدہ عطا فرما جو اللہ کا رسول ہے اور میرے باپ ابوسفیان سے اور میرے بھائی معاویہ سے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے مقرر کی ہوئی اجل، گنے ہوئے ایام اور تقسیم شدہ رزق کا سوال کیا ہے۔ کوئی مقررہ وقت اپنے وقت سے پہلے نہیں آتا، نہ اس سے مؤخر ہوتا ہے۔ اور اگر تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی کہ وہ تجھے آگ اور قبر کے عذاب سے پناہ دے تو وہ تیرے لیے بہتر اور زیادہ افضل ہوتا۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ اجل اور رزق مقدر ہیں ان میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا کیونکہ اللہ کا علم ازلی ہے اس میں کمی بیشی محال ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، تو یہ بھی تقدیر ہے اللہ کے علم میں تھا کہ اس نے فلاں نیکی کرنا ہے تو اس کی عمر میں اضافہ ہوگا۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ﴾ (الرعد: ٣٩)

''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔''

باقی رہی بات جو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے اور والد اور بھائی کے لیے درازی عمر سے روکا تھا، یہ دراصل روکا نہ تھا بلکہ تقدیر سے آگاہ کیا تھا، آپ نے تو خود کئی حضرات کے لیے درازی عمر کی دعا فرمائی تھی۔

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ جب ہر معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے تو پھر عمر کی درازی اور عذاب سے پناہ مانگنے کا کیا فائدہ ہے؟

اس کا حل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درخواست کی تھی کہ ہم اپنی کتاب اور تقدیر پر ہی اعتماد نہ کرلیں اور عمل چھوڑ دیں، تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ عمل کریں، میسر وہی آئے گا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا

(٩٤٧٩) مسلم: ٢٦٦٣۔ احمد: ٤٢٢٤.

ہے اور یہ چیزیں، دعا اور عذاب وغیرہ سے نجات یہ شریعت کے امور ہیں۔ ہم امور شرعی کی ادائیگی کے پابند ہیں، نماز، روزہ اور ذکر وغیرہ ادا کرنے کا حکم ہے اب تقدیر پر اعتماد کرتے ہوئے ہم انہیں ترک نہیں کر سکتے۔ اگر ترک کرتے ہیں تو یہ عذر اللہ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگا۔ یہ تو مشرک بھی کہتے تھے اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ (النحل:۳۴) لیکن ان کی بات مردود قرار دی گئی ہے، یہ امور شرعی سرانجام دینا بھی تو تقدیر کا حصہ ہے۔ (شرح مسلم:۲/ ۳۳۸)

٩٤٨٠۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ مُكَاتَبًا جَآءَ هٗ فَقَالَ إِنِّيْ قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَأَعِنِّيْ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيْرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ . (رواه الترمذى: ٣٥٦٣)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب آیا اور اس نے کہا: میں اپنی مکاتبت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں اس لیے میری امداد کردو تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ بتادوں جو مجھے نبی ﷺ نے تعلیم کیے ہیں؟ اگر تیرے اوپر صیر پہاڑ کے برابر قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی تیرے اوپر سے اتار دے گا۔ تو یہ کہہ اے اللہ! کفایت کر میری اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے غنی کر دے۔'' (ترمذی)

٩٤٨١۔ مُعَاذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِفْتَقَدَهٗ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَلَمَّا صَلّٰى أَتٰى مُعَاذًا فَقَالَ: يَامُعَاذُ! مَالِيْ لَمْ أَرَكَ؟ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِيَهُوْدِيٍ عَلَيَّ أُوْقِيَةٌ مِنْ تِبْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَيْكَ فَحَبَسَنِيْ عَنْكَ، فَقَالَ لَهٗ: يَامُعَاذُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ دُعَاءً تَدْعُوْ بِهٖ فَلَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِنَ الدَّيْنِ مِثْلَ صَبِيْرٍ أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ ، وَصَبِيْرٌ جَبَلٌ ۔ بِالْيَمَنِ ۔ فَادْعُ اللّٰهَ يَامُعَاذُ! قُلْ: اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ ۔ إِلٰى ۔ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ، رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں جمعہ کے دن غیر حاضر پایا اور جمعہ پڑھا کر ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے معاذ! میں نے تجھے نہیں دیکھا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک یہودی کا ایک اوقیہ میرے اوپر قرض ہے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف نکلا تو اس نے مجھے روکے رکھا اور میں آپ کے پاس نہ آ سکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا میں تجھے ایک دعا نہ سکھا دوں کہ اگر تیرے اوپر صبیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اتار دے گا۔ پس اے معاذ! تو یہ دعا کر: اے اللہ! مالک کے مالک تا بغیر حساب۔ (آل عمران)

(٩٤٨٠) ترمذى: ٣٥٦٣۔ حسن، البانى: ٢٨٢٢۔ احمد: ١٣٢١.

(٩٤٨١) طبرانى كبير: ٢٠/ ١٥٤۔ وفيه نصر بن مرزوق و لم اعرفه، وبقية رجالها ثقات، الا ان سعيد بن المسيب لم يسمع من معاذ وفى الرواية الثانية من لم اعرفه، هيثمى: ١٧٤٤١.

وَرَحِيْمُهُمَا، تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ، اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةٍ مِنْ سَوَاكِ. (للكبير: ٢٠/ ١٥٤، وفيه نصر بن مرزوق)

اے دنیا اور آخرت کے رَحْمٰن اور ان دونوں کے رحیم تو دیتا ہے جس کو تو چاہے ان دونوں میں سے اور روکتا ہے جس سے تو چاہے، تو اپنی طرف سے میرے اوپر وہ رحمت نازل فرما جس کے ذریعے تو مجھے اپنے سوا سب کی مہربانی سے مستغنی کر دے۔'' (الکبیر۔ اور اس کی سند میں نصر بن مزروق ہیں)

شرح: ...... آپ ﷺ سے قسطوں پر آزاد ہونے والے غلام نے آزادی کی قسطوں میں تعاون طلب کیا تھا یا تو آپ ﷺ کے پاس مال نہ تھا یا مال تھا مگر اسے زیادہ بہتر بات بتا دی۔ آپ ﷺ نے اس فرمان الٰہی پر عمل فرمایا: ﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ﴾ (البقرة: ٢٦٣) ''اچھی بات اور معافی ومغفرت مانگنا بہتر ہے دکھلاوے کے صدقہ سے۔'' اور اس کی رہنمائی کی کہ اللہ سے اس کی ادائیگی کی مدد طلب کرے غیر پر اعتماد نہ کرے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۵۲۱)

٩٤٨٢- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِيْ قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهْ قَالَ فَأَمَرَهٗ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. (رواه الترمذي: ٣٥٧٨)

''سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا مرد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی: میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے عافیت دے دے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو صبر کرے تو وہ تیرے لیے بہتر ہے۔

اس نے عرض کیا: آپ دعا کر دیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا کرے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد نبی رحمت کے وسیلے سے۔ یا نبی اللہ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اُس حاجت کے لیے رجوع کرتا ہوں تا کہ حاجت پوری کی جائے، پس اے اللہ! ان کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔''

شرح: ...... یہ آدمی آئے اور کہا کہ میری نظر کی خرابی کی دوری کے لیے دعا کیجئے، آپ ﷺ نے اسے صبر کی تلقین کی، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ جب میں اپنے بندے کو آزماتا ہوں کہ اس کی آنکھیں بے بصر

(٩٤٨٢) ترمذي: ٣٥٧٨- صحيح، الباني: ٢٨٣٢- ابن ماجه: ١٣٨٥.

کر دوں اور وہ صبر کرے تو اس کے عوض میں اسے جنت دوں گا۔ (الصحیحہ : ۲۰۱۰، بخاری عن انس)

اس آدمی نے دعا کا کہا، تو وضو کرنے کے بعد اس نے دعا کی، اسے اللہ میں اپنے مطلب کے لیے تیرے نبی کی دعا کو ذریعہ بناتا ہوں اور نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، آپ کی سفارش لے کر اللہ کی بارگاہ میں آیا ہوں، میری سفارش قبول کر لے۔

اس سے بعض لوگ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے وسیلہ پکڑنے کی دلیل لیتے ہیں، یہ استدلال غلط ہے، اس کی چند وجوہ ہیں۔

۱۔ یہ نابینا آدمی نبی ﷺ کے پاس دعا کے لیے آئے تھے تو انہوں نے وسیلہ آپ ﷺ کی دعا کا ڈالا تھا، ذات مبارکہ کا نہ تھا، کیونکہ آپ کی دعا قبولیت میں بڑا اہم درجہ رکھتی ہے۔ اگر آپ کی ذات گرامی کا وسیلہ ہوتا تو انہیں آپ کے پاس آنے کی ضرورت نہ تھی وہ کسی بھی جگہ بیٹھ کر کہہ سکتے تھے کہ اللہ کریم میں تیرے نبی کی جاہ ومنزلت کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بینا کر دے، ثابت ہوا وہ آپ کی دعا کا ذریعہ لے کر آئے تھے۔

۲۔ آپ ﷺ نے دعا کا وعدہ کیا تھا اور اس کے لیے بہتر بات کی وضاحت کر دی کہ اس پر صبر کرنے سے جنت ملے گی، تو یہ دلالت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات کا نہیں دعا کا ذریعہ چاہتے تھے۔

۳۔ وہ نابینا اصرار ہی دعا پر کرتے رہے۔

۴۔ شفاعت دعا کے معنی میں بھی آتی ہے، اس حدیث میں آیا ہے کہ میری سفارش قبول فرما، مراد ہے کہ میری دعا قبول فرما کر میری بصارت لوٹا دے۔

۵۔ یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ کی دعا مقبول ہوئی اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ خرق عادت ظہور ہوا کہ ایک آفت زدہ نابینا صحت یاب ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نابینا کی شفا میں موثر نبی ﷺ کی دعا تھی، ذات گرامی کو ذریعہ نہیں بنایا گیا تھا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۵۳۰)

٩٤٨٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا مَا عِنْدِيْ مَا أُعْطِيكِ فَرَجَعَتْ فَأَتَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ الَّذِيْ سَأَلْتِ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَوْ مَاهُوَ خَيْرٌ مِنْهُ فَقَالَ لَهَا عَلِيٌّ قُوْلِيْ لَا بَلْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ فَقَالَتْ فَقَالَ قُوْلِيْ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ آپ کی خدمت میں خادم طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس تجھے دینے کے لیے تو کوئی خادم موجود نہیں ہے۔“ تو وہ واپس چلی گئیں اور اس کے بعد آپ ﷺ خود فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: ”کیا جو تو نے سوال کیا ہے تجھے وہ پسند ہے یا وہ جو اس سے

(٩٤٨٣) ابن ماجه: ٣٨٣١۔ صحيح، البانی: ٣٠٨٩۔ مسلم: ٢٧١٣۔ ابوداؤد: ٥٠٥١۔ ترمذی: ٣٤٠٠۔ احمد: ٨٩٩٤.

السَّبعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ . (رواه ابن ماجة: ٣٨٣١)

زیادہ بہتر ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے فاطمہ! یہ کہو کہ جو اس سے بہتر ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات کہہ دی پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ دعا کر۔اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب۔ہمارے رب اور ہر چیز کے رب،تورات،انجیل اور قرآن عظیم کے نازل کرنے والے! تو اوّل ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے، آخیر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں،تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے،تو باطن ہے تیرے سے زیادہ مخفی کوئی چیز نہیں۔ ہمارا قرض ادا کر دے اور تنگ دستی دور کر دے۔'' (القزوینی)

شرح: ......اس دعا میں بقائے عالم کے کلی اسباب کی طرف اشارہ ہے اور عناصر کا ذکر ہے، پیدائش والی چیزوں کا ذکر ہے، اور دنیا کی جزئیات کا ذکر ہے۔

اور اس میں رزق کا تذکرہ ہے جو کہ جسمانی بقا کا باعث ہے اور اس میں روحانی خوراک کا بھی اشارہ ہے جو کہ احوال آخرت کے لیے تدبیر کرتی ہے۔

اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر ہے اور اس حدیث میں ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ سے مانگنے سے پہلے اس کی حمد وثنا کریں۔ پہلے اس کی ربوبیت عامہ کا ذکر ہے، پھر اس کی ربوبیت خاصہ کا ذکر ہے، اور اس میں تین اہم کتابوں کا ذکر ہے جو ہدایت اور نور ایمان پر مشتمل ہیں جو اس نے اپنے بندوں تک پہنچائی ہیں، اور اس میں اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے اور نفس اور مخلوق کی ہر شر سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے اور آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ سے قرض کی ادائیگی میں مدد طلب کیسے طلب کی جائے اور فقر سے غنا کا مطالبہ ہوا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۳۰)

٩٤٨٤۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُ بِكَ

''سیدنا ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نبی ﷺ نے بہت سی دعائیں کہیں اور ہم حفظ نہ کر سکے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے بہت دعائیں کیں اور ہم ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں کر پائے۔آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ دعا بتادوں جو ان تمام ادعیہ پر مشتمل ہو؟ کہو: اے اللہ! ہم ہر بھلائی تجھ سے مانگتے ہیں جس کا سوال تجھ سے تیرے

(٩٤٨٤) ترمذی: ٣٥٢١۔ ضعیف، البانی: ٧٠٣۔ لیکن اسی مفہوم کی حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ: ٣٨٤٦.

مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. (رواه الترمذي: ٣٥٢١)

نبی محمد ﷺ نے کیا ہے۔اور ہم تیری پناہ طلب کرتے ہیں ہر شر سے جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ طلب کی ہے اور تو امداد طلب کیا گیا ہے۔ تیرے اوپر پہنچانا ہے،اور شر سے بچنے اور نیکی حاصل کرنے کی توفیق نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''(ترمذی)

٩٤٨٥۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ﷺ. (رواه البخاري: ١٨٩٠)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما اور میری موت تیرے رسول اللہ ﷺ کے شہر میں ہو۔''

شرح: ......سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب یہ دعا کیا کرتے تھے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان یہ مدینہ میں کیسے ہوگا؟ فرمایا جب اللہ چاہے تو وہ اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

چنانچہ یہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیے۔ بروز بدھ اور ماہ ذوالحج کے چار دن باقی تھے۔۲۳ہجری میں ابولولو فیروز نصرانی مجوسی ملعون نے آپ کو شہید کر دیا اور انہیں ثواب شہادت ملا کیونکہ مظلوم شہید ہوئے تھے۔(شرح زرقانی:۳/ ۳۹)

٩٤٨٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. (رواه البخاري: ٦٣٦٧)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا۔پس ماندگی،سستی بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔''(بخاری)

شرح: ...... یہ نہایت ہی جامع دعا ہے،انسان کے لیے لازم ہے کہ جو رب کے پاس ہے اس میں رغبت رکھے اور جو مصیبت نازل نہیں ہوئی اسے دور کرنے کی التجاء کرے اور جمیع حالات میں اپنے رب کے سامنے اظہار محتاجی کرتا رہے۔

نبی کریم ﷺ نے ان جمیع چیزوں سے پناہ امت کی تعلیم کے لیے مانگی تھی اور اس سے یہ فتنے دور کرنے کے لیے کی تھی اور اس کی اہمیت کے پیش نظر یہ پناہ طلب کی تھی۔(فتح الباری:۱۱/ ۱۷۶)

(٩٤٨٥) بخاري: ١٨٩٠۔ مالك: ١٠٠٦.

(٩٤٨٦) بخاري: ٦٣٦٧۔ مسلم: ٢٧٠٦۔ ابوداؤد: ١٥٤٠۔ ترمذي: ٣٤٨٤۔ نسائي: ٥٤٩٥۔ احمد: ١٣١١٢.

٩٤٨٧۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّيءِ الْأَسْقَامِ. (رواه أبو داوٗد: ١٥٥٤)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جذام سے، برص سے، جنون سے اور بری امراض سے۔'' (ابوداؤد، النسائی)

شرح: ...... برص، وہ بیماری ہے کہ اعضاء کی جلد سفید ہو جاتی ہے اور جنون، عقل زائل ہونے کی حالت ہے جبکہ عقل ہر خیر کا منبع ہے، جذام وہ بیماری ہے جس سے اعضاء کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور سارے بدن میں سیاہی پھیل جاتی ہے جس سے اعضاء کا مزاج اور حالت خراب ہو جاتی ہے جو اعضاء کو کھا جاتی ہے اور اعضاء گرنا شروع ہو جاتے ہیں، بری بیماریوں سے مراد ہے، سل کی بیماری، استسقاء کی بیماری اور کوڑھ وغیرہ۔

خاص بیماریوں کا ذکر کرنے کے بعد عام بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس میں مطلق بیماریوں کا ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ان سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض بیماریاں ہلکی ہیں لیکن ان پر صبر کرنے سے ثواب زیادہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بخار ہے، سر درد ہے، آنکھوں کا دکھنا ہے، خصوصاً کوڑھ کی بیماری سے پناہ طلب کی ہے کہ یہ ایسی خطرناک بیماری ہے کہ اس سے دوست بھی راہِ فرار اختیار کرتا ہے اور بڑا مونس وغمخوار بھی اس سے نفرت کرتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۶۹)

٩٤٨٨۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّي الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (رواه البخاري: ٦٣٧٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بیشک نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں کاہلی، بڑھاپے، تاوان، قبر کے فتنے، قبر کے عذاب، آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے اور مالداری کے فتنے اور تنگدستی کے فتنے سے۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں مسیح الدجال کے فتنے سے۔ اے اللہ! میری خطائیں دھو ڈال پانی، برف اور اولوں کے ساتھ اور میرے دل کو صاف کر جیسے سفید کپڑا تو نے صاف کیا ہے۔ اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا بعد پیدا کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان پیدا کیا ہے۔'' (مالک کے علاوہ چھ نے روایت کیا)

(٩٤٨٧) ابوداؤد: ١٥٥٤۔ صحیح، البانی: ١٣٧٥۔ نسائی: ٥٤٩٣۔ احمد: ١٢٥٩٢.

(٩٤٨٨) بخاری: ٦٣٧٥۔ مسلم: ٥٨٩۔ ابوداؤد: ٨٨٠۔ نسائی: ٥٤٥٤۔ ابن ماجه: ٣٨٣٨۔ احمد: ٢٥٥٤٤.

شرح: ......آگ کے فتنے سے پناہ کا مطلب ہے کہ وہ فتنہ جو آگ کے عذاب تک پہنچا دے جیسا کہ ڈانٹ کے طور پر فرشتے دوزخیوں سے سوال کریں گے۔ ارشاد باری ہے:

﴿كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌo﴾ (الملك: ۸)

''جب ایک فوج دوزخ میں ڈالی جائے گی تو دوزخ کے نگران کہیں گے کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا۔''

فتنہ کا اصل معنی امتحان اور آزمائش ہے۔ شریعت میں ناپسندیدہ چیز کی آزمائش آنے کو فتنہ کہتے ہیں۔ سونے کی اصلیت جانچنے کے لیے جب اسے آگ پر تپایا جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں: فَتَنْتُ الذَّهَبَ میں نے سونا خالص کیا۔

یہ فتنہ کا لفظ مطلب سے غفلت برتنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے: ﴿اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن: ۱۵) ''بے شک تمہاری اولاد اور تمہارے مال فتنہ ہیں۔'' یعنی غفلت کا باعث ہیں، یہ دین سے مرتد کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (البروج: ۱۰)

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو دین سے پھیرنے کے لیے آزمایا۔''

نیز! یہ ضلالت، گناہ، کفر، عذاب، فضیحت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ سیاق وسباق اور قرائن دیکھ کر معنی لیا جائے گا۔

اور دوزخ سے پناہ طلب کی گئی ہے یعنی مجھے کافر نہ بنانا کہ میں آگ کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤں۔ اور جو موحد ہیں وہ آگ کے عذاب میں نہ جائیں گے اور اگر عذاب ہوگا تو بعد میں نکال لیے جائیں گے۔ قبر کا فتنہ یہ ہے کہ فرشتوں کے سامنے جواب دہی میں حیرانگی سے پناہ مانگنا، یہ بھی ہے کہ میت کو قبر میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور اسے اغوا کرنے اور بے یارومددگار چھوڑنے کی کوشش کرتا ہے اور عذاب قبر سے مراد ہے جب قبر میں جواب نہ دیا جا سکے گا تو پھر لوہے کے ہتھوڑے، قبر کا جھٹکا اور وحشت ہے۔

قبر سے مراد ہے برزخ، اور جہاں انسان کے اجزاء ٹھہرتے ہیں وہ قبر ہی کہلواتی ہے۔ اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے اور منکرین عذاب وثواب کی تردید ہے۔

غنا کا فتنہ یہ ہے کہ اکڑ، شروئی اور طغیانی پیدا نہ کرے اور مال حرام ذریعے سے کمانا اور اسے نافرمانی، فخر اور جاہ ومنصب کے لیے صرف کرنا اور جو واجبات ہیں، اسے ان میں صرف نہ کرنا۔

اور فقر کا فتنہ یہ ہے کہ صبر نہ رہے یا حرام میں واقع ہونا، یا اغنیاء کا حسد کرنا اور ان کے مال سے طمع رکھنا اور فقر کی وجہ سے عزت کا آلودہ ہونے سے بچانا اور دین داغدار ہو جائے اور اللہ کی تقسیم پر راضی نہ رہنا یہ سب فقر کا فتنہ ہے۔

اور مسیح الدجال کے فتنہ سے یہ مراد ہے کہ یہ دجال ساری زمین میں پھرے گا، صرف مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو

سکے گا، دجال کا مطلب ہے: دھوکہ باز اور کذاب۔ یہ آخر زمانہ میں نمودار ہوگا اور ہر فساد اور ہر گمراہی کا منبع ہوگا، اس کے ہاتھوں خرق عادت امور سرزد ہوں گے، جن کے ذریعے سے کمزور ایمان والے بھٹک جائیں گے۔ اس لیے اس سے پناہ مانگی گئی ہے، خطاؤں کو دھونے کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

کسل سستی وہ کیفیت ہے کہ دل خیر پر آمادہ نہیں ہوتا اور اس میں استطاعت کے باوجود رغبت کم ہوتی ہے۔

اور اس میں بڑھاپے سے بھی پناہ ہے کیونکہ یہ ارذل عمر ہے، اس میں عقل میں خلل آ جاتا ہے، حواس مختل ہو جاتے ہیں، ضبط وفہم درست نہیں رہتا اور بعض نامناسب مناظر دیکھنے میں آتے ہیں اور اطاعت کے کاموں میں بے بسی ہوتی ہے اس لیے اس سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

تاہم درازی عمر طلب کرنا اور حواس کی صحت وسلامتی کی بھی دعا کرنا جائز ہے کیونکہ طویل عمر ہو اور حواس درست ہوں اور برائی سے اجتناب ہو اور نیکی میں تگ ودو ہو تو اس سے ثواب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

ماثم سے مراد ہے جو گناہ کا موجب چیز ہو، اور مغرم سے مراد گناہوں اور نافرمانیوں کی چٹی ہے، یا قرض کی چٹی ہے، وجہ یہ ہے کہ آدمی جب چٹی والا ہو تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے، اس لیے اس سے پناہ طلب کی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۱۲۸)

٩٤٨٩۔ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ اللّٰهَ قَالَتْ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ. (رواه مسلم: ٢٧١٦)

''فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے دعا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ فرماتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو میں جانتا ہوں یا میں نہیں جانتا۔'' (مسلم)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ کے تمام اعمال خیر ہیں خواہ وہ پہلے ہوں یا بعد والے ہوں یہ سب خیر ہیں اور آپ ﷺ معصوم ہیں۔

یہ سب آپ نے امت کی تعلیم کے لیے پناہ طلب کی ہے تا کہ امت یوں اللہ سے پناہ مانگے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۱۳۱)

٩٤٩٠۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا ان کو تعلیم دی ہے: اے اللہ! میں تیری ہر بھلائی دینوی اور اُخروی کا

(٩٤٨٩) مسلم: ٢٧١٦۔ ابوداؤد: ١٥٥٠۔ نسائی: ٥٥٢٧۔ ابن ماجه: ٣٨٣٩۔ احمد: ٢٦٧٣.

(٩٤٩٠) ابن ماجه: ٣٨٤٦۔ صحيح، البانی: ٣١٠٢۔ احمد: ٢٤٤٩٨.

الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهٖ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهٗ لِيْ خَيْرًا. (روه ابن ماجة: ٣٨٤٦)

تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جو میں جانتا ہوں یا وہ جس کو میں نہیں جانتا اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں ہر شر سے جو دینوی ہو یا اُخروی ہو اس کو میں جانتا ہوں یا میں نہیں جانتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس نیکی کا سوال کرتا ہوں جس کا تجھ سے تیرے بندے اور نبی نے سوال کیا اور میں ہر اس شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے پناہ مانگی ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول وفعل کا سوال کرتا ہوں جو اس کے قریب کر دے اور میں آگ سے تیری پناہ طلب کرتا اور اس قول وعمل سے تیری پناہ مانگتا ہو جو اس کے قریب کر دے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو نے میرے لیے تقدیر کا جو فیصلہ بھی کیا ہے وہ میرے لیے بہتر کر دے۔'' (القزوینی)

شرح: ......اس دعا میں بہت جامع کلمات ہیں اور اللہ تعالیٰ جامع دعا کو ہی پسند کرتے ہیں، یہ نہایت ہی مفید دعا ہے۔ دنیا وآخرت کی ہر چیز اس میں مانگی گئی ہے اور دنیا وآخرت کی ہر شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جب آدمی اللہ عزوجل سے وہ دعا کرے جو نبی اکرم ﷺ نے مانگا ہے اور ہر اس شر سے پناہ مانگے جس سے نبی اکرم ﷺ نے پناہ طلب کی ہے تو گویا کہ اس نے اپنی دعا میں ہر ضرورت مانگ لی ہے، اب اور کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی اور اس نے ہر قسم کی خیر مانگ لی ہے اور ہر شر سے پناہ مانگ لی ہے، اب کوئی شر باقی نہیں رہی، جس سے پناہ طلب نہ کی ہو۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایسا قول وعمل اختیار کیا جائے جس سے جنت میں داخلہ ملے اور دوزخ سے نجات ملے۔

یہ حدیث اس دعا کی تلاوت کی ترغیب دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی تمام خیر طلب کی جائے اور موت تک یہ دعا جاری رکھی جائے۔ (انجاز الحاجہ:۱۴۲/۴)

٩٤٩١۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: اے اللہ! میں پناہ طلب کرتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اس دعا سے جو قبول نہ ہو، اس

(٩٤٩١) ترمذی: ٣٤٨٢۔ صحیح، البانی: ٢٧٦٩۔ نسائی: ٥٤٤٢۔ احمد: ٦٥٢١.

نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ . (رواه الترمذي: ٣٤٨٢)

پیٹ سے جو سیر نہ ہو اور اس علم سے جو نفع نہ دے۔ میں ان چار اشیاء سے تیری پنا طلب کرتا ہوں۔'' (ترمذی ونسائی)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ ان چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

(۱) ایسے دل سے پناہ مانگی جو سکون نہ پکڑے اور نہ ہی ذکر الٰہی سے مطمئن ہو۔

(۲) ایسی دعا سے پناہ مانگی جو اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہو۔

(۳) ایسے نفس سے پناہ مانگی ہے جو اللہ نے دیا ہے اس پر قناعت نہ کرے اور مال جمع کرنے کی حرص میں ہی مگن رہے اور زیادہ کھانے میں ہی مصروف ہو اور جاہ و منصب کی تلاش میں ہی رہے۔

(۴) ایسا علم جس پر عمل نہ ہو اور نہ لوگوں کو سکھایا جائے اور جو عمل اخلاق مہذب نہ بنائے اور نہ افعال واقوال میں نکھار پیدا کرے یا اس علم کی ضرورت ہی نہ ہو اور یا پھر اس علم کی شریعت نے اجازت نہ دی ہو اس سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۷۹)

٩٤٩٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ . (رواه مسلم: ٢٨٣٩)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں یہ دعا بھی تھی اے اللہ! میں تیری نعمت کے اوپر زوال آنے سے، تیری عافیت تبدیل ہونے سے، تیرے اچانک انتقام نازل ہونے سے اور تیرے ہر غضب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم وابوداؤد)

شرح: ...... اس میں ترغیب ہے کہ یہ دعا کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھا جائے۔ اس دعا کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں فصاحت و بلاغت اور انسانی تحفظ کے دریا بہا دیے گئے ہیں۔

۱۔ زوال نعمت سے پناہ اس لیے طلب کی گئی ہے کہ تمام امور اسی کے ہاتھ میں ہیں، وہی دیتا ہے وہی روکتا ہے، اس کے حکم کو نافذ کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، جسے چاہے نعمت سے نوازے، جسے چاہے نہ دے۔ اور نعمت کا زوال عموماً گناہوں کے سبب ہوتا ہے۔ دیگر انعامات کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ گناہوں سے محفوظ رکھنا جو کہ انعامات کے زوال کا باعث ہیں، اس لیے زوال نعمت سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

۲۔ عافیت کی تبدیلی یہ ہے کہ عافیت مجھ سے منتقل ہو کر غیر کی جانب نہ چلی جائے۔ دین، بدن، وطن، اہل وعیال، مال، یہ سب سلامت رہیں، برباد نہ ہوں۔

۳۔ اچانک سزا یہ ہے کہ بغیر کسی اطلاع یا وارننگ کے یا خطرے سے آگاہ کرنے سے بے خوفی کی حالت میں یا عذاب مصیبت کا آ جانا جس سے نجات کا رستہ نہ مل سکے اور نہ ہی توبہ کا موقع ملے۔

(٩٤٩٢) مسلم: ٣٨٣٩۔ ابوداؤد: ١٥٤٥

۴۔ تمام ناراضی سے پناہ یہ ہے کہ تمام شرارتوں اور ایسے کاموں سے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہوں ان سے اللہ کی پناہ رہے اور ہر نافرمانی اور گناہ اس کی ناراضی کا سبب ہوسکتا ہے، اس کی حرام کردہ چیزوں کو پامال کرنے اور واجبات سے روگردانی سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اس لیے اس سے پناہ مانگی گئی ہے، ثابت ہوا کہ یہ انسان کی بہتری کے لیے کمال درجہ کی دعا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۸۷)

٩٤٩٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ. (رواه أبوداوٗد: ١٥٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں تنگدستی سے قلت سے اور ذلت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا میرے اوپر ظلم کیا جائے۔''

شرح: ......یعنی میں اس سے پناہ چاہتا ہوں کہ حق سے بھٹک جاؤں یا گناہ میں واقع ہو جاؤں اور میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔

اور امور دین اور حقوق اللہ اور حقوق العباد یا معاشرہ میں اور ساتھیوں سے ملاپ میں یا لوگوں کی ایذاء رسانی میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے نقصان پہنچائے۔

زلّہ سے مراد ہے بلا قصد برائی ہو جائے۔ جو بھی گھر سے باہر جائے وہ لوگوں سے ملاپ اچھا رکھے، اور راہِ راست سے روگردانی نہ کرے۔

نبی کریم ﷺ تو ظلم وجہالت سے معصوم تھے، آپ ﷺ نے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس میں بیان کردہ چیزوں سے اجتناب کرے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۲۱۸)

٩٤٩٤ـ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْأَخْلَاقِ. (رواه أبوداوٗد: ١٥٤٦)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے: اے اللہ! میں اختلاف سے، نفاق سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

٩٤٩٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ طلب کرتا

(٩٤٩٣) ابوداؤد: ١٥٤٤ـ صحيح، البانی: ١٣٦٦ـ نسائی: ٥٤٦٣ـ ابن ماجه: ٣٨٤٢.

(٩٤٩٤) ابوداؤد: ١٥٤٦ـ ضعيف، البانی: ٣٣٢ـ نسائی: ٥٤٧١.

(٩٤٩٥) ابوداؤد: ١٥٤٧ـ حسن، البانی: ١٣٦٨ـ نسائی: ٥٤٦٨.

بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ. (رواه أبو داوٗد: ١٥٧٤)

ہوں اس لیے کہ وہ بدترین ساتھ لیٹنے والا ہے۔اور میں خیانت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں وہ بدترین راز دار ہے۔'' (یہ احادیث ابوداوٗد، اور نسائی کی ہیں)

شرح: ...... جوع سے مراد ہے معدے کا خالی ہونا، بھوک لگنا۔اس سے بیماریاں لگ جاتی ہیں یا موت تک نوبت آ جاتی ہے، اس لیے اسے بدترین ساتھی قرار دیا گیا ہے۔اس سے قویٰ ناتواں ہو جاتے ہیں، دماغ میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور ردی قسم کے افکار وخیالات آتے ہیں، جن سے عبادات کے معمولات متاثر ہوتے ہیں۔

خیانت کی ضد امانت ہے، اس میں حق سے عہد شکنی پائی جاتی ہے، دراصل یہاں ہر شرعی تکلیف کی خلاف ورزی کو خیانت قرار دیا گیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ﴾ (الانفال: ٢٧)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور تم جانتے ہوئے بھی خیانت کرتے ہو۔''

اسے بدترین باطنی خصلت قرار دیا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ یہ دل میں چھپی ہوتی ہے، اس سے پناہ مانگ کر رسول اکرم ﷺ نے اندرونِ دل صاف رکھنے کی امت کو ترغیب دی ہے۔(عون المعبود: ١/ ٥٦٧)

٩٤٩٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. (رواه البخاري: ٦٣٤٧)

''اور ان سے مروی ہے میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ مشقت میں ڈالنے والی بلا سے بدبختی لاحق ہونے سے، بری تقدیر سے اور دشمن کے خوش ہونے سے۔'' (الشیخان، نسائی)

٩٤٩٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. (رواه النسائي: ٥٤٧٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں قرض کے غلبے سے دشمن کے غلبے سے، دشمن کی ہنسی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (نسائی)

(٩٤٩٦) بخاري: ٦٣٤٧۔ مسلم: ٢٧٠٧۔نسائی: ٥٤٩١۔ احمد: ٧٣٠٨.

(٩٤٩٧) نسائی: ٥٤٧٥۔ مسلم: ٢٧٠٧۔ نسائی: ٥٤٩١۔ احمد: ٧٣٠٨.

شرح: ......شفا، ہلاکت یا ہلاکت کے اسباب ہیں اور بلا سے مراد ہر چیز جو مشقت اور اس کا باعث ہو جو وبال جان بن جائے، جسے دور کرنے کی طاقت نہ رہے، مثلاً کثرت مال، اہل وعیال کی کثرت وغیرہ۔ بری قضا میں جان، مال، اہل وعیال اور زندگی کا خاتمہ اور آخرت وغیرہ میں بری قضا سے پناہ مراد ہے، اور شماتت اعداء سے مراد ہے کہ جو دشمن کی وجہ سے دلفگاری ہے وہ نہ ہو کہ دشمن خوش ہو۔

تو اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ ان مذکورہ اشیاء سے اللہ کی پناہ میں آنا مستحب ہے، یہ بھی بیان ہوا ہے کہ سجع کلمات بغیر تکلف موزوں ہو جائیں تو جائز ہے ہاں تکلف سے تیار نہ کیے جائیں ان کی ممانعت ہے۔

اس میں اس نظریہ کی بھی تردید ہے کہ جو قضا وقدر میں ہے اس سے پناہ مانگنے کی ضرورت نہیں، یہ بات غلط ہے کیونکہ یہ بھی تو قضا وقدر ہے کہ آدمی بوقت بلا دعا کرے گا تو اس کی مصیبت دور ہوگی۔ استعاذہ اور دعا کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کبریاء کی عظیم بارگاہ میں اپنی محتاجی، گڑگڑاہٹ اور پستی کا اظہار کرتا ہے، جس سے پروردگار اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کی پریشانی دور کر دیتا ہے، لہٰذا صوفیوں کا یہ نظریہ غلط ہے کہ پناہ کی ضرورت نہیں جو ہونا وہ ہوگا، بلکہ ہر مکان وزمان میں اس اللہ کی پناہ طلب کریں۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۱۴۹)

٩٤٩٨- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَارِ لسَّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامِ فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ عَنْكَ. (رواه النسائي: ٥٥٠٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! مقامی گھر کے برے ہمسائے سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ صحراء کا ہمسایہ تو تیرے پاس سے چلا ہی جاتا ہے۔'' (یہ دو نسائی کی ہیں)

شرح: ......یعنی جہاں مستقل رہتا ہے وہاں کے برے ہمسائے سے پناہ کا حکم ہے۔ پناہ تو عارضی برے ہمسائے سے مانگنی چاہیے مگر مستقل برا ہمسایہ ایک مستقل سر درد بن جاتا ہے، اس لیے اس سے خصوصی پناہ ہے، جو عارضی بادیہ نشیں ہمسایہ ہو وہ جگہ بدلتا رہتا ہے، مستقل پریشانی نہیں بنتا۔ (التعلیقات السلفیہ: ۲/ ۳۱۵)

٩٤٩٩- عَنْ أَبِي الْيَسَرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوْذُ بِكَ

''سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں دب جانے سے، گر جانے سے غرق ہونے سے اور بڑھاپے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے برگندہ ذہن بنا دے اور تیری راہ میں فرار ہونے کی حالت میں مرنے سے تیری

(٩٤٩٨) نسائی: ٥٥٠٢- حسن، صحیح، البانی: ٥٠٧٦- احمد: ٨٣٤٨.

(٩٤٩٩) ابوداؤد: ١٥٥٢- صحیح، البانی: ١٣٧٣- نسائی: ٥٥٣١.

أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا. (رواه أبو داوٗد: ١٥٥٢)

پناہ طلب کرتا ہوں اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ کسی چیز کے ڈسنے سے میری موت آئے۔'' (ابوداوٗد،نسائی)

شرح: ...... ھدم کا مطلب ہے کہ عمارت اوپر گر جائے۔ تردی کا مطلب ہے بلند جگہ سے گر جانا جیسا کہ پہاڑ ہے، چھت ہے یا نچلی جگہ میں گر جانا جیسا کہ کوئی کنوئیں میں گر جائے۔ غرق سے مراد ہے کہ پانی میں ڈوب جانا، اور حرق سے مراد ہے کہ آگ میں جل جانا۔

ان اسباب سے ہلاک ہونے سے پناہ مانگنا حیرت انگیز بات ہے حالانکہ ان سے فوت ہونا شہادت کی موت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اموات بڑی مشقت آمیز اور قلق واضطراب والی ہیں، ان پر صبر کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔

ھرم سے مراد بڑھاپا ہے، یہ ارذل عمر ہے۔ اس میں موت کے وقت شیطان کے خطبی بنانے سے پناہ مانگی گئی ہے یعنی عقل خراب ہو جائے، دین خراب ہو جائے، موت پر اچھے یا برے خاتمے کا دار و مدار ہے، اس وقت شیطان کے غلبہ سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے، شیطان اس وقت گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، توبہ میں رکاوٹ ڈالتا ہے، یا اپنی اصلاح سے روکتا ہے، رحمت الٰہی سے مایوس کرتا ہے یا موت کو مکروہ کر دیتا ہے، اللہ کی رضا پر راضی نہیں ہونے دیتا۔

کہتے ہیں کہ شیطان اور اس کے چیلے اس وقت انسان کو ورغلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آج بھی اسے اغوا نہ کر سکے تو کبھی اغوا نہ کر سکو گے، اس لیے اس سخت ترین لمحے میں خبطی ہونے سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

اور یہ دعا کی گئی ہے کہ اللہ تیری راہ میں پیٹھ دکھا کر بھاگ جاؤں، ایک مطلب یہ ہے کہ اللہ تیرے ذکر سے پھر کر غیر کی طرف پھرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور اس سے بھی پناہ مانگی ہے کہ زہریلی چیز ڈس جائے، بچھو یا سانپ ڈس جائے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کو بچھو نے ڈس لیا تو نماز سے فراغت کے بعد فرمایا، اللہ بچھو پر لعنت کرے، یہ نہ تو نبی کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی غیر نبی کو چھوڑتا ہے، پھر آپ نے پانی اور نمک منگوایا اور ڈسنے والی جگہ پر پھیرا۔ اور قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور آخری دو سورتوں کو تلاوت کیا۔ (طبرانی صغیر)

ان دونوں میں تعارض نہیں، جو ڈسنے سے پناہ ہے، وہ موت کے وقت ہے، یہ جس نے ڈسا تھا وہ موت وقت نہ تھا۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۶۸)

٩٥٠٠- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَسُوْءِ

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ پانچ اشیاء سے پناہ طلب کرتے تھے: بخل سے

(٩٥٠٠) نسائی: ٥٤٤٦- ضعیف، البانی: ٤١٢.

الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. (رواه النسائی: ٥٤٤٦)

بزدلی سے، بری عمر سے، سینے کے فتنے سے اور عذاب قبر سے۔" (النسائی)

٩٥٠١- قَالَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ أُرٰى أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَاتَنْفَعُ وَذَكَرَ دُعَاءً آخَرَ. (رواه أبوداؤد: ١٥٤٩)

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس نماز سے جو نفع نہ دے اور دوسری دعا کا بھی ذکر کیا۔" (ابوداود)

٩٥٠٢- عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ. (رواه الترمذی: ٣٥٩١)

"زیادہ بن علاقہ اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں برے اخلاق سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور برے اعمال سے اور بری خواہشات سے۔" (ترمذی)

شرح:...... منکر اعمال واخلاق سے مراد یہ ہے کہ جو شریعت نے برے قرار دیئے ہوں۔ یہ ظاہر وباطن والے اخلاق واعمال کی اچھائی کی دعا ہے۔ ہوا قابل تعریف بھی ہے اور قابل مذمت بھی ہے، اب یہ غلط خواہشات میں مشہور ہے۔

٩٥٠٣- عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَعْدِلُ الدَّيْنَ بِالْكُفْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. (رواه النسائی:٥٤٧٣)

"سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کفر سے اور قرض سے۔ تو ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ قرض کو کفر کے مساوی قرار دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔"

٩٥٠٤- عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسِ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمُعَوَّذَتَانِ أَخَذَ بِهِمَا مَا سِوٰى ذٰلِكَ. (رواه النسائی: ٥٤٩٤)

"سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ جنات کی نظر سے اور انسانوں کی نظر سے پناہ طلب کرتے تھے۔ اور جب معوذتین نازل ہوئیں تو دیگر تعوذات ترک کر دیئے اور ان ہی کو معمول بنایا۔"

شرح:...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نظر کا دم کرنا جائز ہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

(٩٥٠١) ابوداؤد: ١٥٤٩- صحیح، البانی: ١٣٧٠.

(٩٥٠٢) ترمذی: ٣٥٩١- صحیح، البانی: ٢٨٤٠.

(٩٥٠٣) نسائی: ٥٤٧٣- ضعیف، البانی: ٤١٧.

(٩٥٠٤) نسائی: ٥٤٩٤- صحیح، البانی: ٥٠٦٩- ابن ماجه: ٣٥١١- ترمذی: ٢٠٥٨.

النَّاسِ سے دم کرنا سنت ہے اور جو بھی قرآن کے سوا آپ کلام پڑھ کر دم کرتے تھے، جب یہ دونوں قل نازل ہوئے تو ہر پریشانی کے وقت صرف ان دونوں قل سے آپ ﷺ دم کرتے تھے کیونکہ اس میں ہر پریشانی سے اللہ کی پناہ حاصل ہو جاتی ہے کسی اور کی ضرورت نہیں رہتی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/۱۵۴)

٩٥٠٥۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَاأَبَاذَرٍّ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قُلْتُ أَوَ لِلْإِنْسِ شَيَاطِيْنُ قَالَ نَعَمْ. (رواه النسائي: ٥٥٠٧)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ اس میں موجود تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! جن وانس شیاطین سے پناہ طلب کر۔ میں نے کہا: کیا انسان بھی شیطان ہوا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔'' (یہ نسائی کی مرویات ہیں)

٩٥٠٦۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (رواه أبوداؤد: ١٥٣٧)

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: نبی ﷺ کو جب کسی قوم سے خطرہ لاحق ہوتا تو دعا کرتے: یا اللہ! ہم تجھے ان لوگوں کے بالمقابل لاتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... دشمن کے سینے میں اللہ تعالیٰ کو کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دشمن کے سامنے کرتے ہیں کہ میں تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کروں، اس میں سوال ہے کہ دشمن کے سینے روک دے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے، اور ان کے معاملات سے مجھے کفایت کرنا اور میرے اور دشمن کے درمیان اللہ کریم حائل رہنا۔ (عون المعبود: ۴/۵۶۴)

٩٥٠٧۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ قَالَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ إِذَا قُلْتَهُنَّ طَفِئَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرَّ لِفِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلٰى فَقَالَ جِبْرِيْلُ فَقُلْ أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ

''یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ وہ مرسل روایت بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات دیکھا کہ ایک طاقت ور شیطان (جن) آپ کی تلاش میں ہے اور اس نے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لیا ہوا ہے اور جب آپ اس کی طرف توجہ کرتے تو اس کو دیکھ لیتے تو جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا میں وہ کلمات نہ بتا دوں جن کو آپ ﷺ پڑھیں گے تو اس کا شعلہ بجھ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں: تو جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ

(٩٥٠٥) نسائي: ٥٥٠٧۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٤٢٤۔ احمد: ٢١٠٣٦.

(٩٥٠٦) ابوداؤد: ١٥٣٧۔ صحيح، البانی: ١٣٦٠۔ احمد: ١٩٢٢٠.

(٩٥٠٧) مؤطا: ١٧٧٣.

وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰنُ. (رواه مالك: ١٧٧٣)

کہیں: میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ کریم کے چہرہ اقدس کے ساتھ اور اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ جن کلمات سے نہ تو نیک تجاوز کرتا ہے اور نہ بدکار، ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو اس نے زمین میں داخل کی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے، اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات کو آنے والوں کے فتنوں سے مگر وہ جو بھلائی لے کر رات کو آئے یا رحمن۔'' (مالک)

٩٥٠٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ أَمْسَيْتَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرُّكَ. (رواه مسلم: ٢٧٠٩)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! آج رات بہت شدت دیکھی کہ مجھے بچھو نے کاٹ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت کہتا کہ: میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر چیز کے شر سے جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو تجھے کوئی ضرر نہ پہنچتا۔''

٩٥٠٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ قَالَ إِذَا أَمْسٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَكَانَ أَهْلُنَا قَدْ تَعَلَّمُوْهَا فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَهَا فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا. (رواه أحمد: ٧٨٣٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے شام کو تین بار کہا: میں پناہ میں آیا اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا کی ہے تو اس رات کی ہر شدت اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گی۔ سہیل رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے گھرانے کے لوگ یہ دعا سکھاتے اور وہ ہر رات کو یہ کلمات پڑھتے تھے۔ پس ایک لڑکی کو کاٹا گیا تو اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔'' (احمد)

شرح: ......ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ طلب کی گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ اللہ کے کلمات میں کوئی نقص یا عیب نہیں جبکہ لوگوں کے کلمات میں کوتاہی ہوتی ہے اور اللہ کے کلمات میں پناہ طلب کرنے والے کے لیے آفات سے پورا تحفظ ہے اور ہر تکلیف سے کفایت ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٠/١٦٠)

(٩٥٠٨) مسلم: ٢٧٠٩۔ احمد: ٨٦٦٣۔ مؤطا: ١٧٧٤.

(٩٥٠٩) احمد: ٧٨٣٨۔ ابوداؤد: ٣٨٩٩۔ ترمذی: ٣٨٦٦۔ ابن ماجہ: ٣٥١٨۔ مؤطا: ١٧٧٤.

باقی رہی عفریت کے شعلہ والی روایت تو اسے علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے مرسل قرار دیا ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۳۴۰) تاہم نسائی اور احمد رحمہما اللہ نے اسے مرفوع اور متصل بیان کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن محمد شفیع نے الرقیۃ الشرعیہ: ص ۳۵ پر سے نقل کیا ہے۔

عفریت سخت اور مضبوط جن ہے، یہ شعلہ اٹھائے آتا ہے کہ اس کے ذریعے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانا چاہتا تھا، تو جبریل علیہ السلام نے یہ کلمات سکھائے، جن کی وجہ سے یہ جن ناکام ہوا۔

اس میں سب سے پہلے اللہ کی عظیم صفت کے ذریعے سے پناہ طلب کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت کلمات کے ساتھ پناہ لی ہے اس میں اللہ کا علم، اور قرآن بھی شامل ہے کہ کوئی بھی نیک و بد اللہ کے اس علم سے تجاوز نہیں کر سکتا، آسمان سے اترنے والی عقوبتیں بجلی وغیرہ کا عذاب آنا اور زمین سے اعمال بد جو کہ عذاب کی وجہ ہیں ان کا اوپر چڑھنا، اور زمین کے ظاہر و باطن میں سے فتنہ کا جنم لینا اور رات اور دن کے حادثات کا وجود میں آنا ان سب سے خیر طلب کی گئی ہے۔

اور یہ دعا خیر ہی ثابت ہوئی وہ عفریت منہ کے بل گر پڑا اور شعلہ بجھ گیا۔ اور بچھو کے ڈسنے سے آرام والی دعا کے بارے میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ اپنا تجربہ لکھتے ہیں کہ ایک دن یہ دعا میں پڑھنا بھول گیا تو مجھے بچھو نے ڈنگ مارا۔

یہ بات یاد رہے کہ یہ کلمات تامہ اس کے لیے پناہ ہوں گے جو غیر اللہ سے رخ موڑ لے اور بحر توحید میں غوطہ زن ہو جائے، اگر شرک کی دلدل میں پھنسا ہوگا تو پھر اس میں اخلاص پیدا نہیں ہو سکتا۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۳۴۱)

۹۵۱۰۔ عَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهٖ قَالَ فَأَخَذَ بِكَتِفِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ يَعْنِيْ فَرْجَهٗ. (رواه الترمذي: ٣٤٩٢)

''سیدنا شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے تعوذ کے کلمات بتائیے تاکہ میں پناہ طلب کیا کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہتھیلی پکڑی اور فرمایا: کہو: یا اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اپنے کانوں کے شر، اپنی آنکھوں کے شر، اپنی زبان کے شر، اپنے دل کے شر اور اپنی شرمگاہ کے شر سے۔'' (اصحاب سنن)

شرح: ......آنکھ اور نظر کا شر یہ ہے کہ حرام چیزیں دیکھنا اور سننا اور دل کا شر یہ ہے کہ عقیدہ خراب ہو جائے اور کینہ اور حسد سے پیدا ہو جائے اور برے افعال و اعمال کا ارادہ کرے۔

اور منی کا شر یہ ہے کہ اس کا ناجائز غلبہ نہ ہو کہ زنا میں لگ جانا اور غیر عورتوں کو دیکھنے لگ جانا۔ اس لیے اس دعا میں ان کی تباہ کاریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۸۳)

(٩٥١٠) ترمذي: ٣٤٩٢۔ صحيح، الباني: ٢٧٧٥۔ ابوداؤد: ١٥٥١۔ نسائي: ٥٤٥٥.

٩٥١١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. (رواه البخاري: ٣٣٧١)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرتے اور فرماتے تھے: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ان کلمات کے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے لیے تعوذ کیا کرتے تھے۔ میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے، مؤنث شیطان سے اور آنکھ چمکنے والی کی نظر سے۔'' (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

شرح: ......ان کلمات کے ساتھ نبی اکرم ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو دم کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کلمات تامہ سے یہ استدلال کرتے تھے کہ قرآن غیر مخلوق ہے کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور جو مخلوق کا کلام ہوتا ہے وہ تام نہیں ہوتا وہ ناقص ہوتا ہے اور نبی ﷺ مخلوق کے کلام کے ذریعے پناہ طلب نہیں کر سکتے تھے۔ اس میں جن اور زہریلے درندوں سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔ اور لامہ آنکھ سے مراد ہر وہ آنکھ ہے جو بری نظر لگا دے۔ یہ بڑی ہی عظیم پناہ ہے اللہ کے دو خلیل اپنے بچوں کو اس سے دم کرتے رہے ہیں کہ اس کی وجہ سے بچوں کی حفاظت رہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٠/ ١٦٧)

٩٥١٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. (رواه مسلم: ٥٩٠)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کو یہ دعا تعلیم فرماتے تھے جیسا کہ تاکید کے ساتھ قرآن کی سورت پڑھاتے تھے۔ اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں مسیح الدجال کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' (بخاری کے علاوہ چھ نے روایت کیا)

٩٥١٣ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ لَا أَقُوْلُ لَكُمْ إِلَّا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَانَ

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری

(٩٥١١) بخاري: ٣٣٧١ـ ابوداؤد: ٤٧٣٧ـ ترمذي: ٢٠٦٠ـ ابن ماجه: ٣٥٢٥ـ احمد: ٢١١٣.
(٩٥١٢) مسلم: ٥٩٠ـ ابوداؤد: ٩٨٤ـ ترمذي: ٣٤٩٤ـ نسائي: ٢٠٦٣ـ ابن ماجه: ٣٨٤٠ـ احمد: ٢٧٧٤ـ مؤطا: ٤٩٩.
(٩٥١٣) مسلم: ٢٧٢٢ـ ترمذي: ٣٥٧٢ـ نسائي: ٥٥٣٨.

يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَايَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَايَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا . (رواه مسلم: ٢٧٢٢)

پناہ طلب کرتا ہوں عجز (پسماندگی)، سستی، بزدلی، بخل، بڑھاپے اور عذاب قبر سے، اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اس کو پاک فرما دے، تو ہی اس کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا کارساز اور مالک ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اور اس دل سے جس میں خوف خدا نہ ہو۔ اور اس پیٹ سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے قبول نہ کی جائے۔ (مسلم اور نسائی)

٩٥١٤۔ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْلَا كَلِمَاتٌ أَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِيْ يَهُوْدُ حِمَارًا فَقِيْلَ لَهُ وَمَاهُنَّ فَقَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَايُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ. (رواه مالك: ١٧٧٥)

”قعقاع بن حکیم راوی ہیں کہ کعب الاحبار نے کہا: اگر یہ کلمات نہ ہوتے جو پڑھا کرتا ہوں تو یہود (اپنے جادو سے) مجھے گدھا بنا دیتے۔ ان کو کہا گیا آپ کون سے کلمات پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں اللہ عظمت والے کی پناہ میں آیا جس سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے اور اللہ کے کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ لیتا ہوں جو کامل ترین کلمات ہیں جن سے نہ نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ بدکار۔ اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے ناموں کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرتا ہوں خواہ میں ان اسماء کو جانتا ہو یا وہ اسماء جن کو میں نہیں جانتا، ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا کی زمین لگائی اور اگائی۔“ (مالک)

شرح:......زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ دنیا کی آزمائش، شہوات اور جہالات اور دنیا سے خاتمے کے وقت بڑی آزمائش۔ اور موت کے فتنہ سے مراد ہے قبر کا فتنہ، عذاب قبر اسی پر مرتب ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۳۱۹) مسیح الدجال کے فتنہ پر اوپر لکھا جا چکا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے غیر مفید علم اور بے خوف دل اور حریص نفس اور غیر مقبول دعا سے اللہ کی پناہ طلب کی ہے۔

علوم کی تحصیل اس لیے کی جاتی ہے کہ ان سے نفع حاصل کیا جائے جب ان سے نفع نہ ہو تو یہ وبال بن جاتا ہے، لہٰذا ایسے علم سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے۔

(٩٥١٤) مؤطا: ١٧٧٥.

اور دل اس لیے پیدا ہوا ہے کہ اپنے خالق سے خوفزدہ رہے اور اس کے دین کے نور کے لیے کھلا رہے، جب یہ نور ایمان قبول نہ کرے نہ ہی خالق کے سامنے جھکے تو یہ پتھر ہے، اس سے پناہ مانگی جائے۔

اور نفس انسانی جب غرور میں آ جائے، آخرت کی سوچ سے عاری ہو جائے اور دنیا پر ہی حریص ہو جائے تو یہ اس کا دشمن اول بن جاتا ہے اس لیے ایسے نفس سے اللہ کی پناہ مانگی جائے۔

اور دعا کا قبول نہ ہونا علامت ہے کہ دعا کرنے والا اپنے علم، عمل سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، اس لیے ایسی دعا سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۶۷)

٩٥١٥۔ اِبْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِذَاأَتَيْتَ سُلْطَانًا مُهِيْبًا تَخَافُ أَنْ يَسْطُوْبِكَ فَقُلْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا ، اَللّٰهُ أَعَزُّ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْمُمْسِكِ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ أَنْ يَقَعْنَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ ، اِلٰهِىْ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمَكَ وَلَاإِلٰهَ غَيْرُكَ. (للكبير)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب تو خوفناک حکمران کے پاس جائے اور تو ڈرتا ہو کہ تیرے اوپر ظلم کرے گا تو یہ کلمات کہہ: اللہ بڑا ہے اور اللہ بڑا ہے اپنی تمام مخلوق سے۔ اللہ بڑا عزت والا ہے۔ اس سے جس سے میں ڈرتا ہوں اور خوف رکھتا ہوں۔ میں اللہ کی پناہ میں آیا وہ سات آسمانوں کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے مگر اس کے حکم سے گر سکتے ہیں۔ میں پناہ لیتا ہوں اے اللہ! تیرے فلاں بندے کے شر سے، اس کی افواج اور اس کے پیروکاروں کے شر سے اور اس کے گروہ کے شر سے جو جنات میں سے ہیں یا انسانوں میں سے ہیں۔ اے اللہ! تو میرا پناہ دھندہ ہو جا ان کے شر سے۔ تیری صفت ثنا بہت بڑی ہے، تیری پناہ میں آنے والا غالب رہتا ہے۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔'' (الکبیر)

٩٥١٦۔ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: إِذَا تَخَوَّفَ أَحَدُكُمْ السُّلْطَانَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں جب تم میں سے کوئی حکمران کا خوف رکھتا ہو تو وہ یہ کلمات کہے: اے اللہ! سات آسمانوں کے رب، عرش عظیم کے

(٩٥١٥) طبرانى كبير، ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٧٤٤٧.

(٩٥١٦) طبرانى كبير بلين، ورجاله رجال الصحيح غير جنادة بن سلم وقد وثقه ابن حبان وضعفه غيره، قلت، وقد تقدم فى الاذكار هذا الحديث وغيره، هيثمى: ١٧٤٤٦.

كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ فُلَانِ بْنِ فُلَان ، وَشَرِّ الْجِنّ وَالْإِنْسِ وَأَتْبَاعِهِمْ أَنْ يَفْرُطَ عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَاإِلٰهَ غَيْرُكَ . (للكبير: بلين)

رب! تو میرا پناہ دینے والا ہو جا، فلاں بن فلاں کے شر سے اور جن وانس کے شر سے اور اس کی پیروی کرنے والوں کے شر سے۔ مجھے پناہ دے کہ ان میں سے میرے ساتھ کوئی فرد زیادتی نہ کر سکے۔ تیرا ہمسایہ باعزت رہتا ہے اور تیری ثنا بڑی ہے اور تیرے بغیر کوئی معبود نہیں ہے۔'' (الکبیر سند کمزور)

اَلْإِسْتِغْفَارُ وَالتَّسْبِيْحُ والتَّهْلِيْلُ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّمْهِيْدُ وَالْحُوْقِلَةُ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

استغفار، تسبیح، تہلیل، تکبیر، تحمید، حوقلہ اور درود شریف کا بیان

٩٥١٧ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلْتَانِ لَايُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا فَكَيْفَ لَايُحْصِيْهَا قَالَ يَأْتِيْ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ لَا يَفْعَلُ وَيَأْتِيْهِ وَهُوَ فِيْ مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتّٰى يَنَامَ . (رواه الترمذي: ٣٤١٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں اور دو عادتیں ہیں جن کی حفاظت جو انسان کرے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ اور آسان ترین کام ہیں اور ان پر عمل کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔ ہر فرض نماز کے بعد سبحان اللہ دس بار، الحمدللہ دس بار، اللہ اکبر دس بار، ورد کرنے کی محافظت رکھتا اور میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ زبان پر ایک سو پچاس ہیں اور ترازوئے اعمال میں پندرہ سو ہیں۔ اور جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے تو تسبیح وتحمید وتکبیر سو بار پوری کر دے۔ یہ زبان پر تو سو شمار ہوتی ہیں میزان میں ایک ہزار شمار ہوں گی تو تم میں سے کون ہو سکتا ہے جو ایک دن رات میں دو ہزار پانچ سو گناہوں کا مرتکب ہو۔ لوگوں نے عرض کی: ہم اعمال کو کیوں نہیں کر سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: تم میں کسی کے پاس شیطان آ جاتا ہے اور نماز کے اندر وہ کہتا ہے فلاں، فلاں کام بھی یاد کرو یہاں تک کہ اصل مقصد سے ہٹا دیتا ہے تو پھر ممکن ہے کہ وہ انسان یہ عمل نہ کر سکے۔ شیطان لیٹنے کی جگہ پہنچ آئے اور اس کو سلانے میں لگ یہاں تک کہ وہ سو جائے۔'' (اصحاب سنن)

(٩٥١٧) ترمذی: ٣٤١٠ـ صحیح، البانی: ٢٧١٤ـ ابن ماجہ: ٩٢٦.

شرح: ...... یہ تین دھاکے پڑھنے والا، سے مراد ہے کہ پانچوں نمازوں کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے تو یہ رات اور دن میں ۱۵۰ مرتبہ بن جاتا ہے، تیس کو پانچ سے ضرب دیں تو ڈیڑھ سو تعداد ہوتی ہے۔

اور ایک نیکی دس گنا بڑھتی ہے، اس طرح یہ تعداد میزان میں عمل کے لحاظ سے ۱۵۰۰ بنتی ہے اور یہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود: ١١٤)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔''

اس لیے آپ ﷺ نے ترغیب دلائی ہے کہ اب کیوں نہیں تم محنت کرتے اور یہ دو خصائل اپناؤ رات دن کی اتنی برائیاں معاف ہوتی ہیں تو پھر سستی نہ کرو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۴۰)

٩٥١٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِّمْنِيْ مَايُجْزِئُنِي مِنْهُ قَالَ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَالِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ فَلَمَّا قَامَ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدَهٗ مِنَ الْخَيْرِ. (رواه أبوداؤد: ٨٣٢)

''سیدنا عبداللہ ابن اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ میں قرآن حفظ کرنے سے عاجز ہوں پس آپ ﷺ مجھے کچھ بتادیں جو میرے لیے کفایت کر دے۔ آپ نے فرمایا: تو کہا کر: پاک اللہ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہیں ہے بدی سے بچنے کی طاقت اور نہ نیکی حاصل کرنے کی توفیق ہے مگر اللہ کی توفیق سے۔ اس نے عرض کی یہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو میرے لیے کیا چیز ہے؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہہ: اے اللہ! میرے اوپر رحمت نازل کر، مجھے معافی عطا فرما، مجھے ہدایت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر۔ اس آدمی نے ہر دو ہاتھوں سے لے کر ہاتھ بند کر دیئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی نے اپنے دونوں ہاتھ بھلائی سے بھر لیے۔''
(نسائی اور ابوداؤد بلفظہ)

شرح: ...... اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی کو قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ آتا ہو تو مجبوری کی صورت میں یہ کلمات پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔

(٩٥١٨) ابوداؤد: ٨٣٢۔ حسن، البانی: ٧٤٢۔ احمد: ١٨٦٣١.

بعض حضرات اس سے یہ استدلال کرتے ہیں، سورۂ فاتحہ نماز میں فرض نہیں کیونکہ اگر ہوتی تو ان کلمات کی بہ نسبت اسے یاد کرنا زیادہ آسان تھا۔

مگر یہ استدلال ایک سینہ زوری ہے، اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس آدمی کو اس وقت اس کے یاد کرنے کے سوا چارۂ کار نہ تھا، اس کی مجبوری تھی۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس نے ہمیشہ یہ پڑھنے کا عزم ظاہر کیا تھا، وہ اس وقت معذور تھا، اس لیے معذوری سے دور ہونے تک اسے متبادل راستہ بتلایا گیا ہے اور شریعت مطہرہ نے معذور کے لیے رعایت رکھی ہے، عارضی رعایت کی بنا پر احکام میں تغیر وتبدل نہیں ہوا کرتا۔

ایک آدمی اگر وضو کرنے سے معذور ہو تو اس سے کہا جائے گا کہ تیمّم کرلو، اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وضو فرض ہی نہیں رہا۔ اسی طرح سورۂ فاتحہ کی استطاعت نہ ہونے کی بنا پر اس آدمی کو ان کلمات کے پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا، تو سورۂ فاتحہ کی نماز میں فرضیت ساقط نہ ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۳۱۸)

٩٥١٩۔ سَفِيْنَةَ، رَفَعَهٗ: بَخٍّ بَخٍّ لِخَمْسٍ مَاأَثْقَلُهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَفَرَطَ صَالِحٌ يَفْرُطُهُ الرَّجُلُ. (للأوسط)

''سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: بخ، بخ...... یہ میزان میں کتنے بھاری ہوں گے۔ پاک ہے اللہ، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ، اللہ سب سے بڑا ہے اور وہ نیک بیٹا جس کو ایک مرد اپنے بعد چھوڑ جاتا ہے۔'' (الاوسط)

٩٥٢٠۔ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، رَفَعَهٗ: أَمَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعْمَلَ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَ أُحُدٍ عَمَلًا؟ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ؟ قَالَ كُلُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ، قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ أَحُدٍ، وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ. (للكبير: ١٨/ ١٧٥ والبزار)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کیا تم میں سے احد کے پہاڑ کے برابر عمل کرنے کی طاقت کوئی رکھتا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اتنا عمل کون کرسکتا ہے اور کس کو اتنی طاقت ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر کوئی کرسکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰه** کہنا احد سے بڑا ہے۔ **لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنا احد پہاڑ سے بڑا ہے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کہنا احد سے بڑا ہے اور **اللّٰه اَكْبَرُ** کہنا احد سے بڑا ہے۔'' (الکبیر، البزار)

(٩٥١٩) طبرانی اوسط، ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٦٨٤٦.

(٩٥٢٠) طبرانی كبير: ١٨/ ١٧٥۔ بزار ورجالهما رجال الصحيح، هيثمی: ١٦٨٥٩.

٩٥٢١ـ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهَا أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا أَوْ أَفْضَلُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَ دَ مَاخَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاهُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. (رواه أبوداؤد:١٥٠٠)

''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گئے تو وہ گٹھلیوں یا سنگریزوں پر تسبیحات شمار کرتی تھی پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس سے آسان چیز نہ بتادوں؟ جو اس سے افضل بھی ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہو جائیں۔ فرمایا: یوں کہہ: **سُبْحَانَ اللّٰہ**: اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو اللہ نے آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان میں پیدا کی ہے اور **سُبْحَانَ اللّٰہ** اس مخلوق کی تعداد کے برابر جس کو اللہ پیدا کرنے والا ہے۔ اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** اس تعداد کے مثل اور **الحمد للّٰہ** اس کے مثل اور **لا الہ الا اللّٰہ** اس کے مثل اور **لا حول ولاقوۃ اِلَّا بِاللّٰہِ** اس کے مثل۔''

(ترمذی وابوداؤد بلفظہ)

شرح: ......جس خاتون کے پاس گئے تھے وہ یا تو محرم تھی یا پھر اگر محرم نہ تھی تو پھر ابھی پردے کا حکم نازل نہ ہوا تھا، بہرصورت یہ شبہ نہ آئے کہ غیر عورت کے پاس گئے تھے، وہاں شہوت کے بھڑکنے کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تسبیح پڑھنا بھی جائز ہے اگرچہ افضل انگلیوں پر شمار کرنا ہی ہے، بشرطیکہ ریاکاری نہ ہو اور نہ تسبیح وغیرہ گلے میں ڈالی ہو۔ اسے بدعت قرار دینا درست نہیں اس میں چونکہ انسان اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ کی ثنا کی کثرت مانتا ہے۔ اس لیے اسے افضل قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ازل سے لے کر ابد تک کا خالق ہے اس میں اس کی غیر متناہی خالقیت کا ذکر ہے، کسی ایک وقت کے ساتھ خاص نہیں۔ (عون المعبود:١/ ٥٥٦)

اس مفہوم کی حدیث مسلم میں بھی آتی ہے۔

٩٥٢٢ـ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَااصْطَفَى اللّٰهُ

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ جو اللہ

(٩٥٢١) ابوداؤد: ١٥٠٠ـ ضعیف، البانی: ٣٢٣ـ ترمذی: ٣٥٦٨. مگر اسے نسائی نے فی الیوم واللیلہ میں، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی بیان کیا ہے اور اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ تنقیح الرواۃ: ١/ ٧٨.

(٩٥٢٢) مسلم: ٢٧٣١ـ ترمذی: ٣٥٩٣ـ احمد: ٢٠٩١٩.

لِمَلَائِكَتِهِ أَوْ لِعِبَادِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ. (رواه مسلم: ۲۷۳۱)

نے اپنے ملائکہ کے لیے تجویز فرمایا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔'' (مسلم وترمذی)

شرح:......اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے چنا ہے اور انہیں ہمیشہ پڑھنے کا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا تھا:

﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ (البقرة: ۳۰)

''اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور پاکیزگی کرتے ہیں۔''

اس تسبیح کا مطلب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تمام نقائص سے پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور اس کی تمام کمالات کے ساتھ تعریف کرتا ہوں۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کلام سب سے زیادہ پیارا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے کلام میں سے اللہ کو سب سے زیادہ پیارا کلام یہ ہے وگرنہ اللہ کے کلام میں سے سب سے زیادہ پیارا اور افضل قرآن ہے اور تسبیح وتہلیل سے قرآن پاک کی تلاوت بھی افضل ہے۔ (شرح مسلم: ۱۷/ ۴۹)

اور ایک حدیث میں ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور یہاں ہے احب الکلام سبحان اللہ الخ تو اس کا حل یہ ہے کہ ان میں تضاد نہیں، احب اور افضل ہم معنی ہیں کہ یہ دونوں کلمات اللہ کو پیارے ہیں۔

تاہم لا الٰہ الا اللہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ اس کی افضلیت واضح ہے اور جب دیگر تسبیحات وتحمیدات ساتھ لاحق ہوں تو ان کلمات کی محبوبیت اور بڑھ جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۰۷)

۹۵۲۳۔ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي سَعِيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ صَدَّقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِيْ وَإِذَا قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ قَالَ اللّٰهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنَاوَحْدِيْ لَاشَرِيْكَ لِيْ وَإِذَا قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ اللّٰهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَإِذَا

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جس نے کہا لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے: کوئی معبود نہیں میرے سوا اور میں ہی سب سے بڑا ہوں، اور بندہ جب کہتا ہے: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ وَحْدَهُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر میں اکیلا معبود ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ۔ تو اللہ فرماتا ہے: نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر میں ہی ایک معبود ہوں، میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ تو اللہ فرماتا

(۹۵۲۳) ترمذی: ۳٤۳۰۔ صحیح، البانی: ۲۷۲۷۔ ابن ماجہ: ۳۷۹٤.

قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّابِيْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ. (رواه الترمذی: ٣٤٣٠)

ہے: نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں، میرے لیے بادشاہی ہے اور میری حمد وثنا ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نہیں کوئی معبود مگر میں معبود ہوں اور نہ کوئی حیلہ بازی ہے اور نہ کوئی قوت ہے مگر میرے ساتھ ہے۔ اور فرماتے ہیں جس مرض الموت میں یہ کلمات کہے اور پھر وہ فوت ہو تو اس کو آگ نہیں لگے گی۔''

شرح: ......اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اس میں مذکور کلمات جب بندہ اپنی بیماری میں کہتا ہے اور ان کلمات پر اعتماد رکھتا ہے اور انہیں سمجھتے ہوئے یہ کہتا ہے تو اگر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے تو یہ سابقہ تمام نافرمانیوں اور تمام گناہوں کے مٹانے کا باعث ہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/۵۲)

٩٥٢٤- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوْبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ. (رواه الترمذی: ٣٥٣٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک درخت کے قریب سے گذرے جس کے پتے خشک ہو چکے تھے تو آپ نے اپنے عصا سے اس کو ضرب لگائی تو پتے گرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور لا الہ الا اللّٰہ اور اللّٰہ اَکْبَرُ کہنا بندے کے گناہ اس طرح گرا دیتا ہے جیسے اس درخت کے پتے گرتے جاتے ہیں۔''

شرح: ...... درخت کے خشک پتے بہت جلد اور بہت کثرت سے گرتے ہیں، تو یہ کلمات صغیرہ گناہوں کو ایسے گراتے ہیں جس طرح یہ پتے گرتے ہیں یعنی جتنی بھی کثرت ہو یہ گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۰۷)

٩٥٢٥- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا یا محمد ﷺ! اپنی امت کو میرا سلام پہنچاؤ اور ان کو خبر دیدو کہ جنت کی خاک بہت عمدہ ہے اور پانی اس کا بہت میٹھا ہے اور جنت صاف میدان ہے اور اس میں:

(٩٥٢٤) ترمذی: ٣٥٣٣- حسن، البانی: ٢٧٥٥.

(٩٥٢٥) ترمذی: ٣٤٦٢- حسن، البانی: ٢٧٥٥.

لِلّٰهِ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ. (رواه الترمذی: ٣٤٦٢)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کے درخت لگائے جاتے ہیں۔''

شرح:...... یعنی جنت کی زمین خالی ہے اور چٹیل میدان ہے جو ہموار ہے اور اس کا بیج یہ ہے کہ اذکار کیے جائیں۔جیسی اس جنت کی سرزمین کی مٹی عمدہ اور زرخیز ہے اور اس کا پانی شیریں اور شاداب ہے تو ظاہر ہے اس کے نباتات بھی شاندار ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ محمد ﷺ! اپنی امت کو بتا دو کہ اس حدیث میں مذکور کلمات ان کو پڑھنے والے کے لیے دخول جنت کا باعث ہیں اور جس کثرت سے یہ پڑھیں گے اس کے مطابق درختوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ ایک اشکال یہ ہے کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جنت کی زمین درختوں سے خالی ہے۔ اور قرآن پاک میں ہے:

﴿جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (الفرقان: ١٠)

''بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت خالی نہیں اس میں گھنے درخت ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ جنت پہلے چٹیل میدان تھی بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں درخت اور محلات پیدا کیے ہیں اور جوں جوں عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں تو ان کے مطابق درخت اور محل تیار کرتے ہیں۔

یعنی جنت نے قصور واشجار کا پیرہن پہن رکھا ہے اور اس کا ایک حصہ چٹیل میدان بھی ہے جس میں اولاد آدم کے اعمال کے مطابق درخت اور محل تیار کر دیے جاتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۷۰)

٩٥٢٦۔ وَزَادَ الْأَوْسَطُ وَالصَّغِيْرُ: وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

''الاوسط اور الصغیر میں یہ اضافہ کیا گیا ہے: وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔''

٩٥٢٧۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ. (رواه الترمذی: ٣٤٦٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ تو اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے۔''

٩٥٢٨۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

''عمرو بن شعیب سے مروی ہے، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے

(٩٥٢٦) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر وفیه عبدالرحمن بن اسحاق ابو شيبة الكوفی وهو ضعيف، هيثمی: ٣٤٦٤۔ صحيح البانی: ٢٧٥٧.

(٩٥٢٧) ترمذی: ٣٤٦٤۔ صحيح، البانی: ٢٧٥٧.

(٩٥٢٨) ترمذی: ٣٤٧١۔ منكر: ٦٨٥.

جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ مِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْقَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتٰى بِهٖ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلٰى مَاقَالَ. (رواه الترمذی: ۳٤۷۱)

دادا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے لیے سو بار صبح اور سو بار شام کو تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) پڑھی تو اس کو اجر ملے گا اس شخص کے برابر جس نے سو حج کیے ہوں، اور جس نے صبح شام اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو اس کو اللہ کی راہ میں سو گھوڑے دینے کا اجر ہوگا یا سو بار غزوے میں جانے کا سا اجر اور ثواب دیا جائے گا اور جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سو بار صبح اور سو بار شام کو پڑھنے کا معمول بنایا تو گویا اس کو اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے سو افراد غلامی سے آزاد کرنے کا اجر ہوگا اور جس نے سو بار صبح اور سو بار شام کو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو قیامت کے دن اس سے زیادہ کوئی بھی عمل لے کر نہیں آئے گا۔ مگر وہ شخص جس جو اس کے مثل یا اس سے بھی زیادہ پڑھ کر آیا ہوگا''

شرح: ...... اسی مفہوم کی دعا امام احمد رحمہ اللہ نے سیدہ ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے کہ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہوں، مجھے کسی ایسے عمل کا حکم فرمایئے جو میں بیٹھے بیٹھے کرلوں، تو آپ نے درج ذیل عمل بتایا۔

(المسند: ۲۶۹۱۱، حسن)

اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور قلب کے ساتھ جو بھی ذکر کیا جائے وہ مشکل عبادت سے بھی افضل ہو جاتا ہے اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے سوار کرنا یا صدقہ کے طور پر یا کسی کو ادھار دے کر گھوڑوں پر سوار کرنا ایک ہی اجر ہے۔

اور اس میں ذکر سے زبان تر رکھنے والوں کو یہ تسلی دی گئی ہے کہ جو لوگ فقراء ہیں اور مالی عبادات سے بے بس ہیں وہ یہ ذکر کریں انہیں سو گردنیں آزاد کرنے کا اجر ملے گا جو کہ مالداروں کا کام ہے۔

اولاد اسماعیل سے مراد عرب ہیں، یہ نبی کریم ﷺ کے اعزہ و اقارب ہونے کی وجہ سے افضل ہیں۔

(جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۷۴)

۹۵۲۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

''سیدنا عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ مرفوع

(۹۵۲۹) ترمذی: ۳٤٦٠۔ حسن، البانی: ۲۷۵۳۔ احمد: ٦٩٢٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُوْلُ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . (رواه الترمذي: ٣٤٦٠)

بیان کرتے ہیں: ''زمین پر جو انسان بھی ہیں ان میں سے جس نے کہا لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ تو یہ اس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہوگا خواہ سمندر کی جھاگ کے مثل ہوں۔''

شرح: ......اس میں گناہوں کی کثرت مراد ہے کیونکہ جھاگ کی مقدار صرف اللہ ہی جانتا ہے، اس لیے اس کلمے سے بے شمار گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۶۹)

۹۵۳۰۔ عَنْ جَابِرٍ ، رفعه: أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ . (رواه الترمذي: ٣٣٨٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: افضل ذکر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے اور افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ (یہ روایات ترمذی کی ہیں)

شرح: ...... لا الہ الا اللہ کلمہ توحید ہے اور توحید بے مثال چیز ہے، یہی کلمہ کفر وایمان میں فرق کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ ایمان پیدا کرتا ہے اور غیر کی نفی کرتا ہے اس سے بہترین تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کرتا ہے اور تنقیہ خاطر اس سے حاصل ہوتا ہے یہ دلی خباثت کو دور کرتا ہے اور شیطان کو ہٹاتا ہے۔

افضل دعا الحمد للہ ہے، دعا سے مراد ذکر الٰہی ہے اور اللہ سے اپنی حاجات مانگنے کا نام ہے۔ اور حمد ان سب چیزوں کو شامل ہے، حمد اللہ کی نعمت پر ہوتی ہے اور حمد کر کے انسان مزید نعمت طلب کرتا ہے اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: ٧)

''اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا۔''

اس طرح یہ کلمہ اور دعا جامع ترین اور کامل ترین ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۲۷)

۹۵۳۱۔ عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ وَلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا . (رواه ابن ماجة: ٣٧٩٧)

''سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پر سبقت لے جانے والا کوئی عمل نہیں ہے اور یہ کسی گناہ کو ترک نہیں کرتا۔''

۹۵۳۲۔ عَنْ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ عَنْ جَدَّتِهَا وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ

''سیدہ حمیضہ بنت یاسر یسیرہ رضی اللہ عنہا پہلی ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں، وہ کہتی ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے

(۹۵۳۰) ترمذی: ۳۳۸۳۔ حسن، البانی: ۲۶۹٤۔ ابن ماجه: ۳۸۰۰.

(۹۵۳۱) ابن ماجه: ۳۷۹۷۔ ضعیف، البانی: ۸۲۷.

(۹۵۳۲) ترمذی ۳۵۸۳۔ حسن، البانی: ۲۸۳۵۔ ابوداؤد: ۱۵۰۱۔ احمد: ۲٦٥٤۹.

لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِيْنَ الرَّحْمَةَ . (رواه الترمذي: ٣٥٨٣)

فرمایا: ''تم خواتین اپنے اُوپر لازم پکڑلو۔تسبیح کہنا، تہلیل کہنا، اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا، تکبیر کہنا اور شمار کیا کرو اپنے پوروں پر، ان سے قیامت کو پوچھا جائے گا اور ان کو بلایا جائے گا، اور غافل نہ ہونا ورنہ تم رحمت سے غافل ہو جاؤ گی۔''

شرح:......تقدیس سے مراد ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہنا، پاک ہے بادشاہ جو قدوس ہے۔ یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ کہنا ہے۔

پوروں پر گننے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح دوسرے اعضاء اپنے اعمال کے متعلق بولیں گے اس طرح یہ بھی بولیں گے، اگر نیک کام کیا ہوگا تو نیک گواہی دیں گے اگر غلط ہوگا تو خلاف گواہی دیں گے۔ (جائزۃ الاحوزی: ۵۳۲/۴)

٩٥٣٣۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً. (رواه الترمذي: ٣٥٥٩)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص نے گناہ پر اصرار نہیں کیا جو استغفار کرتا رہا خواہ ستر بار دن میں جرم کا اعادہ کرتا رہا ہو۔'' (یہ دو ترمذی کی روایات ہیں)

٩٥٣٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَ اجْعَلْنِيْ مِنِ الَّذِيْنَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا وَإِذَاأَسَاءُ وا اسْتَغْفَرُوا . (رواه ابن ماجة: ٣٨٢٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں اور بدی کریں تو استغفار کرتے ہیں۔'' (القزوینی)

٩٥٣٥۔ عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَإِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً . (رواه مسلم: ٢٧٠٢)

سیدنا اُغر مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل پر غبار آ جاتا ہے اور میں سو بار دن میں استغفار کرتا اور اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' (مسلم اور ابوداؤد)

٩٥٣٦۔ وفي رواية :يَاأَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ . (رواه مسلم: ٢٧٠٢)

''ایک روایت میں ہے: لوگو! اپنے رب کی طرف توبہ کرو، قسم ہے اللہ کی! میں اپنے ربّ کی طرف دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔'' (مسلم و ابوداؤد)

(٩٥٣٣) ترمذي: ٣٥٥٩۔ ضعيف، الباني: ٧١٢۔ ابوداؤد: ١٥١٤.

(٩٥٣٤) ابن ماجه: ٣٨٢٠۔ ضعيف، الباني: ٨٣٥۔ احمد: ٢٥٠٢٣.

(٩٥٣٥) مسلم: ٢٧٠٢۔ ابوداؤد: ١٥١٥۔ احمد: ١٧٣٩١.

(٩٥٣٦) مسلم: ٢٧٠٢۔ ابوداؤد: ١٥١٥۔ احمد: ١٧٨٢٧.

شرح: ...... آپ ﷺ کے دل پر کسی چیز کے چھا جانے کے مطلب پر خاموشی ہی بہتر ہے۔ یہ ان احادیث میں سے جن پر ایمان لانا کافی ہے۔ تاہم آپ ﷺ کا قلب اطہر ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ رہتا تھا، امت کے امور میں اور مصلحت میں کسی عارضے کی بنا پر کسی وقت معمولی توجہ ہٹ جاتی تھی تو اسے دل پر غبار سے تعبیر کیا ہے، اس وقت آپ ﷺ استغفار کرتے تھے جس سے یہ غبار خاطر چھٹ جاتا تھا۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۵۹)

۹۵۳۷۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (رواه البخاري: ٦٣٠٦)

''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: استغفار کے کلمات کے سردار یہ کلمات ہیں کہ بندہ یوں کہے: اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود تیرے سوا، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں تیرے معاہدے پر قائم ہوں اور تیرے وعدے پر یقین رکھتا ہوں، جہاں تک مجھے طاقت ہے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس سے جو میں نے کیا ہے اور میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو میرے گناہ بخش دے، بے شک تیرے علاوہ گناہ بخشنے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: جس نے دن کو یقین کر کے کہا اور شام آنے سے پہلے فوت ہوا تو وہ اہل جنت میں سے ہے اور جس نے رات کو یہ کلمات کہے اور صبح سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔'' (بخاری، نسائی، ترمذی)

شرح: ...... یہ استغفار سب سے زیادہ افضل ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ دعا سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں تضرع اور ذلت اختیار کی جائے اور پہلے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور اس کے انعامات کا اعتراف کیا جائے اور اللہ کی ربوبیت اور اس کی الوہیت اور اس کی خالص توحید کا اقرار کیا جائے اور اپنی کوتاہی اور عجز و بے بسی کا اظہار کیا جائے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔

اس میں اللہ کی وحدانیت، اس کی عبادت اور خالق ہونے کا اعتراف ہے اور اس سے عہد و وعدہ کا اقرار اور گناہ سے اس کی پناہ، انعامات کا اسے موجد اور اسے ہی قادر مطلق تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ ایسے جامع اسباب ہیں جو اس میں بیان ہوئے ہیں جو کسی اور جگہ نہیں اس لیے یہ استغفار کی رئیس دعا ہے۔

(۹۵۳۷) بخاری: ٦٣٠٦۔ ترمذی: ٣٣٩٣۔ نسائی: ٥٥٢٢۔ احمد: ١٦٦٢.

اس دعا میں عظمت وجلالت الٰہی کے حق کا اعتراف ہے کہ رب کبریا! میں عاجز بندہ تیری بندگی کا حق ادا کروں، یہ میرے بس میں نہیں۔

اس کے بعد اب کسی طفیل وواسطہ کی اور دعا میں بدعت اختیار کرنے کی گنجائش باقی نہیں، اس سے گریز کیا جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۸۵)

۹۵۳۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ. (رواه أبوداؤد: ۱۵۱۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے استغفار کو لازم پکڑا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی سبیل پیدا کرے گا اور ہر غم دور کر دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عنایت کرے گا کہ اس کو گمان بھی نہ ہو گا۔'' (ابوداود)

شرح: ......استغفار لازم پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی نافرمانی ہوئی یا جب بھی ضرورت ہوتو استغفار کرتا ہے تو اسے ہر غم اور بے چینی سے چھٹکارا ملے گا اور ہر شدت جس سے دل تنگ پڑتا ہو اس سے رہائی ملے گی اور اسے وہاں سے رزق حلال ملے گا جہاں سے اسے امید بھی نہ تھی۔ یہ حدیث اس آیہ مبارکہ کی تفسیر ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاo وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: ۲۔۳)

''اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لیے خلاصی کی راہ نکالتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اسے کافی ہے۔''

ثابت ہوا کہ استغفار سے آدمی متقی ہو جاتا ہے اور متقی کو یہ بدلہ ضرور ملے گا جو ان آیات میں بیان ہوا ہے، یہ آیات بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاo وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهٰرًاo﴾ (نوح: ۱۰۔۱۲)

''میں نے کہا، اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے، وہ تمہارے اوپر پے در پے بارش بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں کے ساتھ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔'' (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۸۹)

حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور قحط سالی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: استغفار کرو، ایک اور آیا

(۹۵۳۸) ابوداؤد: ۱۵۱۸۔ ضعیف، البانی: ۳۲۷۔ ابن ماجہ: ۳۸۱۹ لیکن امام حاکم اور شیخ احمد شاکر مصری نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور علامہ احمد شاکر نے راوی پر اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ (المستدرک علی الصحیحین: ۴/ ۲۶۲)

تو اس نے فقر وفاقہ کی شکایت کی اس سے بھی کہا، استغفار کرو ایک اور آیا۔ اس نے کہا: دعا کیجئے مجھے رزق مل جائے، کہا: استغفار کرو، ایک نے کہا: میرے باغات خشک ہو چکے ہیں، اس سے بھی کہا کہ استغفار کرو۔

ان سے کہا گیا: لوگوں نے آپ کے سامنے شکایات مختلف قسم کی کی ہیں۔ آپ انہیں استغفار ہی بتاتے رہے ہیں، کہا: یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا، میں نے اللہ کے اس مذکورہ فرمان سے اخذ کیا ہے۔ (مرعاۃ: ۸/ ۳۹)

۹۵۳۹۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنِيْ أَبِي عَنْ جَدِّيْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ غُفِرَ لَهٗ وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ . (رواه الترمذي: ۳۵۷۷)

''بلال بن یسار رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ مولیٰ ہے۔ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یوں کہا: میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ہمیشہ زندہ قائم رہنے والا ہے، اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں تو اس کو بخش دیا جاتا ہے، خواہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہو۔''

شرح: ...... نبی کریم ﷺ نے میدان جنگ سے فرار ہونے کے گناہ کو کبیرہ اور تباہ کن قرار دیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

زحف سے مراد لشکر جرار ہے جس کی تعداد بہت زیادہ ہو اگر یہ بھاگ جائے گا تو مسلمانوں کے لشکر میں بزدلی اور قلت پیدا ہوگی اور کافروں میں حوصلہ پیدا ہوگا اور ان کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ اس لیے اسے سنگین جرم قرار دیا گیا ہے، ہاں اگر کسی جنگی چال کی خاطر یا اپنی جماعت سے ملنے کی خاطر فرار ہو تو اس کی اجازت ہے۔

یہ اجر وثواب تب ہوگا جب کہنے والا یہ دعا سچے دل سے کہے، نفاق اور جھوٹ نہ ہو، اس کے مطابق زبان ودل ڈھلے ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ استغفار کرتا جائے اور گناہ پر بھی مصر رہے تو یہ ایک بدترین مذاق ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۶۰)

۹۵۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جس نے کہا دن میں سو بار لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ تو اس کے لیے سو غلام آزاد کرنے کے برابر اجر

(۹۵۳۹) ترمذی: ۳۵۷۷۔ صحیح، البانی: ۲۸۳۱۔ ابوداؤد: ۱۵۱۷.

(۹۵۴۰) مسلم: ۲۶۹۱۔ بخاری: ۳۲۹۳۔ ابوداؤد: ۵۰۹۱۔ ترمذی: ۳۴۶۸۔ ابن ماجہ: ۳۷۹۸۔ احمدپ ۹۸۹۷۔ مؤطا: ۴۸۶.

الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . (رواه مسلم: ٢٦٩١)

ہوگا اور سو نیکی لکھی جائے گی اور سو بدی مٹائی جائے گی اور وہ پورا دن شیطان سے امان میں رہے گا، یہاں تک کہ رات آ جائے اور اس سے زیادہ افضل عمل لے کر قیامت کے دن کوئی نہیں آئے گا، سوائے اس کے جو اس سے زیادہ یہ عمل کرے گا اور جس نے کہا دن میں سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ یعنی پاک ہے اللہ اور اس کی حمد وثنا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کیے جائیں گے۔خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔'' (الشیخان،الموطا،الترمذی)

٩٥٤١۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ . (رواه مسلم: ٢٦٩٣)

''سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کہا: نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔اسی کی حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، دس بار۔تو وہ ایسا ہے گویا اس نے چار نفوس اولاد اسمٰعیل سے آزاد کر دیئے۔'' (الشیخان،ترمذی)

شرح: ...... یہ وظیفہ صبح سے شام تک کرنے کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے، لیکن رات کو کرے تو صبح تک بھی اس کی یہی فضیلت ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۴/۴۷۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ سو دفعہ وظیفہ متفرق طور پر یا مسلسل تعداد میں پورا کیا جائے اور ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں پورا کیا جائے تو جائز ہے۔تاہم افضل یہی ہے کہ دن کے آغاز میں مسلسل کر دیا جائے تا کہ سارا دن شیطان سے حفاظت رہے۔

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ یہ وظیفہ سو مرتبہ سے زیادہ بھی کہا جائے تو جتنا سو مرتبہ پڑھنے سے اجر ہوگا جتنا زیادہ پڑھے گا اتنا اجر وثواب میں بھی اضافہ ہوگا، اس سے زیادہ پڑھنے کی حد بندی نہیں، اس میں ایسا نہیں ہے جیسے اعضائے وضو تین دفعہ سے زیادہ دھونے سے منع آتا ہے، نمازوں کی رکعات کی حد بندی ہے، اس میں ایسا نہیں یہ زیادہ تعداد میں پڑھنا جائز ہے۔(شرح:۱۷/۱۷)

(٩٥٤١) مسلم: ٢٦٩٣۔ بخاری: ٦٤٠٤۔ ترمذی: ٣٥٥٣۔ احمد: ٢٣٠٥٦.

٩٥٤٢۔ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ إِلٰهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَاوَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ أَرْبَعِيْنَ أَلْفَ أَلْفَ حَسَنَةٍ. (رواه الترمذی: ٣٤٧٣)

''سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ایک ہی معبود ہے، تنہا بے نیاز ذاتِ حق ہے، اس نے کوئی بیوی نہیں بنائی، نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے تو اس کی اللہ تعالیٰ چالیس لاکھ نیکیاں لکھا دے گا۔'' (اس کو ترمذی نے نقل کر کے اس پر منکر ہونے کا حکم لگایا ہے۔)

٩٥٤٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهٗ: مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَايُرِيْدُ بِهَا إِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ. (للكبير: ١٣٣١١ بضعف)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کہا: نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے لیے حمد وثنا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا۔اس کے ہاتھ میں ہر بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ کہا اللہ کی خوشنودی کے ارادے سے تو اللہ اس کو نعمتوں والی جنت میں داخل کر دے گا۔''

٩٥٤٤۔ سَلْمَانَ، رَفَعَهٗ: مَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَشْهَدُكَ وَأَشْهَدُ مَلَائِكَتَكَ حَمَلَةَ عَرَشِكَ، وَأَشْهَدُ مَنْ فِيْ السَّمَوَاتِ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، مَنْ قَالَهَا مَرَّةً أَعْتَقَ اللّٰهُ ثَلُثَهٗ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ ثُلُثَيْهِ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثًا أَعْتَقَ كُلَّهٗ مِنَ النَّارِ. (للبزار: بضعف)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: جس نے کہا: اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں جو عرش کو اُٹھانے والے ہیں اور میں گواہ بناتا ہوں ان سب کو جو آسمانوں میں ہیں کہ تو ہی اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرا رسول ہیں۔جس نے یہ کلمہ ایک بار کہا اللہ تعالیٰ اس کے بدن کا تیسرا حصہ آگ سے آزاد کر دے گا۔اور جس نے دو بار کہا تو اللہ تعالیٰ اس کے دو تہائی بدن کا حصہ آگ سے آزاد کر دے گا اور جس نے تین بار کہا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام بدن کو آگ سے آزاد کر دے گا۔'' (البزار، سند ضعیف)

(٩٥٤٢) ترمذی: ٣٤٧٣۔ ضعیف، البانی: ٦٨٧۔ احمد: ١٦٥٠٤.

(٩٥٤٣) طبرانی کبیر: ١٣٣١١۔ وفيه يحي بن عبدالله البابلتی وهو ضعيف، هيثمی: ١٦٨٢٥.

(٩٥٤٤) بزار، عن شيخه احمد ولم ينسبه وفيه حميد مولى ابی علقمة وهو ضعيف، هيثمی: ١٦٨٢٨.

٩٥٤٥۔ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ ، رَفَعَهُ: مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَعْتَقَ اللّٰهُ رُبْعَهُ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ قَالَهَا اِثْنَتَيْنِ أَعْتَقَ شَطْرَهُ، وَمَنْ قَالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَ كُلَّهُ مِنَ النَّارِ. (للكبير: ٢٠/ ١٦٠ والأوسط بضعف)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے کہا :نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے تو ایک چوتھائی اس کو اللہ تعالیٰ آگ سے آزاد کر دے گا اور جو شخص دو بار کہے گا تو اس کا نصف بدن اللہ تعالیٰ آگ سے آزاد کر دے گا اور جس نے چار بار کہا تو اس کا سارا بدن اللہ تعالیٰ آگ سے آزاد کر دے گا۔'' (الکبیر اور الاوسط سند ضعیف)

٩٥٤٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَال عَبْدٌ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ أَبْـوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْش مَااجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ . (رواه الترمذي: ٣٥٩٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے دل کے اخلاص کے ساتھ کہا: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کلمہ طیبہ عرش پر پہنچ جاتا ہے جب تک کہنے والا کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......یعنی یہ کلمات کہنے والا، کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے کیونکہ یہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں، ان وظائف سے معاف نہیں ہوتے، کبیرہ گناہ یہ ہے کہ جس پر کرنے والے کو لعنت کی گئی ہو یا اسے کبیرہ کہا گیا ہو یا اس پر دوزخ کی وعید کی گئی ہو۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۵۳۴)

٩٥٤٧۔ أَبُوْسَعِيْدٍ ،رَفَعَهُ: قَالَ مُوْسٰى :يَارَبِّ عَلِّمْنِيِ شَيْئًا أَذْكُرُكَ وَأَدْعُوْكَ بِهٖ، قَالَ قُلْ يَامُوْسٰى: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا قَالَ قُلْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، إِنَّمَاأُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ ،قَالَ :يَامُوْسٰى، لَوْأَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِيْ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ فِيْ كَفَّةٍ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ، مَالَتْ بِهِنَّ

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: یا رب کریم! مجھے کچھ تعلیم کر دے تا کہ میں تیرا ذکر کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام کہو لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ انہوں نے کہا: یہ کلمہ تو تیرے تمام بندے کہتے ہیں، پھر حکم دیا کہ کہو لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو موسیٰ نے کہا: نہیں کوئی معبود تیرے سوا اور میں تو کوئی مخصوص کلمہ طلب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے اندر آباد ہونے والے اور سات زمینیں ترازو کے ایک پلڑے

(٩٥٤٥) طبرانی کبیر: ٠۔٢/ ١٦٠۔ طبرانی اوسط، وفیهما ابوبکر بن ابی مریم وهو ضعیف، هیثمی: ١٦٨٣٣.

(٩٥٤٦) ترمذی: ٣٥٩٠۔ حسن، البانی: ٢٨٣٩.

(٩٥٤٧) ابو یعلی موصلی ورجاله وثقوا وفیهم ضعف، هیثمی: ١٦٨٠٢.

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. (للموصلي: ١٣٩٣ بلين)

میں رکھے جائیں اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ بھاری ثابت ہوگا۔'' (الموصلی سند کمزور)

٩٥٤٨۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُوْرًا لَكَ قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. (رواه الترمذي: ٣٥٠٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اللہ کے وہ کلمات نہ بتادوں جن کو تو کہے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے اور یہ تو علیحدہ بات ہے کہ تو بخشا ہوا ہے۔ کہا کر: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، بلند تر، عظمت والا نہیں کوئی معبود مگر اللہ تحمل والا، کرم کرنے والا، نہیں کوئی معبود مگر اللہ عرش عظیم کا رب۔''

٩٥٤٩۔ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ. (رواه الترمذي: ٣٤٢٨)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بازار میں داخل ہو کر کہے: نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس کے لیے ملک ہے اور اس کی حمد وثنا ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی نہیں فوت ہوگا، اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے۔'' (یہ دو روایات ترمذی کی ہیں)

شرح:...... بازار چونکہ ذکر الٰہی سے غافل کرتا ہے اور اس میں جائیں تو تجارتی مصروفیات گھیر لیتی ہیں اور بازار میں شیطانی غلبے کا زیادہ امکان ہوتا ہے اور وہ اپنا لاؤ لشکر لے کر وہاں آ جاتا ہے تو بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والا شیطان سے نبرد آزما ہوتا ہے اور شیطانی لشکر کو شکست دیتا ہے اس لیے یہ اس حدیث میں مذکور ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۴۵۲)

(٩٥٤٨) ترمذي: ٣٥٠٤۔ ضعيف، الباني: ٩٦٥۔ احمد: ٧٢٨.

(٩٥٤٩) ترمذي: ٣٤٢٨۔ حسن، الباني: ٢٧٢٦۔ ابن ماجه: ٢٢٣٥۔ دارمي: ٢٦٩٢۔ احمد: ٣٢٩.

٩٥٥٠- عَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّي الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ. (رواه مسلم: ٢٧٢٦)

''سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے اوّل وقت میں گئے جب نماز فجر ادا کی اور وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھی تھیں اور آپ ﷺ چاشت کے بعد واپس آئے تو وہ وہاں ہی بیٹھی تھیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اسی حالت پر رہی ہے جس پر میں تجھ سے جدا ہوا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تیرے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں اور تیرے آج کے پورے ورد کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو وہ زیادہ بھاری ثابت ہوں گے۔ پاک ہے اللہ اپنی صفت کے ساتھ اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی ذات کی خوشنودی کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔'' (ابوداؤد، ترمذی نسائی اور مسلم کے الفاظ ہیں)

شرح:......اس میں ساری مخلوقات کی تعداد اور اللہ کی ذات کی رضا کی مقدار اور اس کے عرش کے بوجھ کی مقدار اور اس کے کلمات کے اضافے کی مقدار کے برابر اللہ کی تسبیح کی گئی ہے اور اس کے مطابق اللہ کو ہر عیب سے پاک قرار دیا گیا ہے۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ پر لفظ نفس کا اطلاق جائز ہے۔

ایک سوال ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی تو ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی جناب کے لائق نہیں تو پھر ان مذکورہ چیزوں کے ساتھ تعداد میں اسے پابند کرنا درست نہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ یہ تعداد ذکر کرنے والے کی نسبت سے ہے، اللہ تعالیٰ کی نسبت سے نہیں۔ اتنی تعداد میں کہنے والے سے اتنا ہوا نہیں کہ تعداد کا اعتراض آئے۔ اس نے تو بس اپنے لحاظ سے کہا ہے۔ مطلب ہے اللہ اتنی تعداد کا مستحق ہے کہ کہنے والا اتنی تعداد میں اس کا ذکر کرے۔ تاہم یہ اللہ کا فضل ہے کہ ان کلمات کے ایک مرتبہ کہنے سے ہی اتنا اجر مل جاتا ہے، حالانکہ اس نے اتنی تعداد اور مقدار میں کہے نہیں، بغیر مشقت کے اتنی کثیر تعداد میں اجر پر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اور کلمات کی مداد سے یہاں مراد کثرت ہے اور اللہ کے کلمات کسی تعداد میں نہیں آتے، اس لیے یہاں مبالغہ کیا گیا ہے۔ اس حدیث میں مخلوق کی گنتی سے لے کر عرش تک وزن کی ترقی بتائی گئی ہے جو کہ مخلوق میں سے سب سے بڑی چیز ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۷۵)

(٩٥٥٠) مسلم: ٢٧٢٦- ترمذی: ٣٥٥٥- نسائی: ١٣٣٥٢- ابن ماجه: ٣٨٠٨- احمد: ٢٦٢١٨.

٩٥٥١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو کلمے ہیں وہ زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔میزان میں بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت پسند ہیں پاک ہے اللہ اپنی حمد وثنا کے ساتھ پاک ہے اللہ عظمت والا۔''

(رواه البخاری: ٦٦٨٢)

شرح:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اسی دعا کے ساتھ ختم کی ہے۔اس میں خبر کو مقدم لانے اور مبتداء بعد میں لانے سے سننے والے کو شوق دلایا گیا ہے کہ وہ متوجہ ہو۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن بیان ہوئی ہے تا کہ اس کے بندے خوش ہوں کہ اس مالک حقیقی کی رحمت اتنی زیادہ وسیع ہے، وہ تھوڑے سے عمل پر زیادہ ثواب دیتا ہے۔

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفت عظیم کا ذکر ہوا ہے کہ بندہ زیادہ بھی بے خوف نہ ہو کہ بدعمل ہو جائے۔ پہلے وسیع رحمت کا ذکر کر کے اسے امید دلائی اور پھر عظمت کا ذکر کر کے اسے وعید پلائی کہ اس کے عذاب بہت سخت ہیں، بدعملی کا مظاہرہ نہ کرے۔ جب یہ کلمات محبوب خدا ہیں تو پھر ان کا کہنے والا بھی رحمٰن کا محبوب ہے۔

یہ کلمات میزان میں بھاری ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کیونکہ ان کا اجر بہت زیادہ ہے اور روز قیامت ثواب کا وزن ہوگا، اسے ہی اعمال کا وزن قرار دیا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (الاعراف : ٨)

''جس کے وزن بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے۔''

اعمال کے وزن کی کیفیت اللہ جانتے ہیں، آج کل غیر موزن چیز جو کہ ہوا ہے اس کا وزن کیا جا رہا ہے کہ اس کا دباؤ کتنا ہے، اسی طرح بجلی ہے، درجہ حرارت ہے۔عقلاً بھی وزن اعمال کے انکار کی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے روز قیامت ورقہ پر لکھا ہوا کلمہ وزن بھاری کر دے گا۔ یہ حدیث بھی وزن پر دلالت کرتی ہے۔(ترمذی:٢٦٣٩)

اس میں توحید ربوبیت اور توحید الوہیت بھی ثابت کی گئی ہے اور دو کمال (١) ہر برائی اور نقص سے پاک ہونا۔ (٢) ہر وصف سے متصف ہونا بھی اللہ کے لیے ثابت کیے گئے ہیں۔

یاد رہے کہ اس ذکر کے فضائل دین والوں اور حرام سے بچنے والوں اور بڑی بڑی نافرمانیوں سے اجتناب کرنے والوں کے لیے ہیں۔اگر ایک آدمی دین کی حرمتوں کو پامال کرتا ہے، شہوات کا پجاری ہے اور برائیوں پر اصرار کرتا ہے تو وہ اس ثواب کی توقع نہ رکھے، یہ نیک خصلت اور توحید والوں کے لیے انعامات ہیں۔(تفہیم الاسلام:٢/ ٩٩٨)

(٩٥٥١) بخاری: ٦٦٨٢۔ مسلم: ٢٦٩٤۔ ترمذی: ٣٤٦٧۔ ابن ماجه: ٣٨٠٦۔ احمد: ٧١٢٧.

٩٥٥٢۔ أَبُوْ أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِشَيْءٍ إِذَا قُلْتَهُ ، ثُمَّ دَأَبْتِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَمْ تَبْلُغْهُ؟ قُلْتُ: بَلٰى ، قَالَ تَقُوْلُ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَدَدَ مَا أُحْصِيْ كِتَابَهُ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَافِيْ كِتَابِهٖ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا أُحْصِيْ خَلْقَهُ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَافِيْ خَلْقِهٖ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ سَمٰوَاتِهٖ وَأَرْضِهٖ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلُّ شَيْءٍ ، وَتُسَبِّحُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَتُكَبِّرُ مِثْلَ ذٰلِكَ . (للكبير: ٧٩٣٠)

''سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس کو فرمایا: کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتادوں کہ اگر تو نے اس کو ایک بار کہا اور اسکے بعد اگر دوسرا کوئی ذکر رات دن کرتا رہا تو پھر بھی اس کے برابر تک نہیں پہنچ سکے گا؟ تو میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو اس طرح کہہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں: اس تعداد کے مطابق جو کہ اس کی کتاب نے محفوظ کر دیا ہے۔ اور اس کی حمد ہے مثل اس کے جو اس کی کتاب میں موجود ہے اور اس کی حمد وثنا ہے مثل اس کے جو اس کی کتاب معدود ہے، اور اس کی حمد وثنا ہے اس عدد کے برابر جس نے اس کی مخلوق کو شمار کر دیا ہے، اور اس کی حمد وثنا ہے اس کی ساری مخلوق کو بھر کر اور اس کی حمد ہے سارے آسمان اور زمین بھر کر اور اس کی حمد ثنا ہے ہر چیز کی تعداد کے برابر۔ اس کی مثل تسبیح اور تکبیر کہو۔'' (الکبیر)

٩٥٥٣۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقَالَ بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّيْ إِذ سَمِعْتُ مُتَكَلِّمًا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ إِلَيْكَ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ عَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ فَأَهْلٌ أَنْ تُحْمَدَ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَ مَا مَضٰى مِنْ ذَنْبِيْ وَاعْصِمْنِيْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ وَارْزُقْنِيْ عَمَلًا زَاكِيًا تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاكَ مَلَكٌ أَتَاكَ يُعَلِّمُكَ تَحْمِيْدَ رَبِّكَ . (رواه أحمد: ٢٢٨٤٦ ، براو لم يسم)

''سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں اتفاقاً نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہتا تھا: اے اللہ! حمد سب تیرے لیے ہے۔ ملک سارا تیرے لیے ہے۔ بھلائی سب تیرے ہاتھ میں ہے۔ تمام امور تیری طرف پھیرے جاتے ہیں خواہ وہ ظاہر ہوں یا باطن ہوں، تیرے شیان شان ہے کہ تیری حمد وثنا کی جائے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! میرے تمام سابقہ گناہ معاف فرما اور بقیہ عمر میں میری حفاظت کر اور مجھے ایسے عمل کی توفیق دے جس سے تو راضی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ فرشتہ تھا جو تجھے اللہ کی حمد وثنا سکھانے آیا تھا۔'' (احمد، راوی کا نام ذکر نہیں کیا)

(٩٥٥٢) طبراني كبير: ٧٩٣٠ - من طريقين احدهما حسن، هيثمي: ١٦٨٧٠.

(٩٥٥٣) احمد: ٢٢٨٤٦ - وفيه راو لم يسم وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٦٨٨٨.

٩٥٥٤ـ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ آيَةُ الْعِزِّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الْآيَةَ كُلَّهَا. (رواه أحمد: ١٥٢٠٧ بلين)

''معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: عزت کی آیت یہ ہے: ''تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور اس کی کمزوری کی وجہ سے امداد دینے والا کوئی نہیں ہے اور اس کی خوب بڑائی بیان کرو۔'' (احمد سند کمزور)

٩٥٥٥ـ اِبْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظْمَتِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ ذَلَّ كُلُّ شَىْءٍ لِعِزَّتِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَضَعَ كُلُّ شَىْءٍ لِمُلْكِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اِسْتَسْلَمَ كُلُّ شِيْءٍ لِقُدْرَتِهٖ، فَقَالَهَا يَطْلُبُ بِهَامَاعِنْدَ اللّٰهِ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا أَلْفَ حَسَنَةٍ وَرَفَعَ لَهُ بِهَا أَلْفَ دَرَجَةٍ، وَوَكَّلَ بِهٖ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (للكبير: ١٣٥٦٢ بضعف)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جس نے کہا: تمام تعریف اس ذات کے لیے ہے جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز عاجزی دکھاتی ہے، تمام تعریف اس ذات کے لیے ہے جس کی عزت کے پیش نظر اس کی قدرت کو ہر چیز نے تسلیم کیا ہے اور سب تعریفیں اسی ذات کے لیے ہیں جس کی حکومت کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے اس لیے کہ ہر چیز پر اس کی قدرت حاوی ہے۔ پس جس نے یہ کلمات اللہ سے اجر وثواب لینے کے لیے کہے تو اس کے لیے اللہ ایک ہزار نیکی لکھ دیتا ہے اور ہزار درجہ بڑھا دیتا ہے اور ستر ہزار فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو قیامت تک اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٩٥٥٦ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ قَالَ يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ فَعَضَّلَتْ بِالْمَلَكَيْنِ فَلَمْ يَدْرِ يَا كَيْفَ يَكْتُبَانِهَا فَصَعِدَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَا يَا رَبَّنَا إِنَّ عَبْدَكَ قَدْ قَالَ مَقَالَةً لَانَدْرِيْ كَيْفَ نَكْتُبُهَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ بِمَا قَالَ عَبْدُهُ مَاذَا قَالَ

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں ایک بندے نے کہا: یا اللہ! تیرے لیے ایسی حمد وثنا ہے جو تیری عظمت، تیرے چہرے اور تیری عظیم سلطنت کے شایانِ شان ہے تو اس کے لیے دو فرشتے لکھنے کے لیے آگے بڑھے اور انہیں سمجھ نہ آئی کہ وہ کیسے لکھیں تو وہ آسمان پر گئے اور انہوں نے کہا: یا اللہ! تیرے بندے نے ایک کلمہ کہا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ہم اس کو کیسے لکھیں۔ اللہ تو جانتا ہے کہ اس کے بندے نے کیا کہا

(٩٥٥٤) احمد: ١٥٢٠٧ـ ورجاله وثقوا على ضعف فى بعضهم، هيثمى: ١٦٨٩٠.
(٩٥٥٥) طبرانى كبير: ١٣٥٦٢ـ وفيه يحي بن عبدالله البابلتى وهو ضعيف، هيثمى: ١٦٨٩١.
(٩٥٥٦) ابن ماجه: ٣٨٠١ـ ضعيف، البانى: ٨٢٩.

عَبْدِيْ قَالَا يَارَبِّ إِنَّهٗ قَالَ يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمَا اكْتُبَاهَا كَمَا قَالَ عَبْدِيْ حَتّٰى يَلْقَانِيْ فَأَجْزِيْهُ بِهَا. (رواه ابن ماجة: ٣٨٠١)

ہے۔ اللہ نے فرشتوں کو فرمایا: میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا اللہ! اس نے کہا تیری حمد ہے جیسے تیری عظمت، چہرۂ اقدس اور عظیم سلطنت کے شیانِ شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اسی طرح لکھ دو جیسے میرے بندے نے کہا ہے اور جب وہ میری ملاقات کرے گا تو میں خود اس کو جزا عنایت کروں گا۔'' (القزوینی)

٩٥٥٧۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأٰى مَايُحِبُّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَإِذَا رَأٰى مَايَكْرَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. (رواه ابن ماجة: ٣٨٠٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی ﷺ وہ چیز دیکھتے جو آپ کے پسند ہوتی تو فرماتے تھے: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہے جس کی نعمت کے ساتھ بھلایاں مکمل ہوتی ہیں، اور جب ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو کہتے تھے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ** تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ہر حال میں۔'' (القزوینی)

شرح: ...... دنیا کی ہر نعمت اور کامیابی اللہ کا احسان ہے مومن کو ہر موقع پر اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ مشکلات اور مصائب میں بھی اللہ کے احسان کا کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہوتا ہے، مثلاً جب بندہ صبر کرتا ہے تو ثواب اور بلند درجات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مصیبت کے موقع پر اللہ کا شکر ہی کرنا چاہیے شکوہ نہیں۔

(شرح ابن ماجہ: ۵/ ۱۵۶)

٩٥٥٨۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَتَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ أَتٰى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَاعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو لوگوں نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کر دی، پس آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنی جان پر رحم کرو تم نہ تو بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو، تم تو سننے والے قریب کو پکارتے ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کا ردیف تھا اور میں کہہ رہا تھا: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتادوں؟ میں نے عرض کی:

(٩٥٥٧) ابن ماجه: ٣٨٠٣۔ حسن، البانی: ٣٠٦٦.

(٩٥٥٨) بخاری: ٦٣٨٤۔ مسلم: ٢٧٠٤۔ ابوداؤد: ١٥٢٦۔ ترمذی: ٣٣٧٤۔ ابن ماجه: ٣٨٢٤۔ احمد: ١٩٢٤٦.

كُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. (رواه البخاري: ٦٣٨٤)

یارسول اللہ! بتایئے۔ آپ نے فرمایا: کہہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه۔''

شرح:...... نبی اکرم ﷺ امت کے معلم تھے، آپ اسے جس بھی کار خیر پر دیکھتے تو پسند فرماتے تھے۔ یہ اس عمل میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے، جنہوں نے آوازیں بلند کی تھیں انہیں اخلاص کی ترغیب دی اور لاحول ولاقوۃ کی تلقین کی بندہ اللہ کی نافرمانی سے تب ہی بچ سکتا ہے جب اسے اللہ بچائے اور اللہ کی اطاعت کا کام بھی اس کی توفیق سے ہی سرانجام پاتا ہے تو اس سے آپ ﷺ نے انہیں توحید اور تقدیر دونوں سے آگاہ کر دیا ہے۔

اور لاحول کو جنت کا خزانہ قرار دیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے اتنا عمدہ ثواب ملتا ہے کہ پڑھنے والے کے لیے جنت کا ذخیرہ بن جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵۰۱)

٩٥٥٩۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيْهِ وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ أَحَدِكُمْ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِ ذِكْرُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. (رواه مسلم: ٢٧٠٤)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: وہ ذات جس کو تم پکارتے ہو تم میں سے ایک کی سواری کی گردن سے بھی تمہارے قریب تر ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، الترمذی)

شرح:...... یعنی زیادہ چلا کر پکارنے کی ضرورت نہیں، وہ اللہ جسے تم پکار رہے اور جس کی کبریائی بیان کر رہے ہو وہ سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے اور وہ شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں سے بھی قریب تر ہے، یہ ایک مثال دی ہے کہ وہ اپنے عرش پر جلوہ گر ہے اس کے باوجود اپنے بندے کے نزدیک تر ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۶۲)

٩٥٦٠۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدُمُهُ قَالَ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِيْ بِرِجْلِهِ وَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا

''سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ان کے والد نے ان کو نبی ﷺ کو خدمت کے لیے حوالے کر دیا۔ آپ ﷺ میرے پاس سے گذرے تو میں نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے مار کر مجھے فرمایا: کیا میں جنت کے ابواب میں سے ایک باب تجھے نہ بتاؤں؟

(٩٥٥٩) مسلم: ٢٧٠٤۔ بخاری: ٦٦١٠۔ ابوداؤد: ١٥٢٦۔ ترمذی: ٣٣٧٤۔ ابن ماجه: ٣٨٦٤۔ احمد: ١٩٢٤٦.

(٩٥٦٠) ترمذی: ٣٥٨١۔ صحیح، البانی: ٢٨٣٤۔ احمد: ١٥٠٥٤.

قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ . (رواه الترمذي: ٣٥٨١)

تو میں نے عرض کی: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه۔"

٩٥٦١- أَبُوْهُرَيْرَةَ، رَفَعَهٗ: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، دَوَآءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمَّ . (للأوسط: بلين)

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه دوا ہے ننانوے امراض کے لیے جن میں سے آسان ترغم ہے۔" (الاوسط سند کمزور)

٩٥٦٢- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُوْلٌ فَمَنْ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَامَنْجَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ أَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ . (رواه الترمذي: ٣٦٠١)

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں بکثرت کہا کرو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ مکحول نے کہا: جس نے کہا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه وَلَا مَنْجَامِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ نہیں بچنے کی قوت بدی اور اور نہ نیکی حاصل کرنے کی توفیق ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ما سوا اس کے تو اللہ تعالیٰ اس کے ضرر کے ستر باب بند کر دیتا ہے جن میں سے کم تر باب افلاس ہے۔"

شرح: ...... لاحول ولاقوۃ الا باللہ، اسے کلمہ استلام اور تفویض کہتے ہیں، یعنی بندہ خود کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور سر تسلیم خم کرتا ہے کہ بندہ یہ کہہ کر اقرار کرتا ہے کہ میں اپنے کسی معاملے کا مختار نہیں، کسی شر سے دفاع کا میرے پاس کوئی حیلہ نہیں اور نہ کسی خیر کے حصول کی میرے اندر قوت ہے، یہ سب کچھ ارادۂ الٰہی سے ہوتا ہے اور یہی جنت کی بنیادی اساس ہے اور اس کا یہ نظریہ ایسے ثواب کا ذخیرہ بنتا ہے کہ بندے کے لیے جنت جیسی بے نظیر جاگیر ایک خزانہ بن جاتی ہے۔

اور اللہ کی طرف آ جانا اور اس کی رضا و رحمت کے حصول کے لیے پلٹنا ایسا نیک عمل ہے کہ گناہ جھڑ جاتے ہیں اور فاقے ہٹ جاتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۵۳۱)

٩٥٦٣- عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

"سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم

(٩٥٦١) طبراني اوسط، وفيه بشر بن رافع الحارثي وهو ضعيف وقد وثق و بقية رجاله رجال الصحيح الا ان النسخة من الطبراني الاوسط سقط منها عجلان والد محمد الذى بينه و بين ابى هريرة، هيثمى: ١٦٩٠١.

(٩٥٦٢) ترمذي: ٣٦٠١- صحيح، الباني: ٢٨٤٧- دون قول مكحول، فمن قال فانه مقطوع، احمد: ٨٢٠١.

(٩٥٦٣) مسلم: ٤٠٥- ابوداؤد: ٩٧٩- ترمذي: ٣٢٢- نسائي: ١٢٨٥- دارمي: ١٤٤٣- احمد: ١٦٦٢٤- مؤطا: ٣٩٨.

فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. (رواه مسلم: ٤٠٥)

دیا ہے تو ہم آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ وہ آپ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہو۔ اے اللہ! درود نازل کر محمد اور ال محمد پر جیسے تو نے درود نازل کیا ابراہیم پر اور برکت نازل کر محمد اور ال محمد پر جیسے تو نے برکت نازل کی ابراہیم پر بے شک صفتوں والا عزت والا ہے۔ اور جیسا تم جان چکے ہو۔''

٩٥٦٤- وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (رواه الترمذی: ٣٢٢٠)
وَفِيْ أُخْرٰى: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ.

''اور ایک روایت میں ہے اور برکت نازل کر محمد پر اور ال محمد پر جیسے تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر جہان والوں میں۔ بے شک تو صفتوں والا عزت والا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے: اے اللہ! درود نازل کر محمد نبی امی پر اور ال محمد پر۔''
(بخاری کے علاوہ چھ نے روایت کی)

٩٥٦٥- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

''ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: مجھے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہا: کیا میں تجھے ایک تحفہ نہ دوں؟ بے شک نبی ﷺ ہمارے سامنے تشریف لائے تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم جان چکے ہیں کہ ہم آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجیں۔ یہ بتائیے کہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: کہو اے اللہ! درود نازل کر محمد پر اور ال محمد پر جیسے تو نے درود نازل کیا ابراہیم پر تحقیق تو صفتوں والا عزت والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل کر محمد پر اور ال محمد پر جیسے تو نے برکت نازل کی

(٩٥٦٤) ترمذی: ٣٢٢٠- صحیح، البانی: ٢٥٧٢- مسلم: ٤٠٥- ابوداؤد: ٩٧٩- نسائی: ١٢٨٥- دارمی: ١٣٤٣- احمد: ١٦٦٢٤- مؤطا: ٣٩٨.

(٩٥٦٥) بخاری: ٦٣٥٧- مسلم: ٤٠٦- ابوداؤد: ٩٧٦- ترمذی: ٤٨٣- نسائی: ١٢٨٨- ابن ماجه: ٩٠٤- دارمی: ١٣٤٢- احمد: ١٧٦٦١.

بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (رواه البخاري: ٦٣٥٧)

ابراہیم پر، بے شک تو صفتوں والا عزت والا ہے۔'' (مالک کے علاوہ چھ نے روایت کیا)

٩٥٦٦- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفٰى إِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (رواه أبوداؤد: ٩٨٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہو کہ ناپے پورے پیمانے کے ساتھ جب وہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو وہ یہ کہے: اے اللہ! درود نازل کر محمد نبی امی پر اوران کی ازواج پر جو مؤمنوں کی مائیں ہیں اوران کی اولاد پر اور ان کے اہل بیت پر جیسے تو نے درود نازل کیا ابراہیم اور ال ابراہیم پر، بے شک تو صفتوں والا عزت والا ہے۔''

٩٥٦٧- عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ. (رواه البخاري: ٦٣٥٨)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام کہنا تو معلوم ہے، ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: کہو یا اللہ درود نازل کر محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں جیسا تو نے درود نازل کیا ابراہیم پر اور ال ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور ال محمد پر جیسا تو نے برکت نازل کی ابراہیم پر اور الِ ابراہیم پر۔'' (بخاری ونسائی)

٩٥٦٨- عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (رواه النسائی: ١٢٩١)

''سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرد نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: کہو اے اللہ! درود نازل کر محمد ﷺ پر جیسا تو نے درود نازل کیا ابراہیم پر، بے شک تو صفتوں والا عزت والا ہے۔'' (النسائی)

(٩٥٦٦) ابوداؤد: ٩٨٢- ضعیف، البانی: ٢٠٧.

(٩٥٦٧) بخاری: ٦٣٥٨- نسائی: ١٢٩٣- ابن ماجہ: ٩٠٣- احمد: ١١٠٤١.

(٩٥٦٨) نسائی: ١٢٩١- صحیح، البانی: ١٢٢٤- احمد: ١٣٩٩.

٩٥٦٩۔ عَنْ عَمْرِ و بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رضي الله عنه أَنَّهُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (رواه البخاري: ٣٣٦٩)

''عمرو بن سلیم زرقی سے منقول ہے کہ مجھے خبر دی سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: کہو اے اللہ! درود نازل کر محمد پر ان ازواج پر اور ان کی اولاد پر جیسا تو نے درود نازل کیا ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر جیسا تو نے برکت نازل کی ابراہیم پر، بے شک تو صفتوں والا اعزت والا ہے۔'' (ترمذی کے علاوہ چھ نے روایت کی ہے)

٩٥٧٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالُوْا لَهٗ فَعَلِّمْنَا قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ إِلٰى آخِرِهَا. (رواه ابن ماجة: ٩٠٦)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب تم نبی کریم ﷺ پر درود بھیجو تو اچھے طریقے سے درود بھیجو! تمہیں کیا معلوم کہ درود آپ ﷺ پر پیش کیا جاتا ہو، تو شاگردوں نے کہا: ہمیں سکھا دیجیے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کہو اے اللہ! اپنی صلوات اور اپنی رحمت اور اپنی برکات نازل کر سید المرسلین اور امام المتقین پر تا آخر......''

شرح:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ درود شریف کے جو الفاظ بھی نبی ﷺ سے ثابت ہیں انہیں پڑھا جائے، خود ساختہ نہ ہوں۔

اور امت کا حق ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے کیونکہ دین جیسی عظیم نعمت آپ ﷺ کے ذریعے ہی ہم تک پہنچی ہے، پھر اس کی جلالت شان کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ درود وسلام کا صرف انسانوں ہی کو حکم نہیں، بلکہ فرشتوں کو بھی اس کا پابند کیا گیا ہے اور رب ذوالجلال خود اس میں شامل ہیں، رب تعالیٰ آپ ﷺ کی ثنا اور تعظیم بیان کرتے ہیں، ان بزرگوں کے قول میں کوئی وزن نہیں جو درود کو نماز میں ضروری قرار نہیں دیتے۔

ایک شبہ: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ علم بیان کے ماہرین کا یہ اصول ہے کہ مشبہ (جسے تشبیہ دی گئی ہے) مشبہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) سے کم رتبہ والا ہوتا ہے، یہاں صورت

(٩٥٦٩) بخاری: ٣٣٦٩۔ مسلم: ٤٠٧۔ ابوداؤد: ٩٧٩۔ نسائی: ١٢٩٤۔ ابن ماجه: ٩٠٥۔ احمد: ٢٣٠٨٥۔ مؤطا: ٣٩٧.

(٩٥٧٠) ابن ماجه: ٩٠٦۔ ضعیف، البانی: ١٩١.

مختلف ہے کہ محمد ﷺ کو اور آپ کی آل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو کہ آپ ﷺ سے کم درجہ ہیں۔

اس کا حل: یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، نبی ﷺ کے باپ تھے، بیٹا خواہ کس قدر بلند ہو، باپ ہونے کا شرف انہیں ہی حاصل ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۳۵۷)

٩٥٧١- عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ. (رواه النسائی: ١٢٩٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک بار میرے اوپر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود نازل فرمائے گا اور دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجے بلند کردے گا۔“

٩٥٧٢- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرٰى فِي وَجْهِهٖ فَقُلْنَا إِنَّا لَنَرَى الْبُشْرٰى فِيْ وَجْهِكَ فَقَالَ إِنَّهٗ أَتَانِيَ الْمَلَكُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ أَمَا يُرْضِيْكَ أَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا. (رواه النسائی: ١٢٨٣)

”سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن بڑی خوشی کے ساتھ تشریف لائے اور چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے تو ہم نے کہا: ہمیں خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر نظر آتے ہیں؛ آپ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا: یا محمد! تیرا رب فرماتا ہے: کیا تو راضی نہ ہوگا اس پر کہ تیرے اوپر جو شخص ایک بار درود بھیجے تو میں اس پر دس بار درود بھیجوں اور تیرے اوپر ایک بار جو سلام بھیجے میں اس پر دس بار سلام بھیجوں۔“ (نسائی)

٩٥٧٣- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً. (رواه الترمذی: ٤٨٤)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے قریب آنے کا سب سے زیادہ حقدار قیامت کے دن وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔“

(٩٥٧١) نسائی: ١٢٩٧۔ صحیح، البانی: ١٢٣٠۔ احمد: ١١٥٨٧.

(٩٥٧٢) نسائی: ١٢٨٣۔ حسن، البانی: ١٢٢٨۔ دارمی: ٢٧٧٣۔ احمد: ١٥٩٢٨.

(٩٥٧٣) ترمذی: ٤٨٤۔ ضعیف، البانی: ٧٤۔ انہوں نے ضعیف قرار دی ہے لیکن علامہ بسام نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفہیم الاسلام: ٢/ ٩٨٤.

٩٥٧٤۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواه الترمذي: ٣٥٤٦)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پورا اور کامل بخیل وہ انسان ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میرے اُوپر درود نہ بھیجے۔''(یہ دو ترمذی کی مرویات ہیں۔)

٩٥٧٥۔ عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُوْنِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ. (رواه النسائي: ١٢٨٢)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر سیاحت کرتے اور پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔(النسائی)

٩٥٧٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ. (رواه مالك)

''عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر پر کھڑے ہوتے اور پھر نبی ﷺ پر درود بھیجتے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر۔'' (مالک)

٩٥٧٧۔ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَي بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ ثُلُثَ صَلَاتِيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ :قَالَ اَلثُّلُثَيْنِ ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ فَصَلَاتِيْ كُلُّهَا؟ قَالَ إِذَ يَكْفِيْكَ اللّٰهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ. (للكبير: ٣٥٧٤)

''محمد بن یحییٰ بن حبان اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے ذکر کی ساعت کا ایک ثلث اور تیسرا آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہاں اگر تو چاہتا ہے۔ اس نے کہا: میں دو ثلث کرتا ہوں! آپ نے فرمایا: ہاں درست ہے۔ اس نے کہا: میں ساری ساعت اور وقت درود ہی کے لیے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پھر تو اللہ تعالیٰ تیرے غم دور کردے گا اور دنیا اور آخر کے تفکرات سے نجات دے دے گا۔'' (الکبیر)

٩٥٧٨۔ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ

''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ

(٩٥٧٤) ترمذي: ٣٥٧٤۔ واسناده حسن، هيثمي: ١٧٢٨١.

(٩٥٧٥) نسائي: ١٢٨٢۔ صحيح، الباني: ١٢١٥۔ دارمي: ٢٧٧٤۔ احمد: ٤١٩٨.

(٩٥٧٦) مؤطا.

(٩٥٧٧) طبراني كبير: ٣٥٧٤۔ واسناد حسن، هيثمي: ١٧٢٨١.

(٩٥٧٨) بزار: ٣١٦٢٩۔ وفيه ابن الحميرى واسع عمران ياتى الكلام عليه بعده، ونعيم بن ضمضم صعفه بعضهم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٧٢٩١.

وَكَّلَ بِقَبْرِيْ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلائِقِ فَلَايُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، إِلَّا أَبْلَغَنِيْ بِاِسْمِهٖ وَاِسْمِ أَبِيْهِ ، هٰذَا فُلَانُ بِنُ فُلَانٍ قَدْ صُلِّيَ عَلَيْكَ. (رواه البزار: ٣١٦٢٩، بضعف)

نے فرمایا: اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ متعین کر دیا ہے اور سب مخلوق کی آواز سننے کی قوت سماعت عطا کی ہے۔ قیامت تک جو انسان میرے اوپر درود بھیجے گا وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر مجھے درود پہنچائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔'' (البزار سند ضعیف)

٩٥٧٩- أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا مِائَةً ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللّٰهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ ، وَأَسْكَنَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَآءِ. (للأوسط والصغير :٨٩٩ بخفي)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے ایک بار میرے اُوپر درود بھیجا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود نازل فرمائے گا اور جو دس بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو بار درود نازل فرمائے گا اور جو سو بار میرے اوپر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی دو آنکھوں کے درمیان نفاق سے اور آگ سے براءۃ لکھ دے گا ،اور اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن شہداء کے ساتھ سکونت عطا کرے گا۔ (الاوسط اور الصغیر سند مخفی)

٩٥٨٠- عَلِيٍ: كَانَ يُعَلِّمُ النَّاسَ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَقُوْلُ ، اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوْاتِ وَبَارِيَ الْمَسْمُوْكَاتِ ، وَجَبَّارُ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيْدِهَا ، اِجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرْكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ ، عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدُكَ وَرَسُوْلَكَ ، الْخَاتِمُ لِمَاسَبَقَ وَالْفَاتِحُ لِمَا أُغْلِقَ ، وَالْمُعْلِنُ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّامِغُ لِجَيْشَاتِ الْأَبَاطِيْلِ كَمَا حَمَلَ ، فَاضْطَلَعَ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نبی ﷺ پر درود بھیجنا سکھاتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ! سب بچھائی گئی اشیاء بچھانے والے اور مچھلیوں کو پالنے والے اور پر از طریق فطرت جبر کرنے والے، بدنصیب اور سعادت مند بنانے والے اپنی عمدہ صلوٰات اور بڑھنے والی برکات اور اپنی شفقت کے لطائف نازل کر اپنے بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ پر جو پہلوں پر خاتم ہیں اور بند دروازوں کو کھولنے والے ہیں اور حق کو واضح کر کے علی الاعلان بیان کرنے والے ہیں۔ اور باطل کی افواج کو روکنے والے ہیں جیسا تو نے ان کو اُٹھایا پس وہ تیری اطاعت کے لیے کمر

(٩٥٧٩) طبراني اوسط، طبراني صغير: ٨٩٩۔ وفيه ابراهيم بن سالم بن شبل الهجيمى ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، قلت له عند النسائي من صلى على صلاة صله الله عليه عشرا، هيثمى: ١٧٢٩٨.

(٩٥٨٠) طبراني اوسط، وسلامة الكندى روايته عن على مرسلة، وبقية رجاله الصحيح، هيثمى: ١٣٣٠٦.

بِأَمْرِكَ لِطَاعَتِكَ مَسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ ، بِغَيْرِ نَكْلٍ عَنْ قَدَمٍ وَلَاوَهْنٍ فِيْ عَزْمٍ ، وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا لِعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ أَمْرِكَ ، حَتّٰى أُوْرَي قَبَسًا لِقَابِسٍ ، بِهٖ هَدَيْتَ الْقُلُوْبَ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْإِثْمِ بِمُوْضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَمُنِيْرَاتِ الْإِسْلَامِ وَنَائِرَاتِ الْأَحْكَامِ ، فَهُوَ أَمِيْنُكَ الْمَأْمُوْن وَخَازِنُ عَمَلِكَ الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ ، وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةٌ ، اَللّٰهُمَّ أَفْسَحْ لَهٗ مَفْسَحًا فِيْ عَدْنِكَ ، وَأَجِزْهُ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِن فَضْلِكَ ، مُهَنِّئَاتٌ غَيْرُ مَكَدَّرَاتٍ مِنْ فَوْزِ ثَوَابِكَ الْمَعْلُوْمِ وَجَزِيْلُ عَطَائِكَ الْمَجْزُوْلِ ، اَللّٰهُمَّ أُعْلُ عَلٰى بِنَآءِ النَّاسِ بِنَاءَهٗ ، وَأَكْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَيْكَ وَنُزُلَهٗ وَأَتْمِمْ لَهٗ نُوْرَهٗ ، وَأَجِزْهُ مِنْ اِنبِعَاثِكَ لَهٗ مَقْبُوْلُ الشَّهَادَةِ مَرْضِيُّ الْمَقَالَةِ ، ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَكَلَامٌ فَصْلٌ ، وَحُجَّةٌ وِبُرْهَانٌ عَظِيْمٌ . (للأوسط: بانقطاع)

بستہ اور تیری رضا کے لیے متوجہ رہنے والے ہیں، نہ ان کے قدم میں لغزش آئی اور نہ ان کے پختہ ارادے میں سستی پیدا ہوئی۔ وہ تیری وحی کو یاد رکھنے والے، تیرے وعدے کو محفوظ کرنے والے اور تیرے احکام کو نافذ کرنے کے لیے چلنے والے ہیں، یہاں تک کہ روشنی حاصل کرنے والے کے لیے انہوں نے روشن چراغ دے دیے جس کے ساتھ فتنوں کے تالاب اور گناہ کے واضح مراکز سامنے آنے پر دلوں کو ہدایات اور اسلام کی روشنی نے اور احکام کے آثار نے راہنمائی کی۔ اے اللہ! وہ تیرے امین، تیرے علم کا خزانہ اور قیامت کے دن تیرے گواہ ہیں اور تیری آنکھوں کے سامنے وہ ایک نعمت اور حق کے بیان کرنے والے تیرے رسول اور وسیلۂ رحمت ہیں۔ اے اللہ! ان کے لیے جنت میں وسیع مقام رکھ دے اور اپنے فضل کے ساتھ ان کے لیے اجر مضاعف کر دے اور ان کو مبارک باد نصیب کر جس میں کوئی کدورت نہ ہو اور تیرا عظیم اجر اور ثواب ان کو نصیب ہو۔ یا اللہ! ان کے بیٹوں کو لوگوں کے بیٹوں پر فوقیت عطا کر۔ اور ان کا ٹھکانہ اپنے قرب میں بنا دے اور ان کی مہمانی عمدہ عطا کر اور ان کا نور مکمل کر دے، بعثت کے فرائض کا اجر جزیل ان کو عطا کر اور ان کی گواہی قبول فرما۔ ان کے قول سے راضی ہو وہ عدل کے ساتھ ناطق اور کلام مفصل کے حامل ہیں۔ ان کو دلیل واضح اور برہانِ عظیم عطا فرما۔ (الاوسط، سند منقطع ہے)

٩٥٨١ـ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ :أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ حِيْنَ ارْتَقٰى دَرَجَةً : آمِيْنَ ثُمَّ رَقٰي أُخْرٰى فَقَالَ: آمِيْنَ ، ثُمَّ رَقٰى الثَّالِثَةَ فَقَالَ: آمِيْنَ ، فَلَمَّا نَزَلَ عَنِ

''سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن منبر کی طرف نکلے اور اوّل درجے پر قدم رکھا تو امین کہا اور دوسرے درجے پر گئے تو پھر امین کہی اور تیسرے درجے پر گئے تو کہا: آمین۔ جب آپ ﷺ منبر سے اترے اور فارغ

(٩٥٨١) طبراني كبير: ١٩/ ١٤٤ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١٧٣١٧.

الْمِنْبَرِ وَفَرَغَ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ كَلَامًا الْيَوْمَ قَالَ: سَمِعْتُمُوْهُ؟ قُلْنا: نَعَمْ قَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ حِيْنَ ارْتَقَيْتُ دَرَجَةً فَقَالَ: بَعُدُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يَدْخِلِ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِيْنَ وَقَالَ: بَعُدُ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ آمِيْنَ ثُمَّ قَالَ : بَعُدُ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ آمِيْنَ. (للكبير: ١٩ / ١٤٤)

ہوئے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ سے آج کے دن کلام سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم نے وہ سنا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک جبریل علیہ السلام میرے سامنے آئے جب میں نے منبر کے ایک درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: جو شخص اپنے والدین کو بڑھاپے میں پائے یا ان میں سے ایک کو اور جنت میں داخل نہ ہو تو اس کو دخول جنت نصیب نہ ہو تو میں نے کہا: آمین اور انہوں نے کہا: آپ کا ذکر جس کے سامنے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے تو وہ جنت میں داخل نہ ہو اور دور رہے۔ تو میں نے کہا: آمین، پھر انہوں نے کہا: دور رہے وہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا تو اس کے گناہ نہ معاف ہوں تو میں نے کہا آمین۔ (الکبیر)

٩٥٨٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ. (رواه ابن ماجة: ٩٠٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو میرے اُوپر درود پڑھنا بھول ہی گیا تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔“ (القزوینی)

شرح: ...... درود کے متعلقہ وضاحت پہلے ہوچکی ہے، چند اہم باتیں مزید لکھی جاتی ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝﴾

(الاحزاب: ٥٦)

”یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر صلاۃ پڑھتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر صلاۃ اور سلام پڑھو۔“

اللہ تعالیٰ کی صلاۃ یہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبر ﷺ کی ثنا کرتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں اور فرشتوں کی صلاۃ یہ ہے کہ دعائے رحمت کرتے ہیں اور ہم پابند ہیں کہ آپ کے بتائے ہوئے درود کے مسنون الفاظ دہرائیں۔

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قریب سے ہو یا آپ ﷺ کی قبر مبارک سے دور ہو، درود وسلام آپ ﷺ خود نہیں سنتے بلکہ آپ پر فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے، باقی اس پہنچانے کی کیفیت ہم نہیں جانتے، جیسا بھی ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کر رکھا ہے، ہمیں ایمان رکھنا چاہیے، اس بارے میں قبر کے قریب سے خود آپ کے سننے والی روایت سخت ضعیف ہے۔ (ابن کثیر سورۂ احزاب، پ٢٢ جلد٣)

(٩٥٨٢) ابن ماجه: ٩٠٨ـ حسن، صحيح: ٧٤٠.

بعض لوگ درود ماہی، لکھی، ہزاری، تنجینا وغیرہ اور ہندوستان کے بعض علما کے بنے ہوئے الفاظ والے درود پڑھتے ہیں یہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ ان میں سے صحیح احادیث سے الفاظ حاصل کیے جائیں کیونکہ درود وہ عبادت ہے جس میں رب کائنات بھی شامل ہیں اور مقدس فرشتے بھی زبان تر بتر کیے ہوئے ہیں۔ اور درود پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ بھی ہے اوپر درج شدہ آیت مبارکہ پر عمل ہو جاتا ہے۔ دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں، دعا قبول ہوتی ہے گناہوں سے مغفرت اور غم سے نجات ملتی ہے، حاجات پوری ہوتی ہیں۔ حسرت سے حفاظت رہتی ہے اور آپ ﷺ سے دائمی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور بندے کو قلبی زندگی اور ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اور آپ ﷺ کے عظیم احسانات کا صلہ ادا ہو جاتا ہے اور بخیلی کا وصف بد دھل جاتا ہے، اس میں احادیث سے وابستہ ہونے والوں کے لیے بڑی سعادت ہے کہ وہ حدیث پڑھیں یا پڑھائیں یا تحریر کریں انہیں درود کی سعادت گرانما حاصل ہوتی رہتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۹۸۳)

كِتَابُ الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ وَالْأَمَلِ وَالرِّجَاءِ وَالْحِرْصِ

زُہد، افلاس، امید اور حرص وغیرہ کا بیان

٩٥٨٣- عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَاإِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَاتَكُوْنَ بِمَافِيْ يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِمَّا فِيْ يَدِي اللّٰهِ وَأَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِيْهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ. (رواه الترمذي: ٢٣٤٠)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں زھد اختیار کرنا حلال کو حرام کرنے کا نام نہیں ہے اور نہ مال کو ضائع کرنے کا نام زھد ہے۔ زہد یہ ہے کہ تیرے قبضے میں جو کچھ ہے اس کی بجائے تجھے اس چیز پر زیادہ وثوق ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور مصیبت کی رغبت ثواب کی وجہ سے ہو کہ اگر مصیبت رہی تو ثواب حاصل ہوگا۔''

٩٥٨٤- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ فِي الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ. (رواه الترمذي: ١٧٨٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو تیزی سے میرے پاس آ پہنچنے میں رغبت رکھتی ہے تو پھر تجھے دنیا کا ساز وسامان اتنا ہی کفایت کرتا جس قدر ایک سوار سامانِ سفر اپنے ساتھ رکھتا ہے، اور دولت مندوں کی مجلس سے بچتے رہنا اور کسی کپڑے کو پرانا کر کے ترک نہ کرنا یہاں تک کہ اس میں پیوند لگا لے۔''

(٩٥٨٣) ترمذي: ٢٣٤٠- ضعيف جداء، الباني: ٤٠٥- ابن ماجه: ٤١٠٠.

(٩٥٨٤) ترمذي: ١٧٨٠- ضعيف جدا: ٢٩٨.

۹۵۸۵- زَادَ رَزِيْنُ: قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا كَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَجِدُّ ثَوْبًا حَتَّى تَرْقَعَ ثَوْبَهَا وَتَنْكِسُهُ، وَلَقَدْ جَآءَ هَا يَوْمًا مِنْ عِنْدِ مُعَاوِيَةَ ثَمَانُوْنَ أَلْفًا ،فَمَا أَمْسٰى عِنْدَهَا دِرْهَمٌ ، قَالَتْ لَهَا جَارِيَتُهَا :فَهَلَّا اشْتَرَيْتَ لَنَا مِنْهُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا ؟ قَالَتْ: لَوْذَكَّرَتِيْنِيْ لَفَعَلْتُ .

''زرین نے اضافہ کیا ہے: عروہ نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نیا کپڑا زیب تن نہیں کرتی تھیں یہاں تک کہ پہلے کپڑے کو پیوند لگائیں اور پرانا کر دیتیں۔ ایک بار ان کے پاس معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اسی ہزار درہم آئے اور ان کے پاس شام تک ایک درہم باقی نہ رہا۔ خادمہ نے کہا: اس مال سے ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت تو خریدا ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو مجھے یاد کراتی تو میں ایسا کر دیتی۔

۹۵۸٦- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آلِ محمد ﷺ کا رزق صرف گذر اوقات تک ہو۔''

۹۵۸۷- وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقَالَ كَفَافًا. (هما لمسلم: ۱۰۵۵)

ایک روایت میں ہے: ''بقدر کفایت ہو۔'' (الشیخان، الترمذی)

۹۵۸۸- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَأَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَاعَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَاعَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذی: ۲۳۵۲)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''یا اللہ! مجھے مساکین میں زندہ رکھ اور مساکین میں مار اور قیامت کو مساکین کے زمرے میں اُٹھا'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ چالیس سال اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔اے عائشہ! کسی مسکین کو خالی واپس نہ کرنا خواہ کھجور کا نصف ہی دے دو۔ مساکین سے محبت کرو اور ان کو اپنے قریب کرو اللہ قیامت کو تمہیں اپنے قرب میں جگہ دے گا۔''

۹۵۸۹- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۹۵۸۵) رزین. (۹۵۸٦) مسلم: ۱۰۵۵.

(۹۵۸۷) مسلم: ۱۰۵۵.

(۹۵۸۸) ترمذی: ۲۳۵۲۔ ضعیف جداء البانی: ٤١٠۔ لکن الشطر الاول صحیح: ۱۹۱۷.

(۹۵۸۹) ترمذی: ۲۳۵۳۔ حسن، صحیح، البانی: ۱۹۱۸۔ ابن ماجه: ٤١٢٢۔ احمد: ۱۰۳۵۲.

اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ. (رواه الترمذي: ٢٣٥٣)

٩٥٩٠۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِيْ إِلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ فَإِنَّ لِيْ خَادِمًا قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْمَمْلُوْكِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالُوْا يَاأَبَامُحَمَّدٍ إِنَّا وَاللّٰهِ مَا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ لَانَفَقَةٍ وَلَا دَابَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَاشِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَايَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَالُوْا فَإِنَّا نَصْبِرُ لَانَسْأَلُ شَيْئًا. (رواه مسلم: ٢٩٧٩)

٩٥٩١۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسْتُ فِيْ عِصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ

فرمایا: ''مساکین جنت میں اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے جو جنت کے دن کا نصف ہے۔'' (یہ دو روایات ترمذی کی ہیں)

''ابوعبدالرحمٰن حبلی سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ان سے ایک مرد نے سوال کیا: کیا ہم فقراء مہاجرین میں شمار نہیں ہوتے؟ تو انہوں نے کہا؟ تیری بیوی ہے جس کے پاس تو جگہ پکڑے؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: کیا تیرا مکان ہے جس میں تو سکونت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تو اغنیا میں شامل ہے۔ اس نے کہا: میرا تو خدمت گار بھی موجود ہے۔ انہوں نے کہا: پھر تو بادشاہوں میں شامل۔ ابو عبدالرحمٰن حُبلی کہتے ہیں: تین آدمی ابن عمرو کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: اے ابو محمد! بیشک اللہ کی قسم! ہم کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتے (نہ خرچہ کی اور نہ کسی جانور اور نہ کسی سازوسامان کی) ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم کیا چاہتے ہو تو ہمارے پاس دوبارہ آنا جو اللہ نے تمہارے لیے آسان کیا وہ تمہیں مل جائے گا۔ اور تم چاہو تو تمہارا معاملہ سلطان تک پہنچا دیتا ہوں۔ اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اس لیے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''فقراء مہاجرین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔'' تو انہوں نے کہا ہم صبر کرتے ہیں کوئی سوال نہیں کریں گے۔'' (مسلم)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں مہاجرین کی ضعفاء کی جماعت میں بیٹھا اور ان کا یہ حال تھا کہ

(٩٥٩٠) مسلم: ٢٩٧٩۔ احمد: ٦٥٤٢.

(٩٥٩١) ابوداؤد: ٣٦٦٦۔ ضعيف جدا البانى: ٧٩٢۔ الا جملة دخول الجنة فصحيحة، احمد: ١١٢١٠.

وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرْيِ وَقَارِىءٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَاكُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَارِئٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِيْنَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهُ قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْشِرُوْا يَامَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذَاكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ. (رواه أبوداؤد: ٣٦٦٦)

ایک دوسرے کی اوٹ میں اپنا ستر ڈھانپتے تھے اور ایک قاری ہمیں قرآن پڑھاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہمارے سروں پر آ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے سلام کہا اور فرمایا: تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا قاری ہم کو قرآن پڑھا رہا تھا اور ہم اللہ کی کتاب سنتے تھے۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ میری امت میں وہ لوگ پیدا کیے جن کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے، پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان میں مل کر بیٹھے تا کہ آپ اپنے آپ کو ہمارے ساتھ مساوی کر دیں، پھر ہاتھ سے اشارہ کیا تو ہم نے دائرہ بنا یا اور ہم سب کے چہرے آپ ﷺ کے سامنے آ گئے۔ میرے سوا آپ ﷺ کسی کو نہیں جانتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فقراء مہاجرین! قیامت کے دن تمہیں مکمل نور کی بشارت ہے۔ تم غنی لوگوں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے جو پانچ سو سال کے برابر ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، بلفظہ)

٩٥٩٢۔ وَزَادَ الْبَزَّارُ فِيْ آخِرِهِ :حَتّٰى أَنَّ الْغَنِيَّ يُوَدُّ لَوْكَانَ سَائِلًا .

بزار نے اضافہ کیا اس کے آخر میں: ''یہاں تک کہ غنی پسند کرے گا کہ وہ سائل ہوتا۔''

شرح: ...... مسکینی سے مراد ذلت و افتقار ہے۔ اس میں آپ ﷺ کی تواضع ہے کہ آپ مسکینی کی آرزو فرما رہے ہیں، آپ رب کی بارگاہ میں فقر کے طلب گار ہیں، لوگوں کے ہاں نہیں۔ آپ ﷺ نے امت کی رہنمائی فرمائی ہے کہ تکبر سے احتراز کرے اور تواضع اختیار کرے، آپ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ مسکینوں کے درجات بلند ہوں اور یہ قرب الٰہی حاصل کر لیں۔

یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا، مساکین اور خصوصاً مہاجر فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ انہیں دنیا کی زندگی کا صلہ دیا جا رہا ہے کہ دنیا میں یہ عیش و بہار سے محروم رہے ہیں۔ اس کمی کو انہیں پانچ سو سال پہلے جنت میں بھیج کر پورا کیا جا رہا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

(٩٥٩٢) بزار.

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ (الحاقة : ٢٤)

''کھاؤ اور پیو خوشگوار ہو کر، یہ صلہ ہے تمہارے دنیا میں گزرنے والے ایام کا۔''

ان احادیث میں صابر فقیر و مسکین کا شرف بیان ہوا ہے۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں فقیر کی تعریف کی گئی ہے جبکہ نبی ﷺ نے فقر سے پناہ طلب کی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ جس فقر و مسکنت کو آپ نے پسند کیا ہے وہ ہے مال کی کثرت نہ ہو جو فتنہ بن جائے اور جسے ناپسند کیا ہے وہ دل کا فقر ہے جو کہ سب کچھ ہونے کے باوجود نہیں جاتا۔ ایک اور سوال ہے کہ ایک روایت میں فقراء کے جنت میں پہلے داخلے کی مدت پانچ سو برس ہے اور ایک میں چالیس برس ہے اور ایک آیت میں جو کہ سورۂ معارج کی ۴ آیت ہے اس میں قیامت کے دن کی مقدار (۵۰۰۰۰) سال ہے اور سورۂ حج آیت ۴۷ میں دن کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ پچاس یا چالیس کہنا یہ حد بندی نہیں تعداد کی کثرت بتانا مقصد ہے یا پھر اشخاص کے مراتب کے مطابق یہ تعداد کم و بیش ہوگی، کسی کا رضا و شکر اور صبر کا وصف جتنا ہوگا یہ تعداد کم و بیش ہوگی۔

باقی رہی بات دن کا پچاس ہزار سال کا ہونا یا ہزار کا ہونا تو یہ کافر اور مومن کے لحاظ سے تفریق ہے کہ مومن کے لیے ہزار برس کا ہوگا اور کافر کے لیے اتنی تکلیف ہوگی کہ اس کے لیے پچاس ہزار برس کا ہو جائے گا۔ (اعاذنا اللہ)

(جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۵۴)

٩٥٩٣- عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ. (رواه البخاري: ٥١٩٦)

''سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو عام داخل ہونے والے مساکین تھے اور اغنیاء روکے ہوئے تھے اور اہل جہنم کے لیے جہنم میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں تھیں۔'' (الشیخان)

شرح: ......خواتین عموماً خاوند کی ناشکری اور ناراضی کے اسباب اختیار کرتی ہیں اور لعنت کثرت سے کرتی ہیں اس لیے یہ ان گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے کثرت سے دوزخ میں دکھائی گئی ہیں۔ (فتح الباری: ۹/ ۲۹۸)

٩٥٩٤- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ

''مصعب بن سعد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کو

(٩٥٩٣) بخاري: ٥١٩٦- مسلم: ٢٧٣٦- احمد: ٢١٣١٨.

(٩٥٩٤) نسائي: ٣١٧٨- صحيح، الباني: ٢٩٧٨- بخاري: ٢٨٩٦- احمد: ١٤٩٦.

ظَنَّ أَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ. (رواه النسائي: ٣١٧٨)

گمان ہوا کہ انہیں نبی ﷺ کے دیگر بعض صحابہ پر فضیلت حاصل ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت کی امداد ضعفاء کی وجہ سے کرے گا جو اس کے لیے دعائیں طلب کرتے ہوں گے اور ان کی نمازوں کی وجہ سے اور ان کے اخلاص کی وجہ سے نصرت نازل ہوگی۔'' (بخاری، نسائی بلفظہٖ)

شرح:......اس کا مطلب یہ ہے کہ ناتوانوں کا تعلق دنیا کی زیبائش سے نہیں ہوتا اس لیے ان مساکین اور بے نواؤں کی دعاؤں میں اخلاص ہوتا ہے اور عبادت میں خشوع ہوتا ہے اس لیے جب یہ دعائیں کرتے ہیں تو طاقتوروں اور مالداروں کے لیے یہ رزق اور تقویت کا باعث بنتی ہیں۔ بشرطیکہ طاقتور یا مالداران غرباء سے تعاون کریں، اس میں تواضع کا درس ہے اور مسلمان کی تحقیر نہ کرنے کی ترغیب ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ٨٩)

٩٥٩٥۔ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَال مَاتَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَايُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا. (رواه البخاري: ٥٠٩١)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نبی کریم ﷺ کے نزدیک سے گذرا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے مرد سے سوال کیا کہ اس جانے والے کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اشراف میں سے ہے اور اس قابل ہے کہ اگر رشتہ طلب کرے تو اس کو دیا جائے اور شفاعت کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ آپ ﷺ خاموش ہو رہے۔ پھر دوسرا مرد گذرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! غرباء مسلمانوں میں سے ہے۔ اس حیثیت کا ہے کہ رشتہ طلب کرے تو نہ دیا جائے، سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے اور بات کرے تو نہ سنی جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ مسکین مسلمان اُس دوسرے جیسے لوگوں سے زمین بھری ہوئی ہو تو ان سب سے بہتر ہے۔'' (الشیخان)

٩٥٩٦۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(٩٥٩٥) بخاری: ٥٠٩١۔ ابن ماجه: ٤١٢٠.

(٩٥٩٦) مسلم: ٢٦٢٢.

قَالَ رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ. (رواه مسلم: ٢٦٢٢)

''کتنے ہی پراگندہ بالوں والے گرد آلود دروازوں سے ہٹائے ہوئے ہیں، اگر اللہ پر قسم کھائیں تو اللہ انہیں بری کر دے۔'' (مسلم)

شرح: ......جس آدمی کے متعلق کہا گیا تھا وہ جعیل تھے کہ یہ فقیر ہیں، رشتہ کے قابل نہیں اور جس کو شان والا بتایا گیا تھا، یہ عیینہ بن حصن فزاری، یا اقرع بن حابس تمیمی تھے۔ اس میں جعیل رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ سیادت صرف دنیوی نقطہ نظر سے ہی نہیں ہوتی، یہ آخرت کے اعتبار سے ہے کیونکہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو نیک آدمی کو دنیا میں محرومی ہوئی ہوگی آخرت میں اس کا بہترین ازالہ کیا جائے گا۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک غنی ہو مگر متقی نہ ہو اور فقیر ہو مگر متقی ہو تو یہ فقیر اس غنی سے برتر ہے، ہر فقیر ہر غنی سے بہتر نہیں ہوتا نہ ہی ہر غنی ہر فقیر سے بہتر ہے۔ یہ بہتری و کہتری تقویٰ کے معیار سے ہوگی، ہاں اگر تقویٰ میں دونوں برابر ہوں تو پھر فقیر کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ١١/ ٢٧٨)

٩٥٩٧۔ عَنْ أَبِيْ هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَابَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ. (رواه البخاري: ٢٢٦٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا ہے اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: کیا آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں اہل مکہ کی بکریاں چند درہموں پر چرایا کرتا تھا۔'' (مالک بخاری بلفظہ)

شرح: ...... قیراط، درہم یا دینار کا ایک حصہ ہوتا ہے یہ اجرت لے کر آپ ﷺ بکریاں چراتے تھے۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ اونٹ والوں نے بکریوں والوں سے بطور فخر اپنی برتری کا اظہار کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ بھی بکریوں کے چرواہے تھے، اور داؤد علیہ السلام بھی مبعوث ہوئے وہ بھی بکریوں کے چرواہے تھے اور میں نے بھی جیاد میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔

ایک شبہ ہوسکتا ہے کہ ایک روایت میں ہے بغیر اجرت میں بکریاں چراتا تھا، ایک میں ہے اجرت پر چراتا تھا۔

تو اس کا حل یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کی بغیر اجرت چراتے تھے، اور دوسروں کی اجرت پر چراتے تھے۔

اس میں حکمت یہ تھی کہ قبل از نبوت انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنی امت کے معاملات میں تکلف اٹھانے کی مشق ہو جائے، بکریاں چرانے میں بردباری اور مشفقانہ رویہ کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بکریاں چرانے سے صلاحیت ابھرتی ہے، یہ چراگاہ میں بکھری ہوتی ہیں اور ادھر ادھر نقل و حرکت کرتی رہتی ہیں، انہیں درندے اور چور سے بچانا پڑتا ہے۔ اور ان بکریوں کی طبائع کا خیال رکھنا ہوتا ہے، یہی حال امت کا ہوتا ہے۔ مختلف طبائع کے افراد سے انبیاء کو سابقہ

(٩٥٩٧) بخاری: ٢٢٦٢۔ ابن ماجه: ٢١٤٩.

پڑتا ہے، ان کی عقول بھی جدا جدا ہوتی ہیں۔ تو انبیائے کرام علیہم السلام ان کی کمی پوری کرتے ہیں، امت کے ناتوانوں سے نرمی برتتے ہیں اور امت کی مکمل نگرانی کرتے ہیں، بکریوں کو چرانے سے یہ کام آسان ہو جاتا ہے اگر انہیں پہلی مرتبہ ہی یہ ذمہ داری بغیر اس مشق کے سونپ دی جاتی تو انبیائے کرام علیہم السلام بہت مشکل میں گھر جاتے۔

اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور اپنے رب کے سامنے انکساری کا عظیم پہلو بھی پایا گیا ہے کہ آپ انبیاء سمیت تمام مخلوق سے برتر ہیں اور معزز ومکرم ہیں پھر بھی بکریاں چرانے کا اظہار کرنے میں کوئی پروا نہیں کی اور اپنے رب کے سامنے احسان مند ہیں۔ (فتح الباری: ۴/ ۴۴۱)

٩٥٩٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرُوْا مَاذَا تَقُوْلُ قَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرُوْا مَاذَا تَقُوْلُ قَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِيْ فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلٰى مَنْ يُحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ إِلٰى مُنْتَهَاهُ. (رواه الترمذي: ٢٣٥٠)

''سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: سوچ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے تین بار کہا: قسم اللہ کی! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں آپ نے فرمایا: اگر تو میرے ساتھ محبت کرتا ہے تو پیٹ باندھ کر غربت کے لیے تیار رہو جا۔ جو میرے ساتھ محبت کرتا اس کی طرف غربت یوں تیزی سے آتی ہے جیسے سیلاب نشیبی جگہ کی طرف چلا کرتا ہے۔''

٩٥٩٩ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ إِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ الْيَوْمَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ

''محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ مجھے اس نے بیان کیا جس نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ ان پر پیوند لگے چادر کے سوا کوئی کپڑا نہیں تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کی پہلی نازونعمت کی زندگی اور موجودہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب عنقریب تم میں کوئی آدمی صبح کو ایک لباس میں نکلے گا اور شام کو دوسرے لباس میں ہوگا اور اس کے سامنے ایک پلیٹ رکھی جائے گی اور دوسری اُٹھائی جائے گی

(٩٥٩٨) ترمذي: ٢٣٥٠ـ الباني، ضعيف: ٤٠٩.

(٩٥٩٩) ترمذي: ٢٤٧٦ـ ضعيف، الباني: ٤٤٠.

وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْ مَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْ نَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ. (رواه الترمذي: ٢٤٧٦)

اور تم اپنے گھروں میں پردے لٹکاؤ گے جیسے کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آج سے اس دن ہم اچھی حالت میں ہوں گے؟ ہمیں مشقت نہیں کرنی پڑے گی اور ہم عبادت کے لیے فارغ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ آج تم اس دن سے زیادہ بہتر ہو۔'' (الترمذی)

٩٦٠٠۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا تَسْمَعُوْنَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ يَعْنِي التَّقَحُّلَ. (رواه أبوداؤد: ٤١٦١)

''سیدنا ابو امامہ بن ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے ایک دن آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے دوبار فرمایا کیا تم نہیں سنتے کیا تم نہیں سنتے۔ سادگی ایمان کا حصہ ہے، سادگی ایمان کا حصہ ہے، یعنی خشک بدن ہونا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......تکلفات سے پرہیز ایمان کا جز ہے لہٰذا سادہ عادات کا حامل عام نعمت پر بھی اللہ کا شکر کرتا ہے، جبکہ زیب وزینت کا عادی بعض اوقات ایک بڑی نعمت کو بھی اپنے معیار سے کم تر سمجھتا ہے اور شکر کی بجائے شکوہ کرنے لگتا ہے۔ سادگی میں بہت سی چیزیں شامل ہیں مثلاً پیوند لگا کپڑا پہن لینا، زمین پر بیٹھ جانا، مفلس اور غریب کی بات سننے اور حتی الوسع مدد کرنے کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھنا، غریب کی معمولی دعوت قبول کر لینا اور اس کا پیش کیا ہوا سادہ کھانا کھا کر احسان مندی کا اظہار کرنا، ملازموں سے تحقیر آمیز رویہ رکھنے سے اجتناب کرنا، اپنے سے کم تر لوگوں کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا یہ سب سادگی میں شامل ہے۔ (شرح ابن ماجہ: ۵/ ۴۱۷)

٩٦٠١۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ :اِسْتَسْقٰى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيْءَ بِمَآءٍ قَدْ شِيْبَ بِعَسَلٍ، فَقَالَ : إِنَّهُ لَطَيِّبٌ، لٰكِنِّيْ أَسْمَعُ اللّٰهَ تَعَالٰى نَعٰى عَلٰى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ ،فَقَالَ ﴿ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾ فَأَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ يَشْرَبْهُ. (رواه رزين)

''زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا تو ان کے لیے پانی لایا گیا جس میں شہد ملایا گیا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بہت اچھا مشروب ہے مگر میں اللہ کا قول سنتا ہوں کہ ایک قوم کو فرمائے گا تم اپنا نعمتوں کا حصہ دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے ہو اور اس سے تم نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ ہماری نعمت جلدی دنیا میں نہ دی گئی ہو پھر وہ مشروب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہیں پیا۔''

(٩٦٠٠) ابوداؤد: ٤١٦١۔ صحيح، الباني: ٣٥٠٧۔ ابن ماجه: ٤١١٨.

(٩٦٠١) رزين.

٩٦٠٢۔ عَنْ جَابِرٍ: ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِبَادَةٍ وَّاجْتِهَادٍ ، وَذَكَرَ آخَرُ بِوَرْعٍ، فَقَالَ ﷺ لَايَعْدِلُ الْوَرْعُ بِشَيْءٍ. (رواه رزين)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک مرد کی عبادت اور جہاد کا ذکر کیا گیا اور دوسرے آدمی کے تقویٰ کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تقوی اور پرہیز کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں ہے۔'' (یہ دو روایات رزین کی ہیں)

٩٦٠٣۔ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَأْسُ. (رواه الترمذي: ٢٤٥١)

''سیدنا عطیہ السعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی انسان اہل تقویٰ میں شمار نہیں ہو سکتا ہے یہاں تک کہ ترک کر دے وہ کام جس میں کوئی حرج نہ ہو اس خوف سے کہ وہ اس چیز میں پڑے گا جس میں گناہ ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... متقی وہ ہوتا ہے جو خود کو ہر اس فعل وعمل سے بچائے جسے چھوڑنے پر سزا اور کرنے پر بھی سزا ہو، اس کے تین مراتب ہیں۔

ا۔ اللہ کے ابدی عذاب سے بچاؤ کیا جائے، یہ شرک سے بیزاری کرنے سے ہوگا۔

۲۔ ہر وہ عمل خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو اسے کرنے سے یا چھوڑنے سے آدمی گنہگار ہو جائے اس سے اجتناب کرنا تقویٰ ہے۔

۳۔ تقویٰ جو مطلوب حقیقی ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی حق تعالیٰ سے توجہ ہٹانے والا معاملہ ہے اس سے احتیاط کرنا اور مکمل طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ کوئی عمل یا بات حلال ہو اگر یہ خوف ہو کہ اسے کثرت سے لذت اندوزی کے طور پر انسان نے کیا تو حرام میں ملوث ہو جائے گا۔ تو پھر اس حلال سے بھی احتیاط کرنا حقیقی تقویٰ ہے تا کہ حرام کی عادت نہ پڑ جائے۔ (انجاز الحاجہ:۱۲/۲۵۴)

٩٦٠٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ نُّؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ. (رواه البخاري: ٦٤٥٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم ایک ماہ گذرنے تک آگ نہیں جلاتے تھے، ہماری خوراک صرف کھجور اور پانی تھا البتہ کبھی گوشت میسر آ جاتا تھا۔''

(٩٦٠٢) رزين.

(٩٦٠٣) ترمذي: ٢٤٥١۔ ضعيف، الباني: ٤٣٥۔ ابن ماجه: ٤٢١٥۔ صاحب انجاز الحاجہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے: ۱۲/ ۲۵۵۔ لیکن سنن ابن ماجہ مترجم کے محقق حفظہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ۵/ ۴۷۶

(٩٦٠٤) بخاري: ٦٤٥٨۔ مسلم: ٢٩٧٢۔ ترمذي: ٢٤٧١۔ ابن ماجه: ٤١٤٤۔ احمد: ٢٥٤٧٣.

٩٦٠٥۔ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا شَبعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ ثَلَاثًا حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ. (رواه مسلم:٢٩٧٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آلِ محمد ﷺ نے تین رات گندم کی روٹی متواتر پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے۔''

٩٦٠٦۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَاشَبعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ حَتّٰى قُبِضَ. (رواه ابن ماجة: ٣٣٤٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو کی روٹی مسلسل دو دن پیٹ بھر کر آلِ محمد ﷺ کو میسر نہیں آئی یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔''

٩٦٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَاأَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ. (رواه البخاري: ٦٤٥٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو وقت کا کھانا آلِ محمد ﷺ نے ایک دن میں نہیں کھایا مگر ایک وقت صرف کھجور ہی ہوا کرتی تھیں۔''

٩٦٠٨۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِيْ إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ فَقُلْتُ يَاخَالَةُ مَاكَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَا. (رواه البخاري: ٢٥٦٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ رحمہ اللہ سے کہا: اے میرے بھانجے! اللہ کی قسم! ہم پہلی کا ایک چاند دیکھتے اور پھر پہلی کا دوسرا چاند دیکھتے اور پھر پہلی کا تیسرا چاند دیکھتے یا دنوں کے حساب سے دو ماہ پورے ہو جاتے اور آلِ محمد ﷺ کے گھروں میں آگ نہ جلائی جاتی۔ عروہ نے کہا: میں نے کہا اے خالہ! آپ کی زندگی کیسے گزرتی تھی؟ انہوں نے کہا: دو سیاہ اشیاء پر کھجور اور پانی پر مگر یہ کہ نبی ﷺ کے ہمسائے انصار والوں کی دودھ دینے والی اونٹنیاں بہت تھیں اور وہ آپ ﷺ کو دودھ تحفہ کے طور پر بھیجتے اور آپ ہمیں وہ دودھ پلاتے تھے۔''

٩٦٠٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ. (رواه البخاري: ٥٣٨٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فوت ہوئے تو لوگ دو سیاہ اشیا کھجور اور پانی سے پیٹ بھرتے تھے۔''

(٩٦٠٥) مسلم: ٢٩٧٠۔ بخاري: ٥٤١٦۔ نسائي: ٤٤٣٢۔ ابن ماجه: ٣٣٤٤۔ احمد: ٢٥٦٤٤.

(٩٦٠٦) بخاري: ٥٤١٦۔ مسلم: ٢٩٧٣۔ ابن ماجه: ٣٣٤٦۔ ترمذي: ٢٤٦٧۔ نسائي: ٤٤٣۔ احمد: ٢٥٨٣٥.

(٩٦٠٧) بخاري: ٦٤٥٥۔ مسلم: ٢٩٧١.

(٩٦٠٨) بخاري: ٢٥٦٧۔ مسلم: ٢٩٧٢۔ ترمذي: ٢٤٧١۔ ابن ماجه: ٤١٤٤۔ احمد: ٢٥٤٧٣.

(٩٦٠٩) بخاري: ٥٣٨٣۔ مسلم: ٢٩٧٥۔ احمد: ٢٥١٠١.

٩٦١٠۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرِ . (رواه مسلم: ٢٩٥٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس وقت ہم ان دو سیاہ اشیاء سے بھی پیٹ بھر نہیں کھاتے تھے۔''

٩٦١١۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَقَدْ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَزَيْتٍ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ . (رواه مسلم:٢٩٧٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ فوت ہوئے اور آپ ﷺ نے روٹی اور زیتون کے تیل سے پیٹ بھر کر ایک دن میں دو وقت نہیں کھایا تھا۔''(الشیخان ،الترمذی)

٩٦١٢۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَأَهْلُهُ لَايَجِدُوْنَ عَشَاءً وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ . (رواه الترمذي: ٢٣٦٠)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل مسلسل کئی کئی راتوں تک خالی پیٹ سوتے تھے اور عشاء کو کھانے کے لیے کچھ میسر نہ ہوتا تھا اور ان کی اکثر خوراک جو کی روٹی تھی۔''(ترمذی)

٩٦١٣۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّوْفَ وَاحْتَذَى الْمَخْصُوْفَ وَقَالَ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشِعًا وَلَبِسَ خَشِنًا فَقِيْلَ لِلْحَسَنِ مَاالْبَشِعُ قَالَ غَلِيْظُ الشَّعِيْرِ مَاكَانَ يُسِيْغُهُ إِلَّا بِجُرْعَةِ مَاءٍ . (رواه ابن ماجة: ٣٣٤٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اون کا کپڑا پہنا، نعلین پر چمڑے کا پیوند لگا کر پہنا، موٹا کھایا اور کھردرا کپڑا پہنا۔ راوی حسن بصری رحمہ اللہ کو کہا گیا ''بُشْعٌ'' کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جو کا موٹا آٹا جس کی روٹی پانی کے گھونٹ کے بغیر نہ اتر سکے۔''

شرح:......ان احادیث سے ایک سوال اٹھتا ہے کہ ان میں فقر وفاقہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ بھوک پر گزر بسر فرماتے تھے، حالانکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ آپ ﷺ سال کی خوراک اپنی بیویوں کے لیے جمع کر لیتے تھے، اور یہ بھی آتا ہے کہ اپنے مال فئی سے نبی ﷺ نے صرف چار آدمیوں کو ہزار اونٹ دیئے تھے اور آپ ﷺ نے عمرہ میں سو اونٹ ذبح کیے اور مساکین کو کھلائے اور یہ بھی آتا ہے کہ ایک دیہاتی کو آپ نے بکریوں کا ریوڑ دیا تھا اور یہ بھی آتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مالدار تھے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر اور سیدنا عثمان اور

(٩٦١٠) مسلم: ٢٩٥٧۔ بخاری: ٥٣٨٣۔ احمد: ٢٥٢٧٣.

(٩٦١١) مسلم: ٢٩٧٤۔ احمد: ٢٤١٤٤.

(٩٦١٢) ترمذی: ٢٣٦٠۔ حسن، البانی: ١٩٢٣۔ احمد: ٢٣٠٣۔ ابن ماجه: ٣٣٤٧.

(٩٦١٣) ابن ماجه: ٣٣٥٢۔ ضعيف، البانی: ٧٢٨.

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہم ہیں، یہ مال اور جان آپ پر نچھاور کرتے تھے، اس کے باوجود یہ حالت کیوں تھی؟

اس کا حل یہ ہے کہ یہ حالت مختلف وجوہات کی بنا پر تھی، یہ صرف فقر و فاقہ ہی کی وجہ سے نہ تھی، کبھی تو فقر و فاقہ ہوتا تھا، کبھی آپ اتنا ایثار کرتے کہ دوسروں کو دیتے، خود اگرچہ ضرورت ہوتی تھی اور کبھی آپ کی یہ حالت فاقہ مستی اس لیے ہوتی کہ زیادہ سیرابی نہ ہو جائے۔ بعد میں کچھ کھانے والی اشیاء میسر بھی آئی تھیں جیسا کہ ان میں سے ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم کھجوروں سے سیر ہو گئے تھے، اس کشادگی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزران بقدر ضرورت رکھی تھی۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرشتے نے کہا، رب تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر آپ کی مرضی ہو تو میں مکہ کی بطحا (وادی) سونے کی بنا دوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: نہیں، میں بھوکا اور ایک دن سیر ہونا چاہتا ہوں، بھوکا ہوں تو گڑگڑاؤں اور سیر ہوں تو شکر ادا کروں۔ (ترمذی) یہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزران کی یہ حالت تھی۔

ان احادیث میں زہد کا درس ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں سے ضرورت کے مطابق لیا جائے اور آخرت کے انعامات کے لیے رغبت کی جائے اور فانی دنیا پر اس باقی آخرت کو ترجیح دی جائے اور امت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ کو اپنائے اور اتنی خوراک بدن کو دی جائے جو اسے برقرار رکھے اور اس کی ضرورت پوری کرے، یہ ایک ایسی حالت ہے اس میں رہ کر غنی اور فقر کے فتنے کی آفات سے سلامت رہا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۹۲)

٩٦١٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشَّرَفِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ . (رواه ابن ماجة: ٣٣٥٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسراف میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ ہر وہ چیز جس کو تیرا دل چاہے تو اس چیز کو کھائے۔'' (ابن ماجہ)

٩٦١٥-عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَخْطُبُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِيْ مَايَجِدُ دَقَلًا يَمْلَأُ بِهٖ بَطْنَهٗ . (رواه مسلم: ٢٩٧٨)

''سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے نعمان کو سنا کہ اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں کو دنیا کس قدر میسر آ چکی ہے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ سارا دن بھوک کے بسر کر دیتے اور کھانے کو لوبیا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے پیٹ بھرتے۔'' (مسلم)

شرح: ...... یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی وجہ سے پیچ و تاب کھاتے تھے اور آخر ردی قسم کی کھجوروں سے پیٹ بھرتے تھے اور لوگ آج انواع واقسام کے کھانوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اس میں وضاحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزران تنگ تھی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۱۷۷)

(٩٦١٤) ابن ماجه: ٣٣٥٢- موضوع، البانی: ٧٢٩.

(٩٦١٥) مسلم: ٢٩٧٨- ترمذی: ٢٣٧٢- ابن ماجه: ٤١٤٦- احمد: ١٧٨٩٢.

٩٦١٦۔عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَبَّازُهٗ قَائِمٌ قَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأَى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ . (رواه البخاري: ٥٤٢١)

''قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تو اُن کا باورچی تیار کھڑا ہوتا اور ہمارے سامنے کھانا لا کر رکھتا اور انس رضی اللہ عنہ کہتے: کھاؤ میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی دیکھی ہو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور کبھی پوری بکری بھونی ہوئی بھی نہیں دیکھی۔'' (بخاری)

٩٦١٧۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذِيَ أَحَدٌ وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَالِيْ وَلِبَلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيْهِ إِبْطُ بَلَالٍ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهٗ بَلَالٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بَلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُهٗ تَحْتَ إِبْطِهٖ . (رواه الترمذي: ٢٤٧٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ اس قدر ڈرایا اور ستایا گیا کہ اس قدر کسی کو خوف زدہ نہیں کیا گیا اور مجھے اتنی اذیت دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی۔ تیس رات دن میرے اوپر گذر گئے او رمیرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں مگر بلال رضی اللہ عنہ اپنے بغل کے دامن میں کچھ چھپا لیتا تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب مکہ سے ایک بار بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکلے تھے تو ان کے دامن میں اُٹھائی ہوئی کوئی چیز تھی۔''

٩٦١٨۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ . (رواه البخاري: ٢٤٢٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا: اب ہم سیر ہو کر کھجور کھایا کریں گے۔''

٩٦١٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ .

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے کھجور پیٹ بھر کر تب ہی کھائیں جب ہم نے خیبر کو فتح کیا۔''

(٩٦١٦) بخاری: ٥٤٢١۔ ترمذی: ١٧٨٨۔ ابن ماجه: ٣٣٣٩۔ احمد: ١١٩٦٥.

(٩٦١٧) ترمذی: ٢٤٧٢۔ صحيح، البانی: ٢٠١٢۔ ابن ماجه: ١٥١.

(٩٦١٨) بخاری: ٢٤٢٤.

(٩٦١٩) بخاری: ٢٤٢٤.

٩٦٢٠۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا فِيْ بَيْتِيْ مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِيْ فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيْ. (رواه البخاري: ٣٠٩٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میرے پاس جگر والے جاندار کے کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ مگر ایک برتن میں جو کے دانے تھے۔ میں بڑا عرصہ ان سے کھاتی رہی۔ پھر میں نے ناپے تو وہ ختم ہو گئے۔'' (الشیخان)

٩٦٢١۔ وفي رواية: فَلَوْ كُنَّا تَرَكْنَاهُ لَأَكَلْنَا مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. (رواه الترمذي: ٢٤٦٧)

''ایک روایت میں ہے: اگر ہم نہ تولتے تو مزید عرصہ کھاتے رہتے۔''

شرح:...... ابن ماجہ اور بخاری والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا اور ترمذی والی حدیث میں ہے کہ آپ نے بھنے ہوئے دستی کے گوشت کو کھایا اس میں مطابقت یہ ہے کہ تردید مکمل بکری کی ہے اور کھانے میں دستی کا گوشت ہے جو کہ ایک حصہ ہے کامل نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۵۹۴/۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا، نبی ﷺ کی وفات کے وقت ہمارے پاس جو تھے، جبکہ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی موت کے وقت درہم و دینار اور کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

اس میں مطابقت یہ ہے کہ جس حدیث میں نفی کی گئی ہے کہ میں کچھ نہیں چھوڑ رہا، یہ اس چیز کی ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ اور جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا ہے وہ خرچہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے تھا۔ ایک یہ بات بھی وضاحت طلب ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اناج ماپ کر کھاؤ برکت ہوگی، یہاں یہ ہے کہ ماپنے سے برکت ختم ہوگئی۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ آگے دوسروں پر خرچ کرنے کے لیے ماپنا بے برکت ہے اور گھر کے لیے ماپنا باعث برکت ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۶۱۳/۳)

٩٦٢٢۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ. (رواه البخاري: ٢٩١٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی ذرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے گروی تھی۔'' (الشیخان، النسائی)

(٩٦٢٠) بخاري: ٣٠٩٧۔ مسلم: ٢٩٧٣۔ ترمذي: ٢٤٦٧۔ ابن ماجه: ٣٣٤٥.

(٩٦٢١) بخاري: ٣٠٩٧۔ مسلم: ٢٩٧٣۔ ترمذي: ٢٤٦٧۔ ابن ماجه: ٣٣٤٥۔ احمد: ٢٤٢٤٧.

(٩٦٢٢) بخاري: ٢٩١٦۔ مسلم: ١٦٠٣۔ نسائي: ٤٦٠٩۔ احمد: ٢٥٤٠٣۔ ابن ماجه: ٢٤٣٦.

٩٦٢٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسُبُّ أَحَدًا وَلَا يُطْوٰى لَهٗ ثَوْبٌ. (رواه ابن ماجة: ٣٥٥٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی کو گالی دیتے نہیں دیکھا اور آپ ﷺ کا کپڑا لپیٹ کر نہیں رکھا گیا۔'' (القزوینی)

شرح:...... مدینہ میں آپ ﷺ نے ابوشحم یہودی سے اپنے گھر والوں کے لیے۔ تیس صاع جو زرہ گروی رکھ کر حاصل کیے۔ ثابت ہوا کہ غیر مسلموں سے ہتھیار فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ مسلمانوں کا نقصان نہ ہو۔

اور یہ زرہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جوادا کر کے چھڑائی تھی۔

(فتح الباری: ۵/۱۴۳)

٩٦٢٤۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ خَرَجْتُ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُوْبًا فَحَوَّلْتُ وَسَطَهٗ فَأَدْخَلْتُهٗ عُنُقِيْ وَشَدَدْتُ وَسَطِيْ فَحَزَمْتُهٗ بِخُوْصِ النَّخْلِ وَإِنِّيْ لَشَدِيْدُ الْجُوْعِ وَلَوْ كَانَ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُوْدِيٍّ فِيْ مَالٍ لَهٗ وَهُوَ يَسْقِيْ بِبَكَرَةٍ لَهٗ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ فَقَالَ مَالَكَ يَا أَعْرَابِيُّ هَلْ لَكَ فِيْ كُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ قُلْتُ نَعَمْ فَافْتَحِ الْبَابَ حَتّٰى أَدْخُلَ فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِيْ دَلْوَهٗ فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِيْ تَمْرَةً حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّيْ أَرْسَلْتُ دَلْوَهٗ وَقُلْتُ حَسْبِيْ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے گھر سے شدید سردی کے دن نکلا۔ میں نے چمڑا لے کر اُوپر لپیٹا اور اس کے درمیان سے گردن نکال کر کمر باندھا اور ایک یہودی کے کھجور کے حوض پر پہنچا۔ اس وقت مجھے شدید بھوک تھی۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے گھر میں کچھ ہوتا تو میں وہاں سے کھاتا۔ میں کچھ کھانے کی چیز کی تلاش میں باہر نکلا۔ یہودی میرے قریب سے گذرا۔ اس نے اپنی اونٹنی کے ساتھ باغ کو سیراب کرنا تھا۔ دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے سے میں نے اس کو دیکھا تو اس نے کہا: اے اعرابی! کھجور کے ایک دانے کے عوض ایک ڈول پانی نکالنے کی خواہش ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے دروازہ کھولا اور میں اس کے باغ میں داخل ہوا اور اس نے ڈول پکڑایا۔ جب میں ڈول نکالتا تو وہ ایک دانہ کھجور دے دیتا۔ جب میرا ہاتھ بھر گیا تو میں نے ڈول چھوڑ دیا اور میں نے کہا: میرے لیے یہ کافی ہے اور میں نے وہ کھائے اور پانی کے چند گھونٹ پی کر مسجد میں آیا تو

(٩٦٢٣) ابن ماجه: ٣٥٥٤۔ ضعيف، البانی: ٧٨٠.

(٩٦٢٤) ترمذی: ٢٤٧٣۔ ضعيف، البانی: ٤٣٨۔ ابن ماجه: ٢٤٧٤.

فَأَكَلْتُهَا ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ. (رواه الترمذي: ٢٤٧٣)

نبی کریم ﷺ مسجد میں ملے۔'' (ترمذی)

٩٦٢٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ مَاأَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوْعُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَأَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَخْرَجَنِي الَّذِيْ أَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَأَتٰى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَأَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَاأَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَأَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى أَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ. (رواه مسلم: ٢٠٣٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ دن یا رات کے وقت باہر تشریف لائے تو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو موجود پایا۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم دونوں اپنے اپنے گھروں سے باہر کیوں نکل آئے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے۔ فرمایا قسم اس ذات کے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں جس چیز نے تمہیں نکالا ہے۔ اُٹھو، تو وہ آپ ﷺ کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک انصاری کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔ اس کی بیوی نے آپ ﷺ کو دیکھ کر مرحبا کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں کہا ہے؟ عورت نے کہا: ہمارے لیے پانی لانے کے لیے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری آ گئے اور اس نے آپ ﷺ کو اپنے رفقاء کے ساتھ دیکھا تو کہا: الحمدللہ آج میرے مہمانوں سے بہتر کسی کے گھر مہمان نہیں ہیں۔ وہ گیا اور کھجور کا گچھا توڑ لایا۔ اس میں پختہ وخشک اور تازہ کھجوریں تھیں۔ اور عرض کیا: اس میں سے کھایئے، اور چھری اُٹھائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ والی ذبح نہ کرنا۔ اس نے ذبح کیا تو ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا جب کھا پی کر سیر ہوئے تو نبی ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم سے اس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ تمہیں گھر سے بھوک نے نکالا، پھر سیر ہوئے بغیر واپس نہیں گئے اور یہ نعمت تمہیں دی گئی۔'' (مالک، ترمذی، مسلم بلفظہٖ)

(٩٦٢٥) مسلم: ٢٠٣٨۔ ترمذی: ٢٣٦٩۔ ابن ماجہ: ٣١٨٠.

شرح: ...... اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنی زیادہ تنگ گزران والے تھے اور دنیاوی ساز وسامان سے قلت میں مبتلا تھے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان اپنے رنج والم کا ذکر کر سکتا ہے بشرطیکہ بطور شکایت نہ کرے، نہ اللہ کے فیصلے پر ناراضی ہو، مقصد تسلی دینا اور صبر دلانا ہو اور اس کے لیے دعا کرانا مطلوب ہو، اگر بطور شکایت ہو تو منع ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی دوست پر اعتماد ہو تو اس کے گھر میں ساتھیوں کو کھانے کے لیے لے جایا جا سکتا ہے اور اس میں حضرت ابو ہیثم رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس قابل تصور کیا کہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت اجنبی عورت سے بات کرنا اور اسے سننا جائز ہے بشرطیکہ حرام خلوت نہ ہو۔ نیز بیوی خاوند کی عدم موجودگی گھر میں ان لوگوں کو بیٹھنے کی دعوت دے سکتی ہے بشرطیکہ اسے علم ہو کہ خاوند اسے ناپسند نہیں کرتا۔

٩٦٢٦ـعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا طَعَامُنَا إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ حَتّٰى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا . (رواه مسلم:٢٩٦٧)

''خالد بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے عتبہ بن غزوان سے سنا کہ اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں شخص تھا اور ہمارے کھانے کے لیے درخت کے پتوں کے سوا کوئی چیز نہیں تھی یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں۔'' (مسلم)

شرح: ...... یعنی پتوں کی سختی اور ان کی گرمی کی وجہ سے ہماری باچھیں چھل جاتیں اور زخمی ہو جاتی تھیں، اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دین کے لیے جانفشانی اور زہد وتقویٰ اور اس دنیا کی فانی آرائشیں اور امارت کے فتنے سے خود کو بچا کر رکھنے کا پتہ چلتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٢/ ١٨٥)

٩٦٢٧ـ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوْعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَجَرَيْنِ . (رواه الترمذي: ٢٣٧١)

''سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ سے ہم نے اپنا کپڑا اُٹھا کر ایک ایک پتھر باندھا ہوا دکھایا تو آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے دو پتھر باندھے ہوئے دکھائے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ یہ تھا کہ بھوک کی وجہ سے پیٹ کے خالی

(٩٦٢٦) مسلم: ٢٩٦٧ـ ترمذی: ٢٥٧٥ـ ابن ماجہ: ٤١٥٦ـ احمد: ١٧١٢٤.

((٩٦٢٧) ترمذی: ٢٣٧١ـ ضعیف، البانی: ٤١٣. لیکن پیٹ پر پتھر رکھنے والی احادیث علامہ البانی رحمہ اللہ نے احادیث صحیحہ: ١٦١٥ میں بیان کی ہیں۔

ہونے سے جو کمر کے زیادہ جھکاؤ کا اندیشہ ہوتا ہے وہ باقی نہیں رہتا، کمر سیدھی رہتی ہے (فتح الباری: ۷/ ۳۹۶) اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ پتھر کی ٹھنڈک سے بھوک کی حرارت کو سکون آ جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ باریک پتھر پیٹ پر باندھنے سے انتڑیاں تقویت حاصل کرتی ہیں تو ضعف بڑھتا نہیں، رک جاتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۶۲)

٩٦٢٨۔ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمْرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَانُكَفِّنُهُ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَهُ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ. (رواه البخاري: ١٢٧٦)

''سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ ہم اللہ کی رضا طلب کرتے تھے۔ ہمارا اجر اللہ پر ثابت ہو گیا، پھر ہم میں سے کوئی تو فوت ہو گیا اور اس نے اپنے اجر میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ ان لوگوں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ احد کے دن قتل ہوئے تو ان کے کفن کی ایک چادر کے علاوہ ہمیں کوئی چیز میسر نہ آئی۔ جب ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں باہر نکل آتے اور جب ان کے پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کا سر چادر میں لپیٹنے کا حکم دیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈالنے کی تلقین فرمائی۔ ہمارے بعض کے ثمرات پک کر تیار ہو گئے اور ان کے گچھے ہم پر لٹک رہے ہیں۔'' (مالک کے علاوہ چھ کی روایت ہے)

شرح: ...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ کپڑا نہ میسر آئے تو میت پر گھاس ڈالی جا سکتی ہے اور یہ گھاس کپڑے کی قلت کی وجہ سے ڈالی تھی کہ وہ کپڑا پورا نہ تھا۔

پھل کھانے سے مراد فتوحات ہیں اور ان سے حاصل ہونے والا مال غنیمت ہے۔ (فتح الباری: ۳/۱۴۲)

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کا مطلب ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے حکم پر ہجرت کی۔ ظاہری شراکت نہ تھی آپ کے ساتھ ہجرت میں شریک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ تھے اور ہجرت کا مقصد دنیا نہ تھا صرف اللہ سے ثواب لینا تھا۔

ایک الجھن سی ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم نے ثواب کے لیے ہجرت کی اور پھر آیا ہم میں سے بعض نے دنیا کا اجر پایا جو کہ مال ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ دنیا کے مال پر اجر کا اطلاق مجازی طور پر کیا گیا ہے، اصل اس سے آخرت کا ثواب ہے۔

(٩٦٢٨) بخاري: ١٢٧٦۔ مسلم: ٩٤٠۔ ترمذي: ٣٨٥٣۔ نسائي: ١٩٠٣۔ احمد: ٢٦٦٧٢.

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ ہمارے اسلاف اپنے حقیقی حالات بیان کرتے ہوئے بے لاگ سچا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فقر و فاقہ پر اور مشکلات پر صبر کرنا نیک لوگوں کا شیوہ ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بذریعہ کفن میت کا سارا بدن ڈھانپا جائے یہ ساری پردے کی مستحق ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت دنیا کی خاطر نہ کی تھی بلکہ اس سے آخرت کا ثواب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ دنیا کی نعمتوں کی بجائے آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لیے فکر مند تھے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۷۸)

٩٦٢٩- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يُبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ. (رواه البخاري: ٤٤٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ میں نے ستر اہل صفہ صحابہ کو دیکھا ان میں سے ایک پر بھی بڑی چادر نہیں تھی یا تو ازار تھی اور یا چھوٹی چادر تھی جس کو انہوں نے گردن میں باندھا ہوتا تھا۔ کوئی نصف پنڈلی تک پہنچتی تھی اور کوئی ٹخنوں تک اور ہاتھ کے ساتھ ہر ایک پکڑ کر رکھتا تھا تا کہ اس کا ستر نظر نہ آئے۔'' (بخاری)

٩٦٣٠- عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ. (رواه مالك)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے اس وقت میں نے ان کو دیکھا کہ ان کے کاندھے پر تین ٹاکیاں قمیض کو لگائی گئی ہیں اور ٹوٹے ایک دوسرے جوڑ کر لگائے گئے ہیں۔'' (امام مالک)

شرح: ......اصحاب صفہ کی تعداد ۷۰ سے زیادہ تھی اور یہ ان ۷۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ ہے جنہیں بئر معونہ پر آپ نے بھیجا تھا اور وہ شہید ہو گئے تھے کیونکہ یہ حادثہ جانکاہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے۔ یہ اپنا لباس اس لیے پکڑتے تھے کہ کہیں نیچے نہ گر جائے۔ اس حدیث کا لب لباب یہ ہے کہ ان فاقہ مستوں کے زہد کا یہ حال تھا کہ دو کپڑے بھی میسر نہیں تھے۔ (فتح الباری: ۱/ ۵۳۶)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تہہ بہ تہہ لباس اس لیے پہن رکھا تھا کہ جسم کے ساتھ رہے اور ستر ہو، ان کا مقصد فخر کرنا نہ تھا کیونکہ ان کے نزدیک دنیا اس قابل نہ تھی کہ اس کا پیچھا کیا جائے۔ اس میں انہوں نے زہد ہی اختیار کیا تھا۔
(شرح زرقانی: ۴/ ۲۷۸)

(٩٦٢٩) بخاري: ٤٤٢. (٩٦٣٠) مؤطا: ١٧٠٦.

۹۶۳۱۔ عَنْ عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ ابْتُلِيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالضَّرَّاءِ فَصَبَرْنَا ثُمَّ ابْتُلِيْنَا بِالسَّرَّاءِ بَعْدَهٗ فَلَمْ نَصْبِرْ. (رواه الترمذی: ۲٤٦٤)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصائب کے ساتھ آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا اور پھر ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسائش کے ساتھ آزمایا گیا تو ہم صبر نہ کر سکے۔''(ترمذی)

شرح: ......ضراء سے مراد یہ ہے کہ ایسی حالت جو نقصان دہ ہو، سراء سے مراد فقر و فاقہ اور تنگدستی ہے۔
مقصد یہ ہے کہ ہم فقر و فاقہ سے اور تکالیف سے آزمائے گئے تھے، ہم نے ان پر صبر کیا، جب ہمارے پاس کشادگی اور راحت آئی تو ہم اترانے لگے ہیں اور صبر جاتا رہا۔(جائزۃ الاحوذی:۳/۶۱۲)

۹۶۳۲۔ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخْ بَخْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مُغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى عُنُقِيْ وَيُرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَابِيْ مِنْ جُنُوْنٍ مَابِيْ إِلَّا الْجُوْعُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: ۷۳۲٤)

''محمد ابن سیرین سے منقول ہے کہ ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان پر کتان کے دو کپڑے تھے۔ ان کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پڑی۔ ایک کپڑے کے ساتھ ناک صاف کی، پھر کہا: بہت خوب ابو ہریرہ! کتان سے ناک صاف کرتا ہے۔ میں نے وہ وقت بھی دیکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا حجرے کے درمیان میں پڑا ہوتا اور آنے والا آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا اور وہ خیال کرتا کہ میں دیوانہ ہوں، حالانکہ میرے ساتھ جنون نہیں تھا بلکہ میں بھوک سے نڈھال ہوتا تھا۔''(بخاری وترمذی)

شرح: ......اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رہ کر بے شمار مصائب کا سامنا کیا اور طلب علم کے لیے آپ ہی کے ہو کر رہ گئے تو انہیں اس کا صلہ بھی امتیازی حیثیت میں ملا کہ احکام اور احادیث سب سے زیادہ ان ہی سے منقول ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کی برکت کا ہی صلہ تھا۔(فتح الباری:۱۳/ ۳۰۷)

۹۶۳۳۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ

''سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو بعض لوگ گر جاتے، وہ بھوک کی وجہ سے نماز میں کھڑے نہ رہ سکتے۔ یہ لوگ اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔

(۹۶۳۱) ترمذی: ۲٤٦٤۔ حسن، الاسناد، البانی: ۲۰۰٤.

(۹۶۳۲) بخاری: ۷۳۲٤۔ ترمذی: ۲۳٦۷.

(۹۶۳۳) ترمذی: ۲۳٦۸۔ صحیح، البانی: ۱۹۳۰۔ احمد: ۲۳٤۲۰.

وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى يَقُوْلُ الْأَعْرَابُ هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنَ أَوْ مَجَانُوْنَ فَإِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَحَاجَةً . (رواه الترمذي: ٢٣٦٨)

اعراب دیکھتے تو کہتے: یہ دیوانے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ان کے پاس جاتے تو ان کو فرماتے: ''اگر تم جان جاؤ کہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس کیا کچھ اجر وثواب ہے تو تم پسند کرنے لگو گے کہ تمہیں اس سے زیادہ بھوک ہو اور ضروریات پوری نہ ہوں۔'' (ترمذی)

٩٦٣٤- قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُفْتَحُ الدُّنْيَا عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا أَلْقَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . (رواه أحمد: ٩٤ والبزار مطولا)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''کسی قوم پر دولت دنیا نہیں کھولی جاتی مگر ان کے درمیان اللہ قیامت کے دن تک عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے۔'' (احمد اور بزار)

٩٦٣٥- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، رَفَعَهٗ: يَاأَبَاذَرٍّ تَقُوْلُ: كَثْرَةُ الْمَالِ الْغِنٰى؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: تَقُوْلُ قِلَّةُ الْمَالِ اَلْفَقْرُ؟ قُلْتُ نَعَمْ ، قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ،ثُمَّ قَالَ: اَلْغِنٰى فِيْ الْقَلْبِ، وَالْفَقْرِ فِيْ الْقَلْبِ مَنْ كَانَ الْغِنٰى فِيْ قَلْبِهٖ فَلَا يُغْنِيْهِ مَاأَكْثَرَ فِيْ الدُّنْيَا ،وَإِنَّمَا تَصِيْرُ نَفْسُهٗ كَرِيْمًا . (للكبير: ١٦٤٣)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اے ابو ذر! تو کہتا ہے کہ مالداری کثرتِ مال سے ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: تو کہتا ہے کہ غربت مال کی قلت سے ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مالداری دل کی ہے اور غربت بھی دل میں ہے۔ وہ شخص جس کا دل غنی ہو تو دنیا جتنی بھی زیادہ ہو وہ اس کو غنی نہیں بناتی۔ اور اس کا نفس شریف ہی رہتا ہے۔'' (الکبیر سند مخفی)

٩٦٣٦- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاهِمُ الْوَجْهِ قَالَتْ فَحَسِبْتُ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ وَجْعٍ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ مَالَكَ سَاهِمُ الْوَجْهِ قَالَ مِنْ أَجْلِ الدَّنَانِيْرِ

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے تو آپ ﷺ کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ میں نے گمان کیا کہ درد کی وجہ سے ہے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو کیا تکلیف ہے کہ چہرہ مرجھایا ہوا ہے؟ آپ نے

(٩٦٣٤) احمد: ٩٤- بزار، ابو يعلى واسناد احمد حسن، هيثمي: ١٧٧٤١.

(٩٦٣٥) طبراني كبير: ١٦٤٣- وفيه من لم اعرفه، هيثمي: ١٧٧٤٩.

(٩٦٣٦) احمد: ٢٥٩٧٥- الموصلي، ورجالهما رجال الصحيح، هيثمي: ١٧٧٥٢.

السَّبْعَةِ الَّتِي أَتَتْنَا أَمسِ أَمْسَيْنَا وَهِيَ فِي خُصْمِ الْفِرَاشِ. (رواه أحمد: ٢٥٩٧٥ والموصلى)

فرمایا ان سات دیناروں کی وجہ سے جوکل کو آئے تھے۔شام ہو گئی اور میں ان کو تقسیم نہ کر سکا۔'' (احمد اور موصلی)

٩٦٣٧۔ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَصْرَمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَاتَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ وَتَرَكَ دِيْنَارَيْنِ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيَّتَانِ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ. (رواه أحمد: ٧٩٠ ،ولابنه والبزار: دينارًا أو درهما)

''برید بن اصرم سے مروی ہے کہ اس نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں: اصحاب صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوا اور اس نے دو دینار یا دو درہم چھوڑے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ دو داغ ہیں۔تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔'' (احمد نے ان کے بیٹے نے اور بزار نے اس طرح نقل کیا ہے: ایک دینار یا ایک درہم)

٩٦٣٨۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ :دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بِلَالٍ وَعِنْدَهٗ صَبْرٌ مِنْ تَمرٍ ، فَقَالَ: مَاهَذَا يَابِلَالُ؟ فَقَالَ أَعُدُّ ذٰلِكَ لِأَضْيَافِكَ ، فَقَالَ: أَمَا تَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ دُخَانٌ فِيْ جَهَنَّمَ أَنْفَقَ بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِى الْعَرْشِ إِقْلَالاً. (للكبير: ١٠٢٠ ، والبزار)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بلال کے پاس گئے۔ ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کے مہمانوں کے لیے تیار کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ڈرتا نہیں ہے کہ یہ جہنم کا دھواں ہے؟ اے بلال! خرچ کر اور عرش والے سے قلت کا خوف نہ رکھ۔'' (الکبیر، البز ار)

٩٦٣٩۔ عَنْ نَافِعٍ ، سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلًا يَقُوْلُ: اَلشَّحِيْحُ أَعْذَرُ مِنَ الظَّالِمِ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذَبْتَ ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلشَّحِيْحُ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ. (للأوسط: بضعف)

''نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کہتے سنا: بخیل آدمی ظالم سے بہتر ہے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو نے جھوٹ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بخیل آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (الاوسط، سند ضعیف)

٩٦٤٠۔ عَنِ الْبَرَاءِ ، رَفَعَهٗ: مَنْ قَضٰى نَهْمَتَهٗ فِيْ الدُّنْيَا ، حِيْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ شَهْوَتِهٖ فِى

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جس نے دنیا میں اپنا مقصد پورا کیا اس کے اور اس کی

(٩٦٣٧) احمد: ٧٩٠۔ ولابنه والبزار دينار او درهما، بزار كذلك وفيه عتيبة العزيز وهو مجهول وبقية رجاله وثقوا، هيثمى: ١٧٧٦٤.

(٩٦٣٨) طبرانى كبير: ١٠٢٠۔ بزار واسنادهما حسن الا ان الطبرانى قال فى حديثه ما تخشى ان يفور له بخار، هيثمى: ١٧٧٧٧.

(٩٦٣٩) طبرانى اوسط، وفيه يحي بن مسلمة والقضبى وهو ضعيف، هيثمى: ١٧٧٨٤.

(٩٦٤٠) طبرانى اوسط، طبرانى صغير: ١٠٧١۔ وفيه اسماعيل بن عمرو الباجلى وثقه ابن حبان، وضعفه الجمهور وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٧٨٢٠.

الْآخِرَةِ وَمَنْ مَدَّ عَيْنَيْهِ إِلٰى زِيْنَةِ الْمُتْرَفِيْنَ ، كَانَ مُهِيْنًافِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوَاتِ ، وَمَنْ صَبَرَ عَلٰى الْقُوْتِ الشَّدِيْدِ صَبْرًا جَمِيْلًا ، أَسْكَنَهُ اللّٰهُ مِنَ الْفِرْدَوْسِ حَيْثُ شَآءَ . (للأوسط والصغير :١٠٧١ بلين)

خواہش کے درمیان قیامت کے دن پردہ حائل ہوگا اور جس نے متکبرین کی زینت کی طرف اپنی آنکھیں بڑھائیں وہ آسمان کی بادشاہت میں ذلیل ہوگا۔ اور جس نے رزق کی کمی پر اچھی طرح صبر کیا اس کو اللہ تعالیٰ فردوس میں آباد کرے گا جہاں بندہ چاہے گا۔'' (الاوسط، الصغیر، سند نرم)

٩٦٤١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ،رَفَعَهُ: مَا ذِئْبَانِ ضَاوِيَانِ فِيْ حَضِيْرَةٍ يَأْكُلَانِ وَيُفْسِدَانِ بِأَضَرَّ فِيْهَا مَنْ حُبِّ الشَّرَفِ وَحُبِّ الْمَالِ فِيْ دِيْنِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ . (رواه البزار : ٣٦٠٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دو بھیڑیئے جو ریوڑ میں آکر گھس جاتے ہیں اور چیر پھاڑ کرتے ہیں، وہ زیادہ نقصان دہ نہیں ہیں جیسا مرتبے اور مال کی محبت مسلمان آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔'' (البزار)

٩٦٤٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،رَفَعَهُ: مَاعَالُ مُقْتَصِدٌ قَطُّ . (للكبير:١٢٦٥٦ والأوسط بلين)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ''میانہ روی اختیار کرنے والا مفلس نہیں ہوتا۔'' (الکبیر، الاوسط سند کمزور)

٩٦٤٣۔عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ ذَكَرَ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ يَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا أَبَاعُبَيْدَةَ فَقَالَ نَبْكِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمًا مَا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَيَفِيْءُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى ذَكَرَ الشَّامَ فَقَالَ إِنْ يُنْسَأْ فِيْ أَجَلِكَ يَاأَبَاعُبَيْدَةَ فَحَسْبُكَ مِنَ الْخَدَمِ ثَلَاثَةٌ خَادِمٌ يَخْدِمُكَ وَخَادِمٌ يُسَافِرُ مَعَكَ وَخَادِمٌ يَخْدِمُ أَهْلَكَ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ وَحَسْبُكَ مِنَ الدَّوَابِّ ثَلَاثَةٌ دَابَّةٌ لِرَحْلِكَ وَدَابَّةٌ لِثَقَلِكَ وَدَابَّةٌ لِغُلَامِكَ ثُمَّ هٰذَا أَنَا أَنْظُرُ إِلٰى بَيْتِيْ قَدِ امْتَلَأَ رَقِيْقًا

''سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں روتا ہوں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا تھا کہ مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہونگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا بھی ذکر کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو عبیدہ ! اگر تیری زندگی طویل ہو جائے تو تیرے لیے تین خادم کفایت کرتے ہیں۔ ایک خادم تیری خدمت کے لیے اور ایک وہ جو تیرے ساتھ سفر میں جاتا ہو اور ایک وہ خادم جو تیرے گھر میں خدمت کرتا ہو اور انہیں سامان لا کر دیتا ہو اور تیرے لیے تین چوپائے کفایت کرتے ہیں: ایک تیری سواری کے لیے، ایک تیرے بوجھ کے لیے اور ایک تیرے غلام کی سواری کے لیے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا گھر غلاموں سے

(٩٦٤١) بزار: ٣٦٠٨۔ وفيه قطبة بن العلاء وقد وثق وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٧٨٣٠.

(٩٦٤٢) طبراني كبير: ١٢٦٥٦۔ طبراني اوسط، ورجاله وثقوا وفى بعضهم خلاف، هيثمى: ١٧٨٤٩.

(٩٦٤٣) احمد: ١٦٩٨۔ وفيه او لم يسم وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٧٨٥٤.

وَأَنْظُرُ إِلٰى مِرْبَطِيْ قَدِ امْتَلَأَ دَوَابَّ وَخَيْلًا فَكَيْفَ أَلْقٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ هٰذَا وَقَدْ أَوْصَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبُكُمْ مِنِّيْ مَنْ لَقِيَنِيْ عَلٰى مِثْلِ الْحَالِ الَّذِيْ فَارَقَنِيْ عَلَيْهَا. (رواه أحمد: ١٦٩٨، براو لم يسم)

بھرا ہوا ہے اور اپنے باڑے کو دیکھتا ہوں تو وہ چوپایوں اور گھوڑوں سے بھرا ہے۔تو اتنی دولت جمع کرنے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ سے کیسے مل سکوں گا؟ اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی کہ تم میں سے مجھے زیادہ پسند اور میرے قریب جگہ پانے والا وہ ہوگا جو اس حالت پر رہے گا جس پر چھوڑ کر میں جدا ہوا ہوں۔'' (احمد اور بزار ایک روای کا نام مذکور نہیں ہے)

٩٦٤٤۔ عَنْ أَنَسٍ: دَخَلْتُ عَلٰى سَلْمَانَ فَرَأَيْتُ بَيْتَهٗ رَثًّا، فَقُلْتُ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَهِدَ إِلٰى أَنْ يَكُوْنَ زَادَكَ فِيْ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ. (للكبير: ٦٠٦٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو ان کے گھر کو خالی پایا میں نے ان سے اس سلسلے میں بات کی۔ انہوں نے کہا: مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ دنیا میں میرا سامان اتنا ہو جتنا ایک سوار کا سامان سفر میں ہوتا ہے۔'' (الکبیر)

٩٦٤٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى أَهْلِهٖ فَلَمَّا رَأٰى مَابِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ إِلَى الْبَرِيَّةِ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهٗ قَامَتْ إِلَى الرَّحٰى فَوَضَعَتْهَا وَإِلَى التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَإِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَأَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ إِلَى التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ أَصَبْتُمْ بَعْدِيْ شَيْئًا قَالَتِ امْرَأَتُهٗ نَعَمْ مِنْ رَبِّنَا قَامَ إِلَى الرَّحٰى فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَمَا إِنَّهٗ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه أحمد: ١٠٢٨٠ والبزار)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے گھر میں آیا اور اہل خانہ کی ضرورت دیکھی تو وہ جنگل میں نکل گیا۔ اس کی عورت نے دیکھا تو وہ تندور کی طرف کھڑی ہوگئی اور اس کو آگ لگائی اور اس نے کہا: یا اللہ! ہمیں رزق دے تاکہ ہم آٹا پیس کر، آٹا گوندھیں اور روٹی پکائیں تو اس کا برتن آٹے سے بھر گیا اور چکی آٹا پیسنے لگی، اور تنور روٹیوں سے بھر گیا۔ پھر اس کا خاوند آیا اور اس نے کہا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ عورت نے کہا: اللہ نے بہت رزق دے دیا ہے، تو اس نے چکی ٹھہرا دی، اور اس کے آس پاس سے آٹا جمع کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ چکی کو چھوڑے رکھتا تو وہ قیامت تک پیستی رہتی۔'' (احمد، اور بزار)

(٩٦٤٤) طبراني كبير: ٦٠٦٩۔ ورجاله رجال الصحيح غير الحسن بن يحي بن الجعد وهو ثقة، هيثمي: ١٧٨٥٥.

(٩٦٤٥) احمد: ١٠٢٨٠۔ بزار، طبراني اوسط بنحوہ رجالهم رجال الصحيح غير شيخ البزار وشيخ الطبراني وهما ثقتان، هيثمي: ١٧٨٧٣.

٩٦٤٦ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، رَفَعَهُ: إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَايَحْمِيْ أَحْدُكُمْ مَرِيْضَةُ الْمَاءِ لِيَشْفٰى. (للموصلى: ٦٨٦٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچا کر رکھتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے تا کہ وہ شفایاب ہو۔'' (الموصلی)

٩٦٤٧ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ الطَّعَامُ والنِّسَاءُ وَالطِّيْبُ فَأَصَابَ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدَةً أَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ. (رواه أحمد: ٢٣٩١٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا کی تین چیزیں بہت پسند فرماتے تھے۔ کھانا، عورتیں اور خوشبو۔ آپ ﷺ کو عورتیں اور خوشبو تو میسر آتی لیکن کھانے میں وسعت حاصل نہیں ہوتی تھی۔'' (احمد)

٩٦٤٨ـ وَعَنْهَا ، أُتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَدَحٍ فِيْهِ لَبَنٌ وَعَسَلٌ، فَقَالَ شُرْبَتَيْنِ فِيْ شُرْبَةٍ وَأَدَمَيْنِ فِيْ قَدْحٍ لَاحَاجَةَ لِيْ بِهٖ ، أَمَا إِنِّيْ لَا أَزْعَمُ أَنَّهُ حَرَامٌ أَكْرَهُ أَنْ يَسْأَلُنِيَ اللّٰهُ عَنْ فُضُوْلِ الدُّنْيَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (للأوسط: بلين)

''انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ اور شہد کا ایک پیالہ لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو مشروب بیک وقت پینے میں اور دو سالن ایک پیالے میں ہیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور میں اس کو حرام بھی نہیں کہتا اور ناپسند کرتا ہوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ضرورت سے زیادہ سامان دنیا کا قیامت کے دن سوال کرے گا۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٩٦٤٩ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهٖ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چوکور شکل کا خط کھینچا، اور درمیان میں ایک خط کھینچا، اور اس سے باہر کی جانب ایک خط کھینچا اور درمیانی خط کے اطراف میں اس خط کے اندر چھوڑے چھوڑے خط کھینچے۔ پھر فرمایا: یہ ہے انسان اور یہ ہے اس کی موت جو اس کو گھیرے ہوئے ہے، اور یہ جو اس کے باہر کی جانب ہے یہ اس کی خواہش ہے اور یہ چھوٹے خطوط بیماریاں ہیں۔ اگر ایک خطا کرے تو دوسری اس

(٩٦٤٦) موصلی: ٦٨٦٥ـ واسناده حسن، هيثمي: ١٨٠٥٤.

(٩٦٤٧) احمد: ٢٣٩١٩ـ وفيه را ولم يسم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٨٢٥٥.

(٩٦٤٨) طبرانی اوسط وفيه نعيم بن المورع العنبرى، وقد وثقه ابن حبان وضعفه غير واحد وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٨٢٩٤.

(٩٦٤٩) بخاری: ٦٤١٧ـ ترمذی: ٢٤٥٤ـ ابن ماجه: ٤٢٣١ـ دارمی: ٢٤٢٩ـ احمد: ٤١٣١.

فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هٰذَا. (رواه البخاري: ٦٤١٧)

کو پہنچ جائے گی اور اگر دوسری نے نشانہ خطا کیا تو تیسری۔''

٩٦٥٠- عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ. (رواه البخاري: ٦٤١٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ انسان ہے، اور اس کے گرد ایک دوسرا خط کھینچا اور فرمایا: یہ اس کی موت ہے اور ایک اور خط اس سے دور کھینچا اور فرمایا: ''یہ خواہش ہے، اور وہ اسی دوران رہتا ہے حتیٰ کہ قریب آنے والی موت اسے آ پہنچتی ہے۔''

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ انسان کی حالت قابل تعجب ہے کہ اجل اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر جانب سے اسے گھیرے ہوئے ہے، اس کے باوجود یہ آرزوئیں کرتا ہے حالانکہ ان میں موت حائل ہے اس کی فکر نہیں کرتا۔

اعراض سے مراد پیش آنے والی آفات ہیں، ایک سے سلامت رہا، دوسری آ جائے گی اگر سب آفات سے سلامت بھی رہے، بیماری یا مال میں کوئی آفت نہ آئے تو موت اچانک آ جاتی ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آرزو چھوٹی رکھی جائے اور اچانک رونما ہونے والی اجل کے لیے تیاری کی جائے۔(انجاز الحاجۃ:۱۲/۲۷۴)

٩٦٥١- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَر يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. (رواه البخاري: ٦٤١٦) وَالتِّرْمَذِيُّ وَزَادَ بَعْدُ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ: وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ.

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہ جیسے ایک مسافر یا رستے سے گذرنے والا۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: جب میں شام کرتا ہوں تو صبح کا انتظار نہیں کرتا اور جب صبح کرتا ہوں تو شام کا انتظار نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ اپنی صحت سے اپنی بیماری تک حصہ لے لو۔ اور اپنی زندگی سے موت کے لیے۔ یہ بخاری روایت ہے اور ترمذی نے ''عابر سبیل'' کے بعد اضافہ کیا: ''اور اپنے آپ کو قبروں والوں میں شمار کرو۔''

شرح: ......اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ ہو خود اپنا محاسبہ کر لو۔

(٩٦٥٠) بخاري: ٦٤١٨.

(٩٦٥١) بخاري: ٦٤١٦- ترمذي: ٢٣٣٣- ابن ماجه: ٤١١٤- احمد: ٤٩٨٢- قال الالباني عن هذه الزيادة صحيح: ١٩٠٢.

اس میں دنیا کی طرف میلان سے اور اسے وطن بنا کر دل لگانے سے منع کیا گیا ہے، اس سے تعلق ایک غریب الدیار کی مانند لگانے کی ترغیب ہے۔ غریب الدیار کا مسکن نہیں ہوتا جہاں وہ رہتا ہے اور پھر اس میں راہ گزر کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مسافر ہوتا ہے یہ رکتا نہیں، منزل پر رواں رہتا ہے۔ اگر رکے بھی تو عارضی طور پر رک کر پھر روانہ ہو جاتا ہے۔

اور یہ کہہ کر خود کو قبروں والوں سے شمار کرو، لمحہ ضائع نہ کرنے کی ترغیب ہے کہ آخرت کے سفر کی ہمیشہ تیاری کریں۔ (انجاز الحاجہ:۱۲/۱۳۴)

٩٦٥٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى مْرِیءٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً . (رواہ البخاری: ٦٤١٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کا عذر قبول نہیں کرے گا جو ساٹھ سال تک پہنچ جائے۔'' (البخاری)

شرح: ...... یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے:

﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ (الفاطر: ٣٧)

''کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والوں نے نصیحت حاصل کی اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا۔''

یعنی اتنی مدت عمر کے بعد یہ عذر باقی نہ رہے گا کہ اگر مجھے اور عمر مل جاتی ہے تو میں اللہ کے احکام کو مانتا اور اطاعت کرتا، استغفار کرتا اور آخرت پر کلی طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ یہ عذر اتنی عمر کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ نیک عمل کے لیے یہ عمر کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حجت پوری کر دی ہے، اس کے بعد وہ سزا دے سکتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/ ۲۴۰)

٩٦٥٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُوْلُ الْحَيَاةِ وَحُبُّ الْمَالِ . (رواہ مسلم: ١٠٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کے لحاظ سے جوان رہتا ہے: زندگی سے محبت یا فرمایا زندگی کا دراز ہونا، اور مال کی محبت۔''

٩٦٥٤۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ . (رواہ مسلم: ١٠٤٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور دو خصوصیات سے وہ جوان رہتا ہے: مال کی لالچ اور عمر کی لالچ وحرص۔''

(٩٦٥٢) بخاری: ٦٤١٩۔ احمد: ٨٠٦٣.

(٩٦٥٣) مسلم: ١٠٤٦۔ بخاری: ٦٤٢٠۔ ترمذی: ٢٣٣٨۔ ابن ماجه: ٤٢٣٣۔ احمد: ١٤٨٤.

(٩٦٥٤) مسلم: ١٠٤٧۔ بخاری: ٦٤٢١۔ ترمذی: ٢٣٣٩۔ ابن ماجه: ٤٢٣٤۔ احمد: ١٣٢٨٢.

٩٦٥٥۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَان مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ . (رواه مسلم: ١٠٤٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری چاہے گا، اور کوئی ابن آدم کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی، اور اللہ رجوع کرتا ہے اس پر جو شخص توبہ کرے۔'' (الشیخان، ترمذی)

شرح: ......طویل عمر کی حرص اور مال کی کثرت قابل تعریف چیز نہیں، انسان کو سب سے زیادہ پیاری اپنی جان ہوتی ہے اور مال صحت جان کا باعث ہے۔ انسان عمر طویل چاہتا ہے اور مال کی حرص کرتا ہے اور بڑھاپے میں موت قریب نظر آتی ہے اس لیے مال میں رغبت مزید بڑھ جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۴۱)

یہ کہا گیا ہے کہ آدم کے بیٹے کے پیٹ کو مٹی بھرتی ہے وہ یہ ہے کہ جب آدمی فوت ہوتا ہے اور دفن کیا جاتا ہے تو مٹی اس کی آنکھوں پر اور پیٹ وغیرہ پر پڑتی ہے اور انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے مٹی ہی نے اس کا پیٹ بھرا ہے۔

توبہ کا آخر میں ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی زیادہ حریص ہو جائے اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۵۶)

كِتَابُ الْخَوْفِ وَالرِّقَائِقِ وَالْمَوَاعِظِ

نرم دلی، خوفِ خدا، اور مواعظ کا بیان

٩٦٥٦۔ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ فَيْرُوْزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَدْلَجَ وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ . (رواه الترمذي: ٢٤٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ڈرتا ہے وہ راتوں کو چلتا ہے۔ اور جو راتوں کی تاریکی میں چلتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے اور یاد رکھو اللہ کا مالِ تجارت بہت قیمتی ہے اور خبردار اللہ کا مال تجارت جنت ہے۔''

شرح: ......یعنی جو وقت سحر دشمن کی غارت گری سے بچنے کے لیے رات کے اول حصے میں چل پڑے گا وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۰۴)

اس میں نبی کریم ﷺ نے آخرت کے سالک کے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ شیطان اس کی راہ میں کھڑا ہوتا ہے اور نفس اور جھوٹی آرزوئیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ اگر یہ بیدار ہو اور عمل میں اخلاص پیدا کر لے گا تو شیطان اور اس کی تدبیر سے محفوظ رہے گا۔

(٩٦٥٥) مسلم: ١٠٤٨۔ بخاري: ٦٤٣٩۔ ترمذي: ٢٣٣٧۔ دارمي: ٢٧٧٨۔ احمد: ١٣٤٦١.
(٩٦٥٦)

اور جو سالک اس راہ سے کٹ گیا تو آخرت اس کے لیے مشکل ہو جائے گی، معمولی محنت سے اسے حاصل کرنا بہت دشوار ہے۔

جبکہ آخرت کا گھر نعمتوں سے معمور ہے اور اس کا سامان نہایت قیمتی ہے اور ان کی قیمت اعمال صالحہ ہیں جو باقی رہنے والے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا﴾ (الكهف: ٤٦)

''اور باقی رہنے والے نیک اعمال تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں اور آرزو کے لحاظ سے اچھے ہیں۔''

اور یہ بھی ارشاد گرامی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبة: ١١١)

''بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے مال اور ان کی جانیں جنت کے عوض خرید لیے ہیں۔''

(تحفۃ الاحوذی: ۳/۳۰۳)

٩٦٥٧ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى شَابٌّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّيْ أَرْجُو اللّٰهَ وَإِنِّيْ أَخَافُ ذُنُوْبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ. (رواه الترمذي: ٩٨٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک نوجوان کی نزع کی حالت میں اس کے پاس گئے اور فرمایا: تو کیا محسوس کرتا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ کی امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے مجھے خوف آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسے وقت میں خوف و امید جس دل میں جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس انسان کو وہ چیز عنایت کرتا ہے جو اس نے امید رکھی ہے اور اس چیز سے امن دیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... اس نوجوان پر موت کی غشی طاری تھی، اس سے پوچھا گیا کہ دنیا سے آخرت کی جانب روانہ ہوتے وقت کیسا محسوس کر رہے ہو؟ اللہ کی رحمت سے پر امید ہو یا اللہ کے غضب سے خائف ہو، تو اس نے کہا: میں اس کی رحمت سے پر امید ہوں اور گناہوں سے خوفزدہ ہوں۔

اس نے امید کا معاملہ اللہ سے وابستہ کیا اور گناہوں کا تعلق خوف سے پیدا کیا۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اس مقام پر نہ تو خوف امید پر غالب آئے اور نہ امید خوف ہی پر غالب آئے، بلکہ

(٩٦٥٧) ترمذي: ٩٨٣ـ حسن، الباني: ٧٨٥ـ ابن ماجه: ٤٢٦١.

دونوں برابر رہیں، یہ نظریہ درست نہیں کہ ایسی صورت میں صرف امید ہی رکھی جائے خوف نہ رکھا جائے۔

(انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۳۳۰)

٩٦٥٨۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَاكَانَ يَتَبَسَّمُ. (رواه البخاري: ٦٠٩٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو حالتیں جمع کرتے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ ہنستے ہوں اور آپ کے حلق کا کوا نظر آئے، آپ صرف مسکراتے تھے۔''

شرح: ......لہوات، گلے میں لٹکتے گوشت کو کہتے ہیں، بعض روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اتنا زیادہ ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آئیں، یہ زیادہ ہنسنے پر دلالت ہے اور اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کبھی کھل کر نہ ہنسے تھے۔ تو دونوں میں مطابقت اس طرح ہے کہ نبی ﷺ کا ہنسنے کا انداز اکثر حالات میں بصورت تبسم تھا، تاہم کبھی اس کیفیت سے زیادہ ہنستے تھے۔ اکثر کھل کر ہنسنا اور اس میں مبالغہ کرنا وقار کے منافی ہے، لہٰذا جو آپ ﷺ نے اکثر عمل کیا ہے اسی کی اقتداء کی جائے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۰۵)

٩٦٥٩۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَمَافِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ قَالَتْ وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ لَعَلَّهٗ يَاعَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ ﴿ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ﴾. (رواه مسلم:٨٩٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہوائیں چلتی تھیں تو نبی کریم ﷺ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا اور جو اس میں ہے اس کا اور جس بھلائی کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ جب آسمان میں تبدیلی رونما ہوتی تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا، باہر جاتے، اندر آتے، سامنے آتے اور پیٹھ پھیرتے، جب بارش شروع ہو جاتی تو آپ ﷺ اطمینان میں آجاتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کیفیت کو جان گئیں اور آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے خوف پیدا ہوتا ہے کہ یہ قوم عاد کے قول کی مثل نہ ہو۔ جب انہوں نے اپنی وادی کی طرف بادل آتے دیکھا تو کہا یہ بادل ہم پر برسے گا۔'' (الشیخان، الترمذی، ابوداؤد)

(٩٦٥٨) بخاری: ٦٠٩٢۔ مسلم: ٨٩٩۔ ابوداؤد: ٥٠٩٨۔ ترمذی: ٣٢٥٧۔ ابن ماجه: ٣٨٩١۔ احمد: ٤٢٨١٤.

(٩٦٥٩) مسلم: ٨٩٩۔ بخاری: ٤٨٢٩۔ ترمذی: ٣٢٥٧۔ ابوداؤد: ٥٠٩٨۔ ابن ماجه: ٣٨٩١۔ احمد: ٢٣٤٨.

شرح:...... بادل آتے تو آپ ﷺ امت کو تعلیم دینے کے لیے اور اس پر رحمت کی وجہ سے خوفزدہ ہو جاتے اور چہرۂ مبارک کا رنگ بدل جاتا، جب صورت حال واضح ہوتی تو آپ ﷺ پر سکون ہو جاتے۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب خوف چھا جائے اور حالات بدلنے لگیں تو اللہ کی طرف التجا کریں، عذاب الٰہی سے بےخوف نہ ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ نافرمانی کی وجہ سے سزا ہو جائے۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گزشتہ امتوں کی غلط روش نہ اپنائی جائے بلکہ ان سے عبرت پکڑی جائے۔ اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت پر بڑی شفقت رکھتے تھے، اس کی قرآن پاک بھی تائید کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے انہیں عذاب نہ ہوگا، ارشاد باری ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ (الانفال: ۳۳)

''اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں کرے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں۔''

اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت پر عذاب سے کیوں ڈر گئے تھے جبکہ آپ جانتے تھے کہ میری موجودگی میں ان پر عذاب نہ آئے گا۔

اس کا حل یہ ہے کہ امت پر عذاب کے خوف نے آپ کو اتنا زیادہ بے قرار کر دیا کہ یہ ذہن میں نہ رہا اور اللہ کی تدبیر سے بےخوف نہ ہونے کا غلبہ ہوا۔

اس سے ثابت ہوا کہ بارش دیکھ کر مذکور یہ دعا کی جائے تاکہ مسلمانوں کے لیے اور اپنے لیے پناہ بن جائے اور دنیا وآخرت کے لیے مسلمانوں کی اصلاح ہو جائے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۲۲۶)

۹۶۶۰۔عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ أَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَافِيْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ. (رواه الترمذی: ۲۳۱۲)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان خوفِ خدا سے لرز رہے ہیں اور ان کا حق ہے کہ وہ چڑ چڑائیں اور لرزیں۔ چار انگشت کی جگہ بھی خالی نہیں ہے اس لیے کہ فرشتے پیشانی رکھ کر سجدے میں پڑے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ اور تم اپنے بستروں پر عورتوں سے لذت لینا ترک کر دو اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں درخت ہوتا جس کو کاٹ لیا جاتا۔''

(۹۶۶۰) ترمذی: ۲۳۱۲۔ حسن، البانی: ۱۸۸۲۔ دون قوله لوددت ابن ماجه: ۴۱۹۰۔ احمد: ۲۱۰۰۵.

٩٦٦١۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: لَوَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ. (رواه الترمذي: ٢٣١٢)

''ایک روایت میں ہے: ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے پسند ہے کہ میں ایک درخت ہوتا اور مجھے کاٹا جاتا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... اس میں فرشتوں کی کثرت بتائی گئی ہے اور یہ ایسی حالت میں ہیں کہ بعض رکوع کر رہے ہیں اور بعض سجدہ ریز ہیں۔ اور ان کی تسبیح وتحمید اور تقدیس وتمجید سے آسمان آواز نکال رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نزع کے وقت، برزخ اور روز قیامت کے ہولناک حالات جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تم تمام لذات بھول جاؤ اور صرف بلاؤں کی دوری کی دعائیں ہی کرنے لگو اور گڑگڑانے لگو اور کوئی بھی کام نہ کرو۔

اس میں اللہ کے غضب سے ڈرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خشیت الٰہی کی جھلک ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نصیحت میں شدت اختیار کی جا سکتی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگی جائے۔

(انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۲۲۶)

٩٦٦٢۔ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ قَالَ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَقِيَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَاحَنْظَلَةُ قَالَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ قُلْتُ نَكُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ أَبُوْبَكْرٍ فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَاذَاكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ

''حنظلہ بن ربیع اُسیدی سے روایت منقول ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے ہیں وہ کہتے ہیں: میری ملاقات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا: اے حنظلہ! تم کیسے ہو؟ میں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ پاک ہے۔ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو آپ ہمیں آگ سے ڈراتے اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو اتنا یقین پیدا ہوتا ہے گویا ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے آتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں سے آ ملتے ہیں اور کھیتوں میں چلے جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ چیز تو ہم سب پر آتی ہے۔ چنانچہ میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حنظلہ تو منافق

(٩٦٦١) ترمذي: ٢٣١٢.

(٩٦٦٢) مسلم: ٢٧٥٠۔ ترمذي: ٢٤٥٢۔ ابن ماجه: ٤٢٣٩۔ احمد: ١٧١٥٧.

وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنْ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَاحَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. (رواه مسلم: ٢٧٥٠)

ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا بات کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں، آپ جہنم اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم اس یقین پر آ جاتے ہیں گویا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں اور کھیتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم بہت کچھ بھول چکے ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم اس حالت پر قائم رہو جس پر تم میرے پاس ہوتے ہو اور ذکر میں مصروف رہو تو تم سے فرشتے مصافحہ کرنے لگیں۔ تمہارے بستر پر بھی اور تمہارے راستے میں بھی، مگر اے حنظلہ! یہ ساعت اور وہ ساعت بدلتی رہتی ہے، تین بار فرمایا۔'' (ترمذی ومسلم بلفظہٖ)

شرح: ...... اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس انداز پر پیدا کیا ہے کہ وہ رات دن تسبیح و ذکر میں مصروف ہیں، ذرہ برابر اکتاتے نہیں۔ اور شیطانوں کی یہ حالت ہے کہ یہ شر وفساد میں کمی نہیں کرتے اور انسان کو ان کے درمیان بنایا ہے اور یہ متلون ہے کبھی یہ ذکر الٰہی میں مصروف ہوتا ہے اور کبھی اپنی ضروریات میں مشغول ہوتا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مستغرق رہنا اگرچہ اچھا ہے مگر یہ مقصود نہیں اور انسان اس کا متحمل بھی نہیں، صرف یہ مقصود ہے کہ انسان اعمال صالحہ سے وابستہ رہے اور حرام سے اجتناب کرے، تاہم حوائج انسانی پر متوجہ ہونے سے نفاق کے دائرے میں نہیں آتا بلکہ اگر ان حقوق انسانی کی ادائیگی میں نیت نیک ہو تو یہ معاشی ضروریات بھی ذکر الٰہی شمار ہوتی ہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۲۸۲)

٩٦٦٣۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا رَوٰى عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنَّهٗ قَالَ يَاعِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ يَاعِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے ظلم اپنے اُوپر حرام کیا ہے اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے پس تم آپس میں ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں ہدایت دے دوں، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔

(٩٦٦٣) مسلم: ٢٥٧٧۔ ترمذی: ٢٤٩٥۔ ابن ماجہ: ٤٢٥٧۔ احمد: ٢٠٩١١۔ دارمی: ٢٧٨٨.

إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِي أُطْعِمُكُمْ يَاعِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ يَاعِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْلَكُمْ يَاعِبَادِيْ إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَاعِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَازَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَاعِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُوْنِيْ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهٗ مَانَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ يَاعِبَادِيْ إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوْفِيْكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَغَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهٗ. (رواه مسلم:۲۵۷۷)

میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا دے دوں پس تم رزق مجھ سے طلب کرو، میں تمہیں کھانا دے دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک ننگا ہے مگر جس کو میں لباس پہنا دوں، لہٰذا تم مجھ سے لباس طلب کرو میں، تمہیں لباس عطا کروں گا۔

اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشتا ہوں تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے تمہارے جن اور انسان سب سے زیادہ متقی دل والے انسان کی مثل ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کچھ بھی اضافہ نہ ہو گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے انسان اور جن تم میں سب سے زیادہ بدکار کی مثل ہو جائیں تو میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہ ہو گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے انسان اور تمہارے جن سب ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کی طلب کردہ چیز دے دوں تو میرے خزانوں میں بھی کمی اتنی نہیں آئے گی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈالنے سے آتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جو میں شمار کرتا ہوں اور پھر تمہیں پورے پورے لوٹا دیتا ہوں۔ جو بھلائی پائے تو اللہ کا شکر بجالائے اور جو اس کے خلاف پائے تو صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔'' (ترمذی ومسلم بلفظہٖ)

شرح: ......اس میں جنوں اور انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں مکلّف ہیں اور تقویٰ یا برائی ان ہی سے سرزد ہوتا ہے۔

سب سے پہلے یہ کہا گیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک سے گناہ کا صدور ہوتا ہے مگر جسے میں بچاؤں وہ بچتا ہے جیسے انبیاء اور اولیاء ہیں۔ یہ تو کامل افراد ہیں، گناہوں سے سلامت ہیں۔ اگر تم میں سے کسی سے یہ گناہ سرزد ہو جائے تو میں

اسے رحمت، مغفرت اور توبہ کے ذریعے عافیت دیتا ہوں۔

اور پھر فرمایا کہ ہدایت بھی عنایت ربانی ہے اور اللہ کے لطف وکرم سے حاصل ہوتی ہے اور یہ وہ جوہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھا ہے، ہمیں احکام اسلام کا علم نہ تھا، نہ ہم حدود الٰہی سے آشنا تھے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی ہے۔

اور پھر فرمایا کہ تمہارے نوجوان اور بوڑھے، عالم اور جاہل، فرمانبردار اور نافرمان یعنی سارے آ جائیں دنیا کا ایک فرد بھی باقی نہ رہے اور ہر حاجت لے کر آ جائے جو بھی دل میں آ سکتی ہے، تو اللہ سب کو عطا کر دے تو اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ سوئی کے برابر کمی آتی ہے یہ بھی مجازی طور پر کہا گیا ہے وگرنہ اللہ کے خزانے میں نقص کا تصور تک نہیں۔ وہی قادر مطلق ہے، اسی کا حکم چلتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٢/٢٢٣)

٩٦٦٤۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَ تِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ. (رواه الترمذی: ٢٤٥٧)

''طفیل بن ابی بن کعب سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک ثلث حصہ رات جانے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! اللہ کا ذکر کرو! کانپنے والی قریب آ گئی اور اس کے بعد آنے والی آ رہی ہے۔ موت اپنی تمام کیفیات کے ساتھ آ چکی ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......یعنی جب صور میں پھونک ماری جائے گی، یہ پہلی پھونک ہوگی جس سے زمین لرز جائے گی اور مخلوق مر جائے گی۔ اس کے بعد دوسری پھونک ہوگی جس سے یہ زندہ ہو جائے گی۔ اس میں اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے:

﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ٥﴾ (النازعات: ٦)

''جس دن زمین کانپ جائے گی۔''

اس میں ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے گویا کہ یہ دن وقوع پذیر ہو چکا ہے، یعنی وہ بالکل قریب ہے اور اس کی ہولناکی سے بچاؤ کی تیاری کریں۔

اور موت آئی کا مطلب ہے جو حالت نزع میں شدائد آئیں گے اور جو قبر اور اس کے بعد آنے والے حالات ہیں ان کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ (جائزۃ الاحوذی: ٣/ ٦٠٨)

٩٦٦٥۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةِ ''سیدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے

(٩٦٦٤) ترمذی: ٢٤٥٧۔ حسن، البانی: ١٩٩٩۔ احمد: ٢٠٧٣٥.

(٩٦٦٥) ترمذی: ٢٤٤٨۔ ضعیف، البانی: ٤٣٣.

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهٗ. (رواه الترمذي: ٢٤٤٨)

رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''بدترین بندہ وہ ہے جو تخیلات میں پڑا رہا اور بہت بڑے بلند کو بھول بیٹھا، بدترین بندہ وہ ہے جس نے جبر کیا اور حد سے تجاوز کیا اور طاقت ور بلند ذات کو بھول گیا۔ وہ بندہ برا ہے جس نے بھول اور شغل اختیار کیا اور نہ قبر یاد رہی اور نہ مصائب، وہ بدتر انسان ہے جس نے تکبر کیا اور سرکشی کی اور ابتداء اور انجام کو نہ سوچا۔ وہ بدتر انسان ہے جس نے اپنا دین خواہشات کے ساتھ ملا دیا۔ بدتر انسان ہے جس کو لالچ اپنے پیچھے دوڑائے۔ وہ انسان بدترین ہے جس کو خواہش گمراہ کر دے اور برا انسان ہے وہ جس کو دنیا کی ترغیب گمراہ کر دے۔''

٩٦٦٦۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهٗ وَلَمْ يَأْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَاقُدِّرَ لَهٗ. (رواه الترمذي: ٢٤٦٥)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو آخرت ہی کی فکر لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا پیدا کر دیتا ہے اور اس کی پراگندگی دور کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس فرما بردار بن کر حاضر ہو جاتی ہے۔ اور جس کے پیشِ نظر دنیا ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے اور اس کے حالات پراگندہ کر دیتا ہے اور اسے دنیا وہی ملتی ہے جو لکھی ہوئی ہے۔''

شرح: ......یعنی جس کی نیت طلب آخرت ہو تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ قناعت پیدا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے زیادہ طلب رک جاتی ہے اور یہ تھکاوٹ سے محفوظ رہتا ہے، جمع خاطر حاصل ہو جاتی ہے اور دنیا آسانی سے مل جاتی ہے۔ اور جس کی نیت طلب دنیا کی ہو اس کے امور بکھر جاتے ہیں اور دلجمعی نہیں رہتی اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔
(تحفة الاحوذی: ۳/ ۳۰۸)

٩٦٦٧۔ وَزَادَفِيْ رِوَايَةٍ: فَمَا يُمْسِي إِلَّا فَقِيْرًا وَلَايُصْبِحُ إِلَّا فَقِيْرًا ، وَمَاأَقْبَلَ عَبْدٌ

''ایک روایت میں اضافہ کیا گیا ہے: وہ شام کے وقت بھی فقیر اور صبح کو بھی غریب ہی رہتا ہے اور جو بندہ دل سے اللہ کی

(٩٦٦٦) ترمذي: ٢٤٦٥۔ صحيح، الباني: ٢٠٠٥.
(٩٦٦٧)

عَلَى اللّٰهِ، بِقَلْبِهٖ ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ قُلُوْبَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَنْقَادُ إِلَيْهِ بِالْوُدِّ وَالرَّحْمَةِ ، وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ خَيْرٍ إِلَيْهِ أَسْرَعُ .

طرف مائل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دل اس کی طرف مائل کر دیتا ہے، وہ اس سے محبت کرتے اور اس پر شفقت کرتے ہیں اور ہر بھلائی اس کی طرف اللہ تعالیٰ جلدی ارسال فرماتا ہے۔"

٩٦٦٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ . (رواه الترمذي: ٢٤٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو اپنے دل کو میری عبادت کے لیے فارغ کر میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری غربت کا سدباب کر دوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دونوں ہاتھ شغل میں لگا کر بھر دوں گا اور تیری غربت کا سدباب نہیں کروں گا۔"

شرح: ...... اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے انسان! اگر تو اپنی مہمات سے فارغ ہو کر میری اطاعت میں لگ جائے اور ہمہ وقت میری عبادت میں لمحات گزارے گا تو میں تجھے دل کا غنی بنا دوں گا اور تجھے مخلوق سے بے پروا کر دوں گا۔

اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو غیر ہی سے مصروف رہے گا حالانکہ ساری مخلوق میری محتاج ہے، لہٰذا میں تیری محتاجی میں اور اضافہ کر دوں گا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۱۲۴)

٩٦٦٩ـ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ . (رواه الترمذي: ٢٤٥٩)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دانشمند وہ ہے جو اپنی جان سے انصاف کرے اور مرنے کے بعد کے لیے عمل کرے، اور عاجز و پسماندہ وہ ہے جو نفس کی تابعداری اختیار کرے اور خواہشات پر چلے اور اللہ سے امید وابستہ۔"

٩٦٧٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا أَوْ غِنًى مُطْغِيًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوِ الدَّجَّالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات اشیاء سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لو، کیا تم بھلا دینے والی غربت کا انتظار کرتے ہو، یا سرکش کرنے والی دولت مندی کا، یا جسم کو بگاڑنے والی امراض کا، یا بے بس کرنے والے

(٩٦٦٨) ترمذي: ٢٤٦٦ـ صحيح، الباني: ٢٠٠٦ـ ابن ماجه: ٤١٠٧.

(٩٦٦٩) ترمذي: ٢٤٥٩ـ ضعيف، الباني: ٤٣٦ـ ابن ماجه: ٤٢٦٠.

(٩٦٧٠) ترمذي: ٢٣٠٦ـ ضعيف، الباني: ٤٠٠ـ احمد: ٩٠٢٥.

فَشَرٌّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوِ السَّاعَةُ فَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ. (رواه الترمذي: ٢٣٠٦)

بڑھاپے کا یا موت کے رخصت کرانے کے، یا فتنۂ دجال کے انتظار میں ہو تو وہ بہت برا ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یا قیامت کا انتظار ہے اور قیامت بہت خطرناک اور بہت کڑوی ہے۔''

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ موت سب سے بڑا وعظ ہے اس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی)

٩٦٧١ـ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ لِإِنْسَانٍ إِنَّكَ فِيْ زَمَانٍ كَثِيْرٌ فُقَهَاؤُهٗ قَلِيْلٌ قُرَّاؤُهٗ تُحْفَظُ فِيْهِ حُدُوْدُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُرُوْفُهٗ قَلِيْلٌ مَنْ يَسْأَلُ كَثِيْرٌ مَنْ يُعْطِي يُطِيْلُوْنَ فِيْهِ الصَّلَاةَ وَيَقْصُرُوْنَ الْخُطْبَةَ يُبَدُّوْنَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ وَسَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهٗ يُحْفَظُ فِيْهِ حُرُوْفُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُدُوْدُهٗ كَثِيْرٌ مَنْ يَسْأَلُ قَلِيْلٌ مَنْ يُعْطِيْ يُطِيْلُوْنَ فِيْهِ الْخُطْبَةَ وَيَقْصُرُوْنَ الصَّلَاةَ يُبَدُّوْنَ فِيْهِ أَهْوَاءَ هُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ. (رواه مالك: ٤١٩)

''یحیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہا: تو اس دور میں ہے جس زمانے میں فقہاء زیادہ ہیں، قاری کم ہیں، قران کی حدود محفوظ کی جاتی ہیں، حروف ضائع کیے جاتے ہیں، مانگنے والے تھوڑے ہیں، دینے والے زیادہ ہیں، خطبہ مختصر دیا جاتا ہے، نماز طویل کی جاتی ہے، اور خواہش پر اعمال کو اوّلیت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں دین کو سمجھنے والے فقہاء کم ہوں گے اور قاری زیادہ ہوں، قرآن کے حروف کی خوب حفاظت ہوگی اور اس کے احکام وحدود ضائع کئے جائیں گے، مانگنے والے زیادہ ہوں گے، اور دینے والے تھوڑے ہوں گے، خطبہ طویل دیا جائے گا اور لوگ نماز چھوٹی پڑھیں گے اور لوگ اعمال پر خواہشات کو ترجیح دیں گے۔'' (مالک)

٩٦٧٢ـ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَلَا لَاخَيْرَفِيْ قِرَاءَةٍ لَيْسَتْ فِيْهَا تَدَبُّرٌ، وَلَا فِيْ عِبَادَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَفَقُّهٌ، اَلْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ مَنْ لَمْ يَقْنَطِ النَّاسِ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ، وَلَمْ يَدَعِ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ إِلٰى مَاهَوَاهُ. (رواه رزين)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خبردار ہو جاؤ اس تلاوت میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں غور وفکر اور تدبر نہ ہو، اس عبادت کا کوئی فائدہ نہیں جس میں سمجھ بوجھ نہ ہو اور پورا کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو نہ اللہ کی رحمت سے مایوس کرے اور نہ اللہ کی تدبیر سے بےخوف کرے، قرآن کو بے رغبتی کے ساتھ ترک نہ کرے اور خواہشات کے پیچھے نہ جائے۔''

(٩٦٧١) مؤطا: ٤١٩. (٩٦٧٢) رزين.

شرح: ......سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اس دور میں فقہاء زیادہ اور قراء کم ہیں اور اس میں قرآن کی حدود کی حفاظت ہو رہی ہے اور حروف ضائع کیے جا رہے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اب قرآن پاک کے احکام کا کھوج لگانے والے کثیر تعداد میں ہیں۔ چونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور تھا ظاہر ہے وہ اس کے ماہر تھے۔

اور قراء کے قلیل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کی تلاوت اس وقت کم ہو رہی تھی، ایسا نہ تھا۔ اس وقت تو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کے بے حد شوقین تھے، اسے سیکھتے سکھاتے تھے اور لحد میں پہلے اسے اتارتے تھے جسے قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا اور حنین میں جب مسلمان افراتفری کا شکار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ کہہ کر بلایا تھا کہ سورت بقرہ پڑھنے والو! کہاں ہو؟ یہ پڑھ کر راہِ فرار کیوں اختیار کر رہے ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں قرآن کی تلاوت عام تھی اور اسی کی بدولت وہ مشکلات کا سامنا کرتے تھے اور وہ شرف وفضل کے حق دار ٹھہرے تھے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دور جس کی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بات کرتے ہیں اس میں قرآنی احکام حاصل کرنے والے اور معانی سمجھنے والے بکثرت موجود ہیں اور وہ کم ہیں جو قرآن میں تفقہ اور سمجھ نہ رکھتے ہوں یہ اس دور کی تعریف ہے۔

اور یہ بھی تعریف کی ہے کہ اس دور میں اظہار حق ہوتا تھا اور احکام قرآن کے تقاضے پورے کیے جاتے تھے اور پھر اس کی قراءت کے اصول اور حروف کی ادائیگی بھی درست ہوتی تھی۔ الغرض! قرآن کی حدود کی حفاظت بھی تھی اور لفظی قراءت کی بھی حفاظت کی جاتی تھی۔

اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کے خطبات اور مواعظ چھوٹے ہوتے تھے اور ان کا عمل زیادہ ہوتا تھا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے یا کوئی خواہش ابھرتی تو وہ خواہش اور مصروفیت چھوڑ کر نماز وغیرہ نیکی کی طرف لپکتے تھے۔

اب اس میں تبدیلی بھی بتائی گئی ہے کہ اپنے مفادات مقدم ہوں گے اور علم دین کی طلب وتلاوت مشغولیات کی وجہ سے ماند پڑ جائے گی، تلاوت ہوگی فقاہت نہ ہوگی، خطبہ ووعظ ہوگا مگر عمل نہ ہوگا۔ آج اس بات کو دیکھنا مشکل نہیں اسلام کے عظیم سپوت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق بالکل عیاں ہے، تلاوت خوبصورت ہے عمل پہ بدنما داغ ہیں اور وعظ دلکش ہے اور عمل حوصلہ شکن ہے، آیئے ہم اس سے عبرت پکڑیں اور اسلاف کی یاد تازہ کر دیں۔ (شرح زرقانی:۱/۳۵۲)

٩٦٧٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ فَإِنِّيْ رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ دیا کرو اور مغفرت طلب کیا کرو میں نے جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی

(٩٦٧٣) مسلم: ٨٠۔ بخاری: ٣٠٤۔ ابوداؤد: ٤٦٧٩۔ نسائی: ١٥٧٦۔ ابن ماجه: ٤٠٠٣۔ احمد: ١٠٩٨٨.

النَّارِ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدَيْنٍ أَغْلَبَ لِذِيْ لُبِّ مِنْكُنَّ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَانُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ قَالَ أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيْ مَا تُصَلِّيْ وَتُفْطِرُ فِيْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ.

(رواہ مسلم: ۸۰)

ہے؟ ایک عورت نے عرض کی جو ان میں سے بڑی تھی: ہم عورتیں کس وجہ سے جہنم میں زیادہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم لعنت زیادہ کرتی اور خاوند کے رشتہ داروں کی ناشکری کرتی ہو۔ اتنے کمتر عقل کے میں نے عورتوں کے سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ ایک دانا مرد کی عقل پر غالب آجاتی ہو۔ اس نے عرض کی: عقل اور دین کا نقصان کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: عقل کا نقصان اس سے ظاہر ہے کہ دو عورتوں کی شہادت اللہ نے ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دی ہے اور یہ عقل کی کمی کی وجہ سے ہے۔ کتنی ہی رات گذر جاتی ہیں اور نماز ایک عورت نہیں پڑھتی اور رمضان میں بھی افطار کرتی ہے۔ پس یہ دین کا نقصان ہے۔'' (مسلم وترمذی)

شرح: ...... نبی کریم ﷺ نے نماز کسوف میں یہ منظر دیکھا تھا، ثابت ہوا کہ یہ مذموم صفات والی خواتین دوزخ میں تھیں۔ اس میں دوزخ سے خواتین کو بچانے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ صدقہ واستغفار کریں۔ وجہ یہ ہے کہ صدقے سے غضب الٰہی دور ہوتا ہے اور صدقہ سایہ بن جاتا ہے اور استغفار سے گناہ مٹتے ہیں۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بیوی پر خاوند کا بہت زیادہ حق ہے جس کے کفران سے دوزخ میں جانا پڑے گا اور خاوند کی نافرمانی اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔

عقل اور دین کے نقص سے مراد خواتین کی تحقیر نہیں، بلکہ ان کی فطرت بتائی گئی ہے۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ شہادت میں صداقت وامانت کے ساتھ عقل بھی ضروری ہے اگر عقل میں ضعف ہوگا تو شہادت قبول نہ ہوگی۔

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ انعامات کا انکار کفر ہے اور حرام ہے اور قبیح کلام سب وشتم اور لعنت کرنا بھی حرام ہے یہ کبیرہ گناہ ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نصیحت میں سختی بھی کی جاسکتی ہے اس میں یہ بھی ثابت ہوا کہ شاگرد اپنے استاد سے سمجھنے کے لیے تکرار کرسکتا ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا اخلاق بہت عظیم تھا، اور آپ نرم خو تھے اور نہایت ہی مشفق تھے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۴۲۸)

٩٦٧٤۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَا تَنْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ وَانْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيْدٌ فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَمُعَافًى فَارْحَمُوْا أَهْلَ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللّٰهَ عَلَى الْعَافِيَةِ. (رواه مالك)

''امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کہا کرتے تھے: ذکر خدا کے بغیر کلام زیادہ نہ کرو، تمہارے دل سخت ہوں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور تمہیں علم بھی نہیں ہوتا اور تم لوگوں کے گناہوں پر نگاہ نہ رکھو کہ تم ان پر گویا آزاد نگران ہو۔ تم اپنے گناہ دیکھو اور اپنے آپ کو غلام تصور کرو۔ لوگ تو گناہ میں مبتلا ہو کر معاف ہوتے رہتے ہیں۔ پس تم اہل مصائب پر رحم کرو اور اللہ کی عافیت جو تمہیں حاصل ہے اس پر شکر کرو۔''

٩٦٧٥۔ عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَوْمًا فِيْ خُطْبَتِهٖ :تَعَلَّمُوْا أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ ، وَإِنَّ الْيَأْسَ غِنًى ، وَإِنَّ الْمَرْءَ إِذَا يَئِسَ عَنْ أُمُوْرِ الدُّنْيَا اِسْتَغْنٰى عَنْهَا . (رواه رزين)

''عروہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبے میں کہا: لوگو! علم حاصل کرو، طمع اور لالچ دراصل غربت ہے اور مایوسی سے غنا پیدا ہوتا ہے اور انسان جب دنیا کے کاموں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کو ان امور سے لاپروائی حاصل ہو جاتی ہے۔''

٩٦٧٦۔ عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِاِبْنِهٖ: يَابُنَيَّ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَايُوْعَدُوْنَ ، وَهُمْ إِلَى الآخِرَةِ سِرَاعًا يَذْهَبُوْنَ ، وَإِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرَتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتُ ، وَاسْتَقْبَلْتَ الآخِرَةِ ، وَإِنَّ دَارًا تَسِيْرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ عَنْهَا . (رواه رزين)

''امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو کہا: اے میرے بیٹے! لوگوں پر وعدے کا وقت طول پکڑ گیا اور وہ جلدی جلدی آخرت کی طرف بڑھ رہے، اور تو جب سے دنیا میں آیا اسی دن سے دنیا کو چھوڑے جا رہا ہے اور آخرت کی طرف گامزن ہے اور جس گھر کی طرف تو جا رہا ہے وہ تیری طرف جلدی قریب آتا جاتا ہے اور جس گھر میں ہے اس گھر سے تو نکلا جاتا ہے۔''

٩٦٧٧۔ عَنِ ابنِ مسعودٍ: قَالَ كُوْنُوْا يَنَابِيْعَ الْعِلْمِ مَصَابِيْحَ الْهُدٰى أَحْلَاسَ الْبُيُوْتِ سُرُجَ اللَّيْلِ جُدُدَ الْقُلُوْبِ خُلْقَانَ الثِّيَابِ تُعْرَفُوْنَ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَتَخْفُوْنَ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ . (رواه الدارمى :٢٥٦)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم علم کے سرچشمے بن جاؤ، ہدایت کے چراغ بن جاؤ، گھروں کے اُجالے اور رات کی شمع بن جاؤ، تم تازہ دل والے اور پرانے لباس والے بن جاؤ۔ تو اہل آسمان میں تم متعارف ہو جاؤ گے، اور اہل زمین میں گمنام رہو گے۔''

(٩٦٧٤) مؤطا. (٩٦٧٥) رزين.
(٩٦٧٦) رزين. (٩٦٧٧) دارمى : ٢٥٦.

٩٦٧٨ـعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ إِنَّهٗ مَنْ تَعَبَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ وَمَنْ عَدَّ كَلَامَهٗ مِنْ عَمَلِهٖ قَلَّ كَلَامُهٗ إِلَّا فِيْمَا يَعْنِيْهِ وَمَنْ جَعَلَ دِيْنَهٗ غَرَضًا لِلْخُصُوْمَةِ كَثُرَ تَنَقُّلُهٗ. (رواه الدارمي: ٣٠٥، وَقَالَ يَعْنِيْ أَنْ يَنْتَقِلَ مِنْ رَأْيٍ إِلٰى رَأْيٍ)

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے: جس نے علم کے بغیر عبادت کی وہ بگاڑ زیادہ اور اصلاح کم کرے گا۔اور جس نے اپنے قول کا عمل سے موازنہ کیا وہ ضروری باتوں کے علاوہ کلام ترک کر دے گا، اور جس نے اپنا دین فضول اغراض وخصومات کا ذریعہ بنایا اس کا منتقل ہونا بکثرت ہو گا۔'' (یہ دارمی کی مرویات ہیں اور کہا: یعنی ایسا انسان اپنی ایک رائے سے دوسری رائے کی طرف تبدیل ہوتا رہے گا۔)

٩٦٧٩ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَارَأَيْتَ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا. (رواه الترمذي: ٢٦٠١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کوئی منظر آگ اور جہنم سے زیادہ خوفناک نہیں دیکھا جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو، نہ جنت جیسی چیز دیکھی جس کو طلب کرنے والا سویا ہو۔'' (ترمذی)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ اطاعت کیشی کر کے اور نافرمانیوں سے اجتناب کے ذریعے اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر جنت کے حصول کے لیے کوشاں رہیں، کیونکہ نیک عمل اس میں داخلے کا سبب ہے اور دوزخ سے بچاؤ کے لیے تگ و دو کرنی چاہیے، ایسے اعمال سے دور بھاگنا چاہیے جو دوزخ میں لے جائیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۸۱)

٩٦٨٠ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطِهٖ فَطَارَ دُبْسِيٌّ فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَأَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى صَلَاتِهٖ فَإِذَا هُوَ لَايَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَقَالَ لَقَدْ أَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِيْ أَصَابَهٗ فِيْ حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ. (رواه مالك: ٢٢٢)

''سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چھوٹی چڑیا اُڑی اور وہ اِدھر اُدھر گھومنے لگی اور نکلنے کی جگہ تلاش کرنے لگی، اس کو نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ انہیں یہ دیکھ کر اپنا باغ بہت پسند آیا تو تھوڑی دیر باغ کو دیکھتے رہے اور پھر نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں یاد نہ رہا کہ انہوں نے کتنی نماز ادا کی ہے۔ انہوں نے کہا یہ مال تو میرے لیے فتنہ ثابت ہوا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ باغ صدقہ ہے آپ ﷺ جہاں چاہیں اس کو صرف کر دیں۔'' (مالک)

(٩٦٧٨) دارمي: ٣٠٥. (٩٦٧٩) ترمذي: ٢٦٠١.
(٩٦٨٠) مؤطا: ٢٢٢.

٩٦٨١ـعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ يَوْمٍ وُلِدَ إِلٰى يَوْمِ يَمُوْتُ هَرَمًا فِيْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَحَقَّرَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه أحمد: ١٧١٩٧)

سیدنا عتبہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر کوئی انسان اپنی پیدائش کے دن سے مرنے کے دن تک منہ کے بل اللہ کی رضا کے لیے مصروف عبادت رہے تو وہ بھی قیامت کے دن اپنی عبادت کو کم ہی تصور کرے گا۔‘‘ (احمد)

٩٦٨٢ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهٗ: أَرْبَعَةٌ مِنَ الشَّقَآءِ: جُمُوْدُ الْعَيْنِ وَقَسَاوَةُ الْقَلْبِ وَطُوْلُ الْأَمَلِ وَالْحِرْصُ عَلَى الدُّنْيَا. (رواه البزار: ٣٢٣٠بضعف)

’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ’’چار چیزیں بدنصیبی کا حصہ ہیں: تنگ نظری، آنکھ کا جامد ہونا، دل کی سختی، طویل امیدیں اور دنیا کی حرص۔‘‘ (البزار سند ضعیف)

٩٦٨٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَأْخُذُ عَنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنْ إِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ. (رواه الترمذي: ٢٣٠٥)

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ’’یہ کلمات کون یاد رکھے گا؟ پھر ان پر خود عمل کرے یا اس کو بتائے جو ان پر عمل کرے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ امور شمار کیے۔ حرام سے بچے گا تو سب سے زیادہ عبادت کرنے والا ہو گا۔ جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اس پر راضی رہ تو سب سے مستغنی رہے گا۔ ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو تو مومن بن جائے گا۔ تو لوگوں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو مسلمان ثابت ہو گا۔ بکثرت نہ ہنس، بے شک بکثرت ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔‘‘ (الترمذی)

٩٦٨٤ـ وَعَنْهُ، رَفَعَهٗ: أَمَرَنِىْ رَبِّىْ بِتِسْعٍ: خَشْيَةُ اللّٰهِ فِىْ السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَكَلِمَةُ

انہی سے مروی ہے اور وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ’’میرے ربّ نے نو امور کا مجھے حکم دیا: اللہ کا خوف پوشیدگی

(٩٦٨١) احمد: ١٧١٩٧ـ واسناده جيد، هيثمي: ١٧٦٨٠.

(٩٦٨٢) بزار: ٣٢٣٠ـ وفيه هانى بن المتوكل وهو ضعيف، هيثمي: ١٧٦٨٥.

(٩٦٨٣) ترمذي: ٢٣٠٥ـ حسن، البانى: ١٨٧٦ـ احمد: ٨٠٣٤.

(٩٦٨٤) رزين.

الْعَدْلِ فِيْ الرِّضَا وَالْغَضَبِ ، وَالْقَصْدُ فِيْ الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَأَنْ أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِيْ، وَأُعْطِى مَنْ حَرَمَنِيْ، وَأَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ، وَأَنْ يَكُوْنَ صُمْتِيْ فِكْرًا ، وَنُطْقِيْ ذِكْرًا، وَنَظْرِيْ عِبْرَةً ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ. (رواه رزين)

اور ظاہر میں، عدل کی بات کہنا رضا اور غصے ہر حالت میں، غربت اور مالداری ہر حالت میں میانہ روی اختیار کرنا، اس سے صلہ رحمی کرنا جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے، تو اس کو دے جو تجھے محروم رکھے، اس کو معاف کر جو تیرے اُوپر ظلم کرے، میرا خاموش رہنا فکر کرنے کے لیے ہو، میرا بولنا ذکر ہو، میرا دیکھنا عبرت کے لیے ہو اور ہر اچھے کام کا حکم دینا۔''

٩٦٨٥ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلْقٍ حَسَنٍ. (رواه الترمذي: ١٩٨٧)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جہاں بھی رہو، بدی کے بعد نیکی کرو تاکہ وہ بدی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔''

٩٦٨٦ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ. (رواه الترمذي: ٢٣٣٠)

''عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے مروی ہے، وہ اپنے والد سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! سب سے بہترین انسان کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور عمل بہتر ہو۔ اس نے سوال کیا: سب لوگوں میں سے بدترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی عمر طویل ہو اور اس کا عمل برا ہو۔''

٩٦٨٧ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ

''عمرو بن شعیب سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع بیان کرتے ہیں: ''دو خصلتیں جس مسلمان میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو شکر کرنے اور صبر کرنے والا لکھ دیتا ہے اور جس میں یہ دو خصلتیں نہ ہوں اس کو شکر کرنے اور صبر کرنے والا نہیں لکھتا۔ جس نے دین میں

(٩٦٨٥) ترمذی: ١٩٨٧ـ حسن، البانی: ١٦١٨ـ احمد: ٢٠٨٩٥ـ دارمی: ٢٧٩١.

(٩٦٨٦) ترمذی: ٢٣٣٠ـ صحیح، البانی: ١٨٩٩ـ احمد: ١٩٩٨٧ـ دارمی: ٢٧٤٢.

(٩٦٨٧) ترمذی: ٢٥١٢ـ ضعیف، البانی: ٤٥١.

فِيْ دِيْنِهٖ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَأَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا . (رواه الترمذی: ۲۵۱۲)

اپنے سے بہتر کو دیکھا اور اس کی اقتداء کی اور دنیا کے لحاظ سے اپنے سے کمتر کو دیکھا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی کہ اس کا فضل اس پر زائد ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر وصابر لکھ دیتا ہے۔ اور جس نے دین میں اپنے سے کمتر کو دیکھا اور دنیا کے لحاظ سے اپنے سے فائق کو دیکھا اور اس پر افسوس کیا کہ اس کو یہ نعمت حاصل نہیں ہے تو اس کو نہ تو اللہ تعالیٰ شاکر لکھتا ہے اور نہ اس کو صابر لکھتا ہے۔“

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ نے نہایت ہی موثر انداز میں ان کلمات کی تعلیم دی اور ان پانچ خصائل کو شمار کیا۔

ا۔ اللہ کی حرام کردہ باتوں سے بچو، اس طرح تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تصور ہو گے کیونکہ حرام چیزوں کو چھوڑنا اور فرائض کو ادا کرنا ہی اصل عبادت ہے۔

۲۔ جو اللہ نے دیا ہے اس کی تقسیم پر قناعت کرنا، لوگوں سے طمع نہ رکھنا۔ غنا زیادہ مال سے نہیں ہوتا یہ دل سے ہوتا ہے۔ شاذلی رحمہ اللہ نے کہا تھا: مخلوق پر نظر نہ رکھو، اور جو اللہ نے تقسیم کیا ہے نظر اس پر ہی رکھو۔

۳۔ کامل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ قول وفعل کے ذریعے سے اچھے انداز میں حق ہمسائیگی ادا کیا جائے۔

۴۔ کامل اسلام کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح اپنی ذات کے لیے خیر چاہتے ہو، لوگوں کے لیے بھی خیر چاہو۔

۵۔ زیادہ ہنسنے سے دل تاریکی میں ڈوب جاتا ہے، اسے موت سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے کوئی نفع نہیں ہوسکتا اور نہ کسی پریشانی سے نجات ہوسکتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۲۵۷)

۹۶۸۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالنَّجَاةُ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ . (رواه الترمذی: ۲۴۰۶)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! نجات کس امر میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اپنی زبان قابو میں رکھ اور اپنے گھر میں رہا کر اور اپنی خطاؤں پر رویا کر۔“

شرح: ...... زبان اختیار میں رکھو کا مطلب ہے کہ یہ وبال نہ بن جائے اور نقصان سے روکو اور مفید طور پر اسے استعمال کرو۔

گھر میں بیٹھنے کا مطلب ہے کہ اطاعت الٰہی کے کاموں میں مصروف رہو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۷۹)

(۹۶۸۸) ترمذی: ۲۴۰۶۔ صحیح، البانی: ۱۹۶۱.

٩٦٨٩- عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاحَلِيْمَ إِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ وَلَا حَكِيْمَ إِلَّاذُوْ تَجْرِبَةٍ. (رواه الترمذی: ٢٠٣٣)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بردبار نہیں جس نے ٹھوکر نہ کھائی ہو وہ طبیب نہیں جس کا تجربہ نہ ہو۔''

شرح: ...... کامل حلیم وہ ہوتا ہے کہ جس سے لغزش ہوئی ہو اور اسے معاف کیا گیا ہو۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جب اس سے کوئی خطا سے پیش آئے گا تو وہ اس سے درگزر کرے گا۔

جب انسان تجربات سے گزرتا ہے تو اسے مفید اور غیر مفید باتوں کا تجربہ ہوتا ہے اور پھر وہ دانائی سے خالی نہ تو کوئی کام کرتا ہے، نہ بات کرتا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ٣/ ١٥٦)

٩٦٩٠- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَكُوْنُوْا إِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَإِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوْا وَإِنْ أَسَاءُ وْا فَلَا تَظْلِمُوْا. (رواه الترمذی: ٢٠٠٧)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ساتھ چلنے والا تم میں سے کوئی نہ بنے اس طرح کہ وہ کہتا ہو میں لوگوں کے ساتھ ہوں، اگر لوگ نیک کام کریں گے تو میں بھی نیک کام کروں گا اور اگر وہ بدی کریں گے تو میں بھی بدی کروں گا۔ بلکہ تم اپنے آپ کو اس بات پر تیار رکھو کہ اگر لوگ نیکی کریں تو تم بھی نیکی کرو اور لوگ بدی کریں تو تم بدی اور ظلم نہ کرو۔''

٩٦٩١- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ. (رواه الترمذی: ٢٢٥٤)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی جان کو ذلت میں دھکیل دے، لوگوں نے عرض کی: ذلت میں کیسے دھکیلا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو اس بلا پر پیش کردے جس کی اس کو طاقت نہیں ہے۔''

شرح: ...... خود کو ذلت پر پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لیے بددعا کرنا یا دیگر ایسے اسباب اختیار کرنا جن سے تذلیل ہو، ایک مومن کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ کسی فتنہ اور آزمائش میں خود کو نہ ڈالا جائے، مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے، اس میں عزیمت سے کام لینا اچھا ہے مگر یہ تب ہے جب اس کی سختیاں جھیل سکتا ہو اگر

(٩٦٨٩) ترمذی: ٢٠٣٣- ضعیف، البانی: ٣٤٩- احمد: ١١٢٦٤. لیکن علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اسے مناوی کے حوالہ سے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تحفۃ الاحوذی: ٣/ ١٨٦.

(٩٦٩٠) ترمذی: ٢٠٠٧- ضعیف، البانی: ٣٤٥.

(٩٦٩١) ترمذی: ٢٢٥٤- صحیح، البانی: ١٨٣٨- ابن ماجہ: ٤٠١٦- احمد: ٢٢٩٣٤.

مصائب برداشت کرنے کی ہمت نہ ہو تو پھر رخصت سے کام لے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/۴۴۴)

۹٦۹۲۔عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنِ اكْتُبِيْ إِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ عَلَيَّ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ، والسَّلَامُ عَلَيْكَ. (رواه الترمذي: ٢٤١٤)

''اہل مدینہ میں سے ایک آدمی سے مروی ہے، اس نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ میری طرف ایک خط لکھیے جس میں میرے لیے کچھ نصیحت درج کریں اور زیادہ میرے اُوپر طویل بھی نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے لکھا: تیرے اُوپر سلام ہے، امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: جس نے اللہ کی خوشنودی اختیار کی لوگوں کی ناراضی کے بدلے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور جس نے لوگوں کی رضا اللہ کی ناراضی کے بدلے حاصل کی اللہ اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے ۔ والسلام علیک۔''

شرح: ...... اسے لوگوں کے سپرد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر ظلم کریں اسے اذیت دیں، اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۸۳)

اور اللہ کی رضا کے طلبگار کے لیے یہ بشارت ہے کہ یہ اللہ کا گروہ ہو جاتا ہے اور اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب آتا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/۲۹۰)

۹٦۹۳۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيْمٌ. (رواه الترمذي: ١٩٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن غیور اور صاحب کرم ہوتا ہے اور بدکار دغاباز ذلیل ہوتا ہے۔'' (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

شرح: ...... اس کا مطلب ہے کہ قابل تعریف مومن وہ ہے جس کی طبیعت اور عادت میں سنجیدگی اور صفائی ہو، اس وجہ سے نہیں کہ اسے شر کی سمجھ نہیں، اس وجہ سے کہ وہ شر سے سروکار ہی نہیں رکھتا، اس کی کریمانہ فطرت اور حسن اخلاق کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ وہ شرارت سے باز رہے۔

اور فاسق و فاجر کی عادت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ شر میں گھستا ہے، اس کی وجہ اس کی دھوکا پروری اور کمینہ پن ہوتا ہے۔ (المعالم للخطابی: ٧/ ١٦٨)

(٩٦٩٢) ترمذی: ٢٤١٤۔ صحیح، البانی: ١٩٦٧.

(٩٦٩٣) ترمذی: ١٩٦٤۔ حسن، البانی: ١٥٩٩۔ ابوداؤد: ٤٧٩٠.

٩٦٩٤ـ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيّبِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ . (رواه ابن ماجة: ٣٩٨٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......مشہور یہ ہے کہ یہ مقولہ سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ نے استعمال کیا تھا۔ (فتح الباری: ١٠/ ٥٣٠)

اس کا پس منظر یہ ہے کہ ابوعزہ شاعر بدر کے دن قید ہوا تو اسے آپ ﷺ نے بغیر فدیہ لیے رہا کر دیا کیونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی بیٹیاں تھیں۔ جنگ احد میں پھر گرفتار ہوا تو کہنے لگا: مجھے معاف کر دو، آپ نے فرمایا: تو کہتا ہوگا کہ میں مکہ والوں سے کہہ سکوں کہ میں محمد ﷺ کو فریب دے کر آیا ہوں، اب اعتبار نہیں ہوگا۔ ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاسکتا۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کی گردن مار دو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (الروض الالف: ٣/ ١٧٥)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ مومن جو قابل تعریف ہے وہ ہے جو محتاط اور بیدار مغز ہو، جو غفلت کی وجہ سے بار بار فریب نہیں کھاتا۔

یہ بات کوئی بہادری کی نہیں کہ اگر مومن کسی کے خلاف فریب کاری نہیں کرتا لیکن کسی کے خود دام فریب میں آجائے بلکہ یہ ہوشیار ہوتا ہے اگر فریب کاری نہیں کرتا تو فریب خوردہ بھی نہیں ہوتا۔ (معالم: ٤/ ١٠٠)

٩٦٩٥ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ مَابَلَغَ بِكَ مَانَرٰى يُرِيْدُوْنَ الْفَضْلَ فَقَالَ لُقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ وَتَرْكُ مَالَا يَعْنِيْنِي . (رواه مالك)

''امام مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی ہے کہ لقمان رحمہ اللہ کو کہا گیا کہ یہ علم فضل تجھے کیسے حاصل ہوا جو ہم دیکھ رہے ہیں تو انہوں نے کہا: سچی بات کہنے کی وجہ سے، امانت ادا کرنے سے، جو بے کار کام ہو اس کو ترک کرنے سے اور وعدہ پورا کرنے سے۔''

٩٦٩٦ـ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ وَالدَّيُّوْثُ وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمُدْمِنُ

''سالم سے مروی ہے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ ماں باپ کا نافرمان، وہ عورت جو اپنے آپ کو مرد ظاہر کرتی ہو اور وہ انسان جو بے غیرت ہو اور تین آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے:

(٩٦٩٤) ابن ماجه: ٣٩٨٢ـ صحيح، الباني: ٣٢١٧ـ بخاری: ٦١٣٣ـ مسلم: ٢٩٩٨ـ ابوداؤد: ٤٨٦٢ـ دارمی: ٢٧٨١ـ احمد: ٨٧٠٩.

(٩٦٩٥) مؤطا.

(٩٦٩٦) نسائی: ٢٥٦٢ـ حسن صحيح، الباني: ٢٤٠٢ـ احمد: ٦٠٧٨.

عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى . (رواه النسائي: ٢٥٦٢)

ماں باپ کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور کچھ دے کر احسان رکھنے والا۔'' (النسائی)

شرح:...... والدین کے عاق سے مراد ہے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا۔ عورت جو مرد کی مشابہت کرتی ہے، لباس مردانہ پہنتی ہے، ان جیسی حالت بناتی ہے، اگر علم اور رائے میں مردوں کی مشابہت ہو تو یہ قابل تعریف بات ہے۔ دیوث وہ ہے جس کے گھر میں خباثت ہو رہی ہے، پھر بھی اسے بیوی بیٹی اور بہن پر غیرت نہیں آتی اور مدمن خمر وہ ہے جو ہمیشہ شراب نوشی کرتا رہا ہے حتیٰ کہ اسے توبہ کا موقع بھی نہیں ملا اور اسی حال میں مر گیا۔

منان وہ ہے جو کسی پر نیکی کے بعد احسان جتا کر مفاد اٹھاتا ہے۔

اور جو یہ کہا ہے کہ یہ جنت میں داخل نہ ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء میں نہ جائیں گے سزا کے بعد جائیں گے اور جو یہ کہا گیا ہے کہ اللہ انہیں نہیں دیکھیں گے یعنی نظر رحمت سے نہ دیکھیں گے، وگرنہ اللہ سے تو کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں اور مومن کامل تو قطعی طور پر روز قیامت اللہ کی رحمت میں ہوگا۔ (تعلیقات السّلفیہ: ۱/۲۹۲)

٩٦٩٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهٗ. (رواه البخاري: ٢٢٢٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کے ساتھ قیامت کے دن میں خود مقدمہ لڑوں گا۔ ایک وہ آدمی جس نے میری ذمہ داری کی اور پھر دھوکا دیا۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے اُس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ انسان جس نے اُجرت پر مزدور لگایا، کام پورا لیا اور اُجرت پوری نہ دی۔''

شرح:...... اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر ظالم کا مد مقابل ہے مگر ان تینوں کے خلاف شدید ترین مقابلہ کرتے ہیں۔ ان میں سے پہلا یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر عہد کرتا ہے اور معاہدہ کرتا ہے اور اس کے نام کی قسم اٹھا کر حلیف بنتا ہے پھر اسے توڑ دیتا ہے۔

دوسرا وہ آدمی ہے جو آزاد کو غلام بناتا ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک آدمی غلام کو آزاد کرتا ہے اور اسے خفیہ رکھتا ہے بعد میں اسے آزاد کرنے کا انکار کر دیتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ غلام کو آزاد کرنے کے بعد بھی اس سے غلامانہ انداز میں زبردستی خدمت لیتا ہے۔ اس میں شدت اس لیے ہے کہ تمام مسلمان آزادی میں برابر ہیں، جو آزاد کو فروخت کرتا ہے وہ اسے ان تصرفات سے روکتا ہے جو اللہ نے اسے دے رکھے تھے اور اللہ نے اسے جس ذلت سے بچایا ہے یہ غلام بنانے والا اسے پھر ذلت میں ڈال دیتا ہے۔

(٩٦٩٧) بخاري: ٢٢٢٧ـ ابن ماجه: ٢٤٤٢ـ احمد: ٨٤٧٧.

تیسرا وہ آدمی ہے جو مزدور سے کام پورا لیتا ہے، مزدوری نہیں دیتا تو گویا اس نے بغیر عوض فائدہ اٹھاتا ہے تو یہ اسے غلام بنانے والی بات ہے۔ (فتح الباری: ۴/ ۴۱۸)

٩٦٩٨- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَابَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (رواه البخاري: ٦٤٧٤)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مجھے ضمانت دے دے اپنے دو پاؤں کے درمیان کی اور اپنے دو جبڑوں کے درمیان کی تو میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔'' (بخاری اور ترمذی)

شرح: ......زبان کا حق یہ ہے کہ وہاں بولے جہاں اس کا حق ہے اور لایعنی باتوں سے اجتناب کرے اور شرمگاہ کی ضمانت یہ ہے کہ اسے حلال استعمال کرے اور حرام سے بچائے۔

ثابت ہوا کہ زبان اور شرمگاہ ہر گناہ کا مرکز ہیں، آدمی دنیا میں شرمگاہ اور زبان کی وجہ سے آزمائش میں پڑ جاتا ہے۔ اگر ان کے شر سے محفوظ رہے تو ہر شر سے محفوظ رہے گا اور جنت میں داخلہ ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۰۹)

٩٦٩٩- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ شَرُّ مَافِيْ رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ. (رواه أبوداوٗد: ٢٥١١)

''عبدالعزیز بن مروان سے مروی ہے، اس نے کہا کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ بخیل، بے صبر، بزدل اور ذلیل ہو۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... هَلَعْ شدید ترین جزع وفزع اور تنگی کو کہتے ہیں، شح سخت ترین کنجوسی کو کہتے ہیں، یعنی اتنا زیادہ بخیل ہو جو حق ذمہ داری ہے اسے بھی ادا نہ کرے۔

جبن خالع سے یہ مراد ہے کہ شدت خوف سے اس کا دل اور جان نکلنے کو آئے۔ یہ آدمی کے لیے بدترین عادات ہیں۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۰)

٩٧٠٠- عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا بَخِيْلٌ. (رواه الترمذي: ١٩٦٣)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں دغا باز، احسان جتلانے والا اور کنجوس داخل نہ ہوگا۔'' (ترمذی)

(٩٦٩٨) بخاري: ٦٤٧٤- ترمذي: ٢٤٠٨- احمد: ٢٢٣١٦.

(٩٦٩٩) ابوداؤد: ٢٥١١- صحيح، الباني: ٢١٩٢- احمد: ٧٩٥٠.

(٩٧٠٠) ترمذي: ١٩٦٣- ضعيف، الباني: ٣٣٦- احمد: ٣٢.

٩٧٠١۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَايَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ. (رواه أبوداؤد: ٤٨٩٥)

عیاض بن حمار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور تواضع سے پیش آ ؤ۔ یہاں تک کہ کوئی کسی کے خلاف بغاوت نہ کرے اور کوئی کسی پر فخر نہ جتائے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......تواضع کا مطلب ہے کہ حق کے سامنے سرتسلیم خم کرنا اور مخلوق کے لیے پہلو نرم رکھنا، بڑا ہو، چھوٹا ہو، امیر ہو یا غریب، سب کے لیے نرم خو رہنا اور اپنی عظمت و کبریائی اور شرف کی مستی میں کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرنا تواضع ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۲۵)

٩٧٠٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ. (رواه البخاري: ٦٨٨٢)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین انسان اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہیں۔ حرم میں بے دینی پھیلانے والا، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا اور کسی مسلمان کا خون طلب کرنے والا حق کے بغیر تاکہ اس کا خون بہادے۔'' (بخاری)

شرح: ......تمام برائیوں سے مبغوض یہ برائی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک کیا جائے، یہاں مراد شرک کے بعد والی برائیوں سے سب سے زیادہ مبغوض برائیاں ہیں، یہ تین ہیں۔

۱۔ الحاد سے مراد حق سے مائل ہونا ہے، حرم میں صغیرہ گناہ بھی کیا جائے تو اس میں غیر حرم کے کبیرہ گناہ سے زیادہ شدت ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الحج: ٢٥)

''جو اس میں ظلم کے ساتھ الحاد کا ارادہ کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔''

۲۔ مبغوض حرکت یہ ہے کہ اسلام کے باوجود جاہلیت کا طریقہ اپنانا۔ اس میں ہر جاہلی رسم آ جاتی ہے، بدشگونی، کہانت، یا شرکیہ عقائد وغیرہ۔ ارشاد باری ہے:

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ (المآئدة: ٥٠)

(٩٧٠١) ابوداؤد: ٥٨٩٥۔ صحيح، الباني: ٤٠٩٣۔ ابن ماجه: ٤١٧٩.

(٩٧٠٢) بخاري: ٦٨٨٢.

''کیا یہ جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں اللہ سے حکم کے لحاظ سے کون اچھا ہے اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے۔''

۳۔مبغوض کام یہ ہے کہ حرم میں ناحق خونریزی کی جائے۔اگر کوئی مرتد ہو جائے اور توبہ نہ کرے یا قتل کے قصاص میں مارا جائے تو وہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتا۔(فتح الباری:۱۲/ ۲۱۰)

عطاء بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حرم میں فتح مکہ کے موقع پر مزدلفہ میں ایک آدمی قتل ہوا، تب آپ ﷺ نے یہ مذکور حکم جاری کیا۔(حوالہ مذکور)

۹۷۰۳۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ . (رواه البخاري:٢٤٠٨)

''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میری طرف کوئی حدیث لکھ دیجیے جو آپ نے نبی ﷺ سے سنی ہو۔ تو انہوں نے ان کی طرف لکھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حرام کی تم پر ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کا زندہ دفنا دینا، منع کرنا اور طلب کرنا اور اُس نے تمہارے لیے تین کام ناپسند کیے ہیں۔ زیادہ باتیں کرنا، کثرت سے سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا۔''(الشیخان)

شرح:...... اس کا پس منظر یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ رسول اکرم ﷺ سے جو آپ نے حدیث سنی ہو وہ لکھ کر بھیجیں اس کے جواب میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ نبی ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور پھر یہ حدیث بیان کی۔

۱۔نافرمانی تو باپ کی بھی حرام ہے، ماں چونکہ عورت ذات ہے اور کمزور ہے، اس لیے اس کی نافرمانی کا خصوصی ذکر کیا ہے۔

۲۔بچوں اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ جاہلیت میں لوگ کرتے تھے۔آج کل غیر مسلم ممالک میں اور ان کی دیکھا دیکھی مسلم ممالک میں برتھ کنٹرول (ضبط ولادت) کی کوشش کی جارہی ہے اور ظلم یہ ہے کہ بچہ روح پڑنے کے بعد بھی ماں کے پیٹ میں تحلیل کر دیا جاتا ہے۔اگر بچی پیدا ہو، یا بچے زیادہ ہوں تو اسے پیدائش کے بعد بھی زہر کا ٹیکہ لگا کر مار دیا جاتا ہے یہ بھی زندہ درگور کرنا ہی ہے۔

۳۔اس میں اپنے ذمہ مالی حقوق ادا نہ کرنے والے اور دوسروں سے اپنے حقوق حاصل کرنے والے کو روکا گیا ہے۔مثلاً خود زکوۃ نہ دینا اور دیگر ضروری اخراجات ادا نہ کرنا اور جس مال کا یہ مستحق نہیں اسے طلب کرنا۔

(٩٧٠٣) بخاری: ٢٤٠٨۔ مسلم: ٥٩٣۔ ابوداؤد: ١٥٠٥۔ نسائی: ١٣٤٢۔ دارمی: ٢٧٥١۔ احمد: ١٧٧٣٤.

۴۔اس میں سنی سنائی باتیں بغیر تحقیق آگے پہنچانے، چغلی اور غیبت کرنے اور لوگوں کے عیوب اور کمزوریاں بیان کرنے اور بغیر دلیل کے کہنا فلاں امام نے یہ کہا ہے، فلاں عالم نے یہ کہا ہے اور قرآن وحدیث پر عمل سے روکنا اور لغویات میں الجھانا جن کا نہ دین میں نہ دنیا میں فائدہ ہو یہ سب چیزیں اس میں شامل ہیں۔

۵۔کثرت سوال سے روکا گیا ہے، غیر ضروری سوالات، لوگوں کے متعلقہ اطلاعات جن کا وجود نہیں اور جو واقعات ابھی رونما نہیں ہوئے ان کے متعلق کرید کرنا اور علمائے کرام کو الجھانے کے لیے سوال کرنا وغیرہ سب منع ہے۔

۶۔حرام جگہوں پر مال خرچ کرنا یا دین وشریعت نے جہاں خرچ کرنے سے منع کیا ہے وہاں خرچ کرنا اور جہاں بندوں کی مصلحت اور بھلائی ہے، وہاں خرچ نہ کرنا، یہ مال ضائع کرنا ہے اور جائز مقام پر بھی اسراف کرنا مال ضائع کرنا ہے۔اس حدیث میں ترغیب ہے کہ ایسے اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ اپنا کر دنیا وآخرت سنوار لیں۔(تفہیم الاسلام:۲/۸۵۲)

٩٧٠٤۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ. (رواه أبوداوٗد: ٥١٣٠)

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی چیز سے محبت کرتا ہے، تو وہ تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔''(ابوداؤد)

٩٧٠٥۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهٗ: أَلَاأُنَبِّئُكُمْ بِشَرَارِكُمْ ؟ يَأْكُلُ وَحْدَهٗ ، وَيَجْلِدُ عَبْدَهٗ ، وَيَمْنَعُ رِفْدَهٗ. (رواه رزين)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے بدترین انسان بتادوں؟ وہ جو تنہا کھاتا ہے، اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہے اور اپنی بھلائی روکے رکھتا ہے۔''(رزین)

٩٧٠٦۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهٗ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا. (رواه الترمذی:٢٤٠٧)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صبح کا وقت ہوتا ہے تو ابن آدم کے تمام اعضاء زبان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ کا خوف کر۔ہم تو تیرے ماتحت ہیں۔اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو جائے تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

شرح:......صبح ہوتے ہی تمام اعضائے انسانی زبان کی بارگاہ میں تعظیم کرتے ہوئے عرض پرداز ہوتے ہیں کہ

(٩٧٠٤) ابوداؤد: ٥١٣٠۔ ضعیف، البانی: ١٠٩٧۔ احمد: ٢٧٠٠٠.

(٩٧٠٥) رزین.

(٩٧٠٦) ترمذی: ٢٤٠٧۔ حسن، البانی: ١٩٦٢۔ احمد: ١١٤٩٨.

ہمارے حقوق کی بابت اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہم اگر درست سمت اختیار کریں گے تو تیری مدد سے ہی کریں گے اور اگر کجی اختیار کریں گے تو تیری ہی وجہ سے کریں گے۔

ایک اعتراض یہ ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، وہ دل ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ زبان دل کی ترجمان ہے اور بدن کے ظاہری اعضاء میں یہ دل کی نائب ہے۔ اگر کوئی معاملہ زبان کی طرف منسوب ہوتا ہے تو حقیقت میں دل کی ہی کارکردگی ہے، زبان کی طرف نسبت مجازی ہے۔ شفا تو اللہ ہی دیتا ہے۔ لیکن مجازی طور پر کہتے ہیں فلاں ڈاکٹر سے مریض کو شفا ملی ہے۔

(تحفۃ الاحوذی:۳/ ۲۸۸)

٩٧٠٧- عَنْ أَنَسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَعْنِيْ رَجُلًا أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَلَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهٗ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ أَوْ بَخِلَ بِمَالَا يَنْقُصُهٗ. (رواه الترمذی: ٢٣١٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ایک مرد فوت ہوا تو دوسرے مرد نے کہا: تجھے جنت کی بشارت ہو۔ نبی کریم ﷺ سن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا معلوم شاید اس نے بے کار بات کی ہو یا وہ بخل کیا ہو جس کی اُس کو ضرورت نہیں تھی۔''

٩٧٠٨-عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهٗ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ. (رواه الترمذی:٢٤١٢)

''سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کی ہر بات اس پر بوجھ ہوتی ہے، مگر اچھی بات کا حکم دینا یا بری بات سے روکنا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔'' (یہ ترمذی کی روایات ہیں)

٩٧٠٩- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ. (رواه البخاری: ٦٤٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک بندہ اللہ کی خوشنودی کا کلمہ کہہ دیتا ہے اور اُس کو اہمیت نہیں دیتا جبکہ اللہ تعالیٰ اس کلمے کے بدلے اُس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور ایک بندہ اللہ کی ناراضی کا کلمہ بولتا ہے اور اس کی کوئی پروا نہیں کرتا جبکہ اس کے ذریعے وہ آگ میں گر جاتا ہے۔'' (مالک، الشیخین، ترمذی)

(٩٧٠٧) ضعيف، الترمذی: ٢٣١٦۔ البانی: ٤٠٢.

(٩٧٠٨) ترمذی: ٢٤١٢۔ ضعيف، البانی: ٤٢٤۔ ابن ماجه: ٣٩٧٤.

(٩٧٠٩) بخاری: ٦٤٧٨۔ مسلم: ٢٩٨٨۔ ترمذی: ٢٣١٤۔ احمد: ٨٩٦٧۔ مؤطا: ١٨٤٩.

۹۷۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهِ قُلُوْبَ الرِّجَالِ أَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا . (رواه أبوداوٗد: ٥٠٠٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس لیے گفتگو سیکھی تا کہ لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس سے نہ مال خرچ کرنا قبول کرے گا اور نہ عدل کرنا۔''

شرح: ...... وہ کلمہ جس کی وجہ سے ہلاکت ہوتی ہے وہ ہے کسی مسلمان پر سرکشی کرنا اور اس کے خلاف سعی کرنا۔ اور وہ کلمہ جس کے ساتھ درجات بلند ہوتے ہیں اور اللہ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان سے ظلم کو دور کیا جائے، اس سے مصیبت ہٹا دی جائے اور اگر مظلوم ہو تو اس کی مدد کی جائے۔

اس لیے جس بات کے حسن وقبح سے انسان ناآشنا ہو وہ بات کرنا حرام ہے۔

اس حدیث میں زبان کی حفاظت کی ترغیب ہے کہ بولنے سے پہلے تدبر کر لیا جائے۔ اگر مصلحت ہو تو بات کرے اگر نہ ہو تو رک جائے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۱۱)

۹۷۱۱- عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيْرًا بِالطَّرِيْقِ فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ فَقِيْلَ لَهُ تَقُوْلُ هٰذَا لِخِنْزِيْرٍ فَقَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ أُعَوِّدَ لِسَانِيْ الْمَنْطِقَ بِالسُّوْءِ . (رواه مالك: ١٨٤٧)

''یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو راستے میں خنزیر ملا تو انہوں نے خنزیر سے کہا: سلامتی کے ساتھ گزر جا، تو عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ خنزیر کو یہ بات کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ میں اپنی زبان کو بدگوئی کی عادت ڈال دوں۔'' (امام مالک)

شرح: ...... اس سے حسن ادب کا پتہ چلتا ہے کہ انبیائے کرام کس قدر مہذب ہوتے ہیں اور اپنی زبان کی نہایت ہی حفاظت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ جنہیں ادب کی دولت سے نوازتا ہے ان سے ایسا ہونا ممکن ہے۔

(شرح زرقانی: ۴/ ۴۰۱)

۹۷۱۲- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُوا الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی تو جب آپ نے اُس کو دیکھا تو فرمایا: خاندان کا بُرا بھائی ہے یا فرمایا: خاندان کا بُرا بیٹا ہے۔ جب وہ آ کر بیٹھا تو رسول کریم ﷺ اُس کے ساتھ

(۹۷۱۰) ابوداؤد: ۵۰۰۶۔ ضعیف، البانی: ۱۰۵۶۔ (۹۷۱۱) مؤطا: ۱۸۴۷۔

(۹۷۱۲) بخاری: ۶۰۳۲۔ مسلم: ۲۵۹۱۔ ابوداؤد: ۴۷۹۱۔ ترمذی: ۱۹۹۶۔ احمد: ۲۴۷۲۶۔ مؤطا: ۱۶۷۲۔

انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاعَائِشَةُ مَتٰى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّالنَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ. (رواه البخاري: ٦٠٣٢)

خندہ پیشانی سے ملے اور بشاشت سے اسے بیٹھایا۔ پس جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تو اس کو یہ یہ کہا، پھر آپ اُس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو نے مجھے بد کلامی کرتے پایا ہے۔ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہے جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اُس کی ملاقات ترک کر دیں۔''

٩٧١٣۔ وفي رواية: اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ. (رواه البخاري: ٦٠٥٤)

''ایک روایت میں ہے اس کی فحش باتوں سے بچنے کے لیے۔'' (نسائی کے سوا چھ نے روایت کیا)

شرح: ...... یہ آدمی عیینہ بن حصن فزاری یا مخرمہ بن نوفل تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص علانیہ فاسق ہو اور فحش گو ہو، ظالم ہو، یا بدعت کا داعی ہو اس کی غیبت جائز ہے تاکہ دوسرے اس سے آگاہ ہو جائیں اور اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ البتہ اس سے نرمی سے اور خندہ پیشانی سے پیش آنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۴۵۴)

٩٧١٤۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ قَالَ أَبُوْ إِسْحٰقَ لَاأَدْرِيْ أَهْلَكَهُمْ بِالنَّصْبِ أَوْ أَهْلَكُهُمْ بِالرَّفْعِ. (رواه مسلم:٢٦٢٣)

وَفَسَّرَهٗ مَالِكٌ إِذَا قَالَ مُعْجِبًا بِنَفْسِهٖ أَشَدَّ اِحْتِقَارًا مِنْهُ لِغَيْرِهٖ فِيْ بَأْسٍ بِهٖ.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ جب تم کسی آدمی کو سنو کہ وہ کہتا ہے: لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ اُن سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہوتا ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد)

ابو اسحاق نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اَهْلَكَهُمْ نصب کے ساتھ ہے یا رفع کے ساتھ ہے اور اس حدیث کی امام مالک رحمہ اللہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ جب کوئی انسان اپنے نفس کو پسند کر کے دوسروں کو عیب لگانے کی خاطر اس طرح کہے تو وہ دوسروں سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اور اگر اپنے نفس کو بھی دوسرے مجرموں کے ساتھ ہی شمار کر کے افسوس کرتا ہے اور اپنے نفس کو دوسرے لوگوں سے زیادہ حقیر تصور کرتا ہے تو پھر ایسا کہنے کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح: ...... یہ کہنا گناہ ہے، یہ ایک متکبرانہ طریقہ ہے جس میں لوگوں کی مذمت پائی جاتی ہے اور ان

(٩٧١٣) بخاري: ٦٠٥٤۔ مسلم: ٢٥٩١۔ ابوداؤد: ٤٧٩٢۔ ترمذي: ١٩٩٦۔ احمد: ٤٢٧٨۔ مؤطا: ١٤٧٢.

(٩٧١٤) مسلم: ٢٦٢٣۔ ابوداؤد: ٤٩٨٣۔ احمد: ٩٦٧٨۔ مؤطا: ١٨٤٥.

کے عیوب کا اظہار ہے اور انہیں رحمت الٰہی سے مایوس کرنے والی بات ہے اور اس کی مغفرت سے محروم کرنے کی صورت ہے، خود کو پاکباز اور معزز قرار دینے کا قرینہ ہے اور لوگوں کو ذلیل اور حقیر گردانتا ہے، اس سے لوگ مزید خراب ہوتے ہیں۔ البتہ دینی امور میں نقائص پیدا کرنے والوں پر رنجیدہ خاطر ہونا یعنی یوں کہنا کہ لوگ دین سے دور ہو رہے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۴۰۰)

۹۷۱۵۔ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ أَوْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لِأَبِيْ مَسْعُوْدٍ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ زَعَمُوْا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٩٧٢)

''ابو قلابہ کا بیان ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو عبداللہ کو کہا یا ابوعبداللہ نے ابو مسعود کو کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے نہیں سنا: ''جیسا لوگوں کا گمان ہے'' تو اُس نے کہا: میں نے آپ کو کہتے سنا ہے: ''ایک آدمی کی بری سواری۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... زعموا، حق بات، باطل بات اور جھوٹ اور سچ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسے سواری سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ آدمی جب سفر کا ارادہ کرتا اور کسی شہر میں جانے کے لیے سواری پر سوار ہوتا اور ضرورت تک رسائی حاصل کرتا ہے تو یہ سواری مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح یہ لفظ بے سند ہے، اس لیے اسے ذریعہ بنانے سے منع کیا گیا ہے، حکم دیا گیا ہے کہ پہلے مضبوط تحقیق کر لیں، پھر بات آگے کریں اور قابل اعتماد راوی سے بات لیں، سنی سنائی بات آگے نہ بتائیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۴۹)

۹۷۱۶۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ، قَالَ أَحْمَدُ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ. (رواه الترمذي: ٢٥٠٥)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی عار دلائی تو وہ نہیں مرے گا جب تک وہ یہ عمل نہیں کرے گا۔'' احمد نے کہا: جس گناہ سے اس نے توبہ کی ہو۔'' (ترمذی)

۹۷۱۷۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ

''سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری ساری امت معاف کر دی جائے گی مگر کھلے طور پر برائی کرنے والے۔ اور کھلم کھلا برائی کرنا یہ ہے کہ انسان نے رات کی تاریکی میں حرام کام کیا اور اللہ نے اُس پر پردہ

(۹۷۱۵) ابوداؤد: ٤٩٧٢۔ صحيح، البانی: ٤١٥٨۔ احمد: ١٦٦٢٧.

(۹۷۱٦) ترمذی: ٢٥٠٥۔ موضوع: ٤٤٩.   (۹۷۱۷) بخاری: ٦٩٦٩۔ مسلم: ٢٩٩٠.

اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ يَافُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ. (رواه البخاري: ٦٠٦٩)

ڈالا تو وہ لوگوں کو کہے کہ اے فلاں! آج رات میں نے ایسا اور ایسا کیا ہے۔ رات کو اللہ نے اُس پر پردہ ڈالا اور صبح کو اس نے اللہ کا پردہ چاک کر دیا۔" (الشیخان)

شرح: ...... ایسا آدمی دو قباحتیں کرتا ہے ایک تو نافرمانی کا اظہار کرتا ہے، دوسرا بے حیائی اور ڈھٹائی جیسی مذموم حرکت کرتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اپنے فسق اور بدعت کا خود اظہار کرتا ہے تو جس چیز کا وہ اظہار کرتا ہے اگر کوئی دوسرا آدمی اتنی ہی بات کو بیان کرے تو یہ غیبت میں شمار نہیں ہوتا، یہ جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۸۷)

٩٧١٨ـعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا ـ فَقَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوْحَانَ صَدَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَمَّ قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا فَالرَّجُلُ يَكُوْنُ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَهُوَ أَلْحَنُ بِالْحُجَجِ مِنْ صَاحِبِ الْحَقِّ فَيَسْحَرُ الْقَوْمَ بِبَيَانِهِ فَيَذْهَبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا فَيَتَكَلَّفُ الْعَالِمُ إِلٰى عِلْمِهِ مَالَا يَعْلَمُ فَيُجَهِّلُهُ ذٰلِكَ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنْ الشِّعْرِ حُكْمًا فَهِيَ هٰذِهِ الْمَوَاعِظُ وَالْأَمْثَالُ الَّتِي يَتَّعِظُ بِهَا النَّاسُ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا فَعَرْضُكَ كَلَامَكَ وَحَدِيْثُكَ عَلٰى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلَا يُرِيْدُهُ. (رواه أبو داوٗد: ٥٠١٢)

"سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بعض بیان جادو کا سا اثر رکھتا ہے، اور کوئی علم جہالت ہوتا ہے اور کوئی شعر پر حکمت ہوتا ہے اور بعض اوقات کلام کرنا مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ صعصعہ بن صوحان نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ کوئی بیان جادو اثر ہوتا ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک انسان کے ذمے حق ہوتا ہے مگر وہ چرب زبان ہوتا ہے اور اپنے مخالف فریق پر اپنی دلیل قائم کر دیتا ہے۔ پس بیان کو مدلل کر کے حق کو اپنی طرف پھیر دیتا ہے۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان...... کہ بعض علم جہالت ہوتے ہیں تو یہ اس طرح کہ ایک آدمی بتکلف کسی فن میں اپنی مہارت ظاہر کرتا ہے تو اس کی جہالت دوسروں پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ کوئی شعر پر حکمت ہوتا ہے۔ تو اس کی مثال مواعظ اور نصیحت کے الفاظ ہیں جن سے انسان

(٩٧١٨) ابوداؤد: ٥٠١٢ـ ضعيف، البانی: ١٠٦٦ـ قال الاستاذ زهير الشاويش سكت الشيخ ناصر الدين عن هذا التفسير ولم يضع له حكما.

نصیحت پکڑتا ہے۔ اور آپ ﷺ کا قول کہ کوئی گفتگو باعث مصیبت ہوتی ہے اس کا رازیوں سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ تیرا بیان کرنا اس کے سامنے جو تیرا کلام سننے کا ارادہ نہیں کرتا یا وہ اس بات کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔

٩٧١٩۔عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ أَلَا إِنَّ رَبِّيْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَإِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالُهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَالَمْ أُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَإِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهٗ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوْا رَأْسِيْ فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ قَالَ وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ

''سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: خبردار! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں علم سکھاؤں جو تم نہیں جانتے اور آج جو مجھے علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: جو چیز میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ اس کے لیے حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو یکسو اور حنفاء پیدا کیا ہے۔ اور ان کے پاس شیطان آتے ہیں اور ان کو دین سے منحرف کرتے ہیں اور جو چیز میں نے بندوں کے لیے حلال کی ہے اس کو حرام کرتے ہیں، اور شیطان ان کو حکم دیتے ہیں کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے معبود ہونے کی میں نے کوئی دلیل نہیں نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نگاہ فرمائی تو ان سب عرب وعجم کو ناپسند قرار دیا ماسوا ان لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے اصل دین پر قائم تھے اور اللہ نے مجھے فرمایا کہ میں آپ کو مبعوث کرتا ہوں تاکہ آپ کو بھی آزماؤں اور آپ کے ذریعے دوسروں کو بھی آزماؤں، اور آپ کی طرف ایسی کتاب نازل کرتا ہوں جسے پانی دھو نہیں سکتا ہے، آپ نیند کی حالت میں اور بیداری کی حالت میں پڑھتے رہیں گے۔ اور مجھے اللہ نے حکم دیا کہ میں قریش کو ملا دوں تو میں نے عرض کی: اے میرے ربّ! وہ تو میرا سر پھاڑ کر روٹی کی مانند

(٩٧١٩) مسلم: ٢٨٦٥۔ ابوداؤد: ٤٨٩٥۔ ابن ماجه: ٤٨٩٦۔ احمد: ١٧٨٧٤.

مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ قَالَ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَازَبْرَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا لَايَبْتَغُوْنَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهٗ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ. (رواه مسلم: ٢٨٦٥)

کر دیں گے۔ تو اللہ نے فرمایا: عنقریب تو ان کو نکال دے گا جیسے انہوں نے تجھے نکالا ہے اور ان سے جنگ کر، ہم تیری مدد کریں گے، اور تو خرچ کر ہم تیرے اوپر خرچ کریں گے اور تو فوج روانہ کر ہم اس کی امداد ارسال کریں گے۔ اور جو تیری اطاعت کرتے ہیں ان کو ساتھ لے کر ان لوگوں سے جہاد کر جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ فرمایا: اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں۔ عادل حکمران، صدقہ دینے حق کے موافق کام کرنے والا۔ دوسرا وہ نرم دل مسلمان جو قرابت داروں کے ساتھ نرمی کرنے والا ہو۔ تیسرا وہ عیال دار مسلمان جو ضعیف ہونے کے باوجود سوال سے بچنے والا ہو۔ فرمایا: اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں، وہ ضعیف بے کار جو تمہارے درمیان پڑے رہتے ہیں نہ ان کا مال ہے اور نہ اہل ہے۔ اور وہ خیانت کرنے والا جو کھلم کھلا خائن ہے تھوڑی سی چیز میں بھی خیانت کرنے سے باز نہیں رہتا ہے۔ اور وہ انسان جو رات دن تیرے ساتھ تیرے اہل و مال میں دھوکا دینے کے درپے ہو۔ اور بخیل اور جھوٹے کا ذکر کیا اور پھر فرمایا: ''بداخلاق فحش باتیں کرنے والا۔'' (مسلم)

٩٧٢٠۔عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً. (رواه البخاري: ٦٤٩٨)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی یہی مثال ہے۔ سو اونٹوں میں سے سواری کے قابل کسی کو نہیں پائے گا۔'' (الشیخان، ترمذی)

٩٧٢١۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ

''ایک روایت میں ہے۔ ان میں سے سواری کے قابل تو ایک

(٩٧٢٠) بخاری: ٦٤٩٨۔ مسلم: ٢٥٤٧۔ ترمذی: ٢٨٧٢۔ ابن ماجہ: ٣٩٩٠۔ احمد: ٦٢٠١.

(٩٧٢١) ترمذی: ٢٨٧٢۔ صحیح، البانی: ٢٣٠٣۔ بخاری: ٦٤٩٨۔ مسلم: ٢٥٤٧۔ ابن ماجہ: ٣٩٩٠۔ احمد: ٦٢٠١.

وَقَالَ لَاتَجِدُ فِيهَارَاحِلَةً أَوْ قَالَ لَاتَجِدُ فِيهَا إِلَّا رَاحِلَةً. (رواه الترمذی: ٢٨٧٢)

ہی پائے گا۔‘‘

شرح: ......اس کا مطلب ہے کہ شرعی احکام میں سب لوگ برابر ہیں ایک کو دوسرے پر شرف حاصل نہیں جیسا کہ سب اونٹ سواری کے قابل ہیں۔

دوسرا مطلب ہے کہ اکثر لوگ نقص والے ہیں، اہل فضل کی کمی ہے اور اللہ کے پسندیدہ لوگ کم ہیں، ویسے تو لوگوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ (فتح الباری: ١١/ ٣٣٥)

٩٧٢٢۔عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهٗ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَايُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَكْرَمَهٗ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْلَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَايُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَاأُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهٗ أَبَدًا. (رواه البخاری: ١٢٤٣)

’’ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ بیشک ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا ان انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی تھی۔ وہ کہتی ہیں: مہاجرین پر ہم نے قرعہ ڈالا تو ہمارے حصے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو ہم نے اپنے مکانوں میں ٹھہرایا۔ ان کو وہ درد پیدا ہوا جس میں ان کی موت واقع ہوئی۔ جب وہ فوت ہوئے تو ان کو غسل دے کر ان کے کپڑوں کا کفن پہنایا گیا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے ابوسائب! تیرے اُوپر اللہ کی رحمت نازل ہو، میری یہ گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت اور اکرام دے دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا معلوم کہ اللہ نے اس کو اکرام دیا ہے؟ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! پھر وہ کون ہوگا جسے اللہ اکرام فرمائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر تو موت آ گئی اور قسم اللہ کی! میں اس کے لیے بہتری کا گمان کرتا ہوں اور قسم ہے اللہ کی! میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھے معلوم کیا جائے گا۔ ام علاء کہتی ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے نہیں ہے کہ میرے ساتھ کیا کسی کو پاک صاف نہیں قرار دیا۔‘‘

(٩٧٢٢) بخاری: ١٢٤٣۔ احمد: ٢٦٩١١.

شرح: ......اس میں قرعہ ڈالنے اور میت کو بوسہ دینے اور بغیر نوحہ کے رونے کی اجازت کا ثبوت ہے۔
(جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۲۸۵)

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی نے عمل کیے بھی ہوں پھر بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخلہ نہ ہوگا۔

٩٧٢٣ـ وَفِي رَوَايَةٍ: قَالَتْ فَنِمْتُ فَأُرِيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ. (رواه البخاري: ٢٦٨٧)

''ایک روایت میں ہے اس نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نہر جاری ہے۔ تو میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو خواب بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کا عمل ہے۔'' (بخاری)

٩٧٢٤ـ عَنْ يَحْيَي بْنِ وَاقِدٍ، رَفَعَهُ: إِذَاكَانَتْ سَنَةُ ثَمَانِيْنَ وَمِائَةٍ فَقَدْ أُحِلَّتْ لِأُمِّتِيْ الْعُزْبَةُ وَالتَّرَهُّبُ فِيْ رُئُوْسِ الْجِبَالِ. (رواه رزين)

''یحیٰی بن واقد مرفوع بیان کرتے ہیں کہ جب ایک سو اسی سال پورے ہوں گے تو میری امت کے لیے تنہائی اور ترک دنیا کا وقت آ جائے گا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسیرا کرنا ہوگا۔'' (رزین)

٩٧٢٥ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتٰى أَبْوَابَ ا لسُّلْطَانِ افْتَتَنَ. (رواه الترمذي: ٢٢٥٦)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو دیہات میں آباد ہوا اس نے گناہ کیا اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوا اور جو بادشاہوں کے گھروں میں آیا وہ فتنے میں مبتلا ہوا۔''

٩٧٢٦ـوفي رواية: وَمَاازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا. (رواه أبوداؤد:٢٨٥٩)

''ایک روایت میں ہے: جو بندہ بادشاہ کے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہوتا جائے گا۔'' (اصحاب سنن)

شرح: ...... فتنے میں یوں مبتلا ہوگا کہ اگر بادشاہ ظالم ہے اور یہ اس کی موافقت کرے تو دین خطرے میں ہوا اور اگر اس کی مخالفت کرے تو دنیا خطرے میں ہے۔

اور اگر بادیہ نشیں ہوگا تو نہ تو نماز جمعہ میں حاضر ہوگا نہ جماعت میں شریک ہوگا، نہ ہی اسے علماء کی مجالس میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے یہی ظلم ہے۔

(٩٧٢٣) بخاری: ٢٦٨٧ـ احمد: ٢٦٩١١.

(٩٧٢٤) رزین.

(٩٧٢٥) ترمذی: ٢٢٥٦ـ صحیح، البانی: ١٨٤٠ـ ابوداؤد: ٢٨٥٩ـ نسائی: ٤٣٠٩ـ احمد: ٣٣٥٢.

(٩٧٢٦) ابوداؤد: ٢٨٥٩ـ ضعیف، البانی: ٦١٢ـ ترمذی: ٢٢٥٦ـ نسائی: ٤٣٠٩ـ احمد: ٣٣٥٢.

اور جو شکار کا عادی ہوگا اور شکار کو ایک کھیل کے طور پر اپنائے گا وہ غفلت کا شکار ہوگا اور مردہ دل ہو جائے گا۔

ہاں اگر شکار خوراک کے لیے کیا جائے تو یہ جائز ہے، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شکار کیا کرتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۰۹)

٩٧٢٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا. (رواه مسلم: ٢١٢٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم کی دو اقسام کے لوگوں کو تا حال ان کو میں نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ ایک قوم ہوگی جو ہاتھوں میں گائے کی دم کی مثل کوڑے اُٹھائے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری قسم ننگے بدن مائل کرنے والی خود مائل ہونے والی عورتیں ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی مثل موٹے ہوں گے، نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت تک پائی جائے گی۔'' (مسلم)

شرح: ...... اس میں ظالم حکمرانوں کی سزا ہے جو بے جا لوگوں کو مارتے ہیں اور ستم کرتے ہیں اور غلط عورتوں کی سزا بھی بتائی گئی ہے، مؤطا میں اس کی وضاحت ہے کہ یہ جنت سے محروم ہوں گے۔ حالانکہ اس کی خوشبو ۵۰۰ سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔ عورتوں کو لباس کے باوجود برہنہ کہا گیا ہے اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر نہ کریں گی۔ یہ ناشکری ان کا برہنہ پن ہے کہ اس نے لباس دیا ہے یہ ناقدری کریں گی۔

دوسرا معنی یہ کہ جمال آرائی کے لیے جسم کا کچھ حصہ ستر میں ہوگا کچھ برہنہ ہوگا۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ لباس اتنا زیادہ باریک ہوگا کہ جسم اندر سے برہنہ کی مانند نظر آئے گا۔

مائل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت سے روگردانی کریں گی اور ان کے ذمہ جو عصمتوں کی حفاظت کرنا تھی اس کا التزام نہ کریں گی اور دوسری خواتین کو بھی اس عریانی پر مائل کریں گی۔

ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اپنی چال میں لٹک پن پیدا کریں گی اور اپنے کندھے کو مٹک مٹک کر حرکت دیں گی اور اس سے مراد یہ بھی ہے کہ سر کے بالوں کا جوڑا کر کے اوپر اٹھائیں گی۔ جب چلیں گی تو اونٹ کی کوہان کی مانند یہ جوڑا جھولے گا۔

الغرض اپنی زیبائش وآرائش سے اور پرکشش اداؤں سے خود بھی میلان کا اظہار کریں گی اور مردوں کو بھی اپنی شوخی کردار سے اپنا گرویدہ بنائیں گی۔

(٩٧٢٧) مسلم: ٢١٢٨۔ احمد: ٩٣٨٨۔ مؤطا: ١٦٩٤.

اوران دونوں مجرموں کی سزا یہ ہے کہ جنت میں نہ جائیں گے، سزا کے بعد ہی جائیں گے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۷۱)

۹۷۲۸۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مُثِّلَ ابْنُ آدَمَ وَإِلٰى جَنْبِهٖ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ مَنِيَّةً إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتّٰى يَمُوْتُ. (رواه الترمذي: ۲۱۵۰)

''مطرف بن عبداللہ بن شخیر اپنے والد سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ابن آدم کی مثال بیان فرمائی اور اس کے اردگرد ننانوے موت کے اسباب کا ذکر فرمایا۔ ان اموات سے بچ جائے تو بڑھاپے میں پڑے گا اور بالآخر فوت ہو جائے گا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... آدم کے بیٹے کی مثال یہ ہے کہ اس کے پہلو میں ننانوے یعنی کثرت سے بیماریاں ہیں اور مصائب ہیں جو اس کے سامنے کھڑے ہیں، آزمائش موت کے معنی میں لی گئی ہے کیونکہ یہ موت کی سیڑھی ہے۔

جب انسان ان میں سے ایک سے محفوظ رہتا ہے تو دوسری سامنے کھڑی ہوتی ہے۔ بیماری ہے، بھوک ہے، غرق ہونا ہے، جل جانا وغیرہ ہے، ان سے اگر یہ گزر جاتا ہے تو بڑھاپا تو ضرور آن لیتا ہے اور اس کے بعد موت ہے جس سے راہِ فرار نہیں۔

مقصد یہی ہے کہ مصائب اور آزمائشیں اور امراض وغیرہ سے انسان پیدائشی طور پر وابستہ ہے، ان سے چھٹکارا نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۳۷)

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ﴾ (البلد: ٤)

''بلاشبہ ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔''

۹۷۲۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (رواه البخاري: ٦٤١٢)

''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کے معاملے میں گھاٹے میں ہیں: جسمانی صحت اور فراغت۔'' (بخاری، ترمذی)

شرح: ...... نعمت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ساتھ انسان لذت و مسرت حاصل کرتا ہے اور غبن ہے کہ ایک چیز زیادہ قیمت سے خریدی جائے اور کم قیمت سے فروخت کی جائے، مقصد یہ ہے کہ صحت و فراغت کے ساتھ زیادہ تر لوگ مستفید نہیں ہوتے، انہیں غلط استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ دونوں چیزیں ان کے لیے وبال بن جاتی ہیں۔ اگر یہ انہیں درست استعمال کرتے تو یہ ان کے لیے کمال بن جاتیں۔

یہ صحت اور فراغت دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ اگر ان پر اللہ کا شکر یہ ادا کیا جائے کہ اس کے احکام کی فرمانبرداری کی

(۹۷۲۸) ترمذی: ۲۱۵۰۔ حسن، البانی: ۱۷٤۷.

(۹۷۲۹) بخاری: ٦٤١٢۔ ترمذی: ٢٣٥٤۔ ابن ماجه: ٤١٧٠۔ دارمی: ٢٧٠٧۔ احمد: ٣١٩٧.

جائے، اس کی منع کردہ باتوں سے رکا جائے تو یہ قابل رشک ہے۔ اگر اس میں کوتاہی کی جائے تو یہ غبن ہے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس میں جو تجارت کرے گا اس کا منافع آخرت میں ملے گا۔ اگر ان دونوں نعمتوں کی ناقدری کی تو یہ تجارت دنیا میں بھی خسارہ والی ہے اور آخرت تو خسارہ ہی خسارہ ہے، لہٰذا ان دونعمتوں کو اللہ کے ساتھ ایمان لانے اور نفس کے مجاہدہ میں اور دین کے دشمنوں کے خلاف مجاہدہ میں صرف کرے۔ اس سے دنیا وآخرت کی خیر ملے گی اور شیطان اور نفس کی بات ماننے سے اجتناب کرے تا کہ اصل سرمایہ باقی رہے، ارشاد باری ہے:

﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الصف: ١٠)

''کیا میں تم کو وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے۔ (انجاز الحاجہ: ١٢/ ٢٠٠)

٩٧٣٠۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ. (رواه البزار: ٣٦٣٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بعض بندے لوگوں ان کے خدوخال اور نشان سے پہچانے جاتے ہیں۔'' (البزار، الاوسط)

٩٧٣١۔ عَنْ اَبِیْ أُمَامَةَ، رَفَعَهُ: اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ. (للكبير: ٧٤٩٧)

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے، فرمایا: مؤمن کی دقتِ نظر اور بصیرت سے بچو! وہ اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھتا ہے۔''

٩٧٣٢۔ عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ: صَاحِبَةُ مُوْسٰى الَّتِیْ قَالَتْ يَاأَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ، اَلْآيَةُ، وَصَاحِبُ يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ أَكْرِمِیْ مَثْوَاهُ عَسٰى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا، وَأَبُوْبَكْرٍ حِيْنَ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ. (للكبير)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: صاحب فراست تین انسان ہیں۔ ایک موسیٰ علیہ السلام کی زمعہ محترمہ جس نے کہا: اے ابا جان! اس کو اجرت پر رکھو تا آخر آیت، اور یوسف علیہ السلام کو گھر رکھنے والا جس نے کہا: اے عورت! اس کی اچھی جگہ بناؤ قریب ہے یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنالیں۔ اور تیسرے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔'' (الکبیر)

٩٧٣٣۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قِيْلَ لَهُ: صِفْ لَنَا أَهْلَ الْأَمْصَارِ قَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ

''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا آپ ہمارے لیے شہروں کے رہنے والے لوگوں کے حالات واضح

(٩٧٣٠) بزار: ٣٦٣٢۔ طبرانی واسناده حسن، هيثمی: ١٧٩٤٠.

(٩٧٣١) طبرانی: ٧٤٩٧۔ واسناده حسن، هيثمی: ١٧٩٤٠.

(٩٧٣٢) طبرانی كبير باسنادين ورجال احدهما رجال الصحيح، ان كان محمد بن كثير هو العبدی وان كان هو الثقفی فقد وثق على ضعف كثير فيه، هيثمی: ١٧٩٤١.

(٩٧٣٣) طبرانی كبير: ١٣١٨٥۔ وفيه ابو امية بن يعلى وهو ضعيف جدا، هيثمی: ١٧٩٤٣.

أَحْرَصُ النَّاسِ عَلٰى فِتْنَةٍ وَأَعْجَزُهُ عَنْهَا وَأَهْلُ الْعِرَاقِ أَحْرَصُ النَّاسِ عَلٰى عِلْمٍ وَأَبْعَدُهُ مِنْهُمْ وَأَهْلُ الشَّامِ أَطْوَعُ النَّاسِ لِلْمَخْلُوْقِ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ وَأَهْلُ مِصْرَ أَكْيَسُ النَّاسِ صَغِيْرًا وَأَحْمَقُهُ كَبِيْرًا. (للكبير: ١٣١٨٥، بضعف)

کریں۔ تو انہوں نے کہا: اہل حجاز فتنہ اُٹھانے پر حریص اور اس کو پروان چڑھانے سے قاصر رہتے ہیں۔ اور اہل عراق علم کے شائقین تو ہیں مگر اس سے دور رہتے ہیں اور اہل شام اللہ خالق مالک کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت سب سے زیادہ کرنے والے ہیں۔ اور اہل مصر چھوٹی عمر میں زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں اور بڑے ہو کر زیادہ بے وقوف بن جاتے ہیں۔''

٩٧٣٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِنٌ وَمَعْدِنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ. (للكبير: بضعف)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ہر چیز کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان اہل معرفت کے دل ہیں۔'' (یہ دو روایات الکبیر کی ہیں اور سند ضعیف)

٩٧٣٥ـ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ، رَفَعَهُ: مَامِنْ نَاشٍ يَنْشَأُ فِيْ الْعِبَادَةِ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ أَجْرَ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ صَدِّيْقًا. (للأوسط: ٧٨٤، بضعف)

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جو جوانی عبادت میں گذرتا ہے یہاں تک کہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ننانوے صدیقین کا اجر عطا کرتا ہے۔'' (الاوسط سند ضعیف)

٩٧٣٦ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: خَيْرُ شَبَابِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِكُهُوْلِكُمْ، وَشَرُّ كُهُوْلِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِشَبَابِكُمْ. (للأوسط، والبزار بضعف)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں تمہارے اچھے نوجوان وہ ہیں جو بوڑھوں کی محفل میں رہتے ہیں اور تمہارے بوڑھے وہ برے ہیں جو جوانوں کے ساتھ مشابہت بناتے ہیں۔'' (الاوسط البزار سند ضعیف)

٩٧٣٧ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُؤْمِنُ مَأْلَفَةٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ. (رواه أحمد: ٢٢٣٣٣، والكبير)

''سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: مؤمن الفت کرتا ہے اور اس سے اُلفت کی جاتی ہے اور اس میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت کرتا ہے اور نہ اس سے الفت کی جاتی ہے۔'' (احمد اور الکبیر)

(٩٧٣٤) طبرانی كبير وفيه محمد بن رجاء وهو ضعيف، هيثمی: ١٧٩٤٤.

(٩٧٣٥) طبرانی اوسط: ٧٨٤ـ اور كبير بنحوه وفيه يوسف بن عطية الصفار وهو ضعيف جدا، هيثمی: ١٧٩٥٥.

(٩٧٣٦) طبرانی اوسط، بزار وفيهما الحسن بن ابی جعفر وهو ضعيف، هيثمی: ١٧٩٥٧.

(٩٧٣٧) احمد: ٢٢٣٣٣ـ طبرانی كبير واسناده جيد، هيثمی: ١٧٩٧٦.

٩٧٣٨۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، رَفَعَتْهُ: مَنْ لَمْ تَكُنْ فِيْهِ وَاحِدَةٌ مِنْ ثَلَاثٍ فَلَا يُعْتَدُّ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهٖ: تَقْوٰى تَحْجُزُهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ ،أَوْ حِلْمٌ يَكُفُّ بِهِ السَّفِيْهَ ،أَوْ خُلُقٌ يَعِيْشُ بِهٖ فِيْ النَّاسِ . (للكبير: ٢٣/ ٣٩٥ بلين)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتی ہیں: جس میں ان تین اوصاف میں سے کوئی وصف نہ ہوتو اس کے اعمال کسی شمار میں نہیں ہیں۔وہ تقویٰ جو حرام سے اس کو روک دے، دوسرا وہ تحمل مزاجی جس کے ذریعے نادان کو جہالت سے روک دے۔اور تیسرا وہ اچھے اخلاق جس کے ذریعے وہ لوگوں میں زندگی بسر کرے۔'' (الکبیر سند کمزور)

٩٧٣٩۔ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ ،قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَمَامُ الْبِرِّ؟ قَالَ أَنْ تَعْمَلَ فِيْ السِّرِّ عَمَلَ الْعَلَانِيَةِ . (للكبير: ٣٤٢٠)

''سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کامل نیکی کیا ہے؟ فرمایا: جو عمل تو ظاہر میں کرتا ہے وہی باطن میں ہوتو کمال نیکی اور تقویٰ یہ ہے۔'' (الکبیر)

٩٧٤٠۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ ،رَفَعَهٗ: كَفٰى بِالْمَرْءِ مِنَ الْإِثْمِ أَنْ يُشَارَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ خَيْرًا؟ قَالَ وَإِنْ كَانَ خَيْرًا فَهُوَ شَرٌّ لَهٗ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللّٰهُ وَإِنْ كَانَ شَرًا فَهُوَ شَرٌّ لَهٗ . (للكبير: بضعف)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کسی مؤمن کے لیے یہی گناہ کفایت کرتا ہے کہ اس کی طرف انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا جائے۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر نیکی کا اشارہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ فرمایا: اگر نیکی کا بھی ہو تب بھی اس کے لیے برا ہے مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کردے۔اور اگر بدی کا اشارہ ہے تو وہ اس کے لیے بدتر ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٩٧٤١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ رَجُلٌ:يَانَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَكْيَسُ النَّاسِ وَأَحْزَمُ النَّاسِ؟ قَالَ أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَأَكْثَرُهُمْ اِسْتِعْدَادًا أُوْلٰئِكَ الْأَكْيَاسُ ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ . (للصغير: ١٠٠٧)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرد نے عرض کی: یا نبی اللہ! لوگوں میں سے زیادہ عقل مند اور زیادہ دور اندیش کون ہے؟ فرمایا: جو بکثرت موت کو یاد رکھتا ہے اور اس کے لیے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ایسے لوگ زیادہ عقل مند ہیں۔وہ دنیا کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں اور آخرت کا اکرام بھی۔'' (الصغیر)

(٩٧٣٨) طبرانی كبير: ٢٣/ ٣٩٥۔ وفيه عبدالله بن مسلم بن هرمز قال ابو حاتم يكتب حديثه وليس بالقوى وضعفه الجمهور وبقية رجالهٖ ثقات، هيثمى: ١٨٠٣٩.

(٩٧٣٩) طبرانی كبير: ٣٤٢٠۔ وفيه عبدالرحمن بن زياد بن انعم وهو ضعيف لم يتعمد الكذب وبقية رجالهٖ وثقوا على ضعف بعضهم، هيثمى: ١٨٠٨٩.

(٩٧٤٠) طبرانی كبير وفيه كثير بن مروان وهو ضعيف، هيثمى: ١٨١٣٢.

(٩٧٤١) طبرانی صغير: ١٠٠٨۔ ابن ماجه باختصار اسناده حسن، هيثمى: ١٨٢١٣.

٩٧٤٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،رَفَعَهُ : عَلَيْكُمْ بِالْحُزْنِ فَإِنَّهُ مِفْتَاحُ الْقَلْبِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْحُزْنُ ؟قَالَ اِخْنَعُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالْجُوْعِ وَأَظْمَئُوْهَا . (للكبير: ١١٦٩٤)

''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: تم فکر آخرت لازم کرلو وہ دل کی کنجی ہے،لوگوں نے عرض کی: حزن وغم کیسے حاصل ہو؟ آپ نے فرمایا: نفس کو بھوک کے ساتھ قابو کرو اور پیاسا رکھو۔'' (الکبیر)

٩٧٤٣ـ عَنِ الْعَبَّاسِ، رَفَعَهُ: إِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَحَاتَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتَ عَنِ الشَّجَرَةِ الْبَالِيَةِ وَرَقُهَا. (رواه البزار: ١٢٣١ وفيه أم كلثوم بنت العباس)

''العباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کسی بندے کے بدن کے بال خوف خدا سے کھڑے ہوں تو اس کی خطائیں گرنے لگتی ہیں جیسے خشک درخت کے پتے گرتے ہیں۔'' (اس کی سند میں کلثوم بنت عباس ہے)

كِتَابُ التَّوْبَةِ وَالْعَفْوِ وَالْمَغْفِرَةِ

توبہ، معافی، اور مغفرت کا بیان

٩٧٤٤ـعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ أَعُوْدُهُ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَحَدَّثَنَا بِحَدِيْثَيْنِ حَدِيْثًا عَنْ نَفْسِهِ وَحَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِيْ أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتّٰى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ ثُمَّ قَالَ أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِي الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ فَأَنَامُ حَتّٰى أَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى سَاعِدِهِ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاللّٰهُ

''حارث بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دو اشیاء بیان کیں، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور ایک اپنی طرف سے بیان کی پھر انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے زیادہ خوش ہوتا اس بندے کی خوشی سے جو ویران ہلاکت خیز زمین میں جا ٹھہرا ہو اور اس کی سواری اس کے پاس ہو اور اس کی خوراک اور سامانِ سفر سواری ہو اور وہ سر رکھ کر سو جائے اور بیدار ہو تو اس کی سواری چلی گئی ہو اور وہ اس کو تلاش کرتے کرتے بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو جائے اور دل میں کہے: میں جہاں سویا تھا وہاں جا کر سو رہتا ہوں یہاں تک کہ موت آجائے اور مر جاؤں...... چنانچہ وہ اپنے تکیے پر سر رکھ کر مرنے کے لیے تیار ہو جائے اور کچھ نیند کر کے بیدار

(٩٧٤٢) طبراني كبير: ١١٦٩٤ـ اسناده حسن، هيثمي: ١٨٢١٦.

(٩٧٤٣) بزار: ١٢٣١ـ وفيه ام كلثوم بنت العباس ولم اعرفها و بقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٨٢١٧.

(٩٧٤٤) مسلم: ٢٧٤٤ـ بخاري: ٦٣٠٨ـ ترمذي: ٢٤٩ـ احمد: ٣٦٢٠.

أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ. (رواه مسلم: ٢٧٤٤)

ہو تو اس کی سواری خوراک اور سامان کے ساتھ اس کے پاس آ کھڑی ہو۔ اللہ اپنے بندے کی توبہ سے زیادہ خوش ہوتا ہے اس انسان سے جس کی سواری اور سامانِ سفر دوبارہ مل گیا ہو۔'' (الشیخان، الترمذی)

٩٧٤٥۔ عَنْ أَنَسٍ، نَحْوَهٗ وَفِيْهِ: فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِيْ وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ. (رواه مسلم:٢٧٤٧)

''مسلم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مثل اس کے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ مسافر نے اپنی سواری کی مہار پکڑی اور خوشی کی شدت میں اس نے کہا: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا ربّ ہوں۔ وہ بھول کر فرحت کی شدت میں آ کر یوں کہتا ہے۔''

شرح: ......معلوم ہوا کہ بہتر تو یہی ہے کہ آدمی تنہا سفر نہ کرے اس سے ممانعت ہے لیکن یہ تنہا سفر کرنا حرام نہیں ضرورت کے تحت جائز ہے، تنہا سفر کی ممانعت احتیاطی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دہشت سے انسان اتنی غلط بات بھی کر دے کہ اللہ کو بندہ اور بندہ کو رب قرار دے بیٹھے تو اس پر مواخذہ نہیں اور ایسی بات کو شریعت کے فائدہ کے لیے آگے بیان کرنا بھی جائز ہے۔

اس میں یہ سبق بھی ہے کہ انسان اپنے ساز و سامان اور زادِ راہ پر ہی بھروسہ نہ کرے، یہ فریب دے جاتا ہے۔ اپنے اللہ پر اعتماد رکھے، اسی میں برکت ہے، یہ آدمی تو اپنے سامان زیست سے مایوس ہو کر موت کا انتظار کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی سواری اور سامانِ خورد و نوش اس پر لوٹا دیا جس سے اس کا خوف دور ہوا اور امن و آشتی پیدا ہوئی۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ضرب المثل کے ذریعے سے کسی بات کو پیش کرنا جائز ہے تاکہ وہ ذہن نشین ہو جائے۔

اس میں محاسبہ نفس کی ترغیب ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایمان بہت بڑی نعمت ہے۔ (فتح الباری: ١١/ ١٠٨)

٩٧٤٦۔قَالَ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَابًا مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ عَامًا عَرْضُهٗ أَوْ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ عَرْضِهٖ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ مَفْتُوْحًا يَعْنِيْ لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ

''صفوان بن عسال سے منقول ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جس کی مسافت، یا فرمایا اس کے عرض میں ایک سوار چالیس سال فرمایا، یا ستر سال فرمایا...... چلتا رہے۔ وہ دروازہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت پیدا کیا ہے جب زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہ دروازہ توبہ کے لیے کھلا رہتا ہے۔ اور بند نہ کیا

(٩٧٤٥) مسلم: ٢٧٤٧۔ بخاری: ٦٣٠٩۔ احمد: ١٢٨١٥.

(٩٧٤٦) ترمذی: ٣٥٣٥۔ حسن، البانی: ٢٨٠١۔ نسائی: ١٢٧۔ ابن ماجه: ٤٧٨۔ احمد: ١٧٦٢٣.

حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ. (رواه الترمذي: ٣٥٣٥)

جائے گا یہاں تک کہ سورج مغرب کے اس دروازے سے طلوع ہوگا۔'' (ترمذی)

٩٧٤٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (رواه مسلم: ٢٧٠٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے اس بندے کی توبہ قبول کرے گا جو توبہ کرے گا۔'' (مسلم)

اس دروازہ کی مسافت ۴۰ سال اور ۷۰ سال کی بیان ہوئی ہے لیکن ترمذی میں بغیر شک کے ۷۰ برس ہے، یہی زیادہ ثقہ بات ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۰۹)

قرآن پاک میں بھی اس کی تائید کرتا ہے:

﴿يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ (الانعام: ١٥٨)

''جس دن تیری رب کی نشانی آئے گی اس وقت جو جان پہلے ایمان نہ لائی تھی اب اس کا ایمان اسے نفع نہ دے گا۔''

یہاں بعض آیات سے مراد آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ (ایسر التفاسیر: ص۴۳۶)

ثابت ہوا جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا تو در توبہ بند ہو جائے گا۔

٩٧٤٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ. (رواه الترمذي: ٣٥٣٧)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، جب تک اس کو نزع کا غرغرہ شروع نہیں ہوا۔'' (ترمذی)

شرح: ......غرغرہ سے مراد جب روح حلق تک پہنچ جائے، مطلب ہے جب موت کا یقین ہو جائے تو اب اس کی توبہ قابل قبول نہیں، اس سے پہلے پہلے قبول قبول ہو جاتی ہے، قرآن پاک بھی اعلان کرتا ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ﴾ (النسآء: ١٨)

''ان لوگوں کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی موت حاضر ہو جاتی ہے اور ان کا ایک کہتا

(٩٧٤٧) مسلم: ٢٧٠٣۔ احمد: ١٠٠٤٧.

(٩٧٤٨) ترمذي: ٣٥٣٧۔ حسن، البانی: ٢٨٠٢۔ ابن ماجه: ٤٢٥٣.

ہے، میں اب ایمان لایا اور نہ ان کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کافر مرتے ہیں۔'' (جائزة الاحوذی: ۴/ ۵۱۰)

۹۷۴۹۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. (رواه مسلم:۲۷۵۹)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات آنے پر اپنا ہاتھ پھیلا دیتا ہے تاکہ دن کو بدی کرنے والا توبہ کر لے، اور دن کو ہاتھ پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کو بدی کرنے والا توبہ کر لے۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (مسلم)

شرح: ...... اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت ہے، اس کے دونوں ہاتھ ہیں جس طرح اس کی شان جلال وکمال کے لائق ہے۔ ان کی کیفیت وہی بہتر جانتا ہے، ان پر ایمان لانا واجب ہے، ان کی کیفیت کا سوال کرنا بھی منع ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ کے ہاتھ سے مراد قدرت اور فضلیت ہے، یہ تاویل کرنا غلط ہے۔

اس میں اللہ کی وسیع رحمت کا ذکر ہے کہ وہ ہر چیز پر چھائی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ توبہ کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہو۔ (بهجة الناظرين: ۱/ ۳۹)

۹۷۵۰۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَاهِبٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ إِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ إِلٰى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک مرد تھا، جس نے ننانوے انسان قتل کیے تھے۔ اس نے اہل زمین میں سب سے بڑے عالم کے متعلق لوگوں سے سوال کیا تو اس کو ایک مرد بتایا گیا جو راہب اور عبادت گذرا تھا۔ وہ اس کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ اس نے ننانوے انسان قتل کیے ہیں تو کیا اس کے لیے توبہ کرنے کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: نہیں ہے۔ تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور سو افراد پورے کر دیئے، پھر اس نے لوگوں سے زمین کے بڑے عالم کے متعلق سوال کیا تو اس کو ایک عالم بتایا گیا۔ اس نے اس کو خبر دی کہ اس نے سو افراد قتل کیے ہیں، تو کیا اس کے لیے توبہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں

(۹۷۴۹) مسلم: ۲۷۵۹۔ احمد: ۱۹۰۳۵.

(۹۷۵۰) مسلم: ۲۷۶۶۔ بخاری: ۲۴۷۰۔ ابن ماجه: ۲۶۲۶۔ احمد: ۱۰۷۷۰.

إِلٰى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ جَآءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ إِلَى اللّٰهِ وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ إِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَابَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلٰى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ أَدْنٰى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ. (رواه مسلم: ٢٧٦٦)

توبہ تو ہے، اللہ کے بندے اور توبہ کے درمیان رکاوٹ کون بن سکتا ہے؟ تو فلاں وادی میں چلا جا۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت میں لگ جا اور اپنی اس سرزمین پر لوٹ کر نہ آ۔ جہاں تجھے ان جرائم کا مرتکب ہونے کی نوبت آئی ہے۔ وہ سرزمین تیرے لیے بری ہے۔ چنانچہ وہ اس وادی کی طرف چل پڑا اور راستہ نصف تھا۔ اس پر موت کا وقت آ گیا اور اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کر کے پورے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر چکا ہے۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی ہے۔ وہاں ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور دونوں طرف فرشتوں نے اس کو اپنا قاضی تسلیم کیا تو اس نے کہا: درمیان کی زمین کی پیمائش کرو۔ وہ جس طرف قریب ہے اس کا فرد قرار دو۔ زمین ناپی تو جہاں کا قصد کر کے چلا تھا اس طرف قریب ثابت ہوا تو اس کی روح کو رحمت کے فرشتوں نے وصول کر لیا۔''

٩٧٥١۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَال قِيْسُوْا مَابَيْنَهُمْ فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَلَهٗ. (رواه البخاري: ٣٤٧٠)

''ایک روایت میں ہے، جب وہ راستے میں تھا کہ موت آ گئی تو سینے کے بل زور لگا کر اس طرف قریب ہو، اور اس میں ہے کہ وہ نیک لوگوں کی سرزمین کی طرف ایک بالشت قریب تھا، چنانچہ وہ ان میں شمار ہوا۔''

٩٧٥٢۔ وَفِيْ أخرى وزَادَ فِيْهِ : فَأَوْحَى

''اور دوسری ایک روایت میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف کی

(٩٧٥١) بخاری: ٢٤٧٠۔ مسلم: ٢٧٦٦۔ ابن ماجه: ٢٦٢٦۔ احمد: ١١٢٩٠.

(٩٧٥٢) مسلم: ٢٧٦٦۔ بخاری: ٢٤٧٩۔ ابن ماجه: ٢٦٢٦۔ احمد: ١٠٧٧٠.

اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَإِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ. (رواه مسلم: ٢٧٦٦) زمین کو وحی ارسال کی کہ تو اس سے بعید تر ہو اور دوسری طرف کی زمین کو وحی نازل کی کہ تو اس کے قریب ہو جا۔''(الشیخان)

شرح: ...... نبی کریم ﷺ وعظ ونصیحت میں بڑی حکمت آموز مثالیں دیتے تھے اور انسان میں خیر فطری طور پر ودیعت ہے، جبکہ شر انسان خود نفس میں داخل کرتا ہے اور جب نیکی اور برائی کا ٹکراؤ ہو تو انسان میں نیکی اختیار کرنے اور اس پر استقامت اختیار کرنے کی استعداد ہوتی ہے۔

عالم کو اس جاہل پر بھی فضیلت حاصل ہے جو عبادت گزار بھی ہے، وجہ یہ ہے کہ جاہل عابد بعض اوقات برائی کا شکار ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے میں اچھا کام کر رہا ہوں۔ اس طرح وہ خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص دعوت واصلاح کا بیڑا اٹھائے اسے شرعی علم سے واقفیت ہونی چاہیے، ورنہ اس کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ہوگا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عالم نورِحق کے ذریعے رہنمائی کرتا ہے اور علم کے ذریعے ہدایت کی توفیق ملتی ہے جو فائدہ پہنچاتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ عالم اور داعی لوگوں کو اللہ کی طرف اس انداز سے بلائے کہ انہیں خوشخبری بھی سنائے انہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے۔

یہ بھی بتایا گیا ہے، تمام گناہوں کے لیے خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں، توبہ کا دروازہ کھلا ہے، سچے دل سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے انسان کے ساتھ مقرر ہیں اور ان کا اجتہاد انسان کے مطیع یا عاصی ہونے کے بارے میں مختلف ہوسکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جس بستی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو وہاں سے ایسی جگہ نقل مکانی کرنی چاہیے جہاں اللہ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور تائب کو اپنے احوال میں تبدیلی لانی چاہیے اور اہل علم وتقویٰ کی ہم نشینی اختیار کرنی چاہیے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نیک لوگوں کے پاس جانے میں مشقت برداشت کرنا سچی توبہ کی دلیل ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرتا ہے خواہ وہ اپنی منزل مقصود تک نہ بھی پہنچا ہو، رستہ میں ہی فوت ہو جائے، اس کا اجر اللہ کے ہاں ثابت ہو جاتا ہے۔

اختلاف کی صورت میں کسی اہل علم کو فیصل مقرر کر لینا چاہیے۔

جب دلائل میں تعارض ہو تو پھر حاکم کو قرائن کی بنیاد پر ترجیح دینی چاہیے۔

آدمی کی فضیلت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ فرشتہ انسانی صورت میں فیصلہ دینے آیا تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قاتل کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ (بهجۃ الناظرین:۱/ ۴۵)

۹۷۵۳۔عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ. (رواه الترمذي: ۲٤۹۹)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں ہر آدمی خطا کار ہے اور بہتر خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔'' (ترمذی)

شرح: ......خطا سے مراد یہاں معصیت ہے یعنی جو نافرمانی قصداً کی جائے، اس میں تمام اولاد آدم شامل ہے۔ ان میں انبیائے کرام علیہم السلام مخصوص ہیں، ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا اور جو صغیرہ یا کبیرہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے وہ بہترین ہیں کہ فوراً گناہ سے توبہ کرتے ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

''اور جو انہوں نے کیا ہے اس پر وہ اصرار نہیں کرتے۔''

ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (انجاز الحاجہ)

۹۷٥٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ. (رواه مسلم: ۹۷٤۹)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں لے جائے گا اور دوسری کوئی قوم لائے گا جو گناہ کر کے بخشش طلب کریں گے اور اللہ ان کو بخش دے گا۔'' (مسلم)

شرح: ......اس کی تکمیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے اوپر رقت طاری ہو جاتی ہے اور جب بیوی بچوں میں جاتے ہیں تو کیفیت بدل جاتی ہے، آپ نے فرمایا: اگر تم اسی حالت میں رہو تو فرشتے تمہیں سلام کہیں۔

اور حدیث کا یہ حصہ کہ اگر تم گناہ نہ کرو، الخ۔ یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ بہت زیادہ غفور وغفار ہے۔ اس کی ان

(۹۷۵۳) ترمذی: ۲٤۹۹۔ حسن، البانی: ۲۰۲۹۔ ابن ماجه: ٤۲٥۱۔ احمد: ۱۲٦۳۷۔ دارمی: ۲۷۲۷.

(۹۷٥٤) مسلم: ۲۷٤۹۔ ترمذی: ۲٥۲٦۔ احمد: ۷۹۸۳.

صفتوں کا تقاضا ہے کہ وہ بخش دے۔ اس میں گناہوں میں انہماک رکھنے والوں کو تسلی نہیں دی گئی۔ اگر کوئی یہ تصویر کرتا ہے تو وہ فریب خوردہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیجا ہی اس لیے ہے کہ یہ لوگوں کو گناہوں کے ارتکاب سے روکیں۔

اس میں صرف یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ عفو و درگزر والا ہے اور گنہگاروں سے تجاوز کرتا ہے تا کہ گناہ کے مرتکب لوگ توبہ میں رغبت کریں نہ کہ گناہ کریں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۴۰)

۹۷۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَبْدِيْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذُّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ اعْمَلْ مَاشِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ. (رواہ مسلم: ۲۷۵۸)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا: یا اللہ! میرا گناہ معاف کر ،تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا، وہ جانتا ہے کہ اس کا ربّ ہے جو گناہ بخشتا بھی ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے۔ اس نے پھر گناہ کیا اور کہا: اے میرے ربّ! میرے گناہ معاف کر، تو اللہ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا ربّ ہے جو بخشتا بھی ہے اور گناہ پر پکڑتا بھی ہے۔ اس آدمی نے گناہ کا پھر اعادہ کیا، اور پھر کہا: یاربّ! مجھے میرا گناہ بخش دے۔ پس اللہ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے۔ بندے تو جو چاہے گناہ کر میں نے تجھے بخش دیا ہے۔'' (الشیخان)

شرح: ...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ معصیت پر اصرار کرنے والے کا معاملہ اللہ کی مرضی پر ہے، چاہے اسے معاف کردے اور چاہے تو اسے عذاب کرے۔

توبہ کی تین شرائط ہیں: (۱) گناہ سے رک جانا (۲) اس پر ندامت کا اظہار کرنا۔ (۳) گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا ارادہ کرنا۔

نیز اس میں استغفار کا عظیم فائدہ بتایا گیا ہے اور اس میں اللہ کے فضل و رحمت اور حلم و کرم کی وسعت بھی بیان ہوئی ہے بشرطیکہ استغفار، جو زبان پر جاری ہے وہ دل میں بھی ہو، زبان سے استغفار اور ادھر نافرمانی پر اصرار بذات خود ایک گناہ ہے۔

(۹۷۵۵) مسلم: ۲۷۵۸۔ بخاری: ۷۵۰۷۔ احمد: ۹۰۰۳.

اس میں نہایت اہم بات بیان ہوئی ہے کہ گناہ کی طرف لوٹنا بھی بری بات ہے، مگر گناہ کر کے توبہ کی طرف لوٹنا یہ بہت اچھی بات ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ اس توبہ کے ٹوٹنے کے باوجود اسے قبول کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک گناہ کر کے بندہ توبہ کرتا رہے گا اللہ اسے معاف کرتا رہے گا۔ (فتح الباری: ۱۳/۴۷۲)

٩٧٥٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَاابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا أُبَالِيْ يَاابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ يَاابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوَ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَاتُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. (رواه الترمذی: ٣٥٤٠)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھتا ہوگا میں تجھے بخشتا رہوں گا اور یہ نہیں دیکھوں گا کہ تیرے اندر کیا کیا عیب ہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو نے آسمان کے کناروں تک گناہ پہنچا دیئے پھر تو نے مجھ سے بخشش مانگی تو میں تجھے بخش دوں گا۔ جو بھی تیرے گناہ ہوں گے اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین کو گناہوں سے کناروں تک بھر کر لائے گا پھر اس حال میں میرے ساتھ ملاقات کرے گا کہ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائے گا تو میں زمین کو مغفرت سے بھر کر تیرے پاس لاؤں گا۔'' (ترمذی)

٩٧٥٧۔ عَنْ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ فَإِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ. (رواه مسلم: ٢٦٢١)

''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ ایک مرد نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں آدمی کو نہیں بخشے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ میں نے اس کو تو بخش دیا اور تیرے عمل ضائع کرتا ہوں۔'' (مسلم)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ آدم کے بیٹے! جب تک تو پرامید ہو کر دعا کرتا رہے گا کہ اللہ! میرے گناہ معاف کر دے تو خواہ تیرے گناہ کبیرہ ہوں اور کثیر ہوں مجھے کوئی پروا نہیں، انہیں بخشنا میرے لیے کوئی بڑا کام نہیں۔

تاہم ایک شرط ہے کہ شرک نہ ہو، اگر توبہ کرے گا تو میں یہ بھی معاف کر دوں گا۔ بہرصورت اگر تیری موت توحید

(٩٧٥٦) ترمذی: ٣٥٤٠۔ صحیح، البانی: ٢٨٠٥.
(٩٧٥٧) مسلم: ٢٦٢١.

پر ہوگی تو دوسرے جتنے بھی گناہ ہوں گے ان کے برابر میری مغفرت ہوگی۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۵۱۱)

۹۷۵۸۔ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَانَ رَجُلَانِ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مُتَوَاخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخِرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُوْلُ أَقْصِرْ فَوَجَدَهٗ يَوْمًا عَلٰى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهٗ أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَايَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لِهٰذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِيْ عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلٰى مَا فِيْ يَدِيْ قَادِرًا وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلْآخِرِ اذْهَبُوْا بِهٖ إِلَى النَّارِ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْ بَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهٗ. (رواه أبوداوٗد: ٤٩٠١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں دو مرد تھے، ان کے درمیان اخوت تھی۔ ایک ان میں سے گناہ گار تھا، اور دوسرا عبادت میں محنت کرنے والا تھا اور یہ دیکھتا کہ دوسرا ہمیشہ گناہ کرتا ہے تو اس کو کہتا: بس کر دے، تو ایک دن اس کو گناہ کی حالت میں دیکھا تو کہا: بس بھی کر، اس نے کہا: مجھے اور میرے پروردگار کو رہنے دے، کیا تو میرے اوپر نگران مقرر کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! تجھے اللہ نہیں بخشے گا یا اسے کہا کہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا، پس اللہ نے ان دونوں کی روح قبض کی اور وہ رب العالمین کے پاس جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے محنت کرنے والے کو فرمایا: کیا میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے تو اس پر قادر تھا؟ اور مجرم کو فرمایا: تو جنت میں میری رحمت کے ساتھ داخل ہو جا۔ اور دوسرے کو کہا: اس کو آگ میں لے جاؤ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس آدمی نے ایک بات کی، اللہ کی قسم! ایک کلمے کی وجہ سے اس کی دنیا اور آخرت تباہ ہوگئی۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... ان میں ایک نیکی کا طالب تھا اور اس کے لیے کوشاں تھا، دوسرا شر میں سرگرداں تھا، اس نیکی والے نے اپنی نیکی میں زعم پیدا کیا اور دوسرے کو رحمت الٰہی سے مایوس کیا۔ اس کے اس کلمہ نے اس کی دنیا کی ساری کمائی اکارت کر دی اور آخرت بھی برباد کر دی۔ (عون المعبود:۴/ ۴۲۷)

۹۷۵۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهٖ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنی جان پر ظلم کرتا تھا۔ جب اس پر موت کا

(٩٧٥٨) ابوداؤد: ٤٩٠١۔ صحيح، البانی: ٤٠٩٧۔ احمد: ٨٠٩٣.

(٩٧٥٩) بخاری: ٣٤٨١۔ مسلم: ٢٧٥٦۔ نسائی: ٢٠٧٩۔ ابن ماجه: ٤٢٥٥۔ مؤطا: ٥٦٨.

فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبُنِيْ عَذَابًا مَا عَذَّبَهٗ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَافِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَاصَنَعْتَ قَالَ يَارَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَلَهٗ. (رواه البخاري: ٣٤٨١)

وقت آیا تو اس نے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلادو۔ پھر مجھے پیس ڈالو۔ پھر مجھے ہوا میں اڑا دو۔ پس اللہ کی قسم! اگر اللہ اس کو دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت پائے، تو مجھے اتنا عذاب دے گا جتنا کسی کو نہیں دے گا۔ پھر جب وہ فوت ہوا تو اس کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کا جو حصہ تیرے اندر موجود ہے وہ جمع کردے تو زمین نے جمع کر دیا اور وہ کھڑا ہو گیا۔ پس اللہ نے فرمایا: تو نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے اللہ! میں نے تجھ سے ڈر کر کیا ہے، اور تو خوب جانتا ہے، چنانچہ اللہ نے اس کو بخش دیا۔''

٩٧٦٠ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهٖ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهٗ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِي الْبَحْرِ فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَايُعَذِّبُهٗ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوْا مَا أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَافِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَارَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ. (رواه مسلم: ٢٧٥٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، اس نے اپنے گھر والوں کو کہا: جب میں مر جاوں تو مجھے جلا دینا۔ پس انہوں نے جلا دیا۔ نصف حصہ خشکی میں اور نصف حصہ سمندر میں بکھیر دیا۔ مثل حدیث سابق کے ہے۔ اور اس میں ہے: اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا کہ جو کچھ اس میں ہے جمع کر دے اور سمندر کو حکم دیا کہ جو کچھ اس میں ہے وہ جمع کردے پھر اللہ نے فرمایا: تو نے یہ کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے ربّ تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا ہے، پس اللہ نے اس کو بخش دیا۔'' (الشیخان، الموطا، النسائی)

شرح:...... یہ آدمی ایماندار تو تھا لیکن یہ کفن چور تھا اور یہ بنو اسرائیل میں سے تھا، اس کا یہ کہنا کہ اگر اللہ نے قدرت پائی الخ یہ تو کفریہ الفاظ ہیں۔ اس میں اللہ کی قدرت کی نفی ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

اس کی مختلف توجیہات علمائے کرام نے بیان کی ہیں، سب سے زیادہ درست یہ ہے کہ وہ ایمان دار تھا، اس نے یہ انداز گفتگو اس لیے اختیار کیا تھا کہ وہ دہشت میں آ گیا تھا، اس پر خوف الٰہی اتنا زیادہ غالب تھا کہ اس کی عقل قائم نہ

(٩٧٦٠) مسلم: ٢٧٥٦ـ بخاري: ٣٤٨١ـ نسائي: ٢٠٧٩ـ ابن ماجه: ٤٢٥٥ـ احمد: ٧٩٨٠ـ موطا: ٥٦٨.

رہی اور وہ بھول گیا، جس کی وجہ سے وہ معذور تصور ہوا۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی پر شیر حملہ آور ہو تو وہ جو ہاتھ میں آئے گا وہ مار دے گا، اگر چہ اسے یقین ہے کہ میرا یہ عمل مفید نہیں لیکن وہ دہشت زدہ ہو کر کچھ بھی کر دیتا ہے، اسی طرح خشیت الٰہی نے اس کے حواس گم کر دیئے اور یہی خشیت الٰہی اس کی مغفرت کا باعث بن گئی اور اس کی بدولت یہ جنت میں چلا جائے گا۔ یہ سب سے آخری جنت میں جانے والوں میں سے ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۳۱۹)

٩٧٦١ـقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَاتُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَعْرَضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ. (رواه البخاري: ٤٦٤٢)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حر نے عیینہ کے لیے اجازت مانگی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ اس پر داخل ہوا تو عیینہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم نہ تو ہمیں مال دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان عدل کرتا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا۔ اور اس کو سزا دینے کا ارادہ کر لیا تو ایک عالم نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے: معافی کا طریقہ پکڑ اور جاہلوں سے منہ پھیر، اور یقیناً یہ آدمی جاہلوں سے ہے۔ پس اللہ کی قسم جب اس نے یہ آیت پڑھی تو عمر رضی اللہ عنہ اس سے آگے نہیں بڑھے، اور وہ اللہ کی کتاب پر ٹھہر جانے والے تھے۔'' (بخاری)

شرح:......اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ خوبی بتائی گئی ہے کہ وہ قرآن پاک کے حکم پر اسی طرح ڈھل جاتے تھے۔

اس میں بیان کردہ آیت مکارم اخلاق کی جامع ترین آیت ہے، اخلاق کا انسانی قوی کے مطابق تین اجزاء پر اشتمال ہے۔ (۱) عقلی قوی (۲) شہوانی قوی (۳) غضبی قوی۔

عقلی قوی حکمت پر مبنی ہیں۔ امر بالمعروف کا اس سے تعلق ہے، شہوانی قوی کا تقاضا عفت ہے اور غضبی کا تقاضا شجاعت ہے، جاہلوں پر سے اعراض کرنا بھی شجاعت سے وابستہ ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وامر بالعرف الخ۔

تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا: اس کا کیا مطلب ہے، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: میں اپنے رب سے پوچھے بغیر نہ بتاؤں گا، پھر پوچھ کر واپس آئے تو کہا:

آپ کا رب یہ حکم دیتا ہے جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم کو محروم رکھے تم اسے نوازو اور جو تم پر ظلم کرے تم اس سے درگزر کرو۔ (فتح الباری: ۸/ ۳۰۵)

(٩٧٦١) بخاری: ٤٦٤٢.

كِتَابُ الْفِتَنِ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنهَا التَّحْذِيرُ وَالتَّنفِيرُ مِنهَا

فتنوں کا بیان بچنے کی تاکید اور نفرت کرنے کا حکم

٩٧٦٢ـعَنْ أَبِيْ أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ يَاأَبَاثَعْلَبَةَ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ﴾ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيْرًا سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْ عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ فَعَلَيْكَ يَعْنِيْ بِنَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ الصَّبْرُ فِيْهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ وَزَادَنِيْ غَيْرُهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالَ أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ. (رواه أبوداؤد: ٤٣٤١)

''ابوامیہ شعبانی سے مروی ہے کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: اے ابوثعلبہ خشنی! اس آیت (عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ) کے بارہ میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: تو نے خبر رکھنے والے سے سوال کیا ہے اور میں نے نبی ﷺ سے اس آیت کا مفہوم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھی بات کا حکم دو، اور بدی سے منع کرو۔ یہاں تک کہ جب تم مجرم کی اطاعت ہوتے دیکھو ،خواہشات کی پیروی کرتے دیکھو، دنیا کو ترجیح دیتے دیکھو اور ہر آدمی کو اپنی رائے کو پسند کرنے والا دیکھو تو اپنے آپ کو بچاؤ، اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ تمہارے تعاقب میں ایسے دن آ رہے ہیں کہ ان میں صبر کرنا، ہاتھ میں جلتا کوئلہ پکڑنے کے برابر ہو گا۔ نیک عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مثل پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر اجر ملے گا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے پچاس یا ان لوگوں میں سے پچاس، فرمایا: تم میں سے پچاس کے برابر۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٩٧٦٣ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَاأُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَأْتِيْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ بِعُشْرِ مَاأُمِرَ بِهٖ نَجَا. (رواه الترمذي: ٢٢٦٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ایسے زمانے میں ہو کہ جو شخص شرعی حکموں کا دسواں حصہ ترک کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا پھر ایک زمانہ آئے گا جو شخص شریعت کے دسویں حصے پر عمل کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔'' (ترمذی)

(٩٧٦٢) ابوداؤد: ٤٣٤١ـ ضعيف، البانی لکن فقرة ايام الصبر ثابتة: ٩٣٤ـ ترمذی: ٣٠٥٨ـ ابن ماجه: ٤٠١٤.

(٩٧٦٣) ترمذی: ٢٢٦٧ـ ضعيف، البانی: ٣٩٤.

شرح: ...... یہاں دسواں حصہ چھوڑنے کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑنا ہے کیونکہ شریعت کے دیگر امور اور فرائض چھوڑنے کی اجازت نہیں، وہ تو ہر دور میں پورے ادا کرنے ہیں، ان کے دسواں حصہ چھوڑنے کی کسی دور میں بھی اجازت نہیں۔ (جائزۃ الاحوزی: ۳/ ۵۱۵)

٩٧٦٤۔ عَنْ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَخَفَّتْ أَمَانَتُهُمْ وَكَانُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ الْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٤٣)

''عکرمہ سے مروی ہے کہ مجھے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں (تشبیک کی) اور فرمایا: اے عبداللہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں باقی رہے گا جن کا زمانہ گذر چکا ہوگا۔ اور تو ان کو نہیں پہنچے گا، اور لوگ آپس میں اختلاف کی وجہ سے یوں ہوں گے۔ اس نے عرض کیا: پھر کیا کروں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: جو کچھ پہچانتا ہے اسے پکڑ اور جو نہیں پہچانتا اسے چھوڑ دے اور خصوصی لوگوں پر متوجہ ہو اور عوام کو چھوڑ دے۔'' (بخاری)

شرح: ...... بندے چھاننے کا مطلب ہے کہ بہترین لوگ نہ رہیں گے، رذیل لوگ باقی ہوں گے، ان کے معاملات درست نہ رہیں گے، خیانت ہوگی، عہد و پیمان کی پاسداری نہ رہے گی، خائن وفاجر اور نیکوکار کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہوگا۔

تو اس حالت میں خصوصاً زبان کو ضبط میں رکھا جائے تا کہ ان بدقماش لوگوں کی اذیت سے محفوظ رہے اور ان کی اتباع نہ کرنا بلکہ اپنی ذات اور اپنے دین کی حفاظت کرنا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جب اشرار کی کثرت ہو جائے گی اور اخیار ناتواں ہو جائیں گے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کرنے کی گنجائش ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۱۷)

٩٧٦٥۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاأَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ فِيْهِ كَيْفَ

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ! حاضر خدمت ہوں۔ آپ نے فرمایا: تیرا کیا حال ہوگا جب پتھریلی زمین

(٩٧٦٤) ابوداؤد: ٤٣٤٣۔ حسن صحیح، البانی: ٣٦٤٩۔ بخاری: ٤٨٠.

(٩٧٦٥) ابوداؤد: ٤٢٦١۔ صحیح، البانی: ٣٥٨٣۔ ابن ماجه: ٣٩٥٨.

أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُوْنُ الْبَيْتُ فِيْهِ بِالْوَصِيْفِ يَعْنِي الْقَبْرَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ أَوْ قَالَ مَا خَارَ اللّٰهُ لِيْ وَرَسُوْلُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ أَوْ قَالَ تَصْبِرُ ثُمَّ قَالَ لِي يَاأَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا رَأَيْتَ أَحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بِالدَّمِ قُلْتُ مَاخَارَ اللّٰهُ لِيْ وَرَسُوْلُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا آخُذُ سَيْفِيْ وَأَضَعُهُ عَلٰى عَاتِقِيْ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذَنْ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ قَالَ تَلْزَمُ بَيْتَكَ قُلْتُ فَإِنْ دُخِلَ عَلَيَّ بَيْتِيْ قَالَ فَإِنْ خَشِيْتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَأَلْقِ ثَوْبَكَ عَلٰى وَجْهِكَ يَبُوْءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٦١)

خون آلود ہوگی اور خون میں ڈوبی ہوگی؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول جو چیز میرے لیے اختیار کرتے ہیں وہی کروں گا۔ آپ نے فرمایا: تو جن میں سے ہے ان کے ساتھ رہنا، میں نے عرض کی: کیا میں اپنی تلوار اپنے شانے نہ پر اُٹھاؤں؟ آپ نے فرمایا: تیری قوم تجھے چھوڑ دے گی۔ میں نے عرض کی پھر آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: گھر میں بیٹھ رہنا۔ میں نے کہا: اگر اہل فتنہ میرے گھر میں گھس آئیں تو کیا کروں؟ فرمایا: اگر تلوار کی چمک سے خوف آتا ہو تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال دے تاکہ وہ اپنے اور تیرے گناہ لے ڈوبے۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... اس میں یہ بیان ہوا کہ کثرت موت کی وجہ سے اور باسیوں سے خالی ہونے کی وجہ سے سستے پڑ جائیں گے۔

اور اس میں خونریزی سے بچنے کی ترغیب ہے تاہم دفاع کی اجازت ہے اور اگر مدمقابل کافر ہو تو پھر تو جیسے بھی ممکن ہو تو مسلمان اپنا دفاع کرے۔

اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر ہو سکے تو قاتل نہ بننا، مقتول ہو جانا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۳۳۸)

٩٧٦٦۔ عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ أُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيِّ الْغِفَارِيِّ قَالَتْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ إِلٰى أَبِي فَدَعَاهُ إِلَى الْخُرُوْجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِيْ إِنَّ خَلِيْلِيْ وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ أَتَّخِذَ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ

''عدیسہ بنت اہبان غفاری سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے باپ کے پاس آئے تاکہ وہ ان کے ساتھ جائے تو میرے باپ نے کہا: میرے دوست اور تیرے چچا کے بیٹے نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب لوگوں میں فتنہ اور اختلاف پیدا ہو تو تو لکڑی کی تلوار بنا لینا اور میں نے وہ بنا لی ہے، پس اگر تم

(٩٧٦٦)

فَقَدِ اتَّخَذْتُهٗ فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهٖ مَعَكَ قَالَتْ فَتَرَكَهٗ. (رواه الترمذي: ٢٢٠٣)

چاہوتو میں وہ لے کر تمہارے ساتھ نکلتا ہوں۔تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ترک کر دیا۔'' (ترمذی)

شرح:......اس میں جو بتایا گیا ہے کہ لکڑی کی تلوار لوں، اس کا مطلب ہے لڑائی سے رکا رہوں، اس میں شرکت نہ کروں۔(جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۷۵)

٩٧٦٧ـعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ فَكَسِّرُوْا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا أَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا سُيُوْفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَإِنْ دُخِلَ يَعْنِيْ عَلٰى أَحَدٍ مِنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٥٩)

''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے فتنے بپا ہوں گے جو تاریک رات کے مشابہ ہوں گے، صبح کو آدمی مؤمن ہوگا تو رات کو کافر ہو جائے گا، اور رات کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر ہو گا۔اس میں بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔پس تم اپنے کمان توڑ دو، رسی کاٹ دو اور تلواریں پتھروں پر مار دو۔اگر کوئی تم پر داخل ہو تو تم آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی مانند بن جاؤ۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٩٧٦٨ـوَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ كُوْنُوْا أَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٦٢)

''ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ''تم اپنے گھروں کے اندر چھپ جاؤ۔''

٩٧٦٩ـ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ. (رواه البخاري: ٣٦٠٢)

''ابن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ وہ دونوں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے بپا ہوں گے، بیٹھا ہوا اس میں کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا اس میں چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، جو اس کی طرف جھانکے گا وہ اس میں پڑ جائے گا، اور جس کو امن و پناہ کی جگہ حاصل ہو وہ اس میں پناہ پکڑے۔'' (الشیخان)

(٩٧٦٧) ابوداؤد: ٤٢٥٩ـ صحیح، البانی: ٣٥٨٢ـ ترمذی: ٢٢٠٤ـ ابن ماجه: ٣٩٦١.

(٩٧٦٨) ابوداؤد: ٤٢٦٢ـ صحیح، البانی: ٣٥٨٤ـ ترمذی: ٢٢٠٤ـ ابن ماجه: ٣٩٦١.

(٩٧٦٩) بخاری: ٣٦٠٢ـ مسلم: ٢٨٨٦ـ احمد: ٧٧٣٧.

شرح: ......فتنہ تاریخ تر ہوگا جیسے رات کی تاریکی میں کچھ نظر نہیں آتا، اس فتنہ میں بھی سمجھائی نہ دے گا اور ایسی افراتفری کا شکار ہوگا کہ صبح ایک چیز کو آدمی حرام قرار دے گا تو رات کو اسی کو حلال قرار دے گا۔

اور بیٹھنے والا کھڑے سے بہتر کا مطلب ہے کہ لوگ تمام فتنوں سے علیحدہ رہیں، جتنا کوئی زیادہ علیحدہ ہوگا اتنا ہی وہ شر سے زیادہ محفوظ رہے گا۔

اور فتنہ میں آدمی اپنے گھر میں رہے کیونکہ جب وہ باہر نہ نکلے گا تو بچے گا، اگر باہر نکلے گا فتنہ کا ارادہ نہ بھی ہو پھر بھی ملوث ہوسکتا ہے۔

تلوار توڑنے کا معنی ہے کہ لڑائی کا باب ہی بند کردے اور موت پر صبر کرلے تو یہ اچھا ہے کیونکہ ایسے دور میں حرکت کرنا فتنہ ابھارنے کا باعث ہوگا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/۳۴۳)

۹۷۷۰۔عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ . (رواه البخاري: ۱۹)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مؤمن کا مال بکریاں ہوں گی، ان کے پیچھے وہ پہاڑوں کی اطراف اور بارش کی جگہ جائے گا اور اپنا دین لے کر فتنوں سے بھاگا ہوگا۔'' (مالک، بخاری، ابوداؤد، نسائی)

شرح: ......اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب فتنہ کا خوف اور دین پر چلنا آبادی میں مشکل ہوجائے تو پھر آبادی چھوڑ کر تنہائی میں جانا جائز ہے۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے، ایک دیہاتی نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ لوگوں میں سے بہترین کون آدمی ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مجاہد مومن جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہے، اس نے کہا، پھر کون ہے؟ فرمایا: وہ مومن جو کسی گھاٹی میں رہتا ہے، اللہ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنی شر سے بچاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۹)

۹۷۷۱۔ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَاقَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهَا قَالَ رَجُلٌ فِيْ مَاشِيَتِهٖ يُؤَدِّيْ حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ وَرَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ يُخِيْفُ الْعَدُوَّ

''ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریب وقت میں ظاہر ہونے والے فتنے کا ذکر کیا تو میں عرض کی: یارسول اللہ! اس میں بہتر انسان کون ہوگا؟ فرمایا: وہ جو اپنے مویشیوں میں رہے گا، ان کی زکوٰۃ ادا کرے گا اور ربّ کی عبادت کرتا ہوگا اور دوسرا وہ مرد ہوگا جو

(۹۷۷۰) بخاری: ۱۹۔ ابوداؤد: ٤٢٧٦۔ نسائی: ٥٠٣٦۔ ابن ماجه: ٣٩٨٠۔ احمد: ١٠٩٩٨.

(۹۷۷۱) ترمذی: ٢١٧٧۔ صحیح، البانی: ١٧٦٩۔ احمد: ٢٦٨٠٧.

وَيُخِيْفُوْنَهٗ. (رواه الترمذي: ٢١٧٧)

گھوڑے پر سوار ہوگا، دشمن کو ڈراتا ہوگا اور دشمن اس کو ڈراتے ہوں گے۔'' (ترمذی)

شرح:...... فتنہ میں امن کا طریقہ بتایا گیا ہے، اس بلیغ انداز پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اس فتنہ کا ذکر کیا کہ وہ قریب دکھائی دینے لگا۔ تو آپ ﷺ نے طریقہ بتایا کہ فتنہ سے بچاؤ کی یہ صورت ہے کہ آدمی اپنے مویشیوں میں رہے، خود بھی فائدہ اٹھائے اور زکاۃ بھی ادا کرے یا پھر یہ صورت ہے کہ کفار کے خلاف شریک جہاد ہو جائے، فتنہ میں حصہ دار نہ بنے، اس سے یہ اجر وثواب کا مستحق قرار پائے گا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۲۱۱)

٩٧٧٢۔عَنْ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أُسَامَةُ إِلٰى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهٗ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُوْلُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهٗ يَقُوْلُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِيْ شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلٰى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوْا لِيْ رَاحِلَتِيْ. (رواه البخاري: ٧١١٠)

''حرملہ کا بیان ہے کہ مجھے اسامہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا تا کہ وہ کچھ مال دیدیں اور کہا: وہ تجھ سے پوچھیں گے کہ تیرا صاحب کیوں پیچھے رہا تو تو علی رضی اللہ عنہ کو کہہ دینا کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر علی رضی اللہ عنہ شیر کے جبڑوں کے درمیان بھی چلے جائیں تو میں ان کے ساتھ رہنا ہی پسند کروں گا مگر باغیوں سے لڑنا میری رائے نہیں ہے۔ حرملہ نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اسامہ کا قول بتایا اور میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور پھر میں حسن، حسین، اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری وافر دولت سے بھر کر لا دی۔'' (بخاری)

شرح:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جتنی جنگیں کیں، صفین اور جمل وغیرہ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ان میں شریک نہ ہوئے تھے کیونکہ ان کے سامنے یہ بات تھی کہ رسول اکرم ﷺ نے آپس میں لڑنے سے روکا تھا، وگرنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت بہت تھی اور ان کے ہر مسرت وغم میں شریک ہوتے تھے۔

اس غصہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ایلچی کو مال غنیمت سے محروم رکھا تھا۔

پھر وہ حضرت حسن وحسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے سواری بھر کر مال دیا۔

حرملہ کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے کوفہ بھیجا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مال لائیں، حرملہ نے خط لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔

(٩٧٧٢) بخاري: ٧١١٠.

تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ میں ان سے نفرت کی وجہ سے پیچھے نہیں رہا۔ اگر میں موت کے منہ میں بھی ہوتا تو ضرور ان کی حمایت کرتا۔ پیچھے رہنے کا میرا عذر یہ ہے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا پسند نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۶۷)

٩٧٧٣ـقَالَ حُذَيْفَةُ مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ. (رواه أبوداوٗد: ٤٦٦٣)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں تمام لوگوں کے بارے میں فتنے میں پڑنے سے ڈرتا ہوں مگر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: ''تجھے فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' (ابوداوٗد)

٩٧٧٤ـعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَدَّهٗ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ. (رواه مسلم: ٢٩٤٨)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ وجدال کے وقت عبادت میں مصروف ہونا میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔'' (مسلم وترمذی)

شرح: ......ھرج سے مراد ایام فتن ہیں اور جب بندوں کے درمیان عناد برپا ہو، اس وقت لوگ چونکہ غفلت کا شکار ہوتے ہیں اور مصروفیت میں رہتے ہیں، ان میں ہجرت کرنا اتنی بڑی قربت ہے اور عبادت ہے جیسا کہ نبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنا ہے۔ یہ سب سے بڑی قربت ہے کہ آپ ﷺ کی طرف ہجرت کی جائے۔

اس دور میں معالم اسلام بے نور ہو رہے ہیں اور شریعت کا مینارہ سرنگوں ہو رہا ہے اور لوگ فرائض سے بے خبر ہو رہے ہیں اور معاملات بگڑ رہے ہیں اور دین حق کے قواعد ہل رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کے ضوابط کی دھجیاں بکھر رہی ہیں۔ یہ دور اس حدیث کا مستحق ہو رہا ہے، شرک وبدعت کی آندھیاں بپا ہیں، اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہو رہا ہے۔

تاہم مایوسی نہیں، اللہ اپنے فضل وکرم سے بہتری پیدا کر سکتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۳۹۰)

٩٧٧٥ـ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ

''سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سعادت مند وہ ہے جو فتنوں سے اجتناب کرے، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے بچ جائے اور وہ جو فتنے میں مبتلا ہو

(٩٧٧٣) ابوداؤد: ٤٦٦٣ـ صحیح، البانی: ٣٨٩٨.

(٩٧٧٤) مسلم: ٢٩٤٨ـ ترمذی: ٢٢٠١ـ ابن ماجه: ٣٩٨٥ـ احمد: ١٩٨٠٠.

(٩٧٧٥) ابوداؤد: ٤٢٦٣ـ صحیح، البانی: ٣٥٨٥.

وَلِمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا . (رواه أبو داوٗد: ٤٢٦٣)

اور حق پر قائم رہے اور صبر کرے تو اس کی تو کیا بات ہے۔ وہ بہت بہتر ہے۔" (ابوداؤد)

شرح: ...... فتنہ خواہ شروع میں ہو یا آخر میں ہو اس میں مبتلا ہونا قابل افسوس ہے، اور اول وآخر فتنہ سے بچنے والا ہی سعادت مند ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۶۵)

٩٧٧٦ـ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّان خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهٗ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ . (رواه البخاري: ٧٠٨٧)

"یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ مقام ربذہ میں چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اولاد پیدا ہوئی اور وہ وہاں ہی ٹھہرے رہے اور اپنی وفات سے چند رات پہلے مدینہ میں آ گئے اور مدینہ میں فوت ہوئے۔"

٩٧٧٧ـ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهٗ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَاابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلٰى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ . (رواه مسلم: ١٨٦٢)

"سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس گئے تو حجاج نے کہا: اے سلمہ! تو ایڑھیوں پر پھر چکا ہے تو اعراب میں چلا گیا ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیہات میں رہنے کی اجازت دی ہے۔" (الشیخان النسائی)

شرح: ...... اصل یہ ہے کہ ہجرت کے بعد بغیر عذر اس جگہ پر جانا جہاں سے ہجرت کی ہے، وہ لوگ اسے ارتداد شمار کرتے تھے، غلط فہمی کی بنا پر بغیر تحقیق کے انہوں نے دیہات میں رہنے پر تنقید کر دی، جب انہوں نے حدیث سنائی تو وہ خاموش ہو گئے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہما دیہات میں تقریباً ۴۰ برس رہے تھے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۴۱)

٩٧٧٨ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ أَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهٗ . (رواه أبو داوٗد: ٤٢٤٩)

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عربوں کے لیے ہلاکت ہو گی، قریب آنے والے فتنے سے وہ کامیاب ہو گا جو اپنے ہاتھ روکے گا۔"

شرح: ...... ویل کلمہ درد ہے اور جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور عرب کا خاص ذکر ہوا ہے کیونکہ اس وقت مسلمانوں کا زیادہ حصہ عرب تھا۔

قریب شر سے مراد یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹنے والا واقع ہے، اس سے مراد مسلمانوں کے درمیان اختلاف ظاہر

(٩٧٧٦) بخاری: ٧٠٨٧ـ مسلم: ١٨٦٢ـ نسائی: ٤١٨٦ـ احمد: ١٦١١٠.

(٩٧٧٧) مسلم: ١٨٦٢ـ بخاری: ٧٠٨٧ـ نسائی: ٤١٨٦ـ احمد: ١٦١١٨.

(٩٧٧٨) ابوداؤد: ٤٢٤٩ـ صحیح، البانی: ٣٥٧٤ـ احمد: ١٠٥٤٣.

ہونا بھی ہے، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور جو حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مابین لڑائیاں ہوئیں، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ۔

اس فتنہ میں وہی نجات پائے گا جو لڑائی سے کنارہ کش رہے گا۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۵۶)

۹۷۷۹۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ فِتْنَةً فَعَظَّمَ أَمْرَهَا فَقُلْنَا أَوْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَئِنْ أَدْرَكَتْنَا هٰذِهٖ لَتُهْلِكَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا إِنَّ بِحَسْبِكُمْ الْقَتْلَ قَالَ سَعِيْدٌ فَرَأَيْتُ إِخْوَانِي قُتِلُوْا. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٧٧)

''سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ آپ نے فتنے کا ذکر کیا اور اس کو بڑا معاملہ بتایا۔ ہم نے کہا یا لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر وہ فتنہ ہمیں پائے گا تو ہمیں ہلاک کر دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں (تمہارا دین سلامت رہے گا) صرف تم قتل ہو جاؤ گے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں نے اپنے بھائی قتل ہوتے دیکھے۔'' (ابوداؤد)

۹۷۸۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُمَّتِي عَلٰى خَمْسِ طَبَقَاتٍ فَأَرْبَعُوْنَ سَنَةً أَهْلُ بِرٍّ وَتَقْوٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ سَنَةٍ أَهْلُ تَرَحُمٍ وَتَوَاصُلٍ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ إِلٰى سِتِّيْنَ وَمِائَةِ سَنَةٍ أَهْلُ تَدَابُرٍ وَتَقَاطُعٍ ثُمَّ الْهَرْجُ الْهَرْجُ النَّجَا النَّجَا. (رواه ابن ماجة: ٤٠٥٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے پانچ طبقات ہیں: چالیس سال تک اہل تقویٰ کا دور ہے پھر وہ لوگ جو ان کے ساتھ ملتے ہوں گے اور ایک سو بیس سال تک ہوں گے۔ یہ لوگ شفیق اور صلہ رحمی کرنے والے ہوں گے پھر وہ لوگ ہوں گے جو ان کے ملنے والے ہیں۔ پھر ایک سو ساٹھ تک وہ لوگ ہوں گے جو ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات منقطع کرنے والے ہیں پھر جنگ وجدال ہی رہے گا اللہ کی پناہ، اللہ کی پناہ۔''

شرح:...... اس کا مطلب یہ ہے کہ قتل کے پرفتنہ دور میں بھی مغفرت کی امید رکھی جائے، اسی بات کی وضاحت اس میں ہوئی ہے کہ اگر فتنہ اتنا چھا جائے کہ جس میں قتل تک نوبت پہنچ جائے تو یہ قتل نقصان رساں نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ کوئی بدانجامی ہے، اللہ رحم بھی کر سکتا ہے اور مغفرت سے بھی نواز سکتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۶۹)

۹۷۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

(۹۷۷۹) ابوداؤد: ٤٢٧٧۔ صحیح، البانی: ٣٥٩٦.

(۹۷۸۰) ابن ماجه: ٤٠٥٨۔ ضعیف، البانی: ٨٨٠.

(۹۷۸۱) مسلم: ٢٩٠٨

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ فَقِيْلِ كَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِى النَّارِ. (رواه مسلم: ۲۹۰۸)

فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا قاتل نہیں جانے گا وہ کیوں قتل کرتا ہے اور مقتول کو بھی علم نہ ہوگا کہ کس وجہ سے اس کو قتل کیا گیا۔ عرض کیا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بکثرت جنگوں کی وجہ سے اور قاتل ومقتول ہر دو جہنم میں جائیں گے۔'' (مسلم)

۹۷۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرْبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيْهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٦٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک فتنہ ہوگا سارے عربوں کو گھیرے گا۔ اس میں قتل ہونے والے جہنم میں جائیں گے اور اس فتنے میں زبان سے کچھ کہنا تلوار مارنے سے زیادہ بڑا گناہ ہوگا۔'' (الترمذی، وابوداؤد)

۹۷۸۳۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى أَنِّيْ أَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقِطْرِ. (رواه البخاري: ٢٤٦٧)

''سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا: کیا تمہیں وہ کچھ نظر آرہا ہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟ تو صحابہ نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے گھروں کے درمیان فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں جیسا بارش کے قطرے گرا کرتے ہیں۔''

شرح: ...... اس میں فتنوں کے گھروں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان سے بچاؤ اختیار کرلیں، ان میں گھس نہ جائیں اور اللہ سے صبر ونجات کی التجا کریں۔

ان فتنوں کے لیے مدینہ کا خاص ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہاں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے، اس کے بعد مختلف علاقوں میں فتنہ پھیل گیا، جمل اور صفین کی معرکہ آرائیوں میں یہی چیز کارفرما تھی۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۳)

۹۷۸٤۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتَتَبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پہلی قوموں کے طریقے اختیار کرو گے

(۹۷۸۲) ابوداؤد: ٤٢٦٥۔ ضعیف، البانی: ۹۱۸۔ ترمذی: ۲۱۷۸۔ ابن ماجہ: ۳۹۶۷۔ احمد: ٦٩٤١.

(۹۷۸۳) بخاری: ۲٤٦٧۔ مسلم: ۲۸۸۵۔ احمد: ۲۱۲٤۱.

(۹۷۸٤)

قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْافِيْ جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ . (رواه مسلم: ٢٦٦٩)

جیسا بالشت دوسری بالشت کے برابر ہوتی ہے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ کوئی ان میں سے گوہ کی سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو اس امر میں بھی تم ان کی پیروی کرو گے۔ تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہود ونصاریٰ کی پیروی؟ فرمایا: دوسرا کون؟''

شرح: ...... گوہ کی مثال اس لیے دی گئی ہے کہ اسے جانوروں کا قاضی کہا جاتا ہے لیکن زیادہ مناسب یہ ہے کہ گوہ کی بل چونکہ تنگ ہوتی ہے اور ردی ہوتی ہے، اس کے باوجود یہ لوگ اس میں داخل ہوں گے اور بنو اسرائیل کے یہود ونصاریٰ کی راہ گمراہی والی اور غلط ہونے کے باوجود میری امت کے لوگ ان کی راہ پر چلیں گے۔ (فتح الباری: ٦/ ٤٩٨)

٩٧٨٥-عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ كُلَّ مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ إِلٰى دِيْنِ آبَائِهِمْ . (رواه مسلم: ٢٩٠٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی عبادت کی جائے گی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں تو یہ سمجھ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ آیت نازل کی ہے ﴿اللہ وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہے، ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے خواہ اس کو مشرک ناپسند کرتے ہیں﴾ تو یہ دین مکمل ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: انشاء اللہ ایسا تو ہوگا جب تک اللہ چاہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیج دے گا، جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وہ فوت ہوگا اور صرف وہ لوگ باقی رہیں گے جن میں کوئی بھلائی نہ ہوگی اور وہ اپنے باپ دادا کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔'' (مسلم)

٩٧٨٦- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهٗ وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيْهَا

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب بہرہ اور اندھا فتنہ بپا ہوگا جو اس کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھے گا تو فتنہ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا

(٩٧٨٥) مسلم: ٢٩٠٧.   (٩٧٨٦) ابوداؤد: ٤٢٦٤.

كَوُقُوْعِ السَّيْفِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٦٤)

اور زبان سے کچھ کہنا اس فتنے میں تلوار سے زیادہ نفوذ کرے گا۔"(ابوداؤد)

شرح:......اس کا مطلب یہ نہیں کہ دین دنیا کے ہر کونے سے منقطع ہو جائے گا کیونکہ اسلام تو قیام قیامت تک رہے گا، تاہم کمزور ہو جائے گا، ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔

پھر دجال آئے گا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کریں گے، اس کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات برس زندہ رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے، کوئی بھی اہل ایمان باقی نہ رہے گا، سب فوت ہو جائیں گے۔

صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۷۷)

٩٧٨٧ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَشَتْ أُمَّتِيْ بِالْمَطَيْطَيَاءِ وَخَدَمَهَا أَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ أَبْنَاءُ فَارِسَ والرُّوْمِ سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلٰى خِيَارِهَا. (رواه الترمذي: ٢٢٦١)

"سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت مغرور ہو کر چلنے لگے گی اور شاہانِ فارس اور روم کے بیٹے ان کی خدمت کرنے لگیں گے تو اس وقت میری امت کے بدترین لوگ اہل خیر حضرات پر غالب آجائیں گے۔"(ترمذی)

شرح:......اس میں اہم معجزہ کا ذکر ہے کہ مسلمانوں نے فارس اور روم کے علاقے فتح کیے اور ان کا مال قبضہ میں لیا اور ان کی اولاد قیدی بنائی پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو مسلط کیا، انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، پھر اس نے بنوامیہ کو بنو ہاشم پر مسلط کیا۔ انہوں نے پھر بنو ہاشم سے بہت برا سلوک کیا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۱۲)

٩٧٨٨ـقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَوْمًا إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتَنًا يَكْثُرُ فِيْهَا الْمَالُ وَيُفْتَحُ فِيْهَا الْقُرْآنُ حَتّٰى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ وَالرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَالصَّغِيْرُ وَالْكَبِيْرُ وَالْعَبْدُ وَالْحُرُّ فَيُوْشِكُ قَائِلٌ أَنْ يَقُوْلَ مَالِلنَّاسِ لَايَتَّبِعُوْنِيْ وَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ مَاهُمْ بِمُتَّبِعِيَّ حَتّٰى أَبْتَدِعَ لَهُمْ غَيْرَهٗ فَإِيَّاكُمْ وَمَا ابْتُدِعَ فَإِنَّ مَا ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ وَأُحَذِّرُكُمْ زَيْغَةَ الْحَكِيْمِ

"سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بعد فتنہ آئے گا جس میں مال زیادہ ہوگا اور قرآن اس دن کھول دیا جائے گا، اس کو مؤمن بھی پڑھے گا اور منافق بھی، مرد بھی پڑھے گا اور عورت بھی، غلام بھی پڑھے گا اور آزاد بھی، چھوٹا بھی پڑھے گا اور بڑا بھی اور قریب ہے کہ ایسا بھی ہوگا کہ کہنے والا کہے گا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میری پیروی نہیں کرتے، میں نے تو قرآن پڑھا ہے۔ اور یہ لوگ میری پیروی نہیں کریں گے یہاں تک کہ میں ان کے لیے کوئی نئی چیز لاؤں گا جو قرآن کے

(٩٧٨٧) ترمذي: ٢٢٦١.

(٩٧٨٨) ابوداؤد: ٤٦١١ـ صحيح الاسناد موقوف، الباني: ٣٨٥٥.

فَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَقُوْلُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ عَلٰى لِسَانِ الْحَكِيْمِ وَقَدْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُ كَلِمَةَ الْحَقِّ قَالَ قُلْتُ لِمُعَاذٍ مَا يُدْرِيْنِيْ رَحِمَكَ اللّٰهُ أَنَّ الْحَكِيْمَ قَدْ يَقُوْلُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ وَأَنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يَقُوْلُ كَلِمَةَ الْحَقِّ قَالَ بَلٰى اجْتَنِبْ مِنْ كَلَامِ الْحَكِيْمِ الْمُشْتَهِرَاتِ الَّتِيْ يُقَالُ لَهَا مَاهٰذِهِ وَلَا يُثْنِيَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْهُ فَإِنَّهٗ لَعَلَّهٗ أَنْ يُرَاجِعَ وَتَلَقَّ الْحَقَّ إِذَا سَمِعْتَهٗ فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُوْرًا. (رواه أبوداوٗد: ٤٦١١)

علاوہ ہوگی۔ فرمایا: پس تم اپنے آپ کو اس شخص کی بدعت سے بچاؤ۔ اس نے گمراہ کن بدعت نکالی ہے، اور میں تمہیں دنیا کی زیبائش اختیار کرنے سے منع کرتا ہوں۔ اس لیے کہ شیطان حکیم کی زبان سے گمراہ کن الفاظ بیان کرتا ہے اور کبھی منافق بھی حق کا کلمہ کہہ دیتا ہے اور فرمایا: مشہور حکیمانہ کلام سے اجتناب کر جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کتنی اچھی ہے اور تو اس سے تکرار نہ کر اور بات نہ لوٹا۔ شاید وہ اس بات سے رجوع کر لے گا۔ اور جب حق ملے تو اس کو لے لے۔ اس لیے کہ حق بذات خود روشنی ہے۔"

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ کلمہ حق کہنے والا اگرچہ منافق ہو مگر حق کا ایسا نور ہوتا ہے اس کا پتہ چل جاتا ہے اور باطل کا پتہ چل جاتا ہے اگرچہ کہنے والا کتنا ہی حکیم و دانا ہو لوگو سنتے ہی اس کا انکار کر دیں گے کیونکہ اس پر تاریکی اور اس کے بطلان کی سیاہی نمایاں ہوتی ہے، تاہم اس ایک بات کی وجہ سے حکیم و دانا کی ہم نشینی نہ چھوڑنا ہوسکتا ہے وہ اپنی غلط بات سے رجوع کرے، حکیم سے دور نہ رہو اس کی غلط بات سے دور رہو اور منافق وغیرہ سے دور رہو اور اس کی اچھی بات قبول کرو۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۳۱)

٩٧٨٩۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلٰى أَبْوَابِ

"سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دیگر لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کا پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے آنے والے عہد میں شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا، مجھے خوف تھا کہ میں بدی میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم لوگ عہد جاہلیت میں تھے جو شر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اسلام کی خیر لے آیا تو کیا اس خیر کے بعد شر عود کر کے آئے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس شر کے بعد پھر خیر کا دور بھی آئے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور اس میں دھواں ہوگا۔ میں نے عرض کی: دھواں کیا ہوگا؟

(٩٧٨٩) بخاری: ٣٦٠٦۔ مسلم: ١٨٤٧۔ ابوداؤد: ٤٢٤٤۔ ابن ماجہ: ٣٩٧٩۔ احمد: ٢٢٩٢٢.

جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى تُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ. (رواه البخاري: ٣٦٠٦)

فرمایا: لوگ میری سنت کو ترک کر کے اپنا طریقہ بنائیں گے اور میری ہدایت کے علاوہ اپنے لیے ہدایت تجویز کریں گے۔ ان کے بعض کام تو جانتا ہوگا اور بدعات کو نہیں جانتا ہوگا۔ میں نے عرض کی: اس خیر کے بعد بھی شر آئے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں کئی دعوت دینے والے جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے۔ جو ان کی دعوت قبول کرے گا، اس کو وہ جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ وقت میری زندگی میں آ جائے تو میرے لیے آپ ﷺ کیا بہتر بتائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تو مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا اور ان کے امام کے ساتھ رہنا، میں نے عرض کی: اگر لوگوں کی نہ تو جماعت ہو اور نہ امام ہو تو پھر کیا کروں؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے تو علیحدہ ہو جا، خواہ تجھے اپنے دانتوں سے درخت پکڑنا پڑے، یہاں تک کہ تیرے اُوپر موت آ جائے اور تو اسی حال پر ہو۔“

شرح: ...... یہ حدیث بتا رہی ہے کہ جب امراء بدعت وضلالت کی دعوت دیں جیسا کہ خارجی، قرامطہ وغیرہ اور ہر بدعی ہے، یا زمین میں خلیفہ نہیں انار کی ہے تو مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور ان کے امام سے چمٹ جاؤ، اس سے مراد وہ جماعت ہے جو نیکی کے کاموں میں مصروف ہے اور کسی کو امیر مقرر کر رکھا ہے جو اس کی اطاعت سے روگردانی کرے گا وہ جماعت سے خارج ہے۔

اور اگر کسی کا امام ہی نہیں، وہ مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہیں اور حق شبہات کا شکار ہو چکا ہے تو پھر علیحدہ ہو جاؤ، اور پریشانیوں پر صبر کرو اور ویرانوں میں چلے جاؤ، کچھ کھانے کو نہ ملے، درخت کی جڑیں کھا کر گزارا کرنا پڑے، کر لو۔ لوگوں سے علیحدہ رہو۔ ان سے مل کر فتنہ میں شریک نہ ہونا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/۳۷۴)

٩٧٩٠ـوَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ يَكُوْنُ بَعْدِيْ أَئِمَّةٌ يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ إِنْسٍ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ قَالَ

”ایک روایت ہے کہ ایک قوم ہوگی جو میری سنت کو اپنا طریقہ بنائے گی اور اس قوم میں بہت مرد ہوں گے جن کے دل شیطان کے دلوں کی طرح ہوں گے اور وہ شیطان ہوں گے انسانوں کی شکل میں۔ میں نے عرض کیا: اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: تو سن اور اطاعت کر اس کے

(٩٧٩٠) مسلم: ١٨٤٧ـ بخاری: ٣٦٠٧ـ ابوداؤد: ٤٢٤٤ـ ابن ماجه: ٣٩٧٩ـ احمد: ٢٢٩٣٩.

تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْأَمِيْرَ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ . (رواه مسلم: ١٨٤٧)

٩٧٩١۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلَنَا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهٗ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرِهٖ إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهٗ عَلٰى خَيْرِ مَايَعْلَمُهٗ لَهُمْ وَيُنْذِرُهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي‌ق أَوَّلِهَا وَسَيُصِيْبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا وَتَجِيْءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهٖ هٰذِهٖ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُؤْتٰى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهٗ

باوجود کہ وہ تیری پشت پر دُرے لگائے اور تیرا مال چھینے، پس تو سنتا اور اطاعت کرتا جا۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

''عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے اور باقی لوگ ان کے پاس اکٹھے بیٹھے تھے۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے حدیث سنائی کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم اترے تو کسی نے خیمہ لگایا اور کچھ تیر سیدھے کرنے لگے، اچانک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ نماز جمع کرنے والی ہے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پہلے جو بھی نبی آیا اس پر یہ لازم تھا کہ اپنی امت کو وہ چیز بتائے جو ان کے لیے اس کو بہتر معلوم ہو اور ان کے لیے جو چیز شر ہو اس سے ان کو ڈرائے، اور تمہاری اس امت میں عافیت اول دور میں رکھی گئی ہے، اور اس امت کے آخری حصے کو مصائب اور ناپسندیدہ امور سے سابقہ پڑے گا، اور کوئی فتنہ آئے گا تو اس کا بعض حصہ بعض کو نرم کر دے گا، جب کوئی فتنہ اُٹھے گا تو مؤمن کہے گا: یہی میری ہلاکت ہے، پھر وہ اس سے دور کر دیا جائے گا اور پھر کوئی فتنہ اُٹھے گا تو مؤمن کہے گا: یہ بھی اس فتنے کی طرح ہے، پس جو پسند کرتا ہو کہ اس کو آگ سے دور کیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو وہ اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اسی طرح پیش آئے جیسا وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے، جو شخص کسی امام کی بیعت کرتا ہے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ڈالتا ہے اور اپنے دل کا پھل اس کے ہاتھ پر

(٩٧٩١)

فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْآخَرِ . (رواه مسلم: ١٨٤٤)

رکھتا ہے تو پھر چاہیے کہ جس قدر طاقت رکھتا ہے اس کی اطاعت کرے۔ اگر دوسرا آ جائے جو پہلے امام سے جھگڑتا ہو تو اس کی گردن مار دو۔'' (مسلم اور نسائی)

شرح: ...... ثابت ہوا کہ جب مسلمان ایک شخص کو خلیفہ وحاکم مقرر کر لیں پھر جو مسلمانوں کے مابین تفریق کے لیے سرگرمی دکھلائے اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کرے وہ واجب القتل ہے اور اس کا خون بے کار ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٥٧٩)

٢۔ اس میں نبی ﷺ کا معجزہ بھی بیان ہوا ہے کہ اس امت کی ابتداء میں اجتماعیت، سلامتی اور استقامت اور خیر وعافیت رہی ہے۔ یہ حالت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک برقرار رہی ہے۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امت میں ایسے ایسے ناگہانی فتنے برپا ہوں گے کہ بعد والا اتنا بڑا ہوگا کہ پہلا فتنہ اس کے سامنے معمولی محسوس ہوگا، اس سے بچاؤ کا طریقہ یہی ہے کہ انسان اپنی ذمہ داریاں پوری کرتا رہے اور لوگوں سے وہی سلوک کرتا جائے جو یہ اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اخلاص سے عہد وپیمان کی پاسداری کرتا رہے۔ (انجاز الحاجہ: ١١/ ٣٣٥)

٩٧٩٢۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ أَنْتَ . (رواه مسلم: ٢٨١٣)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابلیس کا تخت سمندر پر ہے اور وہ اپنے فوجی دستے بھیجتا ہے جو لوگوں میں فتنہ برپا کرتے ہیں اور اس کے نزدیک ان میں سے بڑا شیطان وہ ہے جو بڑا فتنہ بپا کرتا ہے، جب ان میں سے کوئی شیطان اس کے پاس لوٹ کر آتا ہے تو وہ کہتا ہے: میں نے ایسا اور ایسا کیا، تو شیطان کہتا ہے: تو نے تو کچھ نہیں کیا، پھر کوئی شیطان آتا ہے اور وہ کہتا ہے: میں نے فلاں شخص کو اور اس کی بیوی کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ ان کے درمیان جدائی کرادی تو شیطان اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور گلے لگاتا ہے اور کہتا ہے: ہاں تو نے کچھ کیا ہے۔'' (مسلم)

شرح: ...... ابلیس کا مرکز سمندر ہے۔ یہ اس نے رب کے مقابلہ میں تخت لگا رکھا ہے، وہاں سے یہ اپنے جتھوں کو ترتیب دیتا ہے جو اردگرد کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور نافرمانیاں مزین کر کے پیش کرتے ہیں اور پھر انہیں برائیوں

(٩٧٩٢) مسلم: ٢٨١٣۔ احمد: ١٤٥٢٢.

میں مبتلا کرتے ہیں مگر میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والے شیطان کو بہت عزت دیتا ہے اور اس سے معانقہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرا بہت اچھا بیٹا ہے، وجہ یہ ہے کہ نکاح عقد شرعی ہے، اس سے بیوی حلال ہو جاتی ہے، یہ اسے توڑ کر جدائی ڈالتا ہے جس کی وجہ سے زنا کی وبا پھیلتی ہے، زمین میں فساد ہوتا ہے اور حدود اللہ پامال ہوتی ہیں۔

لہٰذا میاں بیوی کو طلاق کے بارے میں سو بار سوچنا چاہیے۔ (مرعاة: ۱/ ۱۴۹)

٩٧٩٣۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. (رواه البخاري: ٧٠٧١)

''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہ ہو گا۔'' (الشیخان، الترمذی)

٩٧٩٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَهَرَ سَيْفَهٗ ثُمَّ وَضَعَهٗ فَدَمُهٗ هَدَرٌ. (رواه النسائی: ٤٠٩٧)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تلوار اُٹھائی پھر اس کو مارا تو اس کا خون لغو ہوگا۔'' (النسائی)

شرح: ......خوفزدہ کرنے والے چونکہ اختلاف ڈالتے ہیں، اس لیے ان کے لیے سخت وعید ہے، یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ حدیث صرف باغیوں کو آپ کی امت سے نکالتی ہے، بلکہ جو بھی ظالم اور سرکش ہوگا اور عوام پر ناجائز ہتھیار اٹھائے گا، یہ وعید اس کے لیے بھی ہے۔

یہ حدیث کسی بھی مسلمان سے لڑنے کو حرام قرار دیتی ہے، صرف باغیوں پر ہتھیار اٹھانا جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۷۵)

٩٧٩٥۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يُقَاتِلُ عَصَبِيَّةً وَيَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهٗ جَاهِلِيَّةٌ. (رواه النسائی: ٤١١٥)

''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عصبیت کے جھنڈے تلے لڑا اور عصبیت کی امداد کی تو اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہے۔'' (مسلم ونسائی)

شرح: ......اندھے جھنڈے کے نیچے لڑائی کا مطلب ہے: جنگ کا مقصد واضح نہیں کہ یہ جماعت جو لڑ رہی ہے یہ حق پر ہے یا باطل پر ہے اور نہ یہ لڑائی دین کے غلبہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہے۔ یہ صرف اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی قوم لڑ رہی ہے۔ یہ حق پر بھی ہو تو باطل ہے۔ کیونکہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا۔ اگر یہ مر جاتا ہے تو یہ جاہلیت کی موت ہے۔ (تعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۱۶۹)

(٩٧٩٣) بخاری: ٧٠٧١۔ مسلم: ١٠٠۔ ترمذی: ١٤٥٩۔ ابن ماجه: ٢٥٧٧.

(٩٧٩٤) نسائی: ٤٠٩٧۔ شاذ، البانی: ٢٧٧.

(٩٧٩٥) نسائی: ٤١١٥۔ صحیح، البانی: ٣٨٣٥۔ مسلم: ١٨٥٠.

٩٧٩٦ـ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتّٰى يَأْذَنَ لِيْ أَبِيْ أَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ﴾ فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَجِيْءْ تَأْوِيْلُ هٰذِهٖ قَالَ سُفْيَانُ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا أَرَادَبِهٰذَا فَقَالَ إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهٖ حَتّٰى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيْدُ عَلِيًّا أَنَّهٗ يُنَادِيْ اخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ يَقُوْلُ جَابِرٌ فَذَا تَأْوِيْلُ هٰذِهِ الْآيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِيْ إِخْوَةِ يُوْسُفَ ﷺ. (رواه مسلم:)

''حمیدی نے کہا ہمیں سفیان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو جابر جعفی سے سوال کرتے سنا کہ وہ اللہ کے اس فرمان کے متعلق پوچھ رہا ہے(پس میں اس زمین پر رہوں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھے اجازت دے یا اللہ تعالیٰ میرے لیے فیصلہ کرے) تو جابر نے کہا: اس کی تفسیر ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ تو سفیان نے کہا جابر غلط کہتا ہے۔ تو سفیان سے سوال کیا گیا کہ اس نے کیا مراد لیا ہے۔اس نے کہا وہ رافضی لوگوں کا ایک گروہ ہے جو کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ بادلوں میں ہیں پس علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جو خروج کرے تو اس کی امداد کے لیے خروج نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ منادی کرنے والا آسمان سے آواز دے اور ان کی مراد علی رضی اللہ عنہ ہیں کہ آواز دیں گے کہ فلاں کے ساتھ نکلو اور ان کے نزدیک اس آیت کی تاویل یہ ہے، جابر نے بھی غلط کہا اور وہ بھی غلط ہی کہتے ہیں۔ یہ آیت تو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

٩٧٩٧ـ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. (رواه البخاري: ٣٥١١)

''امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہمیں سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا: سن لو فتنہ یہاں سے اُٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ خارج ہوتا ہے اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔''

٩٧٩٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا

(٩٧٩٦) مسلم.

(٩٧٩٧) بخاری: ٣٥١١ـ مسلم: ٢٩٠٥ـ ترمذی: ٢٢٦٨ـ احمد: ٦٢١٣ـ مؤطا: ١٨٢٤.

(٩٧٩٨) بخاری: ٧٠٩٤ـ مسلم: ٢٩٠٥ـ ترمذی: ٢٢٦٨ـ احمد: ٦٢٦٦ـ مؤطا: ١٨٢٤.

اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَأْمِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمْنِنَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَأْمِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمْنِنَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. (رواه البخاري: ٧٠٩٤)

فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت نازل کر۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت نازل کر، لوگوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں آپ ﷺ نے پھر دعا کی: یا اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت نازل کر یا اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت نازل کر، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے لیے بھی دعا کیجئے، اور میرا گمان ہے کہ تیسری بار فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔''

٩٧٩٩۔ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ مَا أَسْأَلَكُمْ عَنِ الصَّغِيْرَةِ وَأَرْكَبَكُمْ لِلْكَبِيْرَةِ سَمِعْتُ أَبِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِيءُ مِنْ هَاهُنَا وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ وَأَنْتُمْ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَإِنَّمَا قَتَلَ مُوْسَى الَّذِيْ قَتَلَ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ خَطأً فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ ﴿ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُوْنًا﴾. (رواه مسلم: ٢٩٠٥)

''سالم نے کہا: اے اہل عراق! تم صغیرہ گناہ کی بابت پوچھتے ہو اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہو۔ میں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فتنہ یہاں سے پیدا ہوگا اور ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا، اور تم ایک دوسرے کی گردن مارتے ہو۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے آل فرعون میں سے ایک آدمی قتل کیا تو اللہ نے فرمایا: تو نے ایک نفس قتل کیا پس ہم نے تجھے نجات دی اور تجھے اچھی طرح آزمایا۔'' (الشیخان، المؤطا، الترمذی)

شرح: ......نجد ہر اس قطعہ زمین کو کہتے ہیں جو بلند ہو۔

اس وقت رسول اکرم ﷺ نے اہل مشرق کے لیے دعا ترک کر دی تھی تاکہ وہ شرانگیزی نہ کر سکیں جو ان کی طرف سے ممکن تھی۔

اور شیطان کا سینگ ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان اس کے ساتھ اپنا سینگ

(٩٧٩٩) مسلم: ٢٩٠٥۔ بخاری: ١٠٣٧۔ ترمذی: ٣٩٥٣۔ احمد: ٦٢١٣۔ مؤطا: ١٨٢٤.

ملاتا ہے تاکہ سورج کی پرستش کے ساتھ اس کی بھی پوجا ہو۔ اور اس وقت اہل مشرق اہل کفر تھے، آپ ﷺ نے فتنہ کی خبر دی تھی، اس جانب سے سب سے پہلا فتنہ یہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان فرقت پیدا ہوئی اور یہی شیطان چاہتا تھا، وہیں سے بدعات رونما ہوئیں۔

مدینہ میں نجد جو مشرق کی جانب ہے وہ عراق والا ہے، جہاں سے فتنوں نے جنم لیا۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۴۶)

۹۸۰۰۔ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْبَكْرَةٍ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَحْنَفُ قَالَ قُلْتُ أُرِيْدُ نَصْرَ ابْنِ عَمّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِيْ عَلِيًّا قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا أَحْنَفُ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قَالَ فَقُلْتُ أَوْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهٗ قَدْ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ . (رواہ مسلم: ۲۸۸۸)

''احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نکلا اور اس مرد حق کی مدد کرنے چلا تھا کہ راستہ میں ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ ملا اور اس نے کہا: اے احنف کہاں جا رہے ہو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے (علی رضی اللہ عنہ) کی نصرت کرنے جا رہا ہوں، اس نے کہا: اے احنف! واپس چلا جا۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر روبرو آتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ میں نے کہا: یا کسی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ایک تو قاتل ہے تو مقتول کا جرم کیا ہے؟ فرمایا: وہ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، النسائی)

شرح: ...... وہ قاتل و مقتول دوزخ میں جائیں گے جن کی لڑائی عصبیت پر ہو اور بغیر تاویل لڑیں۔ جو لڑائیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئی ہیں وہ اس میں شامل نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے، یہی اہل سنت کا نظریہ ہے اور جو ان کے درمیان اختلافات ہوئے ہیں یہ ان میں معذور ہیں کیونکہ یہ اجتہادی اختلاف تھا، یہ محض دنیا کی خاطر نہ تھا، ہر ایک خود کو حق بجانب تصور کرتا تھا۔

اور جو متزلزل تھے وہ دونوں جانب شریک نہ ہوئے تھے، بعض روایات سے احنف کے شریک ہونے کا پتہ چلتا ہے اور بعض میں علیحدہ رہنے کا پتہ چلتا ہے، ان میں موافقت یوں ہے کہ انہوں نے لڑنے کا ارادہ ترک کیا تھا، پھر مناسب سمجھا کہ لڑوں پھر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے منع کرنے پر رک گئے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۳۵۱)

۹۸۰۱۔ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَاوَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ

''زبید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو وائل سے فرقہ مرجیئہ کے بارہ میں سوال کیا تو اس نے کہا: مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع

(۹۸۰۰) مسلم: ۲۸۸۸۔ بخاری: ۷۰۸۳۔ ابوداؤد: ۴۲۶۸۔ نسائی: ۴۱۲۲۔ ابن ماجہ: ۳۹۶۵۔ احمد: ۱۹۹۸۰.

(۹۸۰۱) بخاری: ۴۸۔ مسلم: ۶۴۔ ترمذی: ۲۶۳۴۔ نسائی: ۴۱۱۲۔ ابن ماجہ: ۶۹۔ احمد: ۴۳۸۰.

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. (رواه البخاری: ٤٨)

بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

٩٨٠٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (رواه البخاری: ٧٠٧٧)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کفار بن کر ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، النسائی)

٩٨٠٣۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ آخِذًا بِيَدِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا فَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ وَالْمَقْتُوْلُ فِي الْجَنَّةِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٦٠)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری امت کے کسی فرد کو قتل کرنے چلا تو قاتل آگ میں اور مقتول جنت میں جائے گا۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... ثابت ہوا کہ ایک مسلمان کی عزت کا تحفظ کیا جائے، اس پر زیادتی نہ کی جائے، اسے گالی نہ دی جائے اور اس سے لڑائی نہ کی جائے کیونکہ مسلمان کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے اور مسلمان کے قتل کو حلال سمجھنا ملت سے خارج ہونا ہے اور مسلمان سے لڑنا اخوت اسلامی کا انکار کرنا ہے۔ اگر کوئی مسلمان کے قتل کو جائز سمجھتا ہے اور اس عقیدہ سے اس کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے اور اس سے جنگ کرتا ہے تو یہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس نظریہ کے بغیر اس سے لڑائی کرتا ہے تو پھر اس پر کفر کا اطلاق مجازی ہے تاہم ضرورت کے وقت کافر کو گالی دی جاسکتی ہے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کافر سے کہا تھا، جاؤ جا کر لات بت کی شرمگاہ کو چومو۔ (بخاری، کتاب الشروط) اور اگر کوئی علانیہ فسق و فجور کرتا ہے تو اس کی برائی ظاہر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (طبرانی، مسلم: ۲۹۹۰)

اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جذبات میں گالی دے اور ظاہری صورت بھی اس کا تقاضا کرتی ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جب مکہ والوں کو خط لکھا تھا، تو منافق کہا تھا۔ (بخاری، تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۹۷)

٩٨٠٤۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: لَايَقُلْ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی یہ دعا نہ کرے کہ یا اللہ! میں فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا

(٩٨٠٢) بخاری: ٧٠٧٧۔ مسلم: ٦٦۔ ابوداؤد: ٤٦٨٦۔ نسائی: ٤١٢٧۔ ابن ماجہ: ٣٩٤٣۔ احمد: ٦١٥٠.

(٩٨٠٣) ابوداؤد: ٤٢٦٠۔ ضعیف، البانی: ٩١٦۔ احمد: ٥٦٧٥.

(٩٨٠٤) طبرانی کبیر: ٨٩٣١۔ بانقطاع وختلط واسناده منقطع وفيه المسعودی، وقد اختلط، ہیثمی: ١١٩٥٩.

مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا يَشْتَمِلُ عَلٰى فِتْنَةٍ ، وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُضِلَّاتِهَا ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ . (للكبير: ٨٩٣١، بانقطاع وختلط)

ہوں اس لیے کہ تم میں سے ہر ایک پر فتنہ مشتمل ہے مگر گمراہ کرنے والے فتنے سے پناہ مانگا کرو۔اللہ کا ارشاد ہے: ''یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولاد بھی فتنہ ہے۔'' (الکبیر سند منقطع اور مختلط ہے)

٩٨٠٥۔ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَا تَلْقٰى أُمَّتِي بَعْدِيْ وَسَفَكَ بَعْضِهِمْ دِمَاءَ بَعْضٍ وَسَبَقَ ذٰلِكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا سَبَقَ فِي الْأُمَمِ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُوَلِّيَنِيْ شَفَاعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْهِمْ فَفَعَلَ . (رواه أحمد: ٢٦٨٦٤ والأوسط)

''سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ میری امت کو میرے بعد کیسے جدلت ہو گی ،وہ ایک دوسرے کا خون بہائیں گے اور یہ چیز اللہ کی تقدیر میں پہلے سے لکھی گئی ہے جیسا پہلی امتوں پر لکھا گیا تھا،تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ان کے بارے قیامت کے دن شفاعت کا حق دیا جائے میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔'' (احمد اور الاوسط)

٩٨٠٦۔ عَنْ أَنَسٍ ،رَفَعَهُ: مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ أَنْ يُرَى الْهِلَالُ قُبُلاً فَيُقَالُ لِلَيْلَتَيْنِ ،وَأَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ طُرُقًا ، وَأَنْ يَظْهَرَ مَوْتُ الْفُجَأَةِ. (للأوسط: ١١٣٢ ، بضعف)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: علاماتِ قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ چاند سامنے آیا کرے گا اور لوگ کہیں گے،دو راتوں کا چاند ہے اور مساجد کو راستے بنایا جاتا ہو گا، اور اچانک اموات واقع ہوا کریں گی۔'' (الاوسط، الصغیر بسند ضعیف)

٩٨٠٧۔ عَنِ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ و بْنِ الْعَاصِ، رَفَعَهُ: لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ وَسُوْءُ الْجِوَارِ، وَيَخُوْنُ الْأَمِيْنُ ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ :فَكَيْفَ الْمُؤْمِنُ يَوْمَئِذٍ ،قَالَ: كَالنَّخْلَةِ وَقَعَتْ فَلَمْ

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: قیامت قائم ہونے سے پہلے فحش کام،قطع رحمی، ہمسائے سے بدی اور امانت میں خیانت جیسے امور ظاہر ہوں گے،عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس دن مؤمن کی کیا حالت ہو گی؟ آپ نے فرمایا: اس کھجور کی مانند جو گرے تو خراب نہ ہو کھائی

(٩٨٠٥) احمد: ٢٦٨٦٤۔ طبراني اوسط ورجالهما رجال الصحيح الا ان رواية احمد عن ابن ابی حسين انبانا انس عن ام حبيبة ورواية الطبراني عن الزهری عن انس، هيثمی: ١١٩٨٣.

(٩٨٠٦) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ١١٣٢۔ عن شيخه الهيثم بن خالد المصيصی وهو ضعيف، هيثمی: ١٢٤٤١.

(٩٨٠٧) بزار: ٢٤٠٩۔ بلين، وفيه عبدالرحمن بن معزاء وثقه ابو زرعة وجماعة وضعفه ابن المدينی وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٢٤٥١.

تَفْسُدْ، وَأُكِلَتْ فَلَمْ تُكْسَرْ، وَوُضِعَتْ طَيِّبًا. (رواه البزار: ٣٤٠٩، بلين)

جائے تو نہ ٹوٹے اور پاک ہی رکھی جائے۔'' (البزار سند کمزور)

٩٨٠٨۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشَيُ الثَّوْبِ حَتّٰى لَايُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَاصَدَقَةٌ وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْ لَيْلَةٍ فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْعَجُوْزُ يَقُوْلُوْنَ أَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَنَحْنُ نَقُوْلُهَا فَقَالَ لَهُ صِلَةُ مَاتُغْنِيْ عَنْهُمْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَايَدْرُوْنَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَاصِلَةُ تُنْجِيْهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلَاثًا. (رواه ابن ماجة: ٤٠٤٩)

''سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں، اسلام اسی طرح مٹ جائے گا جیسا کپڑے کے نقوش مٹ جاتے ہیں یہاں تک کہ کسی کو کوئی پتہ نہ ہوگا کہ روزہ کیا چیز ہے اور نماز کیا چیز ہوتی ہے اور یہی حال قربانی اور صدقے کا ہوگا، اور ایک رات آئے گی کہ اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت بھی زمین پر باقی نہ رہے گی۔

اور ایک جماعت باقی ہوگی جو بوڑھے مردوں اور عورتوں پر مشتمل ہوگی اور وہ کہیں گے: ہم نے اپنے باپ دادا کو اس کلمہ پر پایا تھا پس ہم یہ کلمہ کہتے رہیں گے۔ صلہ راوی نے کہا: ان لوگوں کو لا اله الا اللّٰه کیا فائدہ دے گا جب وہ نہ جانتے ہوں گے کہ نماز کیا ہے، روزہ کیا ہے، قربانی کیا ہے اور صدقہ کیا ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منہ پھیر دیا تو صلہ رحمہ اللہ نے پھر یہ بات تین بار کہی اور تیسری مرتبہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے صلہ! یہ کلمہ ان کو آگ سے بچائے گا تین بار کہا۔'' (القزوینی)

٩٨٠٩۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: يَكُوْنُ أَمَامَ الدَّجَّالِ سِنُوْنُ خَوَادِعُ، يَكْثُرُ فِيْهَا الْمَطَرُ وَيَقِلُّ النَّبْتُ، وَيَكْذِبُ فِيْهَا الصَّادِقُ وَيَصْدُقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ وَيَخُوْفُ فِيْهَا الْأَمِيْنُ، وَيَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبَضَةُ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: دجال سے پہلے دھوکا دینے والے کئی سال ہوں گے، بارشیں بہت ہوں گی اور نباتات کم پیدا ہوں گی۔ اس وقت سچا جھوٹ کہنے لگے گا اور جھوٹا سچ کہتا ہوگا، خائن کے پاس امانت رکھی جائے گی اور اس دور میں امانت دار خیانت کرنے لگے گا اور پھینی ناک والا صاف بات کرنے لگے گا۔ کہنے والے نے کہا:

(٩٨٠٨) ابن ماجه: ٤٠٤٩۔ صحيح، البانی: ٣٢٧٣.

(٩٨٠٩) طبرانی: ١٨/ ٦٨۔ باسانيد وفی احسنها ابن اسحاق وهو مدلس وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٢٤٦٩.

الرُّوَيْبَضَةُ؟ قَالَ: مَنْ لاَ يَوبُهُ لَهُ . (للكبير: ١٨/ ٦٨ بمدلس)

یا رسول اللہ! رُوَیْبِضہ کیا چیز ہے؟فرمایا: جس کی بات نہ سمجھی جاتی ہو۔'' (الکبیر مدلس کی سند کے ساتھ)

شرح: ......ابن ماجہ والی حدیث میں بہت بڑی خبر دی گئی ہے کہ اسلام کے نقوش مدہم ہونا شروع ہو جائیں گے جب کہ پہلے یہ ساری دنیا پر غالب تھا۔

اس میں قرآن پاک کی عظمت بھی بیان ہوئی ہے، اس کا وجود دین کی بقاء کا سبب ہے، ائمہ کی تقلید دین کے بقا کی ضامن نہیں۔

اس حدیث میں بیان کردہ چیزیں وقوع پذیر ہو چکی ہیں اور دن بدن ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۲۲)

مَاوَرَدَ مِنْ فِتَنٍ مُسَمَّاةٍ

وہ فتنے جن کا نام رکھا گیا ہے

٩٨١٠ـعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهِ وَلٰكِنِ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَحْرٰى أَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ وَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے فتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کس کو یاد ہے؟ میں نے کہا: مجھے یاد ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیان کرو، تو بڑا جرأت کرنے والا ہے۔ بتا دے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے: ایک آدمی کے لیے اس کے مال، اس کی جان، اس کی اولاد اور اس کے ہمسائے میں فتنہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کا کفارہ روزے سے، نماز سے، صدقہ سے، اچھی بات کا حکم دینے سے اور بری بات سے منع کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا مقصد یہ نہیں میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موج کی مثل چلے گا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کے اور اس کے درمیان، دروازہ بند کیا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا دروازہ توڑا جائے گا یا وہ کھولا جائے گا؟ میں نے کہا: بلکہ وہ توڑا جائے گا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

(٩٨١٠) بخاري: ٣٥٨٦ـ مسلم: ١٤٤ـ ترمذي: ٢٢٥٨ـ ابن ماجه: ٣٩٥٥ـ احمند: ٢٢٩٠٣.

فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ. (رواه البخاري: ٣٥٨٦)

پھر تو وہ اس قابل ہوگا کہ کبھی بند نہ کیا جائے گا۔راوی نے کہا: ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا عمر رضی اللہ عنہ کوعلم تھا کہ دروازہ کون ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں جیسا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کے بعد رات آتی ہے۔میں نے اس سے حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ راوی نے کہا ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ڈر گئے اور ہم ان سے سوال نہ کر سکے کہ دروازہ کون ہے؟ تو ہم نے مسروق کو کہا: ان سے سوال کرتو اس نے سوال کیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٩٨١١۔وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ أَنْتَ لِلّٰهِ أَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَادَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَايَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَاأُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْنَا أَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَها بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ أَكَسْرًا لَا أَبَالَكَ فَلَوْ أَنَّهُ فُتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَابَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثَهُ أَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ قَالَ أَبُوْخَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا أَبَا مَالِكٍ مَاأَسْوَدُ مُرْبَادًّا

''ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ایسا ہے کہ اللہ ہی کے لیے ہے تیرے باپ کی بھلائی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: فتنے تمہارے دلوں پر پیش کیے جائیں گے چٹائی کی مثل، ایک ایک کر کے تو جس دل نے فتنہ قبول کیا اس کے اندر سیاہ نکتہ پیدا کر دے گا۔ اور جس کے دل نے اس سے انکار کیا اس میں سفید نکتہ پیدا ہوگا یہاں تک کہ اس کے دل میں صفا پہاڑ کی مثل سفید نکتہ ہوگا پس اسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک زمین و آسمان باقی ہیں، اور دوسرا دل سیاہ ہو جائے گا سخت اور اُلٹایا گیا سیاہ برتن کی مانند، نہ تو معروف کو اچھا سمجھے گا اور نہ بدی کو ناپسند کرے گا، اس کو اپنی خواہشات سے سروکار ہوگا جو وہ قبول کر چکا ہے، اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا ہے کہ اس فتنے کے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان دروازہ بند کیا گیا ہے اور قریب ہے کہ وہ توڑا جائے گا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا باپ زندہ نہ رہے کیا وہ توڑا جائے گا؟ اگر کھولا جاتا تو پھر تو بند بھی کیا جاتا تو انھوں نے کہا: نہیں، وہ توڑا جائے گا، اور میں نے ان کو بتایا تھا کہ وہ دروازہ ایک مرد ہے جس کو

(٩٨١١) مسلم: ١٤٤۔ بخاری: ٣٥٨٦۔ ترمذی: ٢٢٥٨۔ ابن ماجه: ٣٩٥٥۔ احمد: ٢٢٩٣٠.

قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا. (رواه مسلم: ١٤٤)

قتل کیا جائے گا یا وہ فوت ہو جائے گا، یہ صحیح حدیث ہے غلط بات نہیں ہے۔ابو خالد کہتے ہیں: میں نے سعد سے کہا: اے ابو مالک! ’’اسود مرباد کیا چیز ہے؟ تو اس نے کہا: چٹ کپڑا یعنی گہری سیاہی میں سفیدی، میں نے کہا مجخی کیا چیز ہے؟ اس نے کہا الٹایا گیا۔‘‘

شرح:...... ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس امت میں فتنے برپا ہوں گے اور قیامت تک اس امت میں آپس میں لڑائی ہوتی رہے گی۔ (انجاز الحاجہ: ۳۳۲/۱۱)

٩٨١٢ـ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيءٍ الْعَنْسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ قَالَ هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمِيْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّيْ وَلَيْسَ مِنِّيْ وَإِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَإِذَا قِيْلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا حَتّٰى يَصِيْرَ النَّاسُ إِلٰى فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطِ إِيْمَانٍ لَانِفَاقَ فِيْهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَاإِيْمَانَ فِيْهِ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوْا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهٖ أَوْ مِنْ غَدِهٖ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٤٢)

’’عمیر بن ھانی عنسی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔آپ ﷺ نے بہت سے فتنوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ سیاہ گہرے فتنے کا ذکر فرمایا: اس میں بھاگنا بھی ہوگا اور لڑنا بھی۔پھر ایک فتنے کا ذکر کیا، پھر ایک خونی فتنہ ایک میرے خاندان کے مرد کے دو پاؤں تلے سے دھوئیں کی طرح اُٹھایا جائے گا، اس کا گمان ہوگا کہ وہ میرے اہل سے ہے اور وہ میرے اہل سے نہ ہوگا میرا اہل تو ہر متقی انسان ہے۔پھر لوگ ایک مرد پر متفق ہوں گے جو کجاوے کی لکڑی کی مثل ٹیڑھا ہوگا۔اس کے بعد فتنہ دھیماء (سیاہ، مصیبت کا فتنہ) پیدا ہوگا۔وہ اس امت کے ہر فرد کے منہ پر تھپڑ رسید کر دے گا۔جب کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہونے لگا ہے وہ مزید پھیل جائے گا۔اس میں صبح کو انسان مؤمن اور رات آنے پر کافر ہو جائے گا۔یہاں تک کہ لوگ دو بلاکوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ایک فریق میں ایمان ہوگا اور اس میں نفاق ہرگز نہ ہوگا اور دوسرے فریق میں صرف نفاق ہوگا ایمان نہ ہوگا۔جب یہ صورتِ حال پیدا ہو جائے تو پھر انتظار کرو کہ وہ دجال آج آیا کہ کل آیا۔‘‘

شرح:...... اس میں چار فتنوں کا ذکر ہوا ہے: (۱) خون ریزی ہوگی۔ (۲) خون اور مال لوٹا جائے گا۔

(٩٨١٢) ابوداؤد: ٤٢٤٢۔ صحیح، البانی: ٣٥٦٨۔ احمد: ٦١٣٣.

(۳) خون مال اور عصمت کو حلال کیا جائے گا۔ (۴) دجال آئے گا۔ اس میں اس فتنہ کی درازی بھی بیان ہوئی ہے اور اس میں عمل صالح کو اس سے نجات ملے گی اور اس میں نبوت کا معجزہ بتایا ہے اور بتایا ہے کہ اعتبار تقویٰ کا ہے اگرچہ نبی ﷺ سے نسبی تعلق نہ بھی ہو اور اگرچہ آپ ﷺ سے قریبی رابطہ ہو اگر وہ فاسق اور فتنہ باز ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ (عون المعبود: ۴/۱۵۲)

٩٨١٣ـ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّوْنَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دِجْلَةُ يَكُوْنُ عَلَيْهِ جَسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَتَكُوْنُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفِي رَوَايَةٍ: اَلْمُسْلِمِيْنَ فَإِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ جَآءَ بَنُوْا قَنْطَرَآءَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ يَنْزِلُ عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ ، فَيَتَفَرَّقَ أَهْلُهَا ثَلاثَةُ فِرَقٍ، يَأْخُذُوْنَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالريه وَهَلَكُوْا ،وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ وَكَفُرُوا، وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُوْنَ ذَرَارِيَهُمْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ وَهُم الشُّهَدَآءَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٠٦)

''مسلم بن ابو بکرہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ بصرہ نامی جگہ دریائے دجلہ کے کنارے اتریں گے اور اس دریا پر پل ہوگا ،اس شہر کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور وہ مہاجرین کا شہر ہوگا ،ایک روایت میں ہے مسلمانوں کا شہر ہوگا، آخر زمانہ آئے گا تو بنوقنطرا قبائل آئیں گے جن کے منہ چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور وہ دریا کے کنارے پر آ اتریں گے اور اہل شہر تین فرقوں میں تقسیم ہوں گے: ایک فریق اپنے گائے کی دم پکڑ کر صحراء میں جائے گا ،اور وہ لوگ ہلاک ہوں گے اور دوسرا فریق کفر کی شرط پر اپنے لیے امن طلب کرے گا ،اور تیسرا فریق اپنی پشت کے پیچھے اپنی اولاد کو رکھ کر لڑیں گے اور یہ لوگ شہید ہیں۔''

٩٨١٤ـقَالَ جُبَيْرٌ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى ذِيْ مِخْبَرٍ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عَنِ الْهُدْنَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ ثُمَّ

''جبیر نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلیں ذو مخبر کی طرف جو کہ صحابی ہیں۔ ہم اس کے پاس آئے تو جبیر نے اس سے ھدنہ کے بارہ میں سوال کیا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اہل روم سے امن کی صلح کرو گے اور پھر تم اور وہ مل کر اپنے ایک دشمن سے جنگ کرو گے تو تمہاری نصرت کی جائے گی، تمہیں غنیمت حاصل ہوگی اور تم

(٩٨١٣) ابوداؤد: ٤٣٠٦ـ حسن، البانی: ٣٦١٨ـ احمد: ١٩٩٠٠.

(٩٨١٤) ابوداؤد: ٤٢٩٢ـ صحیح' البانی: ٣٦٠٧ـ ابن ماجه: ٤٠٨٩ـ احمد: ٢٢٦٤٦.

تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِيْبُ فَيَغْضِبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٩٢)

سلامت رہو گے پھر تم واپس آ کر ایک موڑ پر جو بلند ٹیلوں والی زمین ہو گی وہاں ٹھہرو گے۔ وہاں ایک نصرانی مرد صلیب اُٹھا کر بلند کرے گا اور کہے گا: صلیب غالب آئی ہے۔ پس ایک مسلمان غیرت میں آ کر صلیب کو توڑ ڈالے گا تو اس وقت اہل روم معاہدہ توڑ دیں گے اور ہتھیار اُٹھائیں گے اور جمع ہوں گے۔"

٩٨١٥- زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى أَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتُلُوْنَ ، فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ. (روه أبوداوٗد: ٤٢٩٢)

"ایک روایت میں کچھ اضافہ بھی ہے: "مسلمان بھی اپنے ہتھیار اُٹھائیں گے اور جنگ کریں گے تو اس جماعت کو اللہ تعالیٰ شہادت کی عزت سے نوازے گا۔"

شرح: ...... پہلی حدیث کا مطلب ہے کہ میری امت کے بعض لوگ دجلہ کے قریب اتریں گے، اور وہاں اپنا مسکن بنائیں گے اور یہ شہر مسلمانوں کے اہم شہروں میں شمار ہوگا اور یہ شہر بغداد ہے۔ اسے عالم اسلام میں ہمیشہ اہمیت رہی ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۸۹)

اور دوسری حدیث میں مصالحت کے لیے حدود اربعہ بتایا گیا ہے، روم کے مشرق اور شمال میں ترک، روس اور اس کے جنوب میں شام اور اسکندریہ ہے۔ مغرب میں بحر اندلس ہے، جب کسریٰ کی حکمرانی تھی تو یہ سارے شہر اس کے حدود اربعہ میں تھے۔ انطاکیہ اس کا دارالخلافہ تھا، حتیٰ کہ مسلمانوں نے ان ایرانیوں کو وہاں سے نکال دیا اور ان پر قابض ہوئے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۸۲)

٩٨١٦- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا إِلٰى مَكَّةَ فَيَأْتِيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا اور مدینہ سے ایک مرد بھاگے گا اور مکہ چلا جائے گا اور اس کے پاس اہل مکہ آئیں گے اور اس کو سامنے لا کر اس کی بیعت کریں گے جب کہ وہ اس چیز کو ناپسند کرے گا۔ تو اس کی بیعت حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان منعقد کی جائے گی۔ اس کے خلاف شام سے فوج روانہ کی جائے گی۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں وہ سب زمین میں غرق کر دیئے جائیں گے۔

(٩٨١٥) ابوداؤد: ٤٢٩٢- صحیح، البانی: ٣٦٠٨.

(٩٨١٦) ابوداؤد: ٤٢٨٦- ضعیف، البانی: ٩٢١- مسلم: ٢٨٨٢- احمد: ٢٥٦٩٥.

وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيْمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ ﷺ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ. (رواه أبو دوٗد: ٤٢٨٦)

جب لوگ یہ علامت دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے سردار آ کر اس کی بیعت کریں گے، پھر قریش میں سے ایک مرد جس کے ننہال بنو کلب ہوں گے، اُٹھے گا۔ وہ ان کی طرف فوج روانہ کرے گا۔ یہ اہل حق اس کی فوج پر غالب آئیں گے اور یہ فوج بنو کلب کے افراد پر مشتمل ہوگی۔ ان کے مال غنیمت سے جو محروم رہے گا وہ کتنا بڑا ناکام آدمی ہوگا۔ تو خلیفہ اس مال کو تقسیم کرے گا اور لوگوں کے درمیان نبی ﷺ کی سنت کے مطابق حکمرانی کرے گا اور اسلام زمین کے کناروں تک جا پہنچے گا اور وہ سات سال حکومت کرے گا۔“

٩٨١٧۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخَسْفِ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا قَالَ يُخْسَفُ بِهِمْ وَلٰكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نِيَّتِهٖ. (رواه أبو دوٗد: ٤٢٨٩)

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کا کیا حشر ہوگا جو بنو کلب کی فوج میں جبراً بھرتی کیا گیا ہوگا؟ فرمایا: وہ بھی ان کے ساتھ ہی غرق کیا جائے گا اور پھر قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اُٹھایا جائے گا۔“

شرح: ...... یہ آدمی جو خلیفہ کی وفات کے وقت نکلے گا اور خلافت یا فتنہ سے بھاگتے ہوئے مکہ میں پناہ لے گا اور مکہ ہی لوگوں کے لیے امن کی جگہ ہوگی اور یہ مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان کھڑا ہوگا اور لشکروں کو بھیجے گا، یہ امام مہدی ہوں گے۔

اور ابدال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اولیاء اللہ ہیں اور عبادت گزار ہیں، انہیں ابدال اس لیے کہا جاتا ہے جب ایک ان میں سے فوت ہوتا ہے اس کے بدل میں دوسرا آ جاتا ہے جو صوفیاء نے کہا ہے کہ ہر زمین میں ابدال ہے، ایک جاتا ہے تو زمین کا انتظام دوسرا سنبھال لیتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور بے سند ہے۔ (المنار المنیف)

یہ سب ابدال جو نیک لوگ ہیں، یہ بھی امام صاحب کے ساتھ ہوں گے اور دیگر دستے بھی امام مہدی کے ساتھ ہوں گے اور اسلام کی آب و تاب ہوگی اور اس کے پاؤں مضبوط ہوں گے۔ اور جو اس کو کراہت کی نظر سے دیکھے گا اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اگر کوئی اس رستہ میں اچھا بھی ہوگا وہ بھی دھنسا دیا جائے گا پھر اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۷٦)

(٩٨١٧) ابوداؤد: ٤٢٨٩۔ صحیح، البانی: ١٦٠٥۔ مسلم: ١٨٨٢۔ احمد: ٢٦١٦٢.

٩٨١٨۔عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعِىَ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِعَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ فَقَالَ قَائِلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٩٧)

''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اقوام تمہارے خلاف ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دے کر مدعو کریں گے۔جیسا کھانے پر بلایا جاتا ہے اور برتن میں خوراک موجود ہوتی ہے۔تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا اس دن ہماری یہ حالت ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ہوگی؟ آپ ﷺ فرمایا:تم اس وقت زیادہ ہو گے لیکن تم اس گارے کی مانند ہوگے جس کو سیلاب اُٹھالاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔عرض کیا گیا: وہن کیا چیز ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کی ناگواری۔''

شرح:......مقصد یہ ہے کہ جس طرح کھانے والے بغیر کسی تکلف کے ایک پیالہ میں کھاتے ہیں اور اس میں سے کھانے پر ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اور اکٹھے ہو جاتے ہیں، ایسے ہی کافر امتیں تمہارے مال اور ملک کو چھیننے کے لیے آپس میں مل کر تم پر ٹوٹ پڑیں گی تا کہ تمہاری شان وشوکت مٹ جائے اور تمہاری سلطنت پر وہ قبضہ کر لیں۔اس کا سبب وہن ہوگا، دنیا کی محبت اور موت سے نفرت، یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ان سے دینی پستی اور دشمن کا غلبہ لازمی ہے۔ (عون المعبود:۴/۱۸۴)

٩٨١٩۔قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِكُلِّ فِتْنَةٍ هِىَ كَائِنَةٌ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَمَا بِيْ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسَرَّ إِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يُحَدِّثْهُ غَيْرِيْ وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ مَجْلِسًا أَنَا فِيْهِ عَنِ الْفِتَنِ فَقَالَ

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قسم اللہ کی! میں تمام لوگوں سے زیادہ اپنے اور قیامت کے درمیان آنے والے ہر فتنے کو جانتا ہوں اور مجھے کیا علم تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ پوشیدہ راز بتائے ہیں جو دوسرے کسی کو نہیں بتائے۔اور ایک مرتبہ اجمالی طور پر ایک اجتماع میں فرمایا تھا اور بڑے بڑے تین فتنوں کا ذکر کر دیا تھا کہ وہ فتنے کوئی چیز اصلیت پر باقی نہ

(٩٨١٨)

(٩٨١٩) مسلم: ٢٨٩١۔ بخاری: ٦٦٠٤۔ ابوداؤد: ٤٢٤٠۔ احمد: ٢٢٧٨٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَعُدُّ الْفِتَنَ مِنْهُنَّ ثَلَاثٌ لَايَكَدْنَ يَذَرْنَ شَيْئًا وَمِنْهُنَّ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ مِنْهَا صِغَارٌ وَمِنْهَا كِبَارٌ قَالَ حُذَيْفَةُ فَذَهَبَ أُولٰئِكَ الرَّهْطُ كُلُّهُمْ غَيْرِيْ. (رواه مسلم:۲۸۹۱)

رہنے دیں گے۔اور بعض فتنے موسم گرما کی ہوا کی مثل چلیں گے اوران میں سے کچھ چھوٹے اور کچھ بڑے ہوں گے۔ اس اجمال کو سننے والے اصحاب بھی فوت ہو چکے ہیں جنہوں نے میرے ساتھ سنا تھا صرف میں باقی ہوں۔''(مسلم)

۹۸۲۰۔ قَالَ حُذَيْفَةُبْنُ الْيَمَانِ وَاللّٰهِ مَاأَدْرِيْ أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلٰى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهٗ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ. (رواه أبوداؤد: ۴۲۴۳)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وَاللہ میں نہیں جانتا کہ میرے رفقا بھول چکے ہیں یا جان بوجھ کرانہوں نے بھولا رکھا ہے۔قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ فتنہ بیان کر دیا ہے جس کے قائد کے ساتھ تین سو یا اس سے زائداس کا ساتھ دینے والے ہوں گے۔آپ ﷺ نے فتنے کے قائد کا نام، اس کے باپ کا نام اوراس کی قوم کا نام سب بتا دیا تھا۔''

۹۸۲۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يُحَاصَرُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ قَرِيْبٌ مِنْ خَيْبَرَ. (رواه أبوداؤد: ۴۲۵۰)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں کہ فرمایا:عنقریب وہ وقت آئے گا جب مسلمان مدینہ منورہ میں محصور ہوکر رہ جائیں گے اور آنا جانا صرف سلاح تک محدود ہوگا،امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: مقام سلاح خیبر کے قریب ہے۔''(یہ دو ابوداؤد کی مرویات ہیں)

شرح:......۱۔اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مدینہ منورہ کا محاصرہ ہوگا،مسلمان کفار سے بچاؤ کے لیے مدینہ اورسلاح کے درمیان جمع ہو جائیں گے اور بعض مدینہ کے قلعہ میں پناہ لیں گے، یہ دجال کے زمانہ میں ہوگا، جب اسلام مدینہ میں سمٹ جائے گا، یا پھرآخر زمانہ میں ہوگا۔(عون المعبود:۴/۱۵۶)

۲۔اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فتنہ کے سرغنے تین سو کےقریب ہوں گے۔آپ نے ان کے نام ونسب اورقبائل بھی بتائے تھے۔

اس میں نبی ﷺ کے کمال علم کا ذکر ہے اوراپنی امت پر شفقت کا بھی پتہ چلتا ہے، اس میں آپ ﷺ کے معجزہ کا بھی علم ہوا۔(عون المعبود:۴/۱۵۲)

(۹۸۲۰) ابوداؤد: ۴۲۴۳۔ ضعیف، البانی: ۹۱۳.

(۹۸۲۱) ابوداؤد: ۴۲۵۰۔ صحیح، البانی: ۲۵۷۵.

٩٨٢٢۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (للبخاری: تعليقا)

''سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک قوم آئے گی اور وہ آزاد کو غلام بنانا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کو جائز قرار دے گی اور ایک قوم جھنڈے کے آس پاس جمع ہو گی اور ان کی گانے والی چیخ رہی ہو گی۔ ان کے پاس ایک مرد اپنے کام کے لیے آئے گا تو وہ اس کو کہیں گے: کل دوبارہ ہمارے پاس آنا، رات کو اللہ تعالیٰ ان کے جھنڈے کو گرا دے گا اور اوّل تا آخر ان کو بندر اور خنزیر بنا دے گا اور وہ قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔''

شرح: ......اس میں حرام چیز کا نام بدل کر اسے حلال قرار دینے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

٩٨٢٣۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوْفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِيْ أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَوَ اللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تَطِيْعُوْنَ أَمْ هِيَ. (رواه البخاری: ٧١٠٠)

''عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار ابن یاسر اور حسن رضی اللہ عنہم کو ہمارے پاس کوفہ بھیجا۔ وہ دونوں منبر پر کھڑے ہوئے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما بلند سیڑھی پر تھے اور عمار رضی اللہ عنہ اس سے نیچے تھے۔ ہم لوگ اُن دونوں کے پاس جمع ہوئے تو میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ آ گئی ہیں اور یقیناً وہ دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ وہ ظاہر کر دے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہو یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔''

٩٨٢٤۔ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ دَخَلَ أَبُوْ مُوْسٰى وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ عَلٰى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ

''شقیق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب وہ کوفہ میں لوگوں

(٩٨٢٢) بخاری تعليقا: ٥٥٩٠. (٩٨٢٣) بخاری: ٧١٠٠۔ احمد: ١٧٨٦٧.

(٩٨٢٤) بخاری: ٧١٠٤۔ احمد: ١٧٨٦٧.

إِلٰى أَهْلِ الْكُوْفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَارَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَارَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِيْ مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَ الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا إِلَى الْمَسْجِدِ. (رواه البخاري: ٧١٠٤)

کو لے جانے کے لیے آئے تھے تو ان دونوں نے کہا: ہم نے تیرا کوئی کام بھی تیرے اسلام لانے سے لے کر آج تک ایسا نہیں دیکھا جو ہمیں اتنا ناپسند ہو جتنا اس کام میں تیرا جلدی کرنا ہمیں ناپسند ہے۔ تو انھوں نے کہا: جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو میں نے تمہارا کوئی مکروہ کام نہیں دیکھا ماسوائے اس کام میں تمہاری تاخیر کرنے سے، پھر ان دونوں کو کپڑے پہنا دیئے پھر وہ مسجد چل دیے۔"

٩٨٢٥۔ وَفِيْ رَوَايَةٍ: أَنَّ أَبَا مَسْعُوْدٍ هُوَ كَسَا عَمَّارًا أَوْ أَبَا مُوْسٰى حُلَّةً حُلَّةً.

"اور ایک روایت میں ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک ایک جوڑا کپڑے دیئے۔"

شرح: ...... یہ واقعہ ۳۶ ہجری جمادی ثانیہ میں پیش آیا تھا، اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود کو حق قرار دیا تھا، سائل نے کہا تھا کہ دوسرے بھی کہتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ کہا: ہم ان سے جماعت سے خروج اور بیعت توڑنے کی بنا پر لڑ رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا، جو پیٹھ پھیر کر چلا جائے اس کا پیچھا نہ کرنا اور زخمی کو نہ مارنا اور کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا، پھر لوگوں کو جمع کیا اور ان سے بیعت لی اور بصرہ سے کوفہ تک ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عامل بنایا۔

ادھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا باہر نہ جانا چاہتی تھیں۔ انہیں یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ آپ چلیں، شاید آپ کے احترام کی وجہ سے جنگ بند ہو جائے مگر معاملہ الٹ گیا۔ لوگ اور جوش میں آ گئے۔ باہر جانے میں اگرچہ ان کی نیت نیک تھی۔ اس کے باوجود وہ جب یہ سانحہ یاد کرتیں تو زار و قطار روتیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی بھی ہیں اور وہ اسلام میں داخل تھیں۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں مسلمان جماعتوں کے درمیان جو رونما ہوا ہے وہ اس میں مجتہد تھے اور دونوں ہی راہ حق پر خود کو تصور کرتے تھے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ صاحب مال اور سخی تھے۔ یہ دونوں جمعہ کے دن ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے تھے، انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو جوڑا پہنایا تا کہ یہ پہن کر جمعہ ادا کریں کیونکہ وہ سفر سے آئے تھے، انہوں نے ان کپڑوں میں مناسب نہ سمجھا کہ وہ نماز پڑھیں اور پھر ان کی وجہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی لباس پہنایا کہ ان کے دل میں بات نہ آئے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۵۸)

(٩٨٢٥) بخاري: ٧١٠٤۔ احمد: ١٧٨٦٧.

٩٨٢٦- عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبِرْنَا عَنْ مَسِيْرِكَ هٰذَا أَعَهْدٌ إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْ رَأْيٌ رَأَيْتَهٗ فَقَالَ مَاعَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ وَلٰكِنَّهٗ رَأْيٌ رَأَيْتُهٗ. (رواه أبوداوٗد: ٤٦٦٦)

''قیس بن عباد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا: تم مجھے اپنے اس چلنے کی خبر دو۔ کیا نبی کریم ﷺ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا یہ تمہاری رائے ہے جو تم نے قائم کی ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مجھے نبی ﷺ نے حکم نہیں دیا بلکہ یہ میری رائے ہے جو میں نے قائم کی ہے۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ......حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عراق کی جانب لڑنے کے لیے جانے لگے یا بصرہ کی جانب جانے لگے تا کہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف لڑیں تو بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روکا تو انہوں نے کہا: بیٹے! تم تو لڑکیوں کی مانند ہو، میں تو ہر اس شخص سے لڑوں گا جو میری مخالفت کرے گا۔ (عون المعبود: ۴/۳۵۰)

٩٨٢٧- عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ إِنَّهٗ سَيَكُوْنُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَائِشَةَ أَمْرٌ قَالَ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنَا أَشْقَاهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ إِذَا كَانَ ذَاكَ فَارْدُدْهَا إِلٰى مَأْمَنِهَا. (رواه أحمد: ٢٦٦٥٧، والبزار والكبير)

''ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا: عنقریب تیرے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک کام پیش آئے گا، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ہاں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے رفقاء میں سے ہی ہوں گا؟ فرمایا: ہاں۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو سب سے بدنصیب رہا۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن جب یہ معاملہ ختم ہو جائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اُس کے امن کی جگہ میں پہنچا دینا۔'' (احمد، بزار، الکبیر)

٩٨٢٨- عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَتَتْ عَلَى الْحَوْأَبِ سَمِعَتْ نُبَاحَ الْكِلَابِ فَقَالَتْ مَا أَظُنُّنِيْ إِلَّا رَاجِعَةٌ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ تَرْجِعِيْنَ عَسَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُصْلِحَ بِكِ بَيْنَ النَّاسِ. (رواه أحمد: ٢٤١٣٣، والموصلي والبزار)

''قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب مقام حوأب میں آئیں اور کتے بھونکنے کی آواز سنی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا تو خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہم سب ازواج کو فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے ایک وہ ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ واپس نہ جائیں شاید اللہ آپ کی وجہ سے لوگوں میں صلح کرا دے۔'' (احمد، الموصلی، البزار)

(٩٨٢٦) ابوداؤد: ٤٦٦٦- صحيح الاسناد، البانی: ٣٩٠٠.

(٩٨٢٧) احمد: ٢٦٦٥٧- بزار، طبرانی کبير ورجاله ثقات، هيثمی: ١٢٠٢٤.

(٩٨٢٨) احمد: ٢٤١٣٣- موصلی، بزار، ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمی: ١٢٠٢٥.

٩٨٢٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِنَسَائِهِ: لَيْتَ شَعْرِيْ أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْأَدِيْبِ تَخْرُجُ فَتَنْبَحُهَا كِلَابُ حَوْأَبَ ،يَقْتُلُ عَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَتْلٰى كَثِيْرٌ، ثُمَّ تَنْجُوْ بَعْدَ مَا كَادَتْ. (رواه البزار: ٣٢٧٤)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مرفوع نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو فرمایا: میں افسوس کرتا ہوں کہ تم میں سے ایک بڑے دم والے اُونٹ پر نکلے گی اور اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے ،اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ قتل ہوں گے۔ پھر وہ نجات پائے گی، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ وہ۔''

٩٨٣٠۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَيْتَ أَنْتُمْ وَقَدْ خَرَجَ أَهْلُ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِرْقَتَيْنِ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ وُجُوْهَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ ،فَقِيْلَ : يَاأَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ،فَكَيْفَ نَصْنَعُ اِنْ أَدْرَكْنَا ذٰلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ: أُنْظُرُوْا الْفِرْقَةَ الَّتِيْ تَدْعُوْ إِلٰى أَمْرِ عَلِيٍّ فَالْزِمُوْهَا فَإِنَّهَا عَلَى الْهُدٰى. (رواه البزار: ٣٢٨٣)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا کیا حال ہو گا جب کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت دو فریق بن جائیں گے اور ایک دوسرے کے منہ پر تلوار ماریں گے؟ تو ان سے سوال کیا گیا: اے ابوعبداللہ! اگر ہم وہ زمانہ پائیں تو ہم کیا کریں؟ انھوں نے کہا: تم اس فرقے کو دیکھو جو علی رضی اللہ عنہ کی حکومت کی طرف دعوت دیتا ہو۔ اس فریق کو لازم پکڑلو، وہی فریق ہدایت پر ہو گا۔'' (یہ دونوں روایات بزار کی ہیں)

٩٨٣١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : لَمَّا بَلَغَ أَصْحَابَ عَلِيٍّ حِيْنَ سَارُوْا إِلَى الْبَصْرَةِ أَنْ أَهْلَ الْبَصْرَةِ قَدْ اِجْتَمَعُوْا لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ ، شَقَّ عَلَيْهِمْ وَوَقَعَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ،فَقَالَ عَلِيٌّ : وَالَّذِيْ لَاإِلٰهَ غَيْرُهٗ ، لَنَظْهَرَنَّ عَلٰى أَهْلِ الْبَصْرَةِ ،وَلَنَقْتُلَنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ ، وَلَنُخْرِجَنَّ إِلَيْكُمْ مِنَ الْكُوْفَةِ . . سَتَّةَ آلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ وَخَمْسُوْنَ رَجُلًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَوَقَعَ ذٰلِكَ فِيْ نَفْسِيْ، فَلَمَّا أَتٰى

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: جب علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء بصرہ گئے تو ان کو یہ خبر ملی کہ اہل بصرہ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے جمع ہو چکے ہیں۔ تو یہ بات اُن پر شاق گزری اور اُن کے دلوں میں تردد پیدا ہوا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! ہم اہل بصرہ پر غالب ہوں گے اور ہم طلحہ اور زبیر کو قتل کریں گے اور تمہاری امداد کے لیے کوفہ سے چھ ہزار پانچ سو پچاس آدمی بلائیں گے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے دل میں شک گزرا۔ جب اہل کوفہ پہنچے تو میں ان کی طرف نکلا اور میں نے کہا: میں

(٩٨٢٩) بزار: ٣٢٧٤۔ ورجاله ثقات، هيثمى: ١٢٠٢٦.

(٩٨٣٠) بزار: ٣٢٨٣۔ ورجاله ثقات، هيثمى: ١٢٠٣٢.

(٩٨٣١) طبرانى كبير: ١٠٧٣٨۔ قال ابن عباس، وهو مما كان رسول الله يخبره، طبرانى وفيه اسماعيل بن عمرو البجلى وهو ضعيف، هيثمى: ١٢٠٣٤.

أَهْلَ الْكُوْفَةِ خَرَجْتُ فَقُلْتُ : لَأَنْظُرَنَّ ، فَإِنْ كَانَ كَمَا يَقُوْلُ فَهُوَ أَمْرٌ سَمِعَهُ، وَإِلَّا فَهِيَ خَدِيْعَةُ الْحَرْبِ ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْجَيْشِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مَاقَالَ عَلِيٌّ . (للكبير: بضعف)

ضرور دیکھوں گا اگر وہی تعداد ہے جو انھوں نے کہا ہے تو پھر یہ بات اُس کی (نبی علیہ السلام سے) سنی ہوئی ہے ورنہ یہ جنگی چال ہے۔ پس میں نے فوج کے ایک آدمی کو دیکھا اور اس سے پوچھا تو اس نے وہی کہا جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٩٨٣٢۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِيْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ وَأَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ فِيْ احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهٗ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهٗ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِيْ وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْلَ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيْتُ أَنْ أَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّيْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيْبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ . (رواه البخاري: ٤١٠٨)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ ان کی خادمہ ان کا سر دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا: لوگ وہ کچھ کر رہے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں تو انھوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، اور کہا: جلدی پہنچ، وہ تیرا انتظار کرتے ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ تیرے تاخیر کرنے سے اختلاف پیدا ہوگا اور انھوں نے ان کو جلدی بھیج دیا۔ جب لوگ چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: جو شخص اس بارے میں کلام کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنا سینگ ہمارے سامنے لائے، ہم اس حکومت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، ہر اس انسان سے اور اُس کے باپ سے۔ حبیب بن مسلمہ راوی کہتے ہیں کہ تو نے اس کو جواب کیوں نہ دیا؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو کہوں کہ اس حکومت کا تجھ سے زیادہ حقدار وہ ہے جس نے تیرے ساتھ اور تیرے باپ کے ساتھ اسلام کی خاطر جنگ لڑی ہے۔ پھر مجھے خطرہ ہوا کہ جب یہ بات میں کہوں گا تو جماعت میں تفرقہ پیدا ہوگا اور خون خرابہ پیدا ہوگا اور میری طرف سے کچھ اور ہی باتیں بنائی جائیں گی۔ پس میں نے وہ یاد کیا جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیار کر رکھا ہے۔ راوی حبیب نے کہا: تیری حفاظت کی گئی اور تو بچایا گیا۔'' (بخاری)

٩٨٣٣۔عَنْ عَلِيٍّ : عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے عہد

(٩٨٣٢) بخاری: ٤١٠٨.

(٩٨٣٣) بزار: ٣٢٦٩۔ طبرانی اوسط واحد اسنادی البزار رجاله رجال الصحيح غير الربيع بن سعيد وثقه ابن حبان، هيثمی: ١٢٠٤٢.

فِيْ قِتَالِ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ.
(رواه البزار: ٣٢٦٩، والأوسط)

شکنی کرنے والوں اور ظلم کرنے والوں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے۔'' (البزار، الاوسط)

٩٨٣٤۔ اِبْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمْ أَجِدْنِيْ آسٰى عَلٰى شَيْءٍ إِلَّا أَنِّيْ لَمْ أُقَاتِلِ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ مَعَ عَلِيٍّ. (للكبير)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: مجھے کوئی افسوس نہیں رہا، ماسوائے اس بات کے کہ علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں میں نے باغی لوگوں سے قتال نہیں کیا۔'' (الکبیر)

٩٨٣٥۔ قَالَ لَهٗ بَنُوْعَبَسٍ : إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ آمُرُكُمْ أَنْ تَلْزَمُوْا عَمَّارًا، قَالُوْا: إِنَّ عَمَّارًا لَا يُفَارِقُ عَلِيًّا، قَالَ:إِنَّ الْحَسَدَ هُوَ أَهْلَكَ الْجَسَدِ، وَإِنَّمَا يَنْفِرُكُمْ مِنْ عَمَّارٍ قُرْبُهٗ مِنْ عَلِيٍّ، فَوَاللّٰهِ لَعَلِيٌّ أَفْضَلُ مِنْ عَمَّارٍ أَبْعَدُ مَا بَيْنَ التُّرَابِ وَالسَّحَابِ، وَإِنَّ عَمَّارًا لَمِنَ الْأَخْيَارِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ إِنْ لَزِمُوْا عَمَّارًا كَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ. (للكبير: بمبهم)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بنوعبس نے ان سے کہا: امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ تم عمار کے ساتھ مل جاؤ۔ تو انہوں نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ تو علی رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہو رہے۔ حذیفہ نے کہا: حسد انسان کے جسم کو کھا جاتا ہے اور عمار رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ سے قرب تمہیں عمار سے متنفر کرتا ہے۔ اور اللہ کی قسم! علی، عمار رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں اور ان کے درجات کا فاصلہ خاک بادل کے فاصلے سے بھی زیادہ ہے اور عمار رضی اللہ عنہ اخیار میں سے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اگر لوگ عمار رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑیں گے تو یقیناً وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گے۔'' (الکبیر، سند میں ابہام ہے)

٩٨٣٦۔عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْعَنْزِيِّ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ جَاءَهٗ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لِيَطِبْ بِهٖ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهٖ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ

''حنظلہ بن خویلد عنزی سے مروی ہے کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، اچانک دو آدمی آئے جو عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے تو عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: ان میں سے ہر ایک کہتا تھا کہ اس کو میں نے قتل کیا ہے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک تم میں سے خوشی کے ساتھ دوسرے کو دے دو۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ نے

(٩٨٣٤) طبراني كبير باسانيد واحدها رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٢٠٥٤.
(٩٨٣٥) طبراني كبير بمهم ورجاله ثقات، الا انى لم اعرف الرجل المبهم، هيثمي: ١٢٠٥٨.
(٩٨٣٦) احمد باختصار: ٦٥٠٢۔ طبراني وابو يعلى، بنحو الطبراني والبزار ورجال احمد وابى يعلى ثقات، هيثمي: ١٢٠٤٨.

الْبَاغِيَةُ قَالَ مُعَاوِيَةُ فَمَا بَالُكَ مَعَنَا قَالَ إِنَّ أَبِيْ شَكَانِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَطِعْ أَبَاكَ مَادَامَ حَيًّا وَلَا تَعْصِهِ فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ. (رواه أحمد: ٦٥٠٢)

فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ کو باغی ٹولہ قتل کرے گا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تیرا ہمارے ساتھ کیا کام ہے؟ انھوں نے کہا: میرے باپ نے نبی ﷺ سے میری شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک زندہ ہے اس کی اطاعت کرنا اور نافرمانی نہ کرنا پس باپ کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ تو ہوں اور میں کسی کو قتل نہیں کرتا۔'' (احمد)

٩٨٣٧۔ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ. (رواه ابن ماجة: ١٧٣)

''سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ خوارج آگ کے کتے ہیں۔'' (القزوینی)

٩٨٣٨۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْنَ سَارُوْا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَ تُكُمْ إِلٰى قِرَاءَ تِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلٰى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَاتُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِيْنَ يُصِيْبُوْنَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوْا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيْهِمْ رَجُلًا لَهُ

''زید بن وہب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ اس فوج میں تھا جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف بڑھی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن مجید کی تلاوت کریں گے اور تمہاری تلاوت ان کی تلاوت کے بالمقابل کچھ نہیں سمجھی جائے گی اور تمہاری نماز اُن کی نماز کے بالمقابل اور تمہارے روزے ان کے روزوں کے بالمقابل کچھ نہ ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کا گمان ہوگا کہ وہ ان کے لیے اجر ہے اور قرآن تو اُن کا مخالف ہوگا۔ ان کی نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ فوج جان لے جو ان سے مقابلہ کرے گی کہ ان کے نبی ﷺ کی زبان پر اس فوج کے لیے کس اجر کا فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ اسی جہاد پر بھروسہ کر کے دیگر اعمال ترک کر دیں گے اور ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان

(٩٨٣٧) ابن ماجه: ١٧٣۔ صحيح، البانی: ١٤٣.

(٩٨٣٨) مسلم: ١٠٦٦۔ بخاری: ٣٦١١۔ ابوداؤد: ٤٧٦٧۔ نسائی: ٤١٠٢.

عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهٗ ذِرَاعٌ عَلٰى رَأْسِ عَضُدِهٖ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ فَتَذْهَبُوْنَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُوْنَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُوْنَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُو أَنْ يَكُوْنُوْا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِيْ سَرْحِ النَّاسِ فَسِيْرُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِيْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتّٰى قَالَ مَرَرْنَا عَلٰى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوْا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوْفَكُمْ مِنْ جُفُوْنِهَا فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوْكُمْ كَمَا نَاشَدُوْكُمْ يَوْمَ حَرُوْرَاءَ فَرَجَعُوْا فَوَحَّشُوْابِرِ مَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوْفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَمَا أُصِيْبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْتَمِسُوْا فِيْهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى أَتٰى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ أَخِّرُوْهُمْ فَوَجَدُوْهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُهٗ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيْدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَللّٰهِ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

میں ایک مرد ہوگا جس کے ایک بازو کی کلائی نہ ہوگی اور اس کے بازو پر پستان کے سر کی طرح رسولی ہوگی جس پر چند سفید بال ہوں گے ۔کیا تم معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اور اہل شام کی طرف جاتے ہو اور ان لوگوں کو ترک کرتے ہو جو تمہاری اولاد اور تمہارے مال کے نزدیک موجود ہیں۔

اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ وہ لوگ یہی قوم ہے۔ انہوں نے خونِ حرام بہا دیا، لوگوں کے مویشی لوٹے تو ان کی طرف بڑھو۔سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ مجھے زید بن وھب منزل بہ منزل ساتھ لے گیا اور جب ہم پل پر سے گزرے تو ہمارا ان سے مقابلہ ہوا۔ اس دن خارجیوں کا سردار عبداللہ بن وھب راسبی تھا۔ اُس نے اپنی فوج کو کہا: نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ تمہیں اللہ یاد کرائیں گے جیسا کہ انہوں نے تمہیں حرورا کے دن اللہ کے نام پر صلح کی دعوت دی تھی، چنانچہ اس کی فوج نے تیر پھینک دیے اور تلواریں میان سے نکال لیں اور لوگ ان پر تیر لے کر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کیا۔علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے اُس دن دو آدمی شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ناکارہ بازو والے کو تلاش کرو۔لوگوں نے ان کی لاشوں میں تلاش کیا اور اُن کو نہ ملا تو علی رضی اللہ عنہ بنفس نفیس اُٹھے اور ان لوگوں کے پاس گئے جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جو زمین پر سب سے نیچے لاشیں ہیں انہیں نکالو، چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی پھر کہا: اللہ نے سچ فرمایا: اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا دیا پس علی رضی اللہ عنہ کی طرف عبیدہ سلمانی اُٹھا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ تو

مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِيْ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ حَتّٰى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ. (رواه مسلم:١٠٦٦)

علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس آدمی نے تین بار قسم دی اور وہ قسم کھاتے رہے۔''

٩٨٣٩ـ عَنْ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْمُخْدَجُ لَمَعَنَا يَوْمَئِذٍ فِي الْمَسْجِدِ نُجَالِسُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَكَانَ فَقِيْرًا وَرَأَيْتُهُ مَعَ الْمَسَاكِيْنِ يَشْهَدُ طَعَامَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ النَّاسِ وَقَدْ كَسَوْتُهُ بُرْنُسًا لِيْ قَالَ أَبُوْ مَرْيَمَ وَكَانَ الْمُخْدَجُ يُسَمّٰى نَافِعًا ذَا الثُّدَيَّةِ وَكَانَ فِيْ يَدِهٖ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلٰى رَأْسِهٖ حَلَمَةٌ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ سِبَالَةِ السِّنَّوْرِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٧٧٠)

''ابو مریم رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ معذور آدمی ان ایام میں مسجد میں بیٹھا رہتا تھا اور یہ غریب انسان تھا اور مساکین کے ساتھ لوگوں کے گھر سے آئے ہوئے کھانے پر میرے ساتھ بیٹھتا تھا۔ میں نے اس کو ایک ٹوپی پہنائی تھی۔ اس کا نام پستان والا نافع مشہور تھا۔ اس کے ہاتھ میں عورت کے پستان جیسی رسولی تھی اور اس کے سر میں بھی عورت کے پستان جیسی رسولی تھی جس پر بال تھا جیسے بلی کی دم کے بال ہوتے ہیں۔'' (مسلم، داؤد)

٩٨٤٠ـعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْحَرُوْرِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالُوْا لَاحُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ كَلِمَةُ حَقٍ أُرِيْدُ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا إِنِّيْ لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِيْ هٰؤُلَاءِ يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَايَجُوْزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهٖ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدٰى يَدَيْهِ طُبِيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْظُرُوْا فَنَظَرُوْا

''عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں حرور یہ جب علی رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلے تو انہوں نے کہا: کوئی فیصلہ نہیں مگر اللہ کے لیے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کلمہ حق ہے اور اس کے ساتھ باطل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے کچھ لوگوں کا بیان کیا ہے۔ ان کی صفات میں ان لوگوں میں پہچان رہا ہوں۔ وہ زبان سے سچی بات کہیں گے اور وہ ان کے اس مقام سے نیچے نہیں اترے گا اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، وہ لوگ اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہوں گے۔ ان میں ایک سیاہ رنگ مرد ہے۔ اس کا ایک ہاتھ بکری کے زانو کے طرح ہے یا پستان کے سر کی طرح ہے۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کیا تو حکم دیا کہ اس آدمی کو دیکھو تو لوگوں کو وہ نہیں ملا

(٩٨٣٩) ابوداؤد: ٤٧٧٠ـ ضعيف الاسناد، البانی: ١٠٢١.

(٩٨٤٠) مسلم: ١٠٦٦ـ بخاری: ٣٦١١ـ ابوداؤد: ٤٧٦٨ـ نسائی: ٤١٠٢ـ ابن ماجه: ١٦٧ـ احمد: ١٣٨١.

فَلَمْ يَجِدُوْا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوْا فَوَ اللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوْهُ فِيْ خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهٖ حَتّٰى وَضَعُوْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ. (رواه مسلم: ١٠٦٦)

پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لوٹ کر جاؤ، تلاش کرو اللہ کی قسم! نہ تو میں جھوٹ کہتا ہوں اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے۔ دو بار یا تین بار لوگوں کو بھیجا پھر وہ لوگوں کو ایک جگہ مل گیا اور لوگوں نے لا کر علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔'' (مسلم)

٩٨٤١۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أُخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَايُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه البخاري: ٦٩٣٠)

''سوید بن غفلہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں تم سے نبی ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو وہ حرف بحرف صحیح ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں آسمان سے گر جاؤں تو آپ ﷺ پر جھوٹ کہنے سے گرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ ہاں اگر اپنے اور تمہارے درمیان یوں کوئی بات کہتا ہوں تو لڑائی چال کا نام ہے اور میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا عنقریب آخری دور میں ایک قوم نکلے گی، چھوٹی عمر والے، نادان عقل والے، زبان سے ساری مخلوق سے اچھی بات کہیں گے قرآن بھی پڑھیں گے اور ان کا ایمان حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیر نشانے سے گذر جاتا۔ ہے جہاں بھی انہیں پاؤ انہیں قتل کر دو ان کے قتل کرنے میں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن قتل کرنے والوں کو اجر ملے گا۔'' (الشیخان، ابوداود، نسائی)

٩٨٤٢۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَاسَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحُرُوْرِيَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُهَا قَالَ لَا أَدْرِيْ مَنِ الْحُرُوْرِيَّةُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ

''ابو سلمہ اور عطا بن یسار سے مروی ہے کہ ان دونوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حروریہ فرقہ کے بارے میں سوال کیا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے ان کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انھوں نے کہا میں حروریہ کو تو نہیں جانتا اور البتہ میں نے نبی ﷺ سے یہ سنا ہے کہ اس امت میں اور یہ نہیں فرمایا کہ ان میں سے ایک قوم پیدا ہو گی۔ وہ تمہاری نماز کو اپنی نماز کے بالمقابل حقیر تصور کریں

(٩٨٤١) بخاري: ٦٩٣٠۔ مسلم: ١٠٦٦۔ ابوداؤد: ٤٧٦٧۔ نسائي: ٤١٠٢۔ احمد: ١٣٤٨.

(٩٨٤٢) مسلم: ١٠٦٤۔ بخاري: ٧٤٣٢۔ ابوداؤد: ٣٧٦٤۔ نسائي: ٢٥٧٨۔ ابن ماجه: ١٦٩۔ احمد: ١١٥١١۔ مؤطا: ٤٧٧.

صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ فَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَايُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ إِلٰى سَهْمِهٖ إِلٰى نَصْلِهٖ إِلٰى رِصَافِهٖ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ. (رواه مسلم: ١٠٦٤)

گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ تیرانداز اپنا تیر دیکھتا ہے تو اس کے پھل، نوک اور اس کی ہر طرف خون نظر آتا ہے یا نہیں۔''

٩٨٤٣۔ وفي رواية: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيَلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ

''ایک روایت میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ مال تقسیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کو ذو الخویصرہ کہا جاتا تھا اور وہ بنوتمیم میں سے ایک مرد تھا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے اُوپر افسوس ہے۔ پھر کون انصاف کرے گا اگر میں نہیں کروں گا۔''

٩٨٤٤۔ وَفِي أُخْرٰى: قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ. (هُمَا للبخاري: ٣٦١٠)

''ایک روایت میں ہے: میں ناکام ہوا اور خسارے میں رہا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔''

٩٨٤٥۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَأُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَعَتَ. (رواه مسلم: ١٠٦٤)

''دوسری روایت ہے: ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ان لوگوں سے علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا اور ان کو قتل کیا۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا لوگوں کو ملا اور وہ اس کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے تو میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق پایا۔''

٩٨٤٦۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضي الله عنه قَالَ بَعَثَ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے۔

(٩٨٤٣) مسلم: ١٠٦٤۔ ابوداؤد: ٤٧٦٤۔ نسائی: ٤١٠١۔ احمد: ١١٢٩٨.

(٩٨٤٤) بخاری: ٣٦١٠.

(٩٨٤٥) مسلم: ١٠٦٤۔ بخاری: ٧٤٣٢۔ ابوداؤد: ٤٧٦٤۔ نسائی: ٢٥٧٨۔ ابن ماجه: ١٦٩۔ احمد: ١١٥١١.

(٩٨٤٦) بخاری: ٣٣٤٤۔ مسلم: ٩٠٠۔ نسائی: ٢٥٧٨۔ احمد: ٣٣٢٨.

عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ ابْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ قَالُوْا يُعْطِيْ صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِيءُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَامُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِذَ اعَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللّٰهُ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُوْنِيْ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا أَوْ فِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَايُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ. (رواه البخاري: ٣٣٤٤)

انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا مٹی سمیت ارسال کیا تو آپ ﷺ نے وہ چار افراد میں تقسیم کیا۔ اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری اور زید الخیل الطائی کے درمیان، تو قریش وانصاری کو غصہ آیا اور کہا: آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اُلفت دلانے کی خاطر دیا ہے۔ پس ایک مرد آیا، گہری آنکھوں والا، اُونچی پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، بلند رخساروں والا، سر مونڈا ہوا، اور اس نے کہا: یا محمد ﷺ اللہ سے ڈر، آپ نے فرمایا: پھر تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا اگر میں نافرمانی کروں گا۔ وہ مجھے اہل زمین پر امین قرار دیتا ہے اور تم امین نہیں قرار دیتے۔ لوگوں میں سے ایک مرد نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور میرا خیال ہے وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے تو آپ ﷺ نے اس کو منع کیا اور جب وہ مرد منہ پھیر کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نوعیت کے لوگ نکلیں گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے حلق سے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح گذر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے چوک جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کا زمانہ پایا تو ان کو قتل کر کے قوم عاد کی طرح مٹادوں گا۔‘‘

٩٨٤٧- وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمِّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ

’’دوسری روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے اور میں آسمان والے کا امین ہوں۔ صبح وشام آسمان سے میری پاس خبر آتی ہے اور اس کی مثل ایک روایت میں ہے کہ وہ آدمی لوٹ کر چل دیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہے۔

(٩٨٤٧) بخاري: ٤٣٥١۔ مسلم: ١٠٦٤۔ ابوداؤد: ٤٧٦٤۔ نسائي: ٤١٠١۔ احمد: ١١٢٩٦۔

اللّٰهِ اِتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَالَيْسَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا. بنحوه:. (رواه البخاري: ٤٣٥١)

نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دلوں میں سوراخ کرنے اور ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس آدمی کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا۔ وہ کھڑا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کی جنس سے ایک قوم نکلے گی جو اللہ کی کتاب کو اچھی طرح پڑھیں گے۔'' (مثل حدیث سابق)

٩٨٤٨۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَزَادَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللّٰهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا. (رواه مسلم: ١٠٦٤)

''دوسری ایک روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی طرف اُٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔''

٩٨٤٩۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُوْنُوْنَ فِيْ أُمَّتِهِ يَخْرُجُوْنَ فِيْ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ سِيْمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ. (رواه مسلم: ١٠٦٥)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی امت میں سے ایک قوم کے خارج ہونے کا ذکر کیا جو لوگوں کے اختلاف کے وقت سامنے آئیں گے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان سب کے سر مونڈے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: وہ بدترین مخلوق ہیں۔ مسلمان کا وہ گروہ انہیں قتل کرے گا جو سب سے زیادہ حق کے قریب ہوگا۔''

٩٨٥٠۔ عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ، بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ:

''سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت ہے اور اس

(٩٨٤٨) مسلم: ١٠٦٤۔ بخاری: ٦٩٣٣۔ ابوداؤد: ٤٧٦٤۔ نسائی: ٢٥٧٨۔ ابن ماجه: ١٦٩۔ احمد: ١١٤٩٦۔ مؤطا: ٤٧٧.

(٩٨٤٩) مسلم: ١٠٦٥۔ بخاری: ٧٥٦٢۔ ابوداؤد: ٤٧٦٤۔ نسائی: ٤١٠١۔ ابن ماجه: ١٦٩۔ احمد: ١٥١١۔ مؤطا: ٤٧٧.

(٩٨٥٠) نسائی: ٤٠١٣۔ ضعیف، البانی: ٢٧٨.

سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَايَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجُ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.
(رواه النسائي: ٤١٠٣)

میں ہے کہ ان کی علامت سر مونڈنا ہے اور وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے اور ان کا آخری حصہ دجال کے ساتھ ظاہر ہو گا۔“

٩٨٥١۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلاً كَانَ يَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَإِذَا رَجَعَ وَحَطَّ عَنْ رَحْلِهٖ عَمِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلَ يُصَلِّيْ فِيْهِ فَيُطِيْلُ الصَّلَاةَ فَإِذَا حَتّٰى جَعَلَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ يَرَوْنَ أَنَّ لَهٗ فَضْلاً عَلَيْهِمْ فَمَرَّ يَوْمًا وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ فِيْ أَصْحَابِهٖ ، فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ ذَاكَ الرَّجُلُ ، فَأَمَّا أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَإِمَّا جَآءَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِهٖ ، فَلَمَّارَآهُ ﷺ مُقْبِلًا قَالَ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ سَفْعَةً مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَلَمَّا وَقَفَ عَلَى الْمَجْلِسِ قَالَ لَهٗ ﷺ :أَقُلْتَ فِيْ نَفْسِكَ حِيْنَ وَقَفْتَ عَلَى الْمَجْلِسِ لَيْسَ فِي الْقَوْمِ خَيْرٌمِنِّيْ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتٰى نَاحِيَةً مِنَ الْمَسْجِدِ فَخَطَّ خَطًّا بِرِجْلِهٖ ثُمَّ صَفَّ كَعْبَيْهِ فَقَامَ يُصَلِّيْ ، فَقَالَ ﷺ :أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا فَيَقْتُلُهٗ ؟ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ ، فَقَالَ ﷺ أَقَتَلْتَ الرَّجُلَ ؟ قَالَ وَجَدْتُهٗ يُصَلِّي فَهِبْتُهٗ، فَقَالَ ﷺ :أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا فَيَقْتُلُهٗ ؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا، وَأَخَذَ السَّيْفَ فَوَجَدَهٗ يُصَلِّيْ

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوے میں شامل تھا۔ جب وہ واپس آئے تو اس نے اپنی سواری گھر میں چھوڑی اور مسجد میں گیا اور طویل نماز پڑھنے لگا، یہاں تک کہ نبی ﷺ کے اصحاب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ شخص صحابہ سے افضل ہے۔ایک دن نبی ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے تو ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ آدمی یہ جارہا ہے۔ پھر یا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف آدمی بھیجا یا وہ خود آیا۔ جب اس کو نبی ﷺ نے آتے دیکھا تو فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس شخص کی دو آنکھوں کے درمیان شیطان کی مہر لگی ہے۔ جب وہ مجلس پر آ کر کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: کیا تو نے مجلس پر کھڑے ہو کر اپنے دل میں یہ کہا ہے کہ اس مجلس میں میرے سے بہتر کوئی انسان نہیں ہے؟ تو اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ لوٹ کر چلا گیا۔اور مسجد کے کونے میں جا کر پاؤں سیدھے کر کے نماز میں مصروف ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کون اس کو جا کر قتل کرتا ہے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس مرد کو قتل کر دیا؟ صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کو نماز پڑھتے دیکھ کر ڈر گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اُٹھ کر اس آدمی کو قتل کر آئے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں، تلوار لی اور گئے۔ اس کو نماز پڑھتا دیکھ کر لوٹ آیا

(٩٨٥١) موصلي: ٩٠۔ ويزيد الرقاشي ضعفه الجمهور وفيه توثيق لين و بقية رجاله رجال الصحيح وقد صح قبله حديث ابى بكرة وابى سعيد، هيثمي: ١٠٤٠١.

فَرَجَعَ ، فَقَالَ ﷺ لِعُمَرَ: أَقَتَلْتَ الرَّجُلَ؟ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَهِبْتُهُ، فَقَالَ ﷺ أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا فَيَقْتُلُهُ؟ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا ، قَالَ ﷺ :أَنْتَ لَهُ اِنْ أَدْرَكْتَهُ، فَذَهَبَ عَلِيٌّ فَلَمْ يَجِدْهُ فَقَالَ ﷺ :أَقَتَلْتَ الرَّجُلَ؟ قَالَ لَمْ أَدْرِ أَيْنَ سَلَكَ ، فَقَالَ ﷺ :اِنَّ هٰذَا أَوَّلُ قَرْنٍ خَرَجَ فِيْ أُمَّتِيْ ، لَوْ قَتَلْتَهُ مَااخْتَلَفَ فِيْ أُمَّتِيْ اِثْنَانِ. (للموصلی : ۹۰ ، بلین)

تو نبی ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اس مرد کو قتل کیا؟ انھوں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اس کو نماز پڑھتے پایا تو میں ڈر گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اس شخص کو قتل کر آئے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاتا ہوں پس نبی ﷺ نے فرمایا: تو قتل کرے گا اس کو اگر پہنچ سکا۔ علی رضی اللہ عنہ گئے تو اس کو نہ پایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس مرد کو قتل کیا؟ انھوں نے عرض کیا: وہ مجھے نہیں ملا، کسی طرف بھاگ گیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ میری امت میں پہلا سینگ نکلا ہے۔ اگر تو اس کو قتل کر دیتا تو میری امت کے دو افراد بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے۔'' (الموصلی سند کمزور)

شرح:...... خارجی ایک بدعتی فرقہ ہے، انہیں اس وجہ سے خارجی کہتے ہیں کہ یہ دین سے نکل گئے تھے اور بہترین مسلمانوں کے خلاف ہیں، ان کے فاسد عقائد ہیں، یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھی مخالف ہیں اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور جو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اسے کافر قرار دیتے ہیں، ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کی تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں بدترین مخلوق قرار دیتے تھے اور جو آیات قرآن میں کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یہ ان آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے تھے۔ برسائی کا خیال ہے جو بھی امام حق کے خلاف بغاوت کرے وہ خارجی ہے۔ (فتح الباری، باب قتل الخوارج والملحدین)

ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر نبی ﷺ کے معجزے کا ذکر کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ حق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا، خارجی قوم آخر زمانہ میں ہوگی اگر اس سے مراد اس دنیا کا آخری زمانہ لیا جائے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آخری زمانہ لیا جائے تو پھر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مدت زیادہ ہے، یہ خارجی ۲۸ ہجری میں نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں قتل ہوئے تھے۔ یہ تقریباً پیش گوئی سے ۶۰ برس پہلے واقعہ ہوا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ آخر زمانہ سے مراد خلافت نبوت کا یعنی خلفائے راشدین کا آخری زمانہ ہے۔ اس طرح یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ نوخیز بھی ہوں گے اور کم عقل بھی ہوں گے، یعنی مضبوطی نہ ہوگی اور بصیرت سے محروم ہوں گے۔ بظاہر بہت اچھی بات کہیں گے لیکن وہ صرف زبان کی حد تک ہوگی دل سے نہ ہوگی۔ یہی وجہ ہے نہ ان کی تلاوت، نہ روزہ نہ نماز، کچھ بھی قبول نہ ہوگا، بلکہ مکمل طور پر اسلام سے خارج ہوں گے اور جو انہیں قتل کرے گا وہ بہترین انسان ہے۔

۵۔ انہیں حروریہ کہا گیا ہے۔ یہ کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ یہ خارجی وہاں اترے تھے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر عہد کیا تھا۔

۶۔ نماز کی کثرت اور روزہ اور عبادات خواہ کتنی بھی زیادہ ہوں عقیدہ خراب ہو تو یہ نفع بخش نہیں۔

۷۔ جعرانہ مکہ سے طائف روڈ تقریباً ۲۵ کلومیٹر پر ہے۔ یہ واقعہ جو آپ پر خارجی نے اعتراض کیا تھا۔ ذوالقعدہ ۸ ہجری میں ہوا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے پہلے آپ نے یمن بھیجا تھا، یہ ذوالخویصرہ تھا، جس نے ہرزہ سرائی کی تھی۔ انہیں قتل اس لیے نہ کروایا تھا کہ وہ بظاہر شدید طور پر ارکان اسلام پر کاربند تھے اگر قتل کروا دیا جاتا تو اعتراض ہوسکتا تھا۔

۸۔ ان کے حلق کروانے سے بعض نے یہ استدلال کیا ہے کہ مسلمانوں کو حلق نہیں کرانی چاہیے۔ یہ استدلال درست نہیں ہے، ان کی علامت ہونے سے دلیل اس لیے درست نہیں کہ ہر غلط چیز کی علامت حرام ہو یہ ضروری نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح حکم بھی ہے کہ سر کے بعض بالوں کو منڈوانا اور بعض کو چھوڑ دینا منع ہے، اس سے بھی حلق کروانے کے جواز پر دلالت ہے۔

۹۸۵۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِيْ فَقَالَا أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ وَأَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ. (رواه البخاري: ٤٥١٥)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فتنہ میں دو مردوں نے کہا: لوگ جو کچھ کر رہے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں اور آپ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ کو خلافت کا دعویٰ لے کر نکلنے سے کون سی چیز روکتی ہے؟ انھوں نے کہا مجھے یہ چیز روکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر مسلمان بھائی کا خون حرام قرار دیا ہے۔ تو ایک مرد نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا (اور لڑو ان سے یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم لڑے یہاں تک کہ اللہ کے دین کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ اور فتنہ نہ رہا اور تم چاہتے ہو کہ تم لڑو یہاں تک کہ فتنہ بپا ہو جائے اور دین اللہ کے سوا کے لیے ہو جائے؟'' (بخاری)

(۹۸۵۲) بخاری: ٤٥١٥۔ ترمذی: ٣٧٠٦۔ احمد: ٥٧٨٣.

٩٨٥٣ـ عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ أَشَرُّهَا لَأُمَّةٌ خَيْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهٗ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهٖ فَأُلْقِيَ فِيْ قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى أُمِّهٖ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهٗ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلَ لَتَأْتِيَنِّيْ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكَ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا آتِيكَ حَتّٰى تَبْعَثُ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِيْ بِقُرُوْنِيْ قَالَ فَقَالَ أَرُوْنِيْ سِبْتَيَّ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِنِيْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَقُوْلُ لَهٗ يَاابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ

''ابونوفل سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی گھاٹی میں لٹکے ہوئے دیکھا۔قریش اور دیگر لوگ اس کے پاس سے گزر رہے تھے، یہاں تک کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: ابوخبیب السلام علیکم، تین بار کہا۔اللہ کی قسم !میں تجھے اس کام سے روکتا تھا، تین بار کہا اور جہاں تک میں جانتا ہوں تو دن کو روزہ رکھنے والا رات کو قیام کرنے والا اور صلہ رحمی کرنے والا تھا اور قسم اللہ کی! وہ قوم بری ہے۔تو ان میں بہتر تھا پھر وہ وہاں سے گذر گیا۔حجاج کو جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کھڑا ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے آدمی بھیج کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو کھجور کے تنے سے اتار کر یہود کے قبرستان میں دفن کرادیا، پھر حجاج نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا حجاج نے پھر قاصد بھیجا، یا تو میرے پاس چلی آ ورنہ تیرے سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچ کر لانے والے بھیج دیتا ہوں تو اس نے انکار کیا اور کہا: میں تیرے پاس نہیں آؤں گی یہاں تک کہ تو مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹنے والوں کو نہیں بھیجے گا، تو حجاج نے کہا: میرے جوتے مجھے دکھاؤ۔پس اس نے اپنے جوتے پہنے اور ٹہلتا چلا گیا اور سیدھا ان کے پاس گیا اور کہا: تو نے مجھے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا؟ تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے تجھے دیکھا تو نے اُس کی دنیا بگاڑ دی اور اس نے تیری آخرت بگاڑ دی اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو کہتا ہے کہ اے دو پٹکوں والی عورت کے بیٹے! اللہ کی قسم! میں ہی وہ دو پٹکوں والی عورت ہوں۔ایک ان میں سے وہ پٹکا ہے جس میں میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا چوپائے پر باندھا تھا اور دوسرا وہ پٹکا ہے

(٩٨٥٣) مسلم: ٢٥٤٥ـ بخاری: ٥٣٨٨ـ احمد: ٢٦٤٢٧ـ رزین.

أَرْفَعُ بِهٖ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَامَ أَبِيْ بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ أَمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَمُبِيْرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا وَلَمْ يُرَاجِعْهَا. (رواه مسلم:٢٥٤٥) زَادَ رَزِيْنُ: وَقَالَ: دَخَلْتُ لِأُخْبِرَهَا فَخَبَّرَتْنِيْ.

جس کی ہر عورت کو ضرورت رہتی ہے اور سن لے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ بنوثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک خون بہانے والا ہوگا۔ پس جھوٹا تو ہم نے دیکھا اور جو خون بہانے والا ہے میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے۔ راوی نے کہا: حجاج ان کے پاس سے اُٹھ آیا اور مزید کوئی بات چیت ان کے ساتھ نہیں کی۔'' (مسلم) اور رزین نے اضافہ کیا کہ حجاج نے کہا: میں اس کے پاس خبر دینے کے لیے گیا اور اس نے مجھے خبر دی)

٩٨٥٤۔ عَنْ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ. (رواه البخاري: ٣٦٠٥)

''سعید اموی سے مروی ہے کہ میں مروان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں تھا۔ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ میں نے بے مثال سچی شخصیت سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی تباہی قریش کے نوجوانوں کے ہاتھ سے ہوگی، تو مروان نے کہا: لڑکوں کے ہاتھ سے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں ان کے نام بنام بتادیتا ہوں۔'' (بخاری)

شرح: ...... غلام اس بچے کو کہتے ہیں جو پیدائش سے لے کر بالغ ہونے تک ہے، ویسے مضبوط اور قوت والے آدمی کو بھی کہا جاتا ہے۔

مشہور یہی ہے کہ ان بچوں کی مدت حکومت کا آغاز ٦٠ ہجری سے ہوا ہے۔ لوگوں کی ہلاکت یوں ہوگی کہ لوگ بادشاہت طلب کریں گے اور اس کے حصول کے لیے قتل وغارت کریں گے، جس سے لوگوں کے احوال بدل جائیں گے اور پے در پے فتنے رونما ہوں گے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس علاقہ میں معصیت پھیل جائے اور تباہ کن فتنہ نمودار ہو جائے تو دین کی حفاظت کی خاطر وہاں سے جانا مستحب ہے۔ (فتح الباری:١٣/١٠)

٩٨٥٥۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا مَانَلْقِيْ مِنَ الْحَجَّاجِ

''زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حجاج بن یوسف کی طرف سے جو

(٩٨٥٤) بخاري: ٣٦٠٥۔ مسلم: ٢٩١٧۔ احمد: ٧٩٤٥.

(٩٨٥٥) بخاري: ٧٠٦٨۔ ترمذي: ٢٢٠٦۔ احمد: ١٢٤٠٦.

فَقَالَ اصْبِرُوْا فَإِنَّهٗ لَایَأْتِي عَلَیْکُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّکُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَبِیِّکُمْ ﷺ. (رواہ البخاری: ٧٠٦٨)

ہمیں سزا ملتی تھی اس کی شکایت کی تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا: صبر کرو، تمہارے اُوپر اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ پہلے سے بدتر ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو گے۔ میں نے یہ تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔'' (بخاری وترمذی)

٩٨٥٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَقِیْفٍ کَذَّابٌ وَمُبِیْرٌ قَالَ أَبُوْعِیْسٰی یُقَالُ الْکَذَّابُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِيْ عُبَیْدٍ وَالْمُبِیْرُ الْحَجَّاجُ بْنُ یُوْسُفَ. (رواہ الترمذی:

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں، بنوثقیف میں ایک کذاب اور ایک خون بہانے والا ہو گا۔'' اور ترمذی نے کہا کہ کذاب تو مختار بن ابی عبید ہے اور خون بہانے والا حجاج بن یوسف ہے۔)

٩٨٥٧۔ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: أُحْصِيْ مَاقَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَوَجَدْتُهٗ مِائَةَ أَلْفٍ وَّعِشْرِیْنَ أَلْفٍ. (رواہ الترمذی: ٢٢٢٠)

''ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ اس نے کہا: حجاج نے گرفتار کر کے جو قتل کیے ان کو میں نے شمار کیا تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار ہیں۔'' (ترمذی)

شرح:...... اس میں نبی ﷺ کے معجزہ کا تذکرہ ہے کہ آپ نے احوال کی خرابی کی خبر دی ہے، اس میں ایک اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں ہے پہلے کی بہ نسبت بعد والا زمانہ برا ہوگا، حالانکہ پہلے کی بہ نسبت بعد والا زمانہ بہتر بھی گزرا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ یہ مجموعی طور پر کہا گیا ہے کہ زیادہ تر ایسا ہوگا، مکمل طور پر ایسا نہیں ہوگا کہ بعد والا برا ہو۔ (فتح الباری: ١٣/ ١١)

٩٨٥٨۔ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُوْلٰی یَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِیَةُ یَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تَبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَیْبِیَّةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ. (رواہ البخاری: ٤٠٢٤)

''سعید ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب پہلا فتنہ بپا ہوا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اہل بدر میں سے کوئی صحابی رضی اللہ عنہ نہ رہا پھر دوسرا فتنہ بپا ہوا، یعنی واقعہ حرہ پیش آیا تو اصحاب حدیبیہ رضی اللہ عنہ میں سے کوئی باقی نہ رہا، پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا تو وہ ختم نہ ہوا اور لوگوں کو گرمایا جاتا ہے۔'' (بخاری)

٩٨٥٩۔ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

(٩٨٥٦) ترمذی: ٢٢٢٠۔ صحیح، البانی: ١٨٠٨.

(٩٨٥٧) ترمذی: ٢٢٢٠۔ صحیح الاسناد، مقطوع، البانی: ١٨٠٨.

(٩٨٥٨) بخاری: ٤٠٢٤۔ ابوداؤد: ٢٦٨٩۔ احمد: ٢٧٥٤٦.

(٩٨٥٩) مسلم: ١٤٩۔ بخاری: ٣٠٦٠۔ ابن ماجہ: ٤٠٢٩۔ احمد: ٢٢٧٤٨.

اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ أَحْصُوْا لِيْ كَمْ يَلْفِظُ الْإِسْلَامُ قَالَ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ قَالَ إِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلَوْا قَالَ فَابْتُلِيْنَا حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّيْ إِلَّا سِرًّا. (رواہ مسلم: ۱۴۹)

حکم دیا کہ میرے لیے شمار کرو، کلمہ اسلام بولنے والے کتنے لوگ ہیں۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہمارے بارے میں آپ ﷺ کو خطرہ ہے؟ ہم تو چھ سو سے لے کر سات سو تک ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم تو جانتے نہیں ہو شاید تم پر بڑی بڑی آزمائشیں آئیں گی۔ پس ہم آزمائے گئے ہیں یہاں تک کہ ہم سے کوئی مرد چھپے بغیر نماز نہیں پڑھتا۔''

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ فوجیوں کی تعداد کو احاطہ تحریر میں لانا بہتر ہے۔ اس سے برکت نہیں اٹھتی بلکہ یہ دینی مصلحت ہے۔

۹۸۶۰۔عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يَتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ:

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَاتَكُوْنُ فَتِيَّةً
تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلِ
حَتّٰى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا
وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلِ
شَمْطَاءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ
مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ

(للبخاري: تعليقًا)

''خلف بن حوشب کہتے ہیں کہ فتنے کے دوران بطور مثال کے یہ اشعار پڑھنا لوگ پسند کرتے تھے:

لڑائی پہلے جوان ہوتی ہے اور اپنے ہر دوست کی طرف زینت وزیبائش کر کے دوڑتی ہے۔
جب اس کے شعلے بڑھک اُٹھتے ہیں اور اس کی چنگاریاں پھیلتی ہیں تو وہ ایسی بوڑھی بن جاتی ہے جس کا خاوند نہ ہو۔
اُس کے سر کے بال اُتر جاتے ہیں، رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور وہ سونگھنے بوسہ لینے کے لیے ناپسند ہو جاتی ہے۔'' (بخاری)

۹۸۶۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ وُلِدَ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ غُلَامٌ فَسَمُّوْهُ الْوَلِيْدَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَمَّيْتُمُوْهُ بِأَسْمَاءِ فَرَاعِنَتِكُمْ لَيَكُوْنَنَّ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْوَلِيْدُ لَهُوَ شَرٌّ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ فِرْعَوْنَ لِقَوْمِهِ. (رواه أحمد: ۱۱۰)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے بھائی کا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام ولید رکھا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کا نام وہ رکھا ہے جو تمہارے فرعونوں میں سے ایک فرعون کا نام ہے۔ اس امت میں ایک آدمی ہوگا جس کو ولید کہیں گے اور وہ اس امت کے لیے اس سے زیادہ سخت ہوگا جیسا فرعون اپنی قوم کے لیے تھا۔'' (احمد)

(۹۸۶۰) بخاری تعلیقا.
(۹۸۶۱) احمد: ۱۱۰۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ۱۲۳۹۲.

٩٨٦٢۔ أَبُوْاِسْحَاقَ، قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّ الْمُخْتَارَ يَزْعَمُ أَنَّهٗ يُوْحٰى إِلَيْهِ، قَالَ: صَدَقَ وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ. (للأوسط: ٩٢٨)

''ابو اسحاق سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا مختار ثقفی کا گمان ہے کہ اس کی طرف وحی آتی ہے، کیا وہ صحیح کہتا ہے۔ تحقیق شیاطین اپنے ولیوں کی طرف وحی کیا کرتے ہیں۔'' (الاوسط)

كِتَابُ الْمَلَاحِمِ وَأَشْرَاطُ السَّاعَةِ

جنگوں کا اور قیامت کی شرائط کا بیان

٩٨٦٣۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامِ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. (رواه البخاري: ٤٩٣٦)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت ان دو کی طرح مبعوث کیے گئے ہیں یعنی آپ کی دو انگلیاں۔'' (بخاری)

٩٨٦٤۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ فِيْ نَفْسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهٖ هٰذِهٖ لِأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى. (رواه الترمذي: ٢٢١٣)

''مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے نفس قیامت کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور میں اس سے کچھ پہلے آ گیا ہوں جیسا یہ اس دوسری سے پہلے ہے یعنی آپ ﷺ کی دو انگلیاں انگشت شہادت اور درمیانی۔'' (ترمذی)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ آخر زماں پیغمبر ہیں، آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اس لیے آپ نے اپنے اور قیامت کے درمیان متصل ہونے کا تذکرہ فرمایا کہ جس طرح چھوٹی اور بڑی انگلی میں درازی میں معمولی فرق ہے اس طرح میرے اور قیامت کے درمیان بھی تھوڑا ہی وقفہ ہے، قیامت کسی بھی وقت آ سکتی ہے، قیامت کی علامات ہیں، آپ ان میں سے خود بھی قیامت کی نشانی ہیں کہ آپ کے بعد نبی نہیں آئے گا۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/۴۸۱)

٩٨٦٥۔ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ حجاز میں آگ

(٩٨٦٢) طبراني اوسط: ٩٢٨۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٢٤٨٨.
(٩٨٦٣) بخاري: ٤٩٣٦۔ مسلم: ٢٩٥٠۔ احمد: ٢٢٣٢٧.
(٩٨٦٤) ترمذي: ٢٢١٣۔ ضعيف، الباني: ٣٨٨.
(٩٨٦٥) بخاري: ٧١١٨۔ مسلم: ٢٩٠٢.

السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى. (رواه البخاري: ٧١١٨)

ظاہر ہو گی جس سے بصری کے اُونٹوں کی گردن روشن ہو گی۔''(الشیخان)

شرح:...... احادیث میں مختلف قسم کی آ گ کا ذکر ہے، ان میں سے جو بھی نبی ﷺ نے ذکر کی ہیں وہ سب اسی طرح ہوں گی۔ ایک قیامت کے قائم ہونے کے قریب ہوگی اور ایک آ گ ایسی رونما ہوگی جس کے فوراً بعد قیامت برپا ہو جائے گی۔

اس زیرِ شرح حدیث میں جس آ گ کا ذکر ہے، یہ نمودار ہو چکی ہے، یہ مدینہ میں ظاہر ہوئی تھی جمادی ثانیہ ۶۵۴ ہجری میں بدھ کے دن یہ شروع ہوئی۔ اس کا آغاز یوں ہوا کہ بدھ کے دن عشاء کے بعد زلزلہ آیا اور جمعہ کے دن چاشت تک رہا۔

پھر یہ آگ بنوقریظہ کے محلّہ سے نمودار ہوئی۔ یہ ایک آگ کا محل تھا، ہر چیز کو پگھلا کر رکھ دیا اور ساتھ گرج تھی اور یہ آگ مدینہ کے قریب پہنچی اور رک گئی۔ اس دوران بھی مدینہ میں ٹھنڈی بادِ نسیم چلتی رہی، یہ پانچ دن تک جلتی رہی پھر بجھی۔ (فتح الباری:۱۳/ ۷۹)

٩٨٦٦ـ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَ مَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ. (رواه الترمذي: ٢٢١٧)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب قیامت سے پہلے حضر موت سے آگ نکلے گی اور لوگوں کو اکٹھا کر دے گی۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم شام میں رہو۔''(ترمذی)

٩٨٦٧ـ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه ، رَفَعَهٗ: أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ. مَطولًا في قصة إسلام عبداللّٰهِ بْن سلام. (رواه البخاري: ٣٣٢٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: قیامت کی پہلی علامت وہ آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے دھکیل کر مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔''(بخاری)

شرح:...... یہ آگ لوگوں کو جمع کرے گی اور ہانک کر لائے گی تو اس صورت میں نبی کریم ﷺ نے شام میں پناہ

(٩٨٦٦) ترمذی: ٢٢١٧ـ صحيح، البانی: ١٨٠٥ـ احمد: ٥٣٥٣.

(٩٨٦٧) بخاری: ٣٣٢٩ـ احمد: ١٢٧٩٣.

لینے کا حکم دیا ہے کیونکہ وہاں رحمت کے فرشتے ہوں گے۔ یہ آگ وہاں تک نہ پہنچ سکے گی۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۴۸۲)

اور بخاری میں جس آگ کا ذکر ہے اس سے مراد بالکل قرب قیامت والی آگ ہے۔

۹۸۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْأُنُوْفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ. (رواه البخاري: ۳۵۹۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم خوز اور کرمان کے عجمیوں سے جنگ لڑو گے جن کے چہرے سرخ ہوں گے، پچینی ناکوں والے، چھوٹی آنکھوں والے، گویا ان کا چہرہ ڈھال ہے۔ ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔''

۹۸۶۹۔ وَفِي رِوَايَةٍ: وَهُمْ أَهْلُ الْبَازِرِ. يَعْنِىْ أَهْلَ فَارِسَ. (رواه البخاري: ۳۵۹۱)

''اور ایک روایت میں اہل فارس سے ہوں گے۔''

۹۸۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ التُّرْكَ قَوْمًا وُجُوْهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبِسُوْنَ الشَّعَرَ وَيَمْشُوْنَ فِي الشَّعَرِ. (رواه مسلم:۲۹۱۲)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان ترکوں سے لڑیں گے۔ اس قوم کے چہرے ڈھال کی مثل ہوں گے، وہ اونی لباس پہنے گے، اور وہ بالوں کے جوتوں میں چلیں گے۔''

۹۸۷۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَدِيْثِ يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْأَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَأَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْأُوْلٰى فَيَنْجُوْا مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَأَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْا بَعْضٌ وَيَهْلَكُ بَعْضٌ وَأَمَا فِي الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلَمُوْنَ أَوْ كَمَا قَالَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٠٥)

''بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان کو تین بار بھگاؤ گے، یہاں تک کہ جزیرۃ العرب سے ملا دو گے۔ پہلی بار ان میں سے جو بھاگ جائے گا وہ بچ جائے گا اور دوسری بار کچھ بچیں گے اور کچھ ہلاک ہو جائیں گے اور تیسری بار سب ہی ختم ہو جائیں گے۔''

(۹۸۶۸) بخاری: ۳۵۹۰۔ مسلم: ۲۵۲۶۔ ابوداؤد: ٤٣٠٤۔ ترمذی: ۲۲۱۵۔ ابن ماجہ: ٤٠٩٦۔ احمد: ١٠٤٧٦.

(۹۸۶۹) بخاری: ۳۵۹۱۔ مسلم: ۲۹۱۲۔ ابوداؤد: ٤٣٠٤۔ ترمذی: ۲۲۱۵۔ ابن ماجہ: ٤٠٩٧۔ احمد: ١٠٥٧٣.

(۹۸۷۰) مسلم: ۲۹۱۲۔ بخاری: ۲۹۲۹۔ ابوداؤد: ٤٣٠٤۔ ترمذی: ۲۲۱۵۔ ابن ماجہ: ٤٠٩٧۔ احمد: ١٠٠٢٤.

(۹۸۷۱) ابوداؤد: ٤٣٠٥۔ ضعیف، البانی: ۹۲۷۔ احمد: ٢٢٤٤٢.

٩٨٧٢ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَاوَاللّٰهِ لَانُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَايَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَايُفْتَنُوْنَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطَنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ إِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ أَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُ وا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ إِذْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ فَيُرِيْهِمْ دَمَهُ فِيْ حَرْبَتِهِ. (رواه مسلم: ٢٨٩٧)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اہل روم مقام دابق اور مقام اعماق تک پہنچ جائیں گے تو اس دور کے اہل مدینہ کے بہترین لوگ فوج بنا کر ان کی طرف نکلیں گے۔ جب مقابلہ ہو گا تو رومی کہیں گے: تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے علیحدہ ہو جاؤ جنہوں نے ہمارے آدمی گرفتار کیے ہیں، ہم ان سے لڑنا چاہتے ہیں۔ تو مسلمان کہیں گے: اللہ کی قسم! ایسا نہ ہوگا۔ ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے علیحدہ نہ ہوں گے تا کہ تم ان سے لڑو پھر مسلمانوں میں سے تیسرا حصہ بھاگ جائے گا اور اللہ ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور ایک تہائی قتل ہو جائے گا اور وہ افضل شہدا ہوں گے اللہ کے نزدیک اور تیسرا حصہ فتح پائے گا تو وہ کبھی کسی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے، پھر وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ وہ مال غنیمت تقسیم کرتے ہوں گے اور اپنے ہتھیار زیتون کے درخت سے لٹکا دیں گے اور شیطان ان کے درمیان افواہ پھیلائے گا کہ تمہارے اہل وعیال میں دجال پہنچ چکا ہے اور وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور وہ غلط خبر ہوگی۔ وہ شام پہنچیں گے تو دجال نکل پڑے گا۔ وہ اسی طرح لڑنے کے لیے تیاری کرنے لگیں گے اور اپنی صفیں درست کر کے نماز پڑھنے لگے لگیں گے کہ مسیح علیہ السلام اتر آئیں گے۔ جب مسیح کو اللہ کا دشمن دجال دیکھے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ پس اگر مسلمان اس کو چھوڑ دیں تو وہ خود ہی ہلاک ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اس کو قتل کرا دے گا اور وہ لوگوں کو اپنی برچھی کے ساتھ دجال کا خون دکھائیں گے۔“

(٩٨٧٢) مسلم: ٢٧٩٧.

شرح: ......ترک قنطوراء کی اولاد میں سے تھے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی تھی۔ (فتح الباری: ٦/١٠٤)

١۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ان کے جوتے بالوں کے تھے، اس کا مقصد ہے کہ وہ بالوں کی رسیاں بنتے اور ان سے جوتے اور لباس بناتے تھے۔

٢۔ ان کے چہروں کو کشادہ ہونے کی وجہ سے ڈھال کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور ان کے سخت ہونے کی وجہ سے اور گوشت زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی ڈھال سے مشابہت دی گئی ہے۔

اکثر علمائے کرام کی رائے یہی ہے کہ جتنی بھی صفات بیان ہوئی ہیں، ان سے ترک قوم ہی مراد ہے، اس وقت خراسان سے لے کر چین کے مغرب تک اور ہندوستان کے شمال تک ان کا علاقہ پھیلا ہوا تھا۔

کئی مرتبہ ان کے ساتھ معرکہ آرائیاں ہوئیں حتیٰ کہ ان میں سے زیادہ تر مسلمان ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو صفات ترک قوم کی بتائی ہیں اس سے ترک ہی مراد ہیں اور دوسری صفات جو بیان ہوئی ہیں ان سے بابک خرمی کے ساتھی مراد ہیں۔

یہ زندیقوں کا ایک گروہ تھا۔ یہ حرام رشتوں کو بھی جائز قرار دیتے تھے اور ان کی بہت شان و شوکت تھی، یہ عجم کے شہروں پر غالب آئے تھے جیسا کہ طبرستان اور رے کے علاقوں پر قابض تھے، معتصم کے دور حکومت میں یہ بابک مارا گیا، اس نے ٢٠١ ہجری میں بغاوت کی اور ٢٢٢ ہجری میں یہ قتل ہوا۔ یہ بھی بالوں کے جوتے پہنتے تھے۔ (فتح الباری: ٦/١٠٤)

تاہم مطابقت یوں ہے کہ بالوں کے جوتے پہننا ترک کی خاص علامت تھی لیکن ان کے علاوہ قومیں بھی بالوں کے جوتے پہنتے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ ان صفات والوں سے جو بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان سب سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٢/ ١٠٧)

٩٨٧٣۔ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ هَاجَتْ رِيْحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوْفَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ هِجِّيْرٰى إِلَّا يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ جَاءَ تِ السَّاعَةُ قَالَ فَقَعَدَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَنَحَّاهَا نَحْوَ الشَّامِ فَقَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُوْنَ لِأَهْلِ

''یسیر بن جابر سے مروی ہے کہ کوفہ میں سرخ اور سخت ہوا چلی تو اچانک ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: قیامت آ گئی تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہیں کی جائے گی اور مال غنیمت پر خوشی نہ ہوگی اور پھر ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اہل اسلام کے دشمن جمع ہوں گے اور ان کے مقابلے کے لیے مسلمان بھی جمع ہوں گے۔ کہا گیا: اہل روم کے لیے؟ فرمایا: ہاں اور وہاں سخت جنگ

(٩٨٧٣) مسلم: ٢٨٩٩۔ احمد: ٤١٣٥.

الْإِسْلَامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ قُلْتُ الرُّوْمَ تَعْنِي قَالَ نَعَمْ وَتَكُوْنُ عِنْدَذَا كُمُ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَيَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلَ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتُلُوْنَ مَقْتَلَةً إِمَّا قَالَ لَايُرٰى مِثْلُهَا وَإِمَّا قَالَ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا فَيَتَعَادُّ بَنُو الْأَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهٗ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّاالرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ أَيُّ مِيْرَاثٍ يُقَاسَمُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعُوْا بِبَأْسٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ هُمُ الصَّرِيْخُ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيِّهِمْ فَيَرْفُضُوْنَ مَافِيْ أَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ

ہوگی اور شدید پسپائی ہوگی تو مسلمان آپس میں موت کی شرط لگائیں گے کہ غالب ہوئے بغیر نہیں لوٹیں گے، پھر لڑائی لڑی جائے گی یہاں تک کہ رات آجائے گی تو ہر فریق پیچھے ہٹ جائے گا اور ہر فریق غلبہ نہیں پا سکے گا۔ اگلے دن مسلمان پھر موت کی شرط لگائیں گے کہ غالب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے اور شدید جنگ ہوگی اور رات آجائے گی اور کسی فریق کو بھی غلبہ حاصل نہیں ہوگا اور شرط لگانے والے شہید ہو چکے ہوں گے، مسلمان پھر موت کی شرط لگائیں گے کہ غالب آئے بغیر نہیں لوٹیں گے۔ اور رات تک لڑتے رہیں گے پھر دونوں فریق جدا جدا ہو جائیں گے، کوئی ان میں سے غالب نہ ہوا ہوگا اور شرط لگانے والے شہید ہو چکے ہوں گے۔ جب چوتھا دن آئے گا تو بقیہ اہل اسلام ان کی طرف بڑھیں گے اور اتنی شدید جنگ ہوگی جس کی مثل نہیں دیکھی گئی یہاں تک کہ کوئی پرندہ گزرے گا تو وہ بھی ان کے اُوپر سے مر کر گر جائے گا۔ ایک باپ کی نسل سے سو افراد میں سے ایک آدمی انہیں ملے گا تو وہ غنیمت پر کیسے خوش ہوں گے اور میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ وہ سنیں گے کہ ان کے خلاف ان سے زیادہ لوگ جمع ہیں اور انہیں خبر پہنچے گی کہ دجال ان کے اہل اولاد میں پہنچ چکا ہے۔ تو وہ اپنے ہاتھ کی ہر چیز چھوڑیں گے اور دس افراد کو بھیجیں گے تاکہ وہ خبر لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے نام بھی جانتا ہوں، ان کے باپ دادوں کے نام بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ اس دن اہل زمین میں سے سب سے بہتر شاہسوار ہوں گے یا فرمایا: بہتر شاہسواروں میں سے ہوں گے۔"

أَسْمَاءَ هُمْ وَأَسْمَاءَ آبَاءِ هِمْ وَأَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ. (رواه مسلم: ٢٨٩٩)

٩٨٧٤ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوْهَا سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِنْ بَنِيْ إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاءُ وْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرٌ لَاأَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُوْلُوا الثَّانِيَةَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوا الثَّالِثَةَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْهَا فَيَغْنَمُوْا فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَ هُمُ الصَّرِيْخُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُوْنَ. (رواه مسلم:٢٩٢٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ ایک شہر ہے جس کی ایک طرف خشکی ہے اور دوسری جانب سمندر ہے، تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہاں ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ستر ہزار بنو اسحاق اس پر حملہ آور ہوں گے، اپنے ہتھیاروں سے اور تیروں سے نہیں لڑیں گے۔ وہ کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو شہر کی دیوار ایک جانب سے گر جائے گی۔ ثور بن زید کہتے ہیں: میں یہی جانتا ہوں کہ وہ سمندر میں گرے گی اور وہ دوبارہ کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس کی دوسری جانب بھی گر جائے گی اور تیسری بار کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے) تو شہر ان کے لیے کھول دیا جائے گا پس وہ غنیمت حاصل کر کے تقسیم کر رہے ہوں گے کہ انہیں آواز دی جائے گی کہ دجال نکل چکا ہے تو وہ ہر چیز چھوڑ کر نکل جائیں گے۔'' (مسلم)

شرح: ...... یہ شہر قسطنطنیہ ہے، اس میں اس کی فتح کی بشارت ہے۔ (شرح نووی)

٩٨٧٥ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلُ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِىءَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہود سے لڑیں گے اور مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی پتھر اور

(٩٨٧٤) مسلم: ٢٩٢٠.

(٩٨٧٥) مسلم: ٢٩٢٢ـ بخاری: ٢٩٢٦ـ احمد: ٢٧٥٠٢.

الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ يَامُسْلِمُ يَاعَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ . (رواه مسلم:۲۹۲۲)

درخت کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا، اے مسلم! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی ہے تو اس کو قتل کر دے، مگر غرقد درخت، وہ یہود کے درختوں میں سے ہے۔'' (الشیخان)

۹۸۷۶۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ . (رواه الترمذی: ۲۱۷۰)

''سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے، تمہاری تلواریں مضبوط ہو جائیں گی اور تمہاری دنیا کے وارث شریرترین ہوں گے۔''

۹۸۷۷۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعٍ . (رواه الترمذی: ۲۲۰۹)

''انہیں سے مرفوع روایت ہے کہ فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی کہ جب تک سب سے زیادہ دولت مند وہ ہو گا جو ذلیل ابن ذلیل ہو گا۔''

شرح:......اس میں آنے والی خبر بتائی گئی ہے، اس میں دین اسلام کی بقا کا اشارہ ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک باقی رہے گا، اور یہ دجال سے لڑیں گے اور یہودی جو کہ دجال کے تابع ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں قتل کریں گے۔ (فتح الباری: ۶/۱۰۳)

اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جو علم وعقل میں ردی ہو گا اس کے پاس مال کی کثرت ہو گی اور عیش پرستی کی زندگی گزارے گا، اور اس کا منصب بڑا ہو گا اور اسی کا حکم چلے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۷۸)

۹۸۷۸۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذْبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے گفتگو کریں گے اور مرد سے اس کا کوڑا اور اس کے جوتے کا

(۹۸۷۶) ترمذی: ۲۱۷۰۔ ضعیف، البانی: ۳۸۳۔ ابن ماجہ: ۴۰۴۳۔ احمد: ۲۲۷۹۱.

(۹۸۷۷) ترمذی: ۲۲۰۹۔ صحیح، البانی: ۱۷۹۹۔ احمد: ۲۲۷۹۲.

(۹۸۷۸) ترمذی: ۲۱۸۱۔ صحیح، البانی: ۱۷۷۲۔ احمد: ۱۱۴۳۱.

وَتُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ مِنْ بَعْدِهِ. (رواه الترمذي: ٢١٨١)

تسمہ کلام کرے گا، اور اس کی ران اس کو خبر دے گی اس کام کی جو اس کے گھر والوں نے اس کے جانے کے بعد کیا ہوگا۔'' (یہ ترمذی کی روایات ہیں)

شرح: ...... یہ بھی علامت قیامت ہے کہ درندے، یا باز وغیرہ کلام کریں گے، کوڑا بول اٹھے گا، جوتے کا تسمہ کلام کرے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۶۱)

٩٨٧٩- قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. (رواه البخاري: ٧١١٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتوں کے سرین ذوالخصلہ کے آس پاس حرکت کرنے لگیں گے اور ذوالخلصہ دوس خاندان کا بت تھا جس کی وہ عہد جاہلیت میں عبادت کرتے تھے۔''

٩٨٨١- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ. (رواه البخاري: ٣٥١٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بنو قحطان میں سے ایک مرد سب لوگوں کو اپنے عصا کے ساتھ چلائے گا، یعنی ان پر حکومت کرے گا۔''

شرح: ...... ان کی وضاحت پہلے باب میں ہو چکی ہے۔

٩٨٨٢- أَنَسٍ قَال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. (رواه أحمد: ١٣٤٢١)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر قیامت قائم نہ ہوگی جو کہتا ہوگا ''لا الہ الا اللہ۔'' (مسلم، ترمذی)

شرح: ...... یعنی اس وقت نہ تو اللہ کا ذکر ہوگا، نہ اس کی عبادت کی جائے گی یعنی لوگ شریر ہوں گے، جب قیامت بپا ہوگی، جب تک اللہ اللہ رہے گی قیامت نہیں آئے گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۷۷)

٩٨٨٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٨٧٩) بخاري: ٧١١٦- مسلم: ٢٩٠٦- احمد: ٧٦٢٠.

(٩٨٨١) بخاري: ٧١١٧- مسلم: ٢٩١٠.

(٩٨٨٢) احمد: ١٣٤٢١- مسلم: ٢٩١٠.

(٩٨٨٣) ترمذي: ٢٣٣٢- صحيح، الباني: ١٩٠١.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ. (رواه الترمذی: ٢٣٣٢)

نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ قریب قریب آ جائے گا، چنانچہ سال مہینے کے مانند، مہینہ ایک جمعہ کے یعنی ہفتے کے برابر، ہفتہ دن کے برابر، دن ایک ساعت کے برابر اور ساعت آگ کی چنگاری کے برابر ہو جائے گی۔'' (ترمذی)

شرح:......ایک مطلب یہ ہے کہ زمانہ خوشگوار ہوگا اور یہ مسرت کے دن چھوٹے محسوس ہوتے ہیں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ عمریں کم ہو جائیں گی اور برکت گھٹ جائے گی۔

ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مصائب وآلام اور پریشانیوں کی بھرمار ہوگی، دل آزمائش گاہ بن جائیں گے، دنوں کے گزرنے کا پتہ نہ چلے گا، یعنی ہر چیز سے برکت اٹھ جائے گی حتیٰ کہ وقت میں بھی برکت نہ رہے گی۔

بعض علمائے کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ جب دجال نمودار ہوگا تو ایسا محسوس ہوگا جیسا حدیث میں بتایا گیا ہے۔

بہرصورت ان تمام حالات کی حدیث مذکور میں نشاندہی کی گئی ہے جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی:٣/٥٤٥)

٩٨٨٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ. (رواه مسلم: ٢٩٤٩)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، مگر بدترین لوگوں پر۔'' (مسلم)

٩٨٨٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَكُوْنُ أَنَا الَّذِيْ أَنْجُو. (رواه مسلم: ٢٨٩٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ دریائے فرات کے تبدیل ہونے سے سونے کا پہاڑ نکلے گا۔ اس پر جنگ لڑی جائے گی اس میں سے سو میں سے ناوے افراد قتل ہو جائیں گے تو پھر بھی ہر آدمی کہے گا شاید میں بچ جاؤں گا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

شرح:......نہر فرات کوفہ کی مشہور نہر ہے، اس کا پانی اتر جائے گا اور اس کے نیچے سے سونے کا پہاڑ نکلے گا، یہ امام مہدی کے ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آگ کے نکلنے سے پہلے ہوگا۔ اس کے حصول کے لیے بہت کثرت سے

(٩٨٨٤) مسلم: ٢٩٤٩۔ احمد: ٤١٣٢.

(٩٨٨٥) مسلم: ٢٨٩٤۔ بخاری: ٧١١٩۔ ابوداؤد: ٤٣١٣۔ ترمذی: ٢٥٦٩۔ ابن ماجه: ٤٠٤٦۔ احمد: ٩١٠٣.

قتل وغارت ہوگی۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۸۱)

۹۸۸۶۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَ الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ إِلَّا الْبَلَاءُ. (رواه مسلم: ۱۵۷)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک مرد ایک قبر کے پاس سے گذرے گا اور اس قبر سے لپٹ جائے گا اور کہے گا: افسوس میرے لیے، اس قبر میں اس انسان کی جگہ میں ہوتا۔ یہ بات دین کی وجہ سے نہیں کہے گا بلکہ مصائب کی وجہ سے کہے گا۔'' (مالک، شیخین)

شرح: ...... یعنی قبر سے لپٹ کر انسان روئے گا، اس لیے نہیں کہ اسے اللہ کا قرب حاصل ہو، یا یہ اللہ سے ملاقات کا شوق رکھتا ہو، اس لیے لپٹے گا کہ میرا دین محفوظ رہے اور اسے دین میں فتنہ کا ڈر ہوگا، ایسی کوئی بات نہ ہوگی بلکہ فتنہ انگیزیاں ہوں گی، مصائب ہوں گے، دنیا کی مشقتیں ہوں گی جو ایسا کرنے پر مجبور کریں گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ پر ہو یا سب لوگوں میں ہو یہ بعض جگہوں اور بعض لوگوں پر ہوسکتا ہے۔

ہاں اگر دین کو بچانا ہوتو پھر موت کی تمنا کی جاسکتی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۵)

۹۸۸۷۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِيَ حَتّٰى يَمْلِكُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ. (رواه مسلم: ۲۹۱۱)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات دن ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ ایک شخص بادشاہ بنے گا جس کو جہجاہ کہا جائے گا یا اس کو جہجل کہا جائے گا۔'' (مسلم)

شرح: ...... یہ شہنشاہ کہلوانے والا، شوریٰ سے بادشاہ نہ ہوگا، زبردستی تسلط جمائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۸۹)

۹۸۸۸۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَقِيْءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحْمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا. (رواه مسلم: ۱۰۱۳)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے اندر کی اشیاء نکال پھینکے گی، ستونوں کے برابر سونا اور چاندی نکلے گا تو قاتل آئے گا اور وہ کہے گا: کیا میں نے اس کی وجہ سے انسان قتل کیا ہے؟ اور قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: کیا میں نے اس دولت کی وجہ سے قطع رحمی کی ہے؟ اور چور آئے گا اور وہ کہے گا: اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا ہے؟ پھر یہ لوگ اس مال کو چھوڑ دیں گے اور وہ اس میں سے

(۹۸۸۶) مسلم: ۱۵۷۔ بخاری: ۷۱۱۵۔ ابن ماجہ: ۴۰۳۷۔ احمد: ۷۱۸۶۔ مؤطا: ۵۷۰.

(۹۸۸۷) مسلم: ۲۹۱۱۔ ترمذی: ۲۲۲۸. (۹۸۸۸) مسلم: ۱۰۱۳۔ ترمذی: ۲۲۰۸.

کچھ نہیں لیں گے۔'' (مسلم اور ترمذی)

شرح: ......معنی یہ ہوا کہ زمین اپنے پیٹ کے خفیہ خزانوں کو اگل دے گی، جو خزانے یا کانیں نمودار ہوں گی، انسان جن کی خاطر خرابیاں کرتا تھا آج اتنی زیادہ جان پر بنی ہوگی کہ اسے دیکھے گا بھی نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۷۷)

٩٨٨٩۔ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ الْفَزَارِيِّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَايَجِدُوْنَ إِمَامًا يُصَلِّيْ بِهِمْ. (رواه أبوداوٗد: ٥٨١)

''سلامہ بنت حر بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مسجد کے لوگ امامت کرنے سے کترائیں گے اور ایک دوسرے کو دھکیلیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لیے امام نہیں ملے گا۔''

٩٨٩٠۔عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ ، رَفعَهٗ: يَاابْنَ حَوَالَةَ إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ فَقَدْ دَنَتِ الزِّلْزَالُ وَالْبَلَابِلُ وَالْأُمُوْرُ الْعِظَامُ والسَّاعَةُ يَوْمِئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِيْ هٰذِهٖ مِنْ رَأْسِكَ. (رواه أبوداؤد: ٢٥٣٥)

''عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! جب خلافت بیت المقدس منتقل ہو گی تو اس وقت یکے بعد دیگرے بڑے بڑے زلزلے اور بڑے بڑے امور ظاہر ہوں گے اور قیامت لوگوں سے بہت قریب آجائے گی جتنا میرا ہاتھ تیرے سر سے قریب ہے۔''

شرح: ......یعنی خلافت نبوت جب مدینہ سے سرزمین شام میں چلی جائے گی، جیسا کہ بنوامیہ کے دور امارت میں ہوا تو اس وقت غموں اور اضطرابوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے اور فتنوں کی بھرمار ہوگی۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۵)

٩٨٩١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ يَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں شدید جنگ لڑیں گے اور ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ تیس کے قریب دجال آئیں گے اور ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، اور علم اُٹھالیا جائے گا، زلزلے بکثرت آئیں گے، زمانہ جلدی گذرے گا،

(٩٨٨٩) ابوداؤد: ٥٨١۔ ضعیف، البانی: ١١٤۔ ابن ماجہ: ٩٨٢۔ احمد: ٢٦٥٩٦.

(٩٨٩٠) ابوداؤد: ٢٥٣٥۔ صحیح، البانی: ٢٢١٠۔ احمد: ٢١٩٨١.

(٩٨٩١) بخاری: ٧١٢١۔ مسلم: ١٥٧۔ ابوداؤد: ٤٢٥٥۔ ابن ماجہ: ٤٠٤٧۔ احمد: ١٠٥٧٢.

الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ الَّذِيْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِيْ بِهٖ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ يَعْنِيْ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهٗ إِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا. (رواه البخاري: ٧١٢١)

فتنے ظاہر ہوں گے قتل وغارت کثرت سے ہوگی، یہاں تک کہ وہ صدقہ کرے گا تو جس پر وہ پیش کرے گا وہ کہے گا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور یہاں تک کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے اور یہاں تک کہ آدمی کسی کی قبر کے پاس سے گذرے گا اور کہے گا کہ کاش اس کی بجائے میں مدفون ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ہی ایمان لے آئیں گے اور اس وقت نہیں نفع دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں نیک عمل نہیں کیا تھا۔ پس قیامت قائم ہوگی اور دو آدمیوں نے اپنے کپڑے بچھائے ہوں گے اور وہ بیع کرتے ہوں گے اور کپڑے لپیٹنے سے پہلے قیامت آجائے گی، اور قیامت قائم ہو جائے گی جب کہ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹے گا اور پی نہ سکے گا اور قیامت قائم ہوگی جب ایک آدمی حوض بنا رہا ہوگا اور پلا نہ سکے گا اور قیامت قائم ہوگی اور آدمی اپنے منہ کی طرف لقمہ اُٹھائے گا اور اسے کھا نہ سکے گا۔''

٩٨٩٢ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَحَتّٰى تَعُوْدَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَأَنْهَارًا. (رواه مسلم: ١٥٧)

''ایک روایت میں ہے کہ عرب کی زمین شاداب اور سبز ہو جائے گی۔'' (الشیخان)

شرح:...... ا۔ دو بڑی جماعتوں کی لڑائی سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

ان کے درمیان دو جنگیں ہوئیں، ایک جنگ جمل اور دوسری جنگ صفین، ان میں سے اگرچہ حق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے اجتہاد کے مطابق خود کو درست قرار دیتے تھے۔

(٩٨٩٢) مسلم: ١٥٧۔ بخاری: ٦٠٣٧۔ ابوداؤد: ٤٢٥٥۔ ابن ماجه: ٤٠٥٢۔ احمد: ١٠٤١٣.

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے خود دونوں جماعتوں کو مسلمانوں کی جماعت قرار دیا ہے، آخر کار قرآن پاک کی برکت سے ان دونوں جماعتوں کے درمیان صلح ہوئی اور جنگ بندی ہوئی، صحیح صلح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔

۲۔ اس میں ۳۰ کذابوں کا ذکر ہے کہ یہ ظاہر ہوں گے، اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور طلیحہ ہے، یہ بعد میں تائب ہوا تھا۔ سجاح نامی عورت اور مرزا قادیانی ہے۔ وغیرہم

یہ پیشینگوئی پوری ہوگی ان میں سے سب سے آخری اور بڑا کذاب دجال ہے۔ تاہم سچے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ (فتح الباری:۱۳/ ۸۵)

دیگر باتوں کی اوپر تفصیل گزر چکی ہے۔

۹۸۹۳۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسَيْدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذَاكَرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﷺ وَيَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلٰى مَحْشَرِهِمْ. (رواه مسلم: ۲۹۰۱)

''سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم پر جھانکا کہ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چیز ذکر کر رہے ہو؟ لوگوں نے بتایا: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس علامات نہیں دیکھو گے، پھر آپ ﷺ نے ذکر کیا: دھویں کا دجال کا، دابہ کا، سورج مغرب سے طلوع ہونے کا، مسیح علیہ السلام کے اُترنے کا، یاجوج ماجوج کے نکلنے کا اور تین مقامات عرق ہونے کا ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں، اور ان سب کے آخر میں ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف دھکیل دے گی۔''

۹۸۹٤۔ وفي رواية: وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ وفي أخرى: وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ. (رواه مسلم: ۲۹۰۱)

''ایک روایت میں ہے کہ ایک ہوا چلے گی اور لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔''

(۹۸۹۳) مسلم: ۲۹۰۱۔ ابوداؤد: ۴۳۱۱۔ ترمذی: ۲۱۸۳۔ ابن ماجہ: ٤٠٤١۔ احمد: ۱۵۷۰۸.

(۹۸۹٤) ابوداؤد: ۴۳۱۲۱۔ ابن ماجہ: ٤٠٥٥۔ ترمذی: ۲۱۸۳۔ احمد: ۱۵۷۹۸۔ مسلم: ۲۹۰۱۔ ابوداؤد: ٤٣١٢۔ ابن ماجہ: ٤٠٥٥۔ ترمذی: ۲۱۸۳۔ احمد: ۱۵۷۱۰.

٩٨٩٥ـ وَفِي أُخْرٰى: وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ فَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا. (رواه الترمذي: ٢١٨٣)

''ایک روایت میں ہے: آگ عدن کے کنویں سے نکلے گی، وہ لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی اور رات کے وقت یہ لوگوں کے ساتھ وہاں ٹھہر جائے گی جہاں وہ ٹھہریں گے اور دوپہر کے وقت وہاں ٹھہر جائے گی جہاں لوگ دوپہر کو آرام کریں گے۔'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

شرح: ...... ان دس کا ترتیب سے ذکر نہیں ہوا ویسے گنتی پوری کی گئی ہے، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے اور یاجوج ماجوج کے ظہور سے پہلے ہوگا۔

اور یہ سورج کا طلوع ہونا صور میں پھونک مارنے سے پہلے ہوگا، اس وقت کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔

(انجاز الحاجہ: ۱۲/۳۳)

٩٨٩٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَأَدْنٰى صَدِيْقَهُ وَأَقْصٰى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمُعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (رواه الترمذي: ٢٢١١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں جب مالِ غنیمت کو دولت بنایا جائے گا، امانت کو واپس کرنا تاوان سمجھا جائے گا، زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا، دینی علم پڑھا جائے گا دین کے سوا کی غرض کے لیے، مرد اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا، دوست کو قریب لائے گا۔ اور باپ کو دور ہٹائے گا، مسجدوں میں بلند آواز ہو گی، قبیلے کی سرداری فاسق کے ہاتھ میں ہوگی، قوم کا سردار وہ ہوگا جو سب سے ذلیل ہو، کسی مرد کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے گی اور گانے والی عورتیں اور موسیقی کے آلات ظاہر ہوں گے، شراب پی جائے گی اور اس امت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت بھیجیں گے، پس چاہیے کہ وہ اس وقت انتظار کریں سرخ ہوا کا، زلزلے کا، زمین میں دھنسنے کا، چہرے مسخ ہونے اور بگڑنے کا اور مسلسل نشان ظاہر ہوتے رہیں گے جیسا کہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو اس کے موتی بکھر جاتے ہیں۔'' (ترمذی)

(٩٨٩٥) ترمذي: ٢١٨٣ـ صحيح، الباني: ١٧٧٤. (٩٨٩٦) ترمذي: ٢٢١١ـ ضعيف، الباني: ٣٨٧.

٩٨٩٧- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاسِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَضَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا. (رواه البخاري: ٣١٧٦)

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس غزوہ تبوک میں آیا۔ آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے کی چھ چیزوں کو شمار کرو، میری موت، بیت المقدس کی فتح، اور تمہارے درمیان دو بار موتیں واقع ہوں گی جیسے بکریوں میں بیماری پڑتی ہے، مال کا بڑھ جانا یہاں تک کہ ایک آدمی جسے سو دینار دیے جائیں تو وہ غصہ ہونے لگے، پھر ایک فتنہ بپا ہوگا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا اور کوئی گھر خالی نہ رہے گا، پھر تمہارے بنو اصفر (اہل روم) کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو گا پھر وہ تم سے معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے اور اسی ۸۰ جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلے پر آجائیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔'' (بخاری)

شرح:...... اس میں مذکورہ اشیاء علامات نبوت میں سے ہیں۔ رومیوں والا واقعہ اتنا نہیں ہوا، کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق خشکی پر اتنی زیادہ تعداد میں ابھی تک جنگ نہیں ہوئی، اس کے علاوہ کئی علامات نمودار ہو چکی ہیں۔ اس حدیث میں بشارت بھی ہے اور آگاہی بھی ہے کہ لشکر کی اتنی زیادہ کثرت کے باوجود انجام کار ایمانداروں کے ہاتھ میں ہی ہوگا۔

اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۱۳)

٩٨٩٨- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَأَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْأُخْرٰى عَلٰى إِثْرِهَا قَرِيْبًا. (رواه مسلم: ٢٩٤١)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں، قیامت کی پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے اور چاشت کے وقت ایک جانور کا لوگوں کے سامنے آنا ہے۔ ان دو میں سے جو پہلے آگئی تو دوسری اس کے بعد جلدی آجائے گی۔'' (مسلم وابوداؤد)

(٩٨٩٧) بخاري: ٣١٧٦- ابوداؤد: ٥٠٠٠- ابن ماجه: ٤٠٤٢- احمد: ٢٣٤٦٥.

(٩٨٩٨) مسلم: ٢٩٤- ابوداؤد: ٤٣١٠- ابن ماجه: ٤٠٦٩- احمد: ٦٨٤٢.

شرح: ......مختصر یہ ہے کہ زمین کی عام نشانیوں میں سے بڑی نشانی جس سے زمین کے حالات بدل جائیں گے وہ دجال کا آنا ہے۔

اس سے پہلے امام مہدی کا ہونا اس کے منافی نہیں، اس کے بعد طلوع آفتاب مغرب کی جانب سے ہونا۔ یہ عالم بالا میں حالات میں تغیر کی اطلاع ہے۔ اور جانور کا نمودار ہونا بھی اسی کے ساتھ ہوگا اور آگ قیامت قائم ہونے کی علامات میں سے پہلی علامت ہے۔ (انجاز الحاجہ:۱۲/۵۲)

۹۸۹۹۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ فَتَسِمُ النَّاسَ عَلٰى خَرَاطِيْمِهِمْ ثُمَّ يَغْمُرُوْنَ فِيْكُمْ حَتّٰى يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْبَعِيْرَ فَيَقُوْلُ مِمَّنْ اشْتَرَيْتَهُ فَيَقُوْلُ اشْتَرَيْتُهُ مِنْ أَحَدِ الْمُخَطَّمِيْنَ. (رواه أحمد: ۲۱۸۰۵)

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض نکلے گا اور لوگوں کی ناک پر نشان لگائے گا اور لوگ پہچانے جائیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی اُونٹ خریدے گا تو دوسرا پوچھے گا کہ تو نے کس سے خریدا وہ کہے گا: میں نے اس سے خریدا ہے جس کی ناک پر نشان ہے۔'' (احمد)

۹۹۰۰۔ أَبُوْهُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: بِئْسَ الشِّعَبِ جَيَادٌ، قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا قَالُوْا فِيْمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ تَخْرُجُ مِنْهُ الدَّابَّةُ فَتَصْرُخُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ فَيَسْمَعُهَا مِنْ بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ. (للأوسط: ٦٥٧، بضعف)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بری گھاٹی جیاد ہے، دوبار یا تین بار فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی کہ کیوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: اس سے جانور نکلے گا اور تین بار چیخے گا اور دو پہاڑوں کے درمیان کے سب لوگ سنیں گے۔'' (الاوسط سند ضعیف)

۹۹۰۱۔ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، أَرَاهُ رَفَعَهُ: تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ أَعْظَمِ الْمَسَاجِدِ ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ رَنَتِ الْأَرْضُ ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ تَصَدَّعَتْ ، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : تَخْرُجُ حِيْنَ يَسِيْرُ الْإِمَامُ مِنْ جَمْعٍ ، وَإِنَّمَا جَعَلَ سَابِقَ الْحَاجِّ لِيُخْبِرَا لنَّاسَ أَنَّ الدَّابَّةَ لَمْ تَخْرُجُ . (للأوسط)

''میرا خیال ہے حذیفہ بن اسید نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے، دابۃ الارض بڑی بڑی مساجد میں نکلے گا، وہ اپنے کام میں ہوں گے کہ زمین کی آواز گونجے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے کہ زمین پھٹ جائے گی۔ ابن عیینہ نے کہا: وہ اس وقت نکلے گا جب امام مزدلفہ سے چلے گا اور اس نے حاجیوں سے پہلے قاصد بھیجا ہوگا تا کہ لوگوں کو خبر دے کہ دابہ نہیں نکلا۔'' (الاوسط)

(۹۸۹۹) احمد: ۲۱۸۰۵۔ ورجاله رجال الصحيح غير عمر بن عبدالرحمن بن عطية وهو ثقة، هيثمي: ۱۲۵۷۳.

(۹۹۰۰) طبراني اوسط: ۱۶۵۷۔ وفيه رياح بن عبيدالله بن عمرو هو ضعيف، هيثمي: ۱۲۵۷۷.

(۹۹۰۱) طبراني اوسط: ۱۲۵۷۸۔ رجاله ثقات، هيثمي: ۱۲۵۷۸.

٩٩٠٢ـ اِبْنِ عَمْرٍو وبْنِ الْعَاصِ ، رَفَعَهُ: إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا خَرَّ إِبْلِيْسُ سَاجِدًا، يُنَادِيْ وَيَجْهَرُ:اِلٰهِي مُرْنِي أَنْ أَسْجُدَ لِمَنْ شِئْتَ، فَتَجْتَمِعُ إِلَيْهِ زَبَانِيَتُهُ فَيَقُوْلُوْنَ يَاسَيِّدُهُمْ مَا هَذَا التَّضَرُّعُ؟ فَيَقُوْلُ: إِنَّمَا سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يَنْظُرَنِيْ إِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ، وَهَذَا الْوَقْتُ الْمَعْلُوْمُ ، ثُمَّ دَابَّةُ الْأَرْضِ مِن صَدْعٍ فِيْ الصَّفَا فَأَوَّلُ خَطْوَةٍ تَضَعُهَا بِأَنْطَاكِيَةَ فَتَأْتِي إِبْلِيْسُ فَتَلْطِمُهُ. (للكبير والأسط: ٩٤ بضعف)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں ،جب سورج مغرب سے نکلے گا تو ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور بلند آواز سے پکارے گا ،اے اللہ! جس کے لیے تو چاہے مجھے سجدہ کرنے کا حکم دے دے تو اس کے درباری کہیں گے: اے ہمارے سردار! یہ کیسی عاجزی ہے تو وہ کہے گا: میں نے اپنے رب سے معلوم وقت تک مہلت طلب کی تھی اور یہی وقت معلوم ہے ۔ پھر دابۃ الارض صفا پہاڑ پھٹنے سے نکلے گا اور پہلا قدم وہ انطاکیہ میں رکھے گا اور ابلیس آئے گا تو دابہ اس کو ایک تھپڑ لگا دے گا۔'' (الکبیر الاوسط سند ضعیف)

٩٩٠٣ـعَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِيْنِيَّةِ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى فَخِذِ الَّذِيْ حَدَّثَهُ أَوْ مَنْكِبِهٖ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَا لَحَقٌّ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا أَوْ كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ يَعْنِيْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ . (رواه أبو داوٗد: ٤٢٩٤)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینے کی بربادی کا وقت ہے اور مدینہ کی بربادی بڑی جنگوں کے لڑنے کا وقت ہے،اور بڑی جنگ قسطنطنیہ فتح کرنے کا وقت ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا وقت ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس شخص کی ران پر یا اس کے شانے پر مارا جس سے آپ ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے پھر فرمایا: یہ واقعات اسی طرح درست ہیں جیسا تو یہاں بیٹھا ہے یعنی معاذ کو فرمایا۔''

٩٩٠٤ـ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِيْ سَبْعَةِ أَشْهُرٍ . (رواه أبو داوٗد: ٤٢٩٥)

''ایک روایت میں ہے کہ جنگ عظیم ،قسطنطنیہ اور دجال کا خروج سات ماہ میں واقع ہوگا۔'' (ابوداود، ترمذی)

(٩٩٠٢) طبرانی کبیر اور طبرانی اوسط: ٩٤ـ وفیه اسحاق بن ابراهیم بن زبریق وهو ضعیف، هیثمی: ١٢٥٧٨.

(٩٩٠٣) ابوداؤد: ٤٢٩٤ـ حسن، البانی: ٣٦٠٩ـ ترمذی: ٢٢٣٨ـ احمد: ٢١٥٤٠.

(٩٩٠٤) ابوداؤد: ٤٢٩٥ـ ضعیف، البانی: ٩٢٥ـ ترمذی: ٢٢٣٨ـ احمد: ٢١٥٤٠.

٩٩٠٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ وَيَخْرُجُ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٢٩٦)

''سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ اور وہ شہر فتح کرنے کے درمیان چھ سال بیت جائیں گے اور ساتویں سال دجال نکلے گا۔'' (ابوداؤد)

٩٩٠٦۔ عَنْ أَبِيْ قَبِيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَكْتُبُ إِذْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْمَدِيْنَتَيْنِ تُفْتَحُ أَوَّلًا قُسْطَنْطِيْنِيَّةُ أَوْ رُوْمِيَّةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا بَلْ مَدِيْنَةُ هِرَقْلَ أَوَّلًا. (رواه الدارمی: ٤٨٦)

''ابوقبیل نے کہا: میں نے ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس لکھ رہے تھے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ان دو شہروں قسطنطنیہ اور رومیہ میں سے پہلے کون سا شہر فتح کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں پہلے ہرقل کا شہر فتح ہوگا۔''

شرح:...... مدینہ ویران ہونے کا سبب اور بیت المقدس کی آبادی کی وجہ یہ ہوگی کہ کفار بیت المقدس پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ اور مدینہ کے ویران ہونے کا سبب خونریز جنگ کو قرار دیا گیا ہے، یہ تاتاریوں اور شام کے درمیان ہوئی تھی۔ زیادہ صحیح یہ قول ہے کہ یہ جنگ اہل شام اور رومیوں کے درمیان ہوئی تھی، مختصر یہ ہے کہ یہ امور یکے بعد دیگرے تھوڑی تھوڑی مدت میں موقوع پذیر ہوں گے۔ (عون المعبود: ۴/۱۸۳)

٩٩٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا ظَهَرَ الْخُبْثُ. (رواه الترمذی: ٢١٨٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ مرفوع بیان کرتی ہیں: اس امت کے آخر میں زمین میں غرق ہونا، شکلیں مسخ ہونا اور پتھر برسنا بھی ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ہلاک ہوں گے جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جب خباثت بڑھ جائے گی۔'' (ترمذی)

شرح:...... ثابت ہوا کہ جب فسق و فجور اور زنا عام ہو جائے تو نیک لوگوں کے وجود کے باوصف ہلاکت عام برپا ہو جاتی ہے۔ (شرح مسلم: ۱۸/۳)

(٩٩٠٥) ابوداؤد: ٤٢٩٦۔ ضعیف، البانی: ٩٢٦۔ احمد: ١٧٢٣٨.

(٩٩٠٦) دارمی: ٤٨٦۔ احمد: ٦٦٠٧.

(٩٩٠٧) ترمذی: ٢١٨٥۔ صحیح، البانی: ١٧٧٦.

٩٩٠٨ـعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الصُّوْفِ فَوَافَقُوْهُ عِنْدَ أَكَمَةٍ فَإِنَّهُمْ لَقِيَامٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ قَالَ فَقَالَتْ لِيْ نَفْسِيْ ائْتِهِمْ فَقُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ لَا يَغْتَالُوْنَهُ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَعَلَّهُ نَجِيٌّ مَعَهُمْ فَأَتَيْتُهُمْ فَقُمْتُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ قَالَ فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ أَعُدُّهُنَّ فِيْ يَدِيْ قَالَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ . (رواه مسلم: ٢٩٠٠)

”نافع بن عتبہ بن ابی وقاص سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مغرب کی طرف ایک قوم ہے جن کا لباس اونی ہوگا وہ جزیرۃ العرب پر حملہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں فتح دے دے گا، پھر فارس پر حملہ آور ہوں گے تو اس پر بھی اللہ انہیں فتح دے گا، پھر وہ روم پر حملہ آور ہوں گے اور اس کو بھی اللہ فتح کرا دے گا، پھر وہ دجال سے لڑیں گے تو اللہ انہیں فتح دے دے گا۔“ (مسلم)

شرح:...... اس کا مقصد ہے کہ جزیرۂ عرب مکمل طور پر مسلمان فتح کریں گے، ایسا ہی ہوا ہے اور آپ ﷺ کے بعد فارس اور روم فتح ہوئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں یہ فتح ہوئے تھے اور دجال کا ابھی انتظار ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰۲/۱۲)

٩٩٠٩ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ تَأْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ . (رواه مسلم: ٢٥٣٨، [وهي حية يومئذ] فَسَّرَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ صَاحِبَ السِّقَايَةِ نَقَصَ الْعُمُرُ ، وَقَالَ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ : إِنَّمَا هِيَ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ يَوْمَئِذٍ .

”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا: تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو اور اس کا علم اللہ کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ آج روئے زمین پر جتنے نفوس ہیں اس دن سے جب ان پر سو سال پورا ہوگا تو ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا۔ عبدالرحمٰن صاحب سقایہ نے تفسیر کی کہ عمریں کم ہوں گی اور سالم بن ابی جعد نے کہا: یہ اس دن کی مخلوق کا بیان ہے۔“ (مسلم، اور ترمذی)

(٩٩٠٨) مسلم: ٢٩٠٠ـ ابن ماجه: ٤٠٩١ـ احمد: ١٨٤٩٣.

(٩٩٠٩) مسلم: ٢٥٣٨ـ احمد: ١٤٦٣٨.

٩٩١٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ . (رواه البخاري: ٦٠١)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو اس حدیث کی مثل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس صدی کے لوگ ختم ہو جائیں گے۔''

٩٩١١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَتَى السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلٰى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ إِنْ يَعِشْ هٰذَا لَايُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مَوْتَهُمْ . (رواه البخاري: ٦٥١١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب دیہات کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے تو سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ ان میں سے کم عمر آدمی کو دیکھتے اور آپ فرماتے تھے: اگر یہ زندہ رہا تو بوڑھا نہ ہوگا کہ تم پر قیامت آجائے گی۔ ہشام نے کہا: یعنی وہ مر جائے گا۔'' (الشیخان)

٩٩١٢۔ أَبُوْسَعِيْدٍ ، رَفَعَهُ: لَاتَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوْسَةٌ الْيَوْمَ . (رواه رزين)

''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: سو سال نہیں گزریں گے کہ زمین پر جتنے انسان موجود ہیں وہ اُس دن زندہ نہیں ہوں۔'' (رزین)

شرح:...... ان میں اس بات کی نفی نہیں کہ اس رات سے لے کر جو صدی سے کچھ اوپر ہوگا یہ اس حدیث کے خلاف باقی رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آخری صحابی ہیں جو فوت ہوئے۔ یہ ١١٠ ہجری میں فوت ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ نے جب یہ اعلان کیا تھا اس وقت سے لے کر ان کی وفات تک صدی کا آغاز ہوتا ہے، جبکہ یہ دس برس اوپر صدی سے گزار کر فوت ہوئے تھے۔

اس میں مولود (پیدا ہونے والے) سے مراد انسان ہیں، فرشتے اس میں شامل نہیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خضر علیہ السلام نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس صدی تک موجود ہوتے۔

(فتح الباری: ٢/ ٧٥)

٩٩١٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ فِيْ حَدِيْثِهِ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ثُمَّ اتَّفَقُوْا

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہ رہے تو اللہ اُسی دن کو طویل کر دے گا اور اللہ ایک شخص اُٹھائے گا جو مجھ سے ہوگا

(٩٩١٠) بخاري: ٦٠١۔ مسلم: ٢٥٣٧۔ ابوداؤد: ٤٣٤٨۔ ترمذي: ٢٢٥١۔ احمد: ٥٩٩٢.

(٩٩١١) بخاري: ٦٥١١۔ مسلم: ٢٩٥٦. (٩٩١٢) رزين.

(٩٩١٣) ابوداؤد: ٤٢٨٢۔ حسن، صحيح، الباني: ٣٦٠١۔ ترمذي: ٢٢٣٠.

حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيْهِ اسْمَ أَبِي زَادَ فِيْ حَدِيْثِ فِطْرٍ يَمْلَأُ الْأَرْضُ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَامُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا . (رواه أبوداوٗد: ٤٢٨٢)

یا میری اہل بیت سے ہوگا۔اُس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے وہ ظلم اور جبر سے بھر چکی ہو گی۔''(ابوداوٗداور ترمذی)

٩٩١٤۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ . (رواه أبوداوٗد: ٤٢٨٤)

''سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مہدی میری اولاد سے اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔''(ابوداوٗد)

٩٩١٥۔عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ . (رواه أبوداوٗد: ٤٢٨٥)

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہے ،روشن پیشانی والا، بلند ناک والا، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے وہ ظلم وجبر سے بھر چکی ہوگی۔وہ سات سال تک بادشاہت کرے گا۔''

٩٩١٦۔ قَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمّٰى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ . (رواه أبوداوٗد: ٤٢٩٠)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور کہا: یہ میرا بیٹا سردار ہے جیسا اس کو نبی ﷺ نے سیّد فرمایا ہے اور اس کی اولاد سے ایک مرد پیدا ہوگا۔اس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔وہ اخلاق میں آپ ﷺ کے مشابہ ہوگا اور صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔''(ابوداوٗد)

٩٩١٧۔عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ . (رواه ابن ماجة: ٤٠٨٥)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی میری اہل بیت میں سے ہوگا اور ایک رات میں اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردے گا۔''

شرح:......صحیح ترین بات یہ ہے کہ امام مہدی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے،اور مرزائی مرزا قادیانی کو مہدی قرار دیتے ہیں۔یہ جھوٹ ہے۔اس نے تو نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، یہ کذاب ہے، یہ مہدی نہیں ہوسکتا۔

(٩٩١٤) ابوداؤد: ٤٢٨٤۔ صحيح، البانی: ٣٦٠٣۔ ابن ماجه: ٤٠٨٦ .

(٩٩١٥) ابوداؤد: ٤٢٨٥۔ حسن، البانی: ٣٦٠٤۔ ترمذی: ٢٢٣٢۔ ابن ماجه: ٤٠٨٣ .

(٩٩١٦) ابوداؤد: ٤٢٩٠۔ ضعيف، البانی: ٩٢٤.

(٩٩١٧) ابن ماجه: ٤٠٨٥۔ حسن، البانی: ٣٣٠٠.

اور شیعہ کا خیال ہے یہ محمد قائم منتظر ہے، جو غار میں چھپ چکے ہیں۔ یہ غلط ہے کیونکہ انہوں نے ان امام کا نام محمد بن حسن بتایا ہے یہ نبی ﷺ کے باپ والا نام نہیں، جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے، اس امام کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا، جبکہ ان کے والد کا نام حسن ہے۔

دوسری بات ہے کہ آپ نے فرمایا، وہ انصاف پھیلائیں گے اور دنیا میں ظلم وستم ہو رہا ہے۔ ان کے غائب ہونے سے دنیا والوں کو کیا فائدہ ہوا؟

بعض کا خیال ہے یہ سید احمد شہید بریلوی ہیں۔ یہ بات باطل ہے وہ تو شہید ہو چکے ہیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ آخر زمانہ میں نمودار ہوں گے، دین کی تائید کریں گے، عدل کا بول بالا کریں گے، مسلمان ان کی پیروکاری اختیار کریں گے اور یہ اسلامی ممالک پر غالب ہوں گے۔

ان کے بعد دجال آئے گا اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی دجال کے خلاف مدد کریں گے، اس کے قتل میں معاونت کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۷۰)

٩٩١٨ـعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِيْ مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِي الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنْتُ فِيْ صَفِّ النِّسَاءِ الَّتِيْ تَلِيْ ظُهُوْرَ الْقَوْمِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ أَتَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّيْ وَاللّٰهِ مَاجَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِأَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِيْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِيْ أَنَّهٗ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ

''سیدہ فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کی جامع منادی کرائی۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کرائی تو منبر پر بیٹھے اور ہنس دیئے اور فرمایا: ہر آدمی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کرایا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم اللہ کی! میں ترغیب یا خوف کی وجہ سے تمہیں نہیں بلایا البتہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھا وہ آیا اور اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کیا، اور اس نے ایک بات بیان کی ہے اور وہ اس چیز کے مطابق ہے جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ دجال کے متعلق اس نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ تیس مردوں سمیت سمندری کشتی میں سوار ہوا جو قبیلہ لخم وجزام میں سے تھے۔ سمندر کی موج نے ایک ماہ تک کھیل جاری رکھا، پھر وہ سمندر کے درمیان ایک جزیرے میں پہنچے جہاں سورج غروب ہوتا ہے۔ وہ اپنی کشتی کے قریب بیٹھ گئے تو انہیں

(٩٩١٨) ابوداؤد: ٤٣٢٥۔ ترمذی: ٢٢٥٣۔ احمد: ٢٦٧٩٧.

بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ ثُمَّ أَرْفَئُوْا إِلٰى جَزِيْرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتّٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوْا فِيْ أَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَايَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقَالُوْا وَيْلَكِ مَاأَنْتِ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوْا وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَتْ أَيُّهَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوْا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهٗ إِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنَّ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيْهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهٗ وِثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهٖ مَابَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَاأَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ فَأَخْبِرُوْنِيْ مَا أَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِيْنَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلٰى جَزِيْرَتِكَ هٰذِهٖ فَجَلَسْنَا فِيْ أَقْرُبِهَا فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَايُدْرِيْ مَاقُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقُلْنَا وَيْلَكِ مَاأَنْتِ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قُلْنَا وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَتِ اعْمِدُوْا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِيا لدَّيْرِ فَإِنَّهٗ إِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَقِ فَأَقْبَلْنَا

کثیر بالوں والا ایک جانور ملا۔ اس کا اگلا یا پچھلا طرف معلوم نہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے عورت کی آواز میں کہا کہ میں جساسہ ہوں تو ہم لوگوں نے کہا کہ جساسہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ اے لوگو! اس عمارت میں ایک مرد ہے جو تمہاری ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اُس نے جب مرد کا نام لیا تو ہم ڈر گئے کہ یہ شیطان عورت نہ ہو ہم تیزی سے گئے اور ہم نے ایک قد آور انسان دیکھا۔ اس کا جسم بھی بڑا تھا اور مضبوط باندھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن میں باندھے تھے اور زانوؤں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے میں ڈبا باندھا ہوا تھا۔ ہم نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: تمہیں میری خبر تو معلوم ہو جائے گی لیکن تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب لوگ ہیں۔ ہم سمندری کشتی میں سوار ہوئے۔ اتفاقاً سمندر میں طغیانی تھی امواج ایک ماہ تک ہم سے کھیلتی رہی پھر اس جزیرے میں آن پہنچے اور اپنی کشتی کے قریب پہنچے اور جزیرے کے اندر آ گئے تو ہمیں ایک چوپایہ نما چیز ملی جس کے بال بہت زیادہ ہیں اور جس کا اگلا پچھلا طرف ہم نہ جان سکے۔ اس لیے کہ بال بہت زیادہ ہیں۔ ہم نے اس سے کہا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں جساسہ ہوں۔ ہم نے کہا کہ جساسہ کیا چیز ہے؟ تو اس نے کہا کہ تم اس مرد کے پاس جاؤ جو عمارت میں ہے۔ وہ تمہاری ملاقات کا شوق رکھتا ہے تو ہم تیری طرف دوڑ کر آئے تو اس سے ہمیں خوف آیا، ہمیں ڈر ہے کہ وہ شیطان عورت ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے خبر دو بیسان کی کھجوروں کی۔ ہم نے کہا کہ ان کے بارے میں تو کیا خبر لینا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: مجھے خبر دو بحیرہ طبریہ کی۔ ہم نے کہا: اس کی کیا چیز پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی

إِلَيْكَ سِرَاعًا وَفَزِعْنَا مِنْهَا وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً فَقَالَ أَخْبِرُوْنِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ قُلْنَا عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ قُلْنَا لَهٗ نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّهٗ يُوْشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ قَالَ أَخْبِرُوْنِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ قُلْنَا عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِيْهَا مَاءٌ قَالُوْا هِيَ كَثِيْرُ الْمَاءِ قَالَ أَمَا إِنَّ مَاءَ هَا يُوْشِكُ أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُوْنِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ قَالُوْا عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا لَهٗ نَعَمْ هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَائِهَا قَالَ أَخْبِرُوْنِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ قَالُوْا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوْهُ قَالَ لَهُمْ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيْعُوْهُ وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي إِنِّي أَنَا الْمَسِيْحُ وَإِنِّي أُوْشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوْجِ فَأَخْرُجَ فَأَسِيْرُ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَإِنَّ

موجود ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا کہ قریب ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔ اس نے کہا: زغر چشمے کے بارے میں بتاؤ۔ لوگوں نے کہا: اس کی کیا حالت پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے چشمے اور کیا وہاں کے لوگ اس چشمے کے پانی سے کھیت سیراب کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اسی پانی سے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے خبر دو کہ امیوں کا نبی کیا کر رہا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ مکہ سے نکل کر مدینہ چلے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ تو ہم نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اس نے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا؟ ہم نے اس کو خبر دی کہ آپ ﷺ عربوں پر غالب آ گئے ہیں۔ اور وہ آپ ﷺ کی اطاعت کر رہے ہیں اس نے کہا کہ ایسا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا لوگوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ اب میں اپنے بارے میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت ہو گی اور میں زمین پر چلوں گا اور کوئی بستی ترک نہیں کروں گا، اور چالیس ایام میں ساری دنیا پر گھوم جاؤں گا البتہ مکہ اور طیبہ نہیں جا سکوں گا کہ وہ دونوں میرے لیے ممنوع قرار دیے گئے ہیں۔ جب میں ان میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو میرے مقابلے میں فرشتہ آ جائے گا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہو گی جس کو وہ سونتے رکھے گا اور مجھے روک دے گا اور مدینہ کی ہر گلی کوچے میں فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لاٹھی سے منبر پر نیزہ مار کر فرمایا: طیبہ یہ ہے، طیبہ یہ ہے اور طیبہ یہ ہے۔ خبردار! کیا میں تم سے یہ بات پہلے بھی بیان کر چکا

عَلٰی كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةٌ يَحْرُسُوْنَهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةٌ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَإِنَّهٗ أَعْجَبَنِي حَدِيْثُ تَمِيْمٍ أَنَّهٗ وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِيْنَةِ وَمَكَّةَ أَلَا إِنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَاهُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَاهُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَاهُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ إِلَى الْمَشْرِقِ قَالَتْ فَحَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ہوں؟ تو لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: مجھے تمیم داری کی بات اس لیے پسند آئی کہ میں یہ بات پہلے بیان چکا ہوں اور مدینہ اور مکہ کی خبر دے چکا ہو۔ خبردار وہ شام کے سمندر میں ہے یا وہ یمن کے سمندر میں ہے۔ نہیں بلکہ وہ مشرق میں ہے اور وہ مشرق نہیں ہے، وہ مشرق نہیں اور ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کہتی ہیں: یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی میں نے سن کر یاد کر رکھا ہے۔''

٩٩١٩۔ وَمِنْ رِوَايَاتِهٖ، قَالَتْ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَقَالَ إِنَّ بَنِيْ عَمٍّ لِتَمِيْمٍ الدَّارِيْ رَكِبُوْا فِيْ الْبَحْرِ، وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

''ان کی روایات میں یہ ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ فرمایا: بنو عم تمیم داری سمندر میں سوار ہو کر گئے پھر آگے حدیث بیان کی۔''

٩٩٢٠۔ مِنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخْرَجَ تَمِيْمًا إِلَى النَّاسِ فَحَدَّثَهُمْ.

''ان میں سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمیم داری کو لوگوں کے سامنے نکالا اور اس نے لوگوں کو بتایا۔''

٩٩٢١۔ وَمِنْهَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّهَا النَّاسُ حَدَّثَنِيْ تَمِيْمُ الدَّارِيْ أَنَّ نَاسًا مِنْ قَوْمِهٖ كَانُوْا فِيْ الْبَحْرِ فِيْ سَفِيْنَةٍ لَهُمْ فَانْكَسَرَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ، فَرَكِبَ بَعْضُهُمْ عَلٰى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ، فَخَرَجُوْا إِلٰى جَزِيْرَةٍ. وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

''ان کی روایات میں سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! مجھ سے تمیم داری نے بیان کیا کہ اس کی قوم کے کچھ لوگ سمندر کی کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی ٹوٹ گئی اور ان میں کچھ افراد کشتی کے ایک تختے پر سوار اور ایک جزیرے میں چلے گئے۔ پھر آگے حدیث بیان کی۔''

(٩٩١٩) ابوداؤد: ٤٣٢٥۔ ترمذی: ٢٢٥٣۔ احمد: ٢٦٧٩٧.
(٩٩٢٠) ابوداؤد: ٤٣٢٥۔ ترمذی: ٢٢٥٣۔ احمد: ٢٦٧٩٧.
(٩٩٢١) ابوداؤد: ٤٣٢٥۔ ترمذی: ٢٢٥٣۔ احمد: ٢٦٧٩٧.

٩٩٢٢۔ وَمِنْهَا، قَالَتْ: صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ . (كلها لمسلم: ٢٩٤٢)

''اور ان کی روایات میں سے ہے وہ کہتی ہیں: آپ ﷺ نے نماز ظہر پڑھی اور پھر منبر پر چڑھے۔''

٩٩٢٣۔وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَّرَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ إِنَّهُ حَبَسَنِي حَدِيْثٌ كَانَ يُحَدِّثُنِيْهِ تَمِيْمٌ الدَّارِيُّ عَنْ رَجُلٍ كَانَ فِيْ جَزِيْرَةٍ، بنحوه وفيه :قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْقَصْرِ فَأَتَيْتُهُ فَإِذَ ا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِي الْأَغْلَالِ يَنْزُوْفِيْمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ . (رواه أبوداوٗد: ٤٣٢٥)

''اور ان میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عشاء ایک دن مؤخر کی پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا: تمیم داری نے مجھ سے بیان کیا ہے جس کی وجہ سے میں روکا گیا تھا۔ اس نے جزیرے میں ایک مرد کی خبر دی اور اس میں یہ بھی ہے کہ جساسہ نے اس کو کہا: اس محل میں جاؤ تو میں وہاں گیا اور ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا، وہ زنجیروں میں باندھا تھا اور زمین وآسمان کے درمیان ہوا خوری کر رہا تھا۔''

٩٩٢٤۔وَمِنْهَا: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِيْنَ رَكِبُوْا سَفِيْنَةً فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتّٰى قَذَفَتْهُمْ فِيْ جَزِيْرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ نَاشِرَةٍ شَعْرَهَا فَقَالُوْا مَاأَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوْا فَأَخْبِرِيْنَا قَالَتْ لاأُخْبِرُكُمْ وَلَا أَسْتَخْبِرُكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِنَّ ثَمَّ مَنْ يُخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ فَأَتَيْنَا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُوْثَقٌ بِسِلْسِلَةٍ فَقَالَ أَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ قُلْنَا مَلْأَى تَدْفُقُ قَالَ أَخْبِرُوْنِي عَنِ الْبُحَيْرَةِ قُلْنَا مَلْأَى تَدْفُقُ قَالَ أَخْبِرُوْنِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ الَّذِيْ بَيْنَ الْأُرْدُنِّ وَفِلَسْطِيْنَ هَلْ أَطْعَمَ قُلْنَا نَعَمْ . (رواه الترمذی: ٢٢٥٣)

''اور ان روایات میں سے ہے کہ فلسطین کے چند لوگ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی ان کی وجہ سے ڈولنے لگی اور انہیں ایک جزیرے میں پھینک دیا اس میں ابو جساسہ نے کہا، انہوں نے کہا ہمیں خبر دیدے تو اس خبر نہ دونگی اور نہ تم پوچھتی لیکن تم اس بستی کی اس طرف جاؤ۔ وہاں وہ شخص ہے جو تمہیں بھی بتائے گا اور تم سے بھی سوال کرے گا۔ پس ہم گاؤں کی دوسری جانب گئے تو ایک آدمی باندھا تھا اور اس میں ہے کہ اس نے کہا: بیسان کی کھجوروں کی خبر دو جو اردن اور فلسطین کے درمیان ہیں۔ کیا وہ کھائی جاتی ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں۔'' (مسلم وترمذی وابوداؤد)

(٩٩٢٢) مسلم: ٢٩٤٢.

(٩٩٢٣) ابوداؤد: ٤٣٢٥۔ صحیح، البانی: ٣٦٣٦۔ مسلم: ٢٩٤٢۔ ترمذی: ٢٢٥٣۔ احمد: ٢٦٨٠٤.

(٩٩٢٤) ترمذی: ٢٢٥٣۔ صحیح، البانی: ١٨٣٧۔ مسلم: ٢٩٤٢۔ ابوداؤد: ٤٣٢٥۔ احمد: ٢٧٧٤٧.

٩٩٢٥ـ وَلَهُ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ ، وَفِيْهِ : شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ ابْنُ الصَّيَادِ ، قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ ، قَالَ : وَإِنْ مَاتَ ، قُلْتُ: فَإِنْ أَسْلَمَ ، قَالَ وَإِنْ أَسْلَمَ ، قُلْتُ فَإِنْ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ ، قَالَ وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ .

٩٩٢٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِيْ حِمْصَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِيْ

''اور اس کی ایک روایت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ابن صیاد ہے۔ تو میں نے کہا: وہ تو مر چکا ہے تو اس نے کہا: خواہ وہ مر ہی چکا ہے۔ میں نے کہا: وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے کہا: خواہ وہ مسلمان بھی ہو چکا ہو، میں نے کہا: وہ تو مدینہ میں داخل ہوا ہے تو اس نے کہا: خواہ مدینہ میں داخل ہو چکا ہو۔''

''سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن دجال کا ذکر فرمایا: اور آواز پست بھی کی بلند آواز سے بھی بیان کیا۔ اور ہمیں تو گمان ہونے لگا کہ شاید وہ کھجوروں میں چھپا ہوگا۔ ہم اس فکر میں تھے کہ آپ ﷺ ہماری یہ حالت جان گئے پس آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے کل دجال کا ذکر کیا، آواز پست بھی کی اور بلندی بھی تو ہمیں خطرہ پیدا ہوا کہ وہ کھجوروں میں چھپا ہوگا۔

آپ نے فرمایا: دجّال سے زیادہ تمہارے لیے مجھے دوسرے خطرے کا زیادہ خوف ہے۔ دجال تو میری حیات میں آیا تو میں تم سے پہلے اس سے جھگڑوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی جان کا جھگڑا کرے گا اور ذمہ داری پوری کرے گا اور میرے پیچھے اللہ ہر مسلمان کا نگران ہوگا۔ دجال جوان ہوگا، اس کی آنکھ اُوپر کو اُٹھی ہوگی گویا وہ عبدالعزی بن قطن کے مشابہ دکھائی دیتا ہے۔ تو جس کو وہ نظر آئے تو سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے، وہ شام اور عراق کے درمیان سے خارج ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے دائیں اور بائیں منہ پھیر کر فرمایا: اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ!

(٩٩٢٥) ترمذی: ٢٢٥٣ـ صحیح، البانی: ١٨٣٧ـ مسلم: ٢٩٤٢ـ ابوداؤد: ٤٣٢٥ـ احمد: ٢٧٧٤٧.

(٩٩٢٦) مسلم: ٢٩٣٧ـ ابوداؤد: ٤٣٢١ـ ترمذی: ٢٢٤٠ـ ابن ماجه: ٤٠٧٥ـ احمد: ١٧١٧٧.

عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجَ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُوٌّ حَجِيجٌ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهَفِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا يَاعِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْم كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّخْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ

وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: چالیس دن ایک دن سال کی مانند ہوگا، ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن سات ایام (جمعہ) برابر ہوگا، باقی ایام تمہارے ان ایام کے برابر ہوں گے۔ہم نے عرض کی: جو دن سال برابر ہو گا اس میں کیا ایک دن کی نمازیں کفایت کریں گی؟ ہم ایک دن کی نمازوں پر کفایت کریں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اندازہ کرو گے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کتنی تیزی سے زمین پر چلے گا؟ آپ نے فرمایا: اس بادل کی مثل چلے گا کہ پیچھے ہوا کا دباؤ خوب ہو۔ پس وہ ایک قوم کے پاس جائے گا اور ان کی دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں اور اس کی بات مانتے جائیں گے پس وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی تو لوگوں کے مویشی چرنے جائیں گے، موٹے تازے، زیادہ بہتر تھنوں والے پہلو نکال کر لوٹیں گے۔ پھر دوسری قوم کے پاس جائے گا اور دعوت دے گا تو وہ اس کی تردید کردیں گے، اور وہ انہیں چھوڑ کر چلا جائے گا اور صبح کو اس قوم کے ہاتھ کوئی چیز نہ آئے گی ان کے مویشی ویران چراگاہوں سے خالی بیٹ لوٹے ہوں گے۔

وہ زمین کو کہے گا: اپنے خزانے نکال تو وہ نکال دے گی اور خزانے اس کے ساتھ چلنے لگیں گے۔ پھر وہ ایک جوان مرد کو قتل کرے گا اور پھر اس کے جسم کے دو ٹکڑے ملا کر اس متمثل جوان کو بلائے گا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کا چہرہ چمکتا ہوگا اور ہنستا ہوگا اور اس طرح شعبدہ بازی کرتا ہوگا کہ مسیح بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید مینار پر آ اُتریں گے اور اُن پر دو چادریں ہوں گی اور دونوں ہاتھ دو فرشتوں پر رکھے ہوں گے۔ جب سر نیچے جھکائیں گے تو پانی کے قطرات گریں گے اور جب سر بلند

اللّٰهُ الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِيْ عِيْسَي بْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى عِيْسٰى إِنِّيْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِيْ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَايَجِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ

کریں گے تو موتی چمک اُٹھیں گے۔کوئی کافر مسیح علیہ السلام کے سانس کی خوشبو برداشت نہ کر سکے گا اور ان کی خوشبو سونگتے ہی مر جائے گا اور ان کی سانس ان کی حدنگاہ تک جائے گی پس مسیح علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور ان کو بابِ ولد میں پائیں گے اور قتل کر دیں گے۔پھر مسیح علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں جو دجال کو تسلیم کرنے سے محفوظ رہے ہوں گے تو وہ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی ان کو بشارت سنائیں گے۔ وہ ان امور میں مصروف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کو وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے بندے نکال دیئے ہیں جن سے مقابلے کی طاقت کسی میں ہیں ہے اور میرے بندوں کو طور پر لے جاؤ۔پس اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا اور وہ ہر بلندی سے اُترتے آئیں گے۔ان کی پہلی فوج بحیرہ طبریہ پہنچگی اور وہ اس کا پانی پی ڈالیں گے،اور فوج آخری حصہ آئے گا تو وہ کہیں گے: کبھی یہاں بھی پانی ہوتا ہو گا۔اللہ کا نبی عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان محصور ہو کر رہ جائیں گے اور ان کو ایک بیل کا سر آج تمہاری نسبت سے سو دینار سے بہتر دیکھائی دے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام اور اہل اسلام اللہ تعالیٰ کی التجا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردن پر پھوڑا پیدا کر دیگا اور وہ سب ایک انسان کی مثل مر جائیں گے۔ پس مسیح علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر میدانوں کی طرف اتریں گے اور ایک بالشت برابر خالی جگہ نہ ہوگی۔ان کی لاشوں سے اور بدبو سے زمین اٹی پڑی ہوگی۔

عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان پھر اللہ تعالیٰ کی دربار میں دعائیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیج دے گا جن کی گردن بختی اُونٹ کی مثل ہوگی اور وہ لاشوں کو اُٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں

عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَطَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَايَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْبَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيهَا تَهَارُجُ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ وَالْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ دَخَلَ حَدِيْثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيْثِ الْآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ مَا ذَكَرْنَا وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ لَقَدْكَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا إِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ

گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل کر دے گا اور کوئی گھر وغیرہ نہیں رہے گا مگر سب ہی زمین کو دھو کر چھوڑے گا اور سفید حلوے کی مانند زمین صاف شفاف ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا زمین کو حکم ہو گا کہ اپنے پھل، پھول اور برکات نکال دے، تو اس دن (زمانے) میں ایک بڑی جماعت ایک انار سے سیر ہو گی اور انار کے دانے خول کے نیچے سائے میں بیٹھیں گے۔

اور کھلے چرنے والے مویشی بابرکت کر دیئے جائیں گے اور ایک بکری کا دودھ ایک جماعت کے لیے کفایت کرے گا اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کے لیے کافی ہو گا۔ لوگ آسائش کی اس زندگی میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک بہت پاک صاف ہوا چلائے گا اور ان کے بغل کے نیچے سے درد شروع ہو گا اور تمام اہل ایمان کی ارواح قبض ہو جائیں گی، اور اب صرف بدترین لوگ باقی رہیں گے اور وہ گدھوں کی مانند دوڑتے پھرتے ہوں گے اور ان پر قیامت بپا ہو گی اور ایک روایت میں ہے، یاجوج ماجوج کے قول کے بعد کہ ''کبھی یہاں بھی ہوتا ہو گا'' کہ وہ چل کر جبل خمر کے پاس پہنچیں گے اور وہ بیت المقدس کے قریب ہے اور وہ کہیں گے: ہم نے اہل زمین کو تو قتل کر دیا ہے اور اب آسمان کی مخلوق کو قتل کریں گے پس اپنے ہتھیار آسمان کی طرف داغیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے ہتھیار خون آلود کر کے واپس زمین پر گرا دے گا۔'' (مسلم و ابو داؤد و ترمذی)

مَخْضُوْبَةً دَمًا. (رواه مسلم: ٢٩٣٧)

٩٩٢٧-عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ، بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَقُوْلَ لِأَعْرَابِيِّ أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ فِيْ صُوْرَةِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَيَقُوْلَانِ يَابُنَيَّ اتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ رَبُّكَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يُسَلَّطَ عَلٰى نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَيَقْتُلَهَا وَيَنْشُرَهَا بِالْمِنْشَارِ حَتّٰى يُلْقٰى شِقَّتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلَ انْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا فَإِنِّيْ أَبْعَثُهُ الْآنَ ثُمَّ أَنَّ لَهُ رَبًّا غَيْرِيْ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ وَيَقُوْلُ لَهُ الْخَبِيْثُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَأَنْتَ عَدُوُّ اللّٰهِ أَنْتَ الدَّجَّالُ وَاللّٰهِ مَاكُنْتُ بَعْدُ أَشَدَّ بَصِيْرَةً بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ فَحَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَاكُنَّا نُرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى حَدِيْثِ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَأْمُرَ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُوْنَهُ فَلَا تَبْقٰى

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: دجال کے فتنے میں سے یہ کہنا بھی ہے کہ وہ اعرابی کو کہے گا: اگر میں تیری طرف تیرے ماں باپ کو اُٹھالاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ تو جاہل آدمی کہے گا: ہاں۔تو اس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں متمثل ہو کر آئیں گے اور اس کو کہیں گے: اے میرے بیٹے! یہ تیرا رب ہے اس کی پیروی کر۔

وہ ساری زمین پر پہنچے گا اور صرف مکہ اور مدینہ منورہ اس سے محفوظ رہیں گے۔اور وہ ان میں داخل نہ ہوگا۔ وہ ان میں جس جانب سے داخل ہونے کی کوشش کرے گا ننگی تلواروں سے اس کا مقابلہ فرشتے کرتے ہوں گے۔وہ ظریب احمر کے پاس اُترے گا جہاں مقام سخبہ کی حد ختم ہوتی ہے۔اور مدینہ میں زلزلہ شروع ہوگا اور جھٹکے لگیں اور ہر منافق مرد وعورت اور خبیث نفس انسان نکل جائے گا جیسے بھٹی لوہے کی میل نکال کر علیحدہ کر دیتی ہے اور اس دن کو خلاصی کا دن کہا جائے گا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس دن عرب کہاں ہوں گے، فرمایا: اس دن عربوں کی تعداد تھوڑی ہوگی اور وہ اکثر بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ وہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا اور اتنے میں عیسیٰ علیہ السلام اُتر آئیں گے۔اور اس روایت میں ہے کہ ان کا عرصہ چالیس سال پر محیط ہوگا۔ایک سال نصف سال کے برابر ہوگا اور دوسرا سال مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ ایک جمعہ (سات ایام) کے برابر ہوگا اور بقیہ ایام چنگاری کی طرح گذر

(٩٩٢٧) ابن ماجه: ٤٠٧٧ـ ضعيف، البانی: ٨٨٤ـ ابوداؤد: ٤٣٢١.

لَهُمْ سَائِمَةٌ إِلَّا هَلَكَتْ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُوْنَهٗ فَيَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ حَتّٰى تَرُوْحَ مَوَاشِيْهِمْ مِنْ يَوْمِهِمْ ذٰلِكَ أَسْمَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهٗ وَأَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ وَأَدَرَّهٗ ضُرُوْعًا وَإِنَّهٗ لَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا وَطِئَهٗ وَظَهَرَ عَلَيْهِ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَا يَأْتِيْهِمَا مِنْ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا إِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالسُّيُوْفِ صَلْتَةً حَتّٰى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الْأَحْمَرِ عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَلَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ فَنَفِي الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدَ وَيُدْعٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ يَوْمُ الْخَلَاصِ فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ وَجُلُّهُمْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّيْ بِهِمُ الصُّبْحَ إِذْ نَزَلَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِيْ الْقَهْقَرٰى لِيَتَقَدَّمَ عِيْسٰى يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عِيْسٰى يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيْمَتْ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ إِمَامُهُمْ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ افْتَحُوْا الْبَابَ فَيُفْتَحُ

جائیں گے۔ ایک آدمی مدینہ کے ایک دروازے سے داخل ہو گا اور دوسرے دروازے تک پہنچنے سے پہلے شام آ جائے گی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اتنے ان چھوٹے ایام میں ہم نماز کیسے پڑھیں گے؟ فرمایا: نماز اندازے سے پڑھو گے جیسے ان طویل ایام بھی اندازے پڑھا کرو گے۔ پھر نماز پڑھیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں حاکم، عادل، امام اور انصاف کرنے والا حکمران ہو گا، صلیب توڑ دے گا، خنزیر مروادے گا، جزیہ لینا موقوف کر دے گا صدقہ رہنے دے گا پس بکری اور اونٹ پر کوئی لگان نہ ہو گا، بخل اور بغض ختم ہو گا اور زہریلی چیز اپنا زہر ترک کر دے گی یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں ڈالے گا تو وہ اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا، بھیڑیا بکریوں میں بکریوں کے کتے کی مثل رہے گا اور زمین امن سے یوں بھر جائے گی جیسے پانی سے برتن بھر جاتا ہے، اور صرف ایک ہی دین کا کلمہ جاری ہو گا اور صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے گی اور جنگ و جدال کا خاتمہ ہو جائے گا، لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے گی اور قریش کی حکومت ختم ہو جائے گی، زمین چاندی کی ہتھیلی بن جائے گی، نباتات اس طور پر پیدا ہوں گی جیسے آدم علیہ السلام کے عہد میں پیدا ہوتی تھی اور ایک خاندان انگور کے گچھے سے سیر ہو گا۔ ایک انار پر جتنے افراد جمع ہوں سب سیر ہو جائیں گے، ایک بیل کی اتنی قیمت ہو گی یعنی زیادہ قیمت اور گھوڑا چند درہموں پر فروخت ہو گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! گھوڑا کس وجہ سے سستا ہو گا؟ فرمایا: لڑائی کے لیے بھی کوئی سوار ہی نہ ہو گا۔ عرض کیا گیا: بیل کیوں گراں قیمت ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ساری زمین پر کھیتی باڑی کی جائے گی۔ البتہ دجال کے خروج سے پہلے تین سال شدید ہوں گے۔ لوگ

وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ يَهُوْدِيٍّ كُلُّهُمْ ذُوْ سَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا وَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ لِيْ فِيْكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِيْ بِهَا فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ فَيَهْزِمُ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ فَلَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللّٰهُ يَتَوَارٰى بِهٖ يَهُوْدِيٌّ إِلَّا أَنْطَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الشَّيْءَ لَاحَجَرَ وَلَا شَجَرَ وَلَاحَائِطَ وَلَا دَابَّةَ إِلَّا الْغَرْقَدَةَ فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ لَا تَنْطِقُ إِلَّا قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ الْمُسْلِمَ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ فَتَعَالَ اقْتُلْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ أَيَّامَهُ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً السَّنَةُ كَنِصْفِ السَّنَةِ وَالسَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَآخِرُ أَيَّامِهٖ كَالشَّرَرَةِ يُصْبِحُ أَحَدُكُمْ عَلٰى بَابِ الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَبْلُغُ بَابَهَا الْآخَرَ حَتّٰى يُمْسِيَ فَقِيْلَ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْأَيَّامِ الْقِصَارِ قَالَ تَقْدُرُوْنَ فِيْهَا الصَّلَاةَ كَمَا تَقْدُرُوْنَهَا فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الطِّوَالِ ثُمَّ صَلُّوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَكُوْنُ عِيْسَي ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ أُمَّتِيْ حَكَمًا عَدْلًا وَإِمَامًا مُقْسِطًا يَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَذْبَحُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ فَلَا يُسْعٰى عَلٰى شَاةٍ وَلَا بَعِيْرٍ وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَتُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ

شدید بھوک کا سامنا کرنا ہوگا۔ پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا اور تہائی بارش وہ روک دے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ تہائی نباتات روک دے گی، اور دوسرے سال اللہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ دو تہائی بارش روک دے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ دو تہائی اپنی نباتات روک دے گی، پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دے گا تو وہ ساری بارش روک دے گا اور بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں برسے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتات روک دے گی پس ہر گھر والا حیوان ہلاک ہو جائے گا مگر جو اللہ چاہے۔ عرض کیا گیا: اس زمانے کے لوگوں کی زندگی کس چیز پر بسر ہوگی؟ آپ نے فرمایا: تہلیل، تکبیر تسبیح اور تحمید پر اور اس سے ان کے کھانے کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

محاربی کہتے ہیں: یہ حدیث معلمین کو دینا مناسب ہے تاکہ وہ بچوں کی کتاب میں شامل کر کے پڑھائیں۔''

حَتّٰى يُدْخِلَ الْوَلِيْدُ يَدَهٗ فِي الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرَّهٗ
وَتَفِرَّ الْوَلِيْدَةُ الْأَسَدَ فَلَا يَضُرُّهَا وَيَكُوْنُ
الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهٗ كَلْبُهَا وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ
مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَتَكُوْنُ
الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللّٰهُ وَتَضَعُ
الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا وَتُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا
وَتَكُوْنُ الْأَرْضُ كَفَاثُوْرِ الْفِضَّةِ تُنْبِتُ نَبَاتَهَا
بِعَهْدِ آدَمَ حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ
مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعُهُمْ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى
الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعُهُمْ وَيَكُوْنَ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا
مِنَ الْمَالِ وَتَكُوْنَ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِمَاتِ
قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُرْخِصُ الْفَرَسَ
قَالَ لَا تُرْكَبُ لِحَرْبٍ أَبَدًا قِيْلَ لَهٗ فَمَا يُغْلِي
الثَّوْرَ قَالَ تُحْرَثُ الْأَرْضُ كُلُّهَا وَإِنَّ قَبْلَ
خُرُوْجِ الدَّجَّالِ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ شِدَادٍ
يُصِيْبُ النَّاسَ فِيْهَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ يَأْمُرُ اللّٰهُ
السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الْأُوْلٰى أَنْ تَحْبِسَ ثُلُثَ
مَطَرِهَا وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا
ثُمَّ يَأْمُرُ السَّمَاءَ فِي الثَّنِيَةِ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ
مَطَرِهَا وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا
ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الثَّالِثَةِ
فَتَحْبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهٗ فَلَا تُقْطِرُ قَطْرَةً وَيَأْمُرُ
الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ نَبَاتَهَا كُلَّهٗ فَلَا تُنْبِتُ
خَضْرَاءَ فَلَا تَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ إِلَّا هَلَكَتْ
إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ قِيْلَ فَمَا يُعِيْشُ النَّاسُ فِيْ

ذٰلِكَ الزَّمَانِ قَالَ التَّهْلِيْلُ وَالتَّكْبِيْرُ وَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّمْجِيْدُ وَيُجْرٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ مُجْرَى الطَّعَامِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبَّ يَقُوْلُ يَنْبَغِيْ أَنْ يُدْفَعَ هٰذَا الْحَدِيْثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ حَتّٰى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكُتَّابِ. (رواه ابن ماجة: ٤٠٧٧)

٩٩٢٨۔ اِبْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، رَفَعَهٗ: إِنَّ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِنْ وُلْدِ آدَمَ، وَلَوْ أَرْسَلُوْا لَأَفْسَدُوْا عَلَى النَّاسِ مَعَاشَهُمْ، وَلَنْ يَمُوْتَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا تَرَكَ مِنْ ذُرِّيَتِهٖ أَلْفًا فَصَاعِدًا، وَإِنَّ مِنْ وَرَائِهِمْ ثَلَاثَ أُمَمٍ، تَاَوَّلُ وَتَارَنُسُ وَمَنْسَكُ. (للكبير والأوسط)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: یاجوج ماجوج اولاد آدم علیہ السلام سے اور اگر ان کو آزاد چھوڑا جاتا تو وہ لوگوں کی معاش تباہ کر کے رکھ دیتے، اور ان میں سے کوئی مرد فوت نہیں ہوتا مگر ایک ہزار یا اس سے زیادہ اولاد چھوڑ کر جاتا ہے اور ان کے پیچھے تین دیگر اقوام ہیں جن کے یہ نام ہیں: تاول، تارنس، اور منسک۔'' (الکبیر، الاوسط)

٩٩٢٩۔ وَلَهٗ عَنْ حُذَيْفَةَ رَفَعَهٗ: يَأْجُوْجُ أُمَّةٍ، وَمَأْجُوْجُ أُمَّةٍ، وَكُلُّ أُمَّةٍ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفِ أُمَّةٍ، لَايَمُوْتُ الرَّجُلُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلٰى أَلْفِ ذَكَرٍ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ صُلْبِهٖ كُلٌّ قَدْ حَمَلَ السِّلَاحَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ: هُمْ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ، فَصِنْفٌ مِنْهُمْ أَمْثَالُ الْأَرْزِ، قُلْتُ وَمَاالْأُرُزُّ؟ قَالَ شَجَرٌ بِالشَّامِ، طُوْلُ الشَّجَرَةِ عِشْرُوْنَ وِمَائَةُ ذِرَاعٍ فِيْ السَّمَآءِ، فَقَالَ ﷺ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ

''الاوسط کی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، فرمایا: یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج دوسری جدا امت (قوم) ہے اور امت چار چار لاکھ امتوں اور قوموں پر مشتمل ہے۔ ان میں کوئی مرد نہیں مرتا یہاں تک کہ اپنے سامنے اپنی پشت کی ایک ہزار نرینہ اولاد دیکھتا ہے۔ اور وہ سب ہتھیار اُٹھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے لیے ان کا حلیہ بیان فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ان کی تین اقسام ہیں، ایک قسم اَلاَرُزْ کی مانند ہے تو میں نے عرض کی الارز کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: شام میں ایک درخت ہے۔ اس کا طول ایک سو بیس ہاتھ

(٩٩٢٨) طبراني كبير، طبراني اوسط ورجاله ثقات، هيثمي: ١٢٥٧١.

(٩٩٢٩) طبراني كبير، وفيه يحي بن سعيد العطار وهو ضعيف، هيثمي: ١٢٥٧٢.

لَايَقُوْمُ لَهُمْ جَبَلٌ وَلَاحَدِيْدٌ ، وَصِنْفٌ مِنْهُمْ يَفْتَرِشُ بِأُذُنِهٖ وَيَلْتَحِفُ بِالْأُخْرٰى ، لَايَمُرُّوْنَ بِفِيْلٍ وَلَا وَحْشٍ وَلَاجَمَلٍ وَلَا خِنْزِيْرٍ إِلَّا أَكَلُوْا ، وَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ أَكَلُوْهُ ، مُقَدِّمَتُهُمْ بِالشَّامِ وَسَاقَتُهُمْ بِخُرَاسَانَ ، يَشْرَبُوْنَ أَنْهَارَ الْمَشْرِقِ وَبُحَيْرَةَ طَبَرِيَّةَ .

برابر ہے بلندی میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قسم ہے جن کے سامنے پہاڑ ٹھہرتے ہیں نہ لوہا ٹھہرتا ہے۔ ان میں سے ایک قسم ہے جو اپنا ایک کان نیچے بچھاتے ہیں اور دوسرا کان اُوپر لپیٹتے ہیں۔ انہیں جو چیز ملے ہاتھی وحشی جانور، اُونٹ اور خنزیر تو وہ سب کو کھا جاتے ہیں۔ ان میں سے جو مرتا ہے اس کو بھی کھاتے ہیں۔ ان کا اگلا حصہ شام پہنچے گا اور پچھلا حصہ خراسان سے نکلتا ہو گا۔ وہی مشرقی دریاؤں کا پانی پییں گے اور وہی بحیرہ طبریہ بھی۔''

۹۹۳۰۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهٖ أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُالنَّاسِ أَوْمِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَاَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّيْ الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَقْتُلُهٗ فَلَا أُسَلِّطُ عَلَيْهِ . (رواه البخاری: ۱۸۸۲)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دجال کا ذکر فرمایا تو ہمیں محسوس ہوا گویا وہ ہمارے درمیان ہی ہوگا۔ یہاں تک کہ یہ بیان فرمایا کہ دجال پر مدینہ حرام کر دیا گیا ہے۔ وہ جس راستے سے مدینہ کو آئے گا داخل نہ ہو سکے گا اور مدینہ کی بعض اطراف تک آئے گا اور اس کی طرف مدینہ سے ایک بہترین انسان نکلے گا یا وہ بہترین لوگوں میں سے ہوگا اور نکلے گا اور کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے تو دجال لوگوں کو کہے گا: اگر میں اس کو قتل کردوں اور پھر زندہ کردوں تو تمہیں میرے معاملہ میں کوئی شک رہے گا؟ لوگ کہیں گے نہیں، چنانچہ وہ اس کو قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا تو جب وہ اس کو زندہ کرے گا تو مؤمن کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے اتنی بصیرت پہلے حاصل نہیں جواب حاصل ہوئی ہے۔ تو دجال کہے گا: میں اس کو قتل کرتا ہوں مگر وہ اس کو قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔''

۹۹۳۱۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: بِنَحْوِهٖ وَفِيْهِ: قَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''ایک روایت میں اس کے مثل ہے اور اس شخص کا یہ قول ہے: یہی وہ دجال ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے ہم سے

(۹۹۳۰) بخاری: ۱۸۸۲۔ مسلم: ۲۹۳۸۔ احمد: ۱۰۹۲۵.

(۹۹۳۱) مسلم: ۲۹۳۸۔ بخاری: ۱۸۸۲۔ احمد: ۱۰۹۲۵.

قَالَ فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَبَّحُ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ أَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ أَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ إِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهٗ لَايَفْعَلُ بَعْدِيْ بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ فَيُجْعَلَ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ إِلٰى تَرْقُوْتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ فَيَأْخُذُ بِيَدِهٖ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهٗ إِلَى النَّارِ وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

(رواه مسلم: ٢٩٣٨)

کر دیا ہے۔ دجال حکم دے گا کہ اس کو چیر دو تو لوگ اس کو پکڑ کر چیر دیں گے۔ دجال اس کے پیٹ اور پشت کو ملائے گا تو وہ کہے گا: کیا تو میرے ساتھ ایمان نہیں لاتا؟ مؤمن کہے گا: تو وہی جھوٹا دجّال ہے، پھر وہ حکم دے گا کہ اس کو آرے کے ساتھ سر سے لے کر پاؤں تک چیر دو پھر (دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے مرد گزرے گا اور پھر دجال کہے گا کہ کھڑے ہو جا تو وہ کھڑا ہو جائے گا: اب پھر دجّال کہے گا: کیا تو میرے ساتھ ایمان نہیں لایا؟ مؤمن کہے گا: مجھے تیرے بارے میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ تو وہی دجال ہے اور پھر مؤمن کہے گا: اے لوگو! یاد رکھو اس کے بعد یہ کسی کے ساتھ ایسا شعبدہ نہیں دیکھا سکے گا، چنانچہ دجّال اس کو پکڑے گا تا کہ اس کو ذبح کردے اور گردن سے لے کر سینے کی ہڈی تک تانبے کی چھری چلائے گا مگر وہ اس پر کوئی قابو نہیں پا سکے گا، پھر وہ اس کو ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر پھینک دے گا اور لوگ گمان کریں گے کہ اس کو آگ میں پھینکا ہے اور مؤمن تو جنت میں ڈالا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رب العالمین کے نزدیک یہ سب سے بڑا شہید شمار ہوگا۔'' (الشیخان)

٩٩٣٢- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنْهُ مَعَهٗ نَهْرَانِ يَجْرِيَانِ أَحَدُهُمَا رَأْيَ الْعَيْنِ مَاءٌ أَبْيَضُ وَالْآخَرُ رَأْيَ الْعَيْنِ نَارٌ تَأَجَّجُ فَإِمَّا أَدْرَكَنَّ أَحَدٌ فَلْيَأْتِ النَّهْرَ الَّذِيْ يَرَاهُ نَارًا وَلْيُغَمِّضْ ثُمَّ لِيُطَأْطِئْ رَأْسَهٗ فَيَشْرَبَ مِنْهُ فَإِنَّهٗ مَاءٌ بَارِدٌ وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ دجّال کے ساتھ کیا چیز ہوگی۔ اس کے ساتھ دو بہتی نہریں ہوں گی آنکھ کے دیکھنے سے۔ ایک دریا کا پانی سفید ہوگا اور دوسرا بظاہر دیکھنے میں آگ نظر آئے گا پس تم میں سے جو شخص پہنچ سکے تو اس نہر کو پہنچے جس کو وہ آگ دیکھ رہا ہے اور پھر اپنا سر جھکا کر پانی پیئے وہ ٹھنڈا پانی ہے اور دجّال کی ایک آنکھ مٹی کی ہوگی۔ اس کی دو آنکھوں کے درمیان

(٩٩٣٢) مسلم: ٢٩٣٤- بخاری: ٣٤٥٢- ابوداؤد: ٤٣١٥- ابن ماجه: ٤٠٧١- احمد: ٢٢٨٧٤.

عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرِ كَاتِبٍ. (رواه مسلم: ٢٩٣٤)

لکھا ہوگا ''کافر'' ہر مسلمان پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھنے والا ہو یا لکھنے والا نہ ہو۔''

٩٩٣٣۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعَرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ. (رواه مسلم: ٢٩٣٤)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجّال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا، گھنے بالوں والا ہوگا، اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہوگا اور اس کی آگ جنت ہے اور اس کی جنت آگ ہے۔''

٩٩٣٤۔ قَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ مَايَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ. (رواه البخاري: ٧١٢٢)

''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دجال کے بارے میں جتنا کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سوال کیا ہے اتنا کسی نے نہیں سوال کیا اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ وہ تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا۔ میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ چلے گا اور پانی کا دریا چلے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کے نزدیک اس سے کمتر ہے۔'' (الشیخان)

٩٩٣٥۔ عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِيِا لْجِبَالِ قَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ. (رواه مسلم: ٢٩٤٥)

''سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو دجّال سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جانا چاہیے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔'' (مسلم، ترمذی)

٩٩٣٦۔ عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ فَوَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دجّال کی آمد سنے تو وہ اس سے دور رہے۔ قسم اللہ کی! جب کوئی انسان اس کے پاس جائے گا اور اس کا گمان ہوگا کہ وہ مؤمن ہے مگر وہ اس کی پیروی اختیار کر

(٩٩٣٣) مسلم: ٢٩٣٤۔ بخاری: ٣٤٥٢۔ ابوداؤد: ٤٣١٥۔ ابن ماجه: ٤٠٧١۔ احمد: ٢٢٨٧٤.

(٩٩٣٤) بخاری: ٧١٢٢۔ مسلم: ٢٩٣٩۔ ابن ماجه: ٤٠٧٣۔ احمد: ١٧٧٣٩.

(٩٩٣٥) مسلم: ٢٩٤٥۔ ترمذی: ٣٩٣٠۔ احمد: ٢٧٠٧٢.

(٩٩٣٦) ابوداؤد: ٤٣١٩۔ صحیح، البانی: ٣٦٢٩۔ احمد: ١٩٤٦٦.

مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ أَوْلِمَا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ هٰكَذَا قَالَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣١٩)

لے گا اور وہ شبے اور شک تسلیم کر لے گا جو کچھ دجّال پیش کرے گا۔'' (ابوداوٗد)

٩٩٣٧۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ.

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قیامت تک فتنے کے لحاظ سے کوئی مخلوق دجّال سے بڑھ کر نہیں ہے۔''

٩٩٣٨۔ وَفِيْ رَوَايَةٍ: أَمَرَ أَكْبَرَ مِنَ الدَّجَّالِ. (هما لمسلم: ٢٩٤٦)

''اور ایک روایت میں ہے: دجّال سے بڑھ کر بڑا فتنہ کوئی نہیں ہے۔''

٩٩٣٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ. (رواه مسلم: ١٦٩)

''ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور یقیناً مسیح الدّجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ گویا اس کی دونوں آنکھیں پانی پر بُلبلا اُٹھا ہوا ہے۔''

٩٩٤٠۔ وفي رواية: إِنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ أَوْ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَقَالَ تَعَلَّمُوْا أَنَّهُ لَنْ يَرٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَمُوْتَ. (رواه مسلم: ٢٩٣١)

''ایک روایت میں ہے: اس کی دو آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہو گا جو بھی اس کے کرتب ناپسند کرے گا وہ پڑھ سکے گا یا ہر مومن اسے پڑھ سکے گا اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ کوئی بھی تم میں سے مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھے گا۔'' (الشیخان، ابوداوٗد، ترمذی)

٩٩٤١۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَمَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر. (رواه مسلم: ٢٩٣٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے۔ خبردار رہو وہ کانا ہوگا اور تمہارا ربّ کانا نہیں ہے۔ اس کی دو آنکھوں کے درمیان، ک، ا، ف، ر، لکھا ہوگا۔''

(٩٩٣٧) مسلم: ٢٩٤٦. (٩٩٣٨) مسلم: ٢٩٤٦.

(٩٩٣٩) مسلم: ١٦٩۔ بخاری: ٧١٢٣۔ ابوداؤد: ٤٧٥٧۔ ترمذی: ٢٣٥۔ احمد: ٦٢٧٦۔ مؤطا: ١٧٠٨.

(٩٩٤٠) مسلم: ٢٩٣١۔ بخاری: ١٣٥٥۔ ابوداؤد: ٤٣٢٩۔ ترمذی: ٢٢٤٩۔ احمد: ٦٣٢٧.

(٩٩٤١) مسلم: ٢٩٣٣۔ بخاری: ٧١٣١۔ ابوداؤد: ٤٣١٦۔ احمد: ١٣٥١٣.

٩٩٤٢۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنِّيْ قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوْا إِنَّ مَسِيْحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيْرٌ أَفْحَجُ جَعْدٌ أَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَإِنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٢٠)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں دجال کے بارے میں بتاتا رہا ہوں اور مجھے پھر بھی خطرہ ہے کہ تمہیں سمجھ نہ آئی ہوگی۔ یاد رکھو دجال موٹا چوڑا، گھنگریالے بالوں والا، بھینگا، مٹی ہوئی آنکھ والا، نہ بالکل بند نہ کھلی ہوئی اور اگر پھر تمہیں سمجھ نہ آئے تو یہ جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٩٩٤٣۔ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوْحٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ مَنْ قَدْ رَآنِيْ وَسَمِعَ كَلَامِيْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ أَمِثْلُهَا الْيَوْمَ قَالَ أَوْ خَيْرٌ. (رواه أبوداوٗد: ٤٧٥٦)

''سیدنا ابو عبید بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید اس کا زمانہ وہ پائے گا جس نے مجھے دیکھا ہوگا اور میرا کلام بھی سنا ہوگا، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس زمانے میں ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ فرمایا: جیسے آج ہیں یا اس سے بھی بہتر حالت میں ہوں گے۔''

٩٩٤٤۔ أَبُوْسَعِيْدٍ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ فَقَالَ: هُوَيَوْمُهُ هٰذَا قَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، وَإِنِّىْ أَعْهَدُ إِلَيْكُمْ فِيْهِ عَهْدًا لَنْ يَعْهَدَهُ نَبِىٌّ إِلٰى أُمَّتِهِ، إِنَّ عَيْنَهُ الْيُمْنٰى مَمْسُوْحَةٌ جَاحِظَةٌ لَاحَدَقَةَ لَهَا، كَأَنَّهَا نُخَاعَةٌ فِىْ حَائِطٍ، وَعَيْنُهُ الْيُسْرٰى كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ، وَمَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَمَاۤؤُهُ نَارٌ، أَلَا وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلَانِ يُنْذِرَانِ

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دجال کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آج کا کھانا کھا چکا ہے۔ اور میں اس کے متعلق تمہیں وہ جامع بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائی کہ اس کی دائیں آنکھ مسخ کی گئی ہوگی، روشنی سے خالی ہوگی، اس میں پتلا نہ ہوگا گویا دیوار میں ردی کھجور رکھی ہوئی ہے اور اسکی بائیں آنکھ ستارے کی طرح چمک مارتی ہوگی اور اس کے پاس جنت اور آگ کی مثال ہوگی اور دراصل اس کا جنت آگ ہوگا اور اس

(٩٩٤٢) ابوداؤد: ٤٣٢٠۔ صحيح، البانی: ٣٦٣٠۔ احمد: ٢٢٢٥٨.

(٩٩٤٣) ابوداؤد: ٤٧٥٦۔ ضعيف، البانی: ١٠١٩۔ ترمذی: ٢٢٣٤.

(٩٩٤٤) رزين.

أَهْلُ الْقُرٰى فَإِذَا خَرَجَا مِنْ قَرْيَةٍ دَخَلَهَا أَوَّلَ أَصْحَابِ الدَّجَّالِ. (رواه رزين)

کی آگ جنت ہوگی۔ اور اس کے آگے دو مرد چلیں گے جو لوگوں کو ڈرائیں گے، پس جس بستی سے وہ دونوں نکل جائیں گے تو اس میں پہلے دجال کے ساتھی داخل ہوں گے۔'' (رزین)

٩٩٤٥- عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. (رواه الترمذي: ٢٢٣٧)

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا: دجال مشرقی زمین میں ظاہر ہوگا جس کو خراسان کہا جاتا ہے۔ اس کی پیروی کریں گی وہ اقوام جن کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔''

٩٩٤٦- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْكُثُ أَبُو الدَّجَّالِ وَأُمُّهُ ثَلَاثِيْنَ عَامًا لَايُوْلَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُوْلَدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ أَبُوْهُ طِوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَأَنَّ أَنْفَهُ مِنْقَارٌ وَأُمُّهُ فِرْضَا خِيَّةٌ طَوِيْلَةُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِي الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبَوَيْهِ فَإِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلَاثِيْنَ عَامًا لَايُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَامِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِيْ

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کا باپ اور اس کی ماں تیس سال تک بے اولاد رہیں گے اور پھر اُن کا ایک لڑکا پیدا ہوگا، ایک آنکھ سے کانا، زیادہ مضر اور کم فائدہ ہوگا اور اس کی دو آنکھیں سوئیں گی اور دل نہیں سوئے گا پھر ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ نے ماں باپ کا حلیہ ہمارے سامنے بیان کیا اور فرمایا: اس کا باپ طویل قد کم گوشت والا، اس کی ناک پرندے کی چونچ کی مانند ہوگی اور اس کی ماں طویل پستانوں والی ہوگی۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس بیان کے مطابق ایک بچہ پیدا ہوتے سنا جو یہود مدینہ میں پیدا ہوا۔ میں اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس کے ماں باپ کے پاس گئے تو وہ بالکل رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق تھے۔ ہم نے ان کو کہا: کیا تمہارا بیٹا ہے؟ انہوں نے کہا: شادی کے بعد تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہوا جو مضر اور نقصان دہ زیادہ اور مفید کم ہے، اس کی دو آنکھوں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا ہے۔ ہم ان

(٩٩٤٥) ترمذي: ٢٢٣٧- صحيح، الباني: ١٨٢٤- ابن ماجه: ٤٠٧٢- احمد: ١٣.

(٩٩٤٦) ترمذي: ٢٢٤٨- ضعيف، الباني: ٣٩٢- احمد: ١٩٩٩.

قَطِيْفَةٍ لَهُ وَلَهُ هَمْهَمَةٌ فَتَكَشَّفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. (رواه الترمذي: ٢٢٤٨)

کے پاس سے نکلے تو وہ دھوپ میں لیٹا تھا اور چٹائی لپیٹی ہوئی تھی اور وہ کچھ باتیں کر رہا تھا جو سمجھی نہیں جاتی تھیں۔ پھر اس نے اپنا سر ننگا کیا اور کہا: تم دونوں نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: جو کچھ ہم نے کہا وہ تم نے سنا ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں میری دو آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔''

٩٩٤٧۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ أَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ. (رواه مسلم: ٢٩٤٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کی پیروی کریں گے اصفہان کے ستر ہزار یہود اور انہوں نے طیالسی ٹوپیاں پہنی ہوں گی۔'' (مسلم)

٩٩٤٨۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ. (رواه البخاري: ٧٣٥٥)

''محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم کھا کر بیان کرتے سنا ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ تو میں نے کہا: آپ قسم کھاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے پاس قسم کھا کر یہ کہتے سنا ہے اور آپ ﷺ نے اس کو منع نہیں کیا ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٩٩٤٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ گئے۔ دیگر صحابہ کی ایک جماعت بھی ساتھ تھی۔ ابن صیاد کے پاس گئے تو وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور بنو مغالہ کے ٹیلے کے پاس تھا، اس وقت ابن صیاد قریب البلوغ تھا اور اس کو کوئی پتہ نہ چلا تھا، یہاں تک کہ نبی ﷺ نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا اور پھر ابن صیاد کو فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ کی طرف ابن صیاد

(٩٩٤٧) مسلم: ٢٩٤٤۔ احمد: ١٢٩٣١.

(٩٩٤٨) بخاری: ٧٣٥٥۔ مسلم: ١٧١۔ احمد: ٢٣٢٧۔ بخاری: ٣٣٣٧.

(٩٩٤٩) بخاری: ١٣٥٥۔ مسلم: ١٧١۔ احمد: ٢٣٢٧۔ بخاری: ٣٣٣٧.

فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَضَهُ وَقَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ فَقَالَ لَهُ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِيْنِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيّ ﷺ إِنِّيْ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعْنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ يَعْنِيْ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيْهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَاصَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ. (رواه البخاري: ١٣٥٥)

قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقَامَ ﷺ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّىْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ ، مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوْحٌ قَوْمَهُ ، وَلٰكِنْ أَقُوْلُ

نے دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: کیا آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس کو رسول اللہ ﷺ نے فوراً ترک کر دیا اور فرمایا: میں اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں، پھر اس کو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے: کہا میرے پاس ایک سچا ایک جھوٹا آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے اُوپر معاملہ خلط ملط ہوا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیرے لیے کوئی چیز چھپائی ہے۔ تو ابن صیاد نے کہا: وہ دُخ ہے یعنی دھواں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دور ہو جا تیرا مرتبہ بلند نہ ہوگا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ﷺ اجازت دیں اس کی گردن ماردوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی ہو تو تو اس پر مسلط نہ ہوگا اور اگر وہ نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تیرے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: دوسری بار رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو لے کر گئے اور کھجور کے درختوں میں پہنچے، وہاں ابن صیاد تھا۔ آپ ﷺ کھجوروں کی آڑ میں چل کر ابن صیاد کی بات اس کی بے خبری میں سننے کی کوشش کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ابن صیاد کو اس کی چٹائی میں لیٹا ہوا پایا اور اس کی مہمل سی آواز آ رہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کو درختوں کی آڑ میں چھپ کر آتے دیکھا تو اس نے کہا: اے ابن صیاد! اے ''صاف'' یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ محمد ﷺ آ رہے ہیں۔ ابن صیاد اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ عورت اس کو اپنے حال پر چھوڑتی تو یہ کچھ باتیں کرتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور

لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ ، تَعَلَّمُوْا أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ. (رواه البخاري: ٣٣٣٧)

اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا بیان کی پھر آپ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: میں تمہیں ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی ڈرایا ہے۔ البتہ میں تمہیں وہ بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں کہی۔ وہ یہ کہ تم جانتے ہی ہو کہ دجال کانا ہو گا اور تمہارا ربّ کانا نہیں ہے۔"

٩٩٥٠۔ وفي رواية : إِنِّيْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَخَبَأَ لَهُ ﴿ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ ﴾. (رواه الترمذي: ٢٢٤٩)

"ایک روایت میں ہے: میں نے کوئی چیز پوشیدہ رکھی ہے اور آپ ﷺ نے یہ آیت سوچ رکھی تھی: ﴿جس دن آسمان دھوئیں کے ساتھ آئے گا﴾ (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٩٩٥١۔عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَقِيَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَرٰى قَالَ أَرٰى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرٰى عَرْشَ إِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ. (رواه مسلم: ٢٩٢٦)

"ترمذی اور مسلم کی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا: میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابلیس کا تخت دیکھتا ہے۔"

٩٩٥٢۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِإِبْنِ صَيَّادٍ مَاتُرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ صَدَقْتَ. (رواه مسلم: ٢٩٢٨)

"سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی خاک کیا چیز ہے؟ تو اس نے کہا: اے ابو القاسم! مکہ کے موتی اور سفید کستوری کی مانند۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے صحیح کہا۔"

٩٩٥٣۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ. (رواه مسلم: ٢٩٢٨)

"سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، جنت کی خاک کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مکہ کے موتی اور خالص سفید کستوری۔" (مسلم)

(٩٩٥٠) ترمذی: ٢٢٤٩۔ سکت عنه الشيخ وهو با الصحيح، برقم: ١٨٣٢۔ بخاری: ١٣٥٥۔ مسلم: ٢٩٣١۔ ابوداؤد: ٤٣٢٩۔ احمد: ٦٣٢٤.

(٩٩٥١) مسلم: ٢٩٢٦۔ ترمذی: ٢٢٤٧۔ احمد: ١٤٦٩٩.

(٩٩٥٢) مسلم: ٢٩٢٦۔ احمد: ١٠٨٠٩.　　(٩٩٥٣) مسلم: ٢٩٢٨۔ احمد: ١٠٩٩٦.

٩٩٥٤- عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا أَوْ عُمَّارًا وَمَعَنَا ابْنُ صَائِدٍ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَبَقِيْتُ أَنَا وَهُوَ فَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ وَحْشَةً شَدِيْدَةً مِمَّا يُقَالُ عَلَيْهِ قَالَ وَجَاءَ بِمَتَاعِهِ فَوَضَعَهُ مَعَ مَتَاعِي فَقُلْتُ إِنَّ الْحَرَّ شَدِيْدٌ فَلَوْ وَضَعْتَهُ تَحْتَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَرُفِعَتْ لَنَا غَنَمٌ فَانْطَلَقَ فَجَاءَ بِعُسٍّ فَقَالَ اشْرَبْ أَبَا سَعِيْدٍ فَقُلْتُ إِنَّ الْحَرَّ شَدِيْدٌ وَاللَّبَنُ حَارٌّ مَابِيْ إِلَّا أَنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أَشْرَبَ عَنْ يَدِهِ أَوْ قَالَ آخُذَ عَنْ يَدِهِ فَقَالَ أَبَا سَعِيْدٍ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آخُذَ حَبْلًا فَأُعَلِّقَهُ بِشَجَرَةٍ ثُمَّ أَخْتَنِقَ مِمَّا يَقُوْلُ لِيَ النَّاسُ يَا أَبَا سَعِيْدٍ مَنْ خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتَ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ عَقِيْمٌ لَايُوْلَدُ لَهُ وَقَدْ تَرَكْتُ وَلَدِيْ بِالْمَدِيْنَةِ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ وَلَا مَكَّةَ قَدْ أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَأَنَا أُرِيْدُ مَكَّةَ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ حَتّٰى كِدْتُ أَنْ أَعْذِرَهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْرِفُهُ وَأَعْرِفُ مَوْلِدَهُ وَأَيْنَ هُوَ الْآنَ قَالَ قُلْتُ لَهُ تَبًّا

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج یا عمرہ کے لیے نکلے۔ ہمارے ساتھ ابن صیاد بھی گیا۔ جب ہم منزل پر اُترے اور لوگ متفرق طور پر ٹھہر گئے تو میں اور وہ باقی رہ گئے اور مجھے اس سے بہت زیادہ وحشت ہوئی، ان باتوں کی وجہ سے جو اس کے بارے میں کہی جاتی تھی۔ وہ اپنا سامان لایا اور میرے سامان کے ساتھ رکھ دیا۔ میں نے کہا: گرمی بہت ہے۔ اگر تو اس درخت کے نیچے رکھتا تو بہتر ہوتا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کر دیا۔ ہماری بکریاں آ گئیں، اور وہ بڑا پیالے لے کر گیا اور دودھ لیا اور اس نے کہا کہ ابوسعید دودھ پیو۔ میں نے کہا: گرمی بہت ہے اور دودھ گرم ہے اور مجھے ضرورت نہیں ہے۔ دراصل اس کے ہاتھ سے پینا میں مکروہ سمجھتا تھا۔ اس نے کہا: اے ابو سعید! میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ میں ایک رسی لٹکا کر اپنا گلا دبا دوں، اس وجہ سے کہ لوگ مجھے کچھ سے کچھ کہتے ہیں۔ اے ابوسعید! رسول اللہ ﷺ کی حدیث کسی پر مخفی رہے تو ہو مگر تم انصار قوم پر مخفی نہیں رہتی ہے۔ کیا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو دیگر لوگوں سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے؟ کیا نبی ﷺ نے نہیں فرمایا کہ دجال کافر ہے اور میں تو مسلمان ہوں۔ کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ بے اولاد ہو گا اور میں مدینہ میں اپنا بیٹا چھوڑ کر آیا ہوں اور یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو گا۔ کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا؟ اور میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ جانے کا ارادہ ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ میں اس کو معذور سمجھنے لگتا پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں دجال کو جانتا ہوں، میں اس کی جائے پیدائش کو بھی جانتا ہوں

(٩٩٥٤) مسلم: ٢٩٢٧۔ بخاری: ١٨٨٢۔ ترمذی: ٢٢٤٦۔ احمد: ١١٣٤٠.

لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ. (رواه مسلم: ٢٩٩٧)

٩٩٥٥- وفي رواية: وَقِيْلَ لَهٗ أَيَسُرُّكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ. (رواه مسلم: ٢٩٢٧)

٩٩٥٦- عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَائِدٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا أَغْضَبَهٗ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلَا السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهٗ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا أَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَائِدٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا. (رواه مسلم: ٢٩٣٢)

٩٩٥٧- وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقِيْتُهٗ مَرَّتَيْنِ قَالَ فَلَقِيْتُهٗ فَقُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هَلْ تَحَدَّثُوْنَ أَنَّهٗ هُوَ قَالَ لَاوَاللّٰهِ قَالَ قُلْتُ كَذَبْتَنِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخْبَرَنِيْ بَعْضُكُمْ أَنَّهٗ لَنْ يَمُوْتَ حَتّٰى يَكُوْنَ أَكْثَرَكُمْ مَالًا وَوَلَدًا فَكَذٰلِكَ هُوَ زَعَمُوا الْيَوْمَ قَالَ فَتَحَدَّثْنَا ثُمَّ فَارَقْتُهٗ قَالَ فَلَقِيْتُهٗ لَقْيَةً أُخْرٰى وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهٗ قَالَ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا أَرٰى قَالَ لَاأَدْرِيْ قَالَ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَأْسِكَ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ

اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اب کہاں ہے۔ اس نے یہ کہا تو میں نے کہا: سارا دن تیرے لیے ہلاکت ہو۔''

''ایک روایت میں ہے، کہ ابن صیاد کو کہا گیا کہ کیا تو وہی مرد ہے؟ تو اس نے کہا: اگر دجال کا منصب مجھے دیا جائے تو میں اس کو ناپسند نہیں کروں گا۔'' (مسلم، اور ترمذی)

''نافع سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مدینہ کے کسی راستے پر ابن صیاد ملا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو وہ بات کہہ دی جس سے اس کو غصہ آیا اور اس کا بدن پھول گیا، یہاں تک کہ گلی بھر گئی، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کو یہ خبر پہنچ چکی تھی تو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتی ہیں: اللہ تیرے اُوپر رحمت کرے۔ ابن صیاد سے تجھے کیا کام تھا؟ کیا تجھے علم نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال نکلے گا غصہ دلانے سے اور پھر اس کو غصہ آئے گا۔''

''ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں اس کو دو بار ملا، ایک بار جب میں اس کو ملا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ تھا تو میں نے اُن میں سے بعض کو کہا: کیا تم آپس میں یہ بات کہا کرتے ہو کہ یہ وہی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں نے کہا: تم مجھ سے جھوٹ کہتے ہو قسم اللہ کی! تمہارے بعض آدمیوں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ تمہارے درمیان سب سے زیادہ مال اور اولاد والا ہو گا اور تم لوگوں کا گمان ہے کہ آج کل وہ ایسا ہی مالدار ہو چکا ہے۔ اس نے کہا: ہم نے کچھ باتیں کیں اور پھر ہم جدا ہو گئے۔ پھر دوسری بار اس سے میری ملاقات ہوئی تو اس کی آنکھ خراب ہو چکی تھی۔ میں

(٩٩٥٥) مسلم: ٢٩٢٧- بخاری ١٨٨٢- ترمذی: ٢٢٤٦- احمد: ١١٥١٣.
(٩٩٥٦) مسلم: ٢٩٣٢- احمد: ٢٥٨٢٦.
(٩٩٥٧) مسلم: ٢٩٣٢- احمد: ٢٥٨٨٩

هٰذِهٖ قَالَ فَنَخَرَ كَأَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ قَالَ فَزَعَمَ بَعْضُ أَصْحَابِيْ أَنِّي ضَرَبْتُهٗ بِعَصًا كَانَتْ مَعِيَ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ وَأَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ قَالَ وَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَحَدَّثَهَا فَقَالَتْ مَاتُرِيْدُ إِلَيْهِ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهٗ قَدْ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يَبْعَثُهٗ عَلَى النَّاسِ غَضَبٌ يَغْضَبُهٗ. (رواه مسلم: ٢٩٣٢)

نے کہا: تیری آنکھ جونظر آ رہی ہے یہ تکلیف کب سے ہوئی ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا: تو نہیں جانتا جب کہ آنکھ تیرے سر میں ہے تو اس سے کہا: اگر اللہ چاہے تو اس کو تیرے اس عصا میں پیدا کر دے، پھر وہ گدھے کی مثل بلند آواز سے آواز نکالنے لگا تو میرے اصحاب نے گمان کیا کہ میں نے اس کو عصا سے ضرب لگائی ہے اور میری لاٹھی بھی ٹوٹ گئی ہے اور مجھے سمجھ بھی نہیں آئی۔لوگ کہتے ہیں کہ وہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان کو خبر دی تو ام المؤمنین نے کہا: تیرا اس سے کیا کام کیا تو نہیں جانتا کہ پہلی بار دجال ظاہر ہوگا تو وہ غصہ دلانے کی وجہ سے لوگوں پر نکل کھڑا ہوگا۔''(مسلم)

٩٩٥٨۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٣٢)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دن ابن صیاد ہم سے گم ہو گیا۔''

٩٩٥٩۔ عَنْ رَاشِدِبْنِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ إِصْطَخْرُ نَادٰى مُنَادٍ أَلَا إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ قَالَ فَلَقِيَهُمُ الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ فَقَالَ لَوْلَا مَا تَقُوْلُوْنَ لَأَخْبَرْتُكُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَايَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهٖ وَحَتّٰى تَتْرُكَ الْأَئِمَّةُ ذِكْرَهٗ عَلَى الْمَنَابِرِ. (رواه أحمد: ١٦٢٣١)

''راشد بن سعد سے روایت ہے کہ جب اصطخر کا علاقہ فتح ہوا تو اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ خبردار دجال نکل آیا۔ ان کو صعب بن جثامہ ملے۔انہوں نے کہا: اگر وہ بات نہ ہو جو تم کہتے ہو تو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال ظاہر نہ ہوگا مگر اس وقت جب لوگ اس کا تذکرہ بھول جائیں گے اور یہاں تک کہ امام اس کی باتیں کرنا ترک کر دیں گے۔''

٩٩٦٠۔ أَبُوْهُرَيْرَةَ: ذَكَرَا لِلدَّجَّالَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تَلِدُهٗ أُمُّهٗ فِيْ قَبْرِهَا ، فَإِذَا وَلَدَتْهٗ حَمَلَتِ النِّسَآءِ بِالْخَطَّائِيْنَ. (للأوسط بمجهول)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں دجال کا تذکرہ کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس کی ماں اس کو قبر میں جنے گی اور جب اس کو جنے گی تو

(٩٩٥٨) ابوداؤد: ٤٣٣٢۔ صحیح الاسناد، البانی: ٣٦٤١۔ مسلم: ٢٩٤٢۔ ترمذی: ٢٢٥٣۔ احمد: ٢٧٧٤٧.

(٩٩٥٩) احمد: ١٦٢٣١۔ طبرانی وفیه السعودی وقد اختلط، هیثمی: ١٢٥٥٤.

(٩٩٦٠) طبرانی اوسط، بمجهول وفیه عثمان بن عبدالرحمن الجمعی قال البخاری مجهول، هیثمی: ١٢٥٥٦.

بہت سی عورتیں خطا کرنے والوں کے ساتھ حاملہ ہوں گی۔‘‘(الاوسط سند مجہول)

شرح: ......اس میں ایک حدیث گزری ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کو دجال قرار دیا ہے، حالانکہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اور ہے۔ تو اس میں مطابقت یوں ہے کہ انہوں نے دجال بمعنی جھوٹ اور فریب کہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰ دجال کی آمد کا کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کو بھی ان میں سے شمار کیا ہے، وگرنہ آخری دجال وہی ہے جسے عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۳۲۶)

۲۔ وضاحت طلب بات یہ ہے کہ دجال کی کونسی آنکھ کانی ہے، دائیں یا بائیں؟ تو ان میں مطابقت یوں ہے کہ دجال کی دونوں آنکھیں خراب ہیں۔ ایک تو روشنی سے ہی محروم ہوگی اور دوسری ابھری ہوگی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۵۴)

۳۔ ایک اشکال یہ ہے کہ جب امام مہدی نے آنا ہے اس کے بعد یہ دجال نکلے گا، اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے تو پھر یہ خوف کرنا کہ دجال ابھی نکل آنے والا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ یہ بطور فرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ (انجاز الحاجہ: ۲/ ۶۳)

۴۔ ابن صیاد کا معاملہ مشتبہ ہے، یہ جھوٹ بھی بولتا تھا، اس وجہ سے یہ دجال قرار پایا، مگر دجال کی اولاد نہ ہوگی، اس کی اولاد تھی، وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا جبکہ ابن صیاد مدینہ میں تھا، یہ کبھی ایمان کی بات کرتا تھا جبکہ دجال کافر ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۱۰)

۹۹۶۱۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْجَ الْمَالُ حَتّٰى لَايَقْبَلَهُ أَحَدٌ. (رواہ البخاری: ۲۲۲۲)

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قریب ہے وہ وقت جب تمہارے درمیان ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور وہ عدل کرنے والے حکمران ہوں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر قتل کرا دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے۔ مال عام کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔‘‘

۹۹۶۲۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَحَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْهُرَيْرَةَ اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ

’’ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کرو: اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر وہ ایمان

(۹۹۶۱) بخاری: ۲۲۲۲۔ مسلم: ۱۵۵۔ ابوداؤد: ۴۳۲۴۔ ترمذی: ۲۲۳۳۔ ابن ماجہ: ۴۰۷۸۔ احمد: ۱۰۰۳۲.

(۹۹۶۲) مسلم: ۱۵۵۔ بخاری: ۲۴۷۶۔ ترمذی: ۲۲۳۳۔ ابن ماجہ: ۴۰۷۸۔ احمد: ۱۰۰۳۲.

الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ﴾ الآيَةَ. (رواه مسلم: ١٥٥)

لائے اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے۔''(الایہ)

٩٩٦٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ. (رواه البخاري: ٣٤٤٩)

''دوسری روایت میں ہے: تمہارا کتنا اچھا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم علیہ السلام اُتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔''

٩٩٦٤ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ. (رواه مسلم: ١٥٥)

''ایک روایت میں ہے: پس تم میں سے تمہاری امامت کرے گا۔ ابن ابی ذئب نے اس کی تفسیر کی کہ وہ تمہارے رب کی کتاب کے مطابق اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق تمہارے درمیان حکم دے گا۔''

٩٩٦٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ. (رواه مسلم: ٢٢١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے حکم، عادل۔ وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ معاف کر دیں گے اور قصاص کو چھوڑ دیں گے۔ کینہ دلوں سے جاتا رہے گا بغض اور حسد نہ رہے گا۔''

٩٩٦٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيْسٰى وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِي

''دوسری روایت میں ہے: میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا ہے اور وہ اتریں گے، جب تم دیکھو تو ان کو پہچان لو وہ درمیانے قد سرخ سفید رنگ کے ہوں گے۔ دو چادروں میں نازل ہوں گے گویا، ان کے سر سے پانی کے قطرے گرتے ہوں گے خواہ نمی پہنچے یا نہ پہنچے۔ وہ اسلام کی خاطر لوگوں سے جہاد کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر قتل کر دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے، ان کے عہد میں

(٩٩٦٣) بخاري: ٣٤٤٩ـ مسلم: ١٥٥ـ ابوداؤد: ٤٣٢٤ـ ترمذي: ٢٢٣٣ـ ابن ماجه: ٤٠٧٨ـ احمد: ١٠٠٣٢.
(٩٩٦٤) بخاري: ٣٤٤٨ـ ترمذي: ٢٢٣٣ـ ابن ماجه: ٤٠٧٨ـ احمد: ١٠٠٣٢ـ مسلم: ١٥٥.
(٩٩٦٥) مسلم: ٢٢١ـ بخاري: ٣٤٧٦ـ ترمذي: ٤٠٧٨ـ احمد: ١٠٠٣٢.
(٩٩٦٦) ابوداؤد: ٤٣٣٤ـ صحيح، الباني: ٣٦٣٥ـ بخاري: ٣٤٤٩ـ مسلم: ١٥٥ـ ترمذي: ٢٢٣٣ـ ابن ماجه: ٤٠٧٨ـ احمد: ١٠٥٦١.

زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٣٢٤)

٩٩٦٧ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ فَيَقُوْلُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ. (رواه مسلم: ١٥٦)

٩٩٦٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِيْ فَيَمْكُثُ أَرْبَعِيْنَ لَا أَدْرِيْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبَدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ قَالَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کو ختم کردے گا اور صرف اسلام ہی باقی رہے گا، وہ مسیح الدجال کو قتل کریں گے۔ پھر چالیس سال تک زمین پر رہیں گے، پھر وہ فوت ہوں گے اور مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔'' (الشیخان، ابوداوٗد، الترمذی)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر لڑتا رہے گا، اور قیامت تک وہ غالب رہیں گے جب مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امام کہے گا: آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ تو وہ کہیں گے: نہیں تم ہی ایک دوسرے کے امراء ہو۔ یہ اس لیے کہ وہ اس امت کا اکرام ملحوظ رکھیں گے۔''

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال میری امت میں ظاہر ہو گا اور چالیس تک ٹھہرے گا، میں نہیں جانتا چالیس ایام یا مہینے یا سال ۔پس اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کرے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں تو مسیح اس کو قتل کردے گا، پھر لوگ سات سال تک امن سے رہیں گے اور لوگوں کے درمیان دو افراد میں بھی کوئی عداوت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چلائے گا، پس روئے زمین پر کوئی انسان جس کے دل میں رائی کے برابر نیکی یا ایمان ہوگا۔ وہ سب قبض کیے جائیں گے، اور اگر کوئی مؤمن پہاڑ کے جگر میں داخل ہوگا تو وہ ہوا وہاں بھی داخل ہوگی۔ اور برے اور شریر لوگ باقی رہیں گے، تیزی میں پرندہ اور عقل میں درندہ کی مثل ہوں گے، وہ کسی

(٩٩٦٧) مسلم: ١٥٦ـ احمد: ١٤٣١٠.

(٩٩٦٨) مسلم: ٢٩٤٠ـ احمد: ٦٥١٩.

فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَايَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَايُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ أَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغٰى لِيْتًا قَالَ وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهٗ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ إِبِلِهٖ قَالَ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ نُعْمَانُ الشَّاكُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ ﴿وَقِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ﴾ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ أَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ قَالَ فَذَاكَ يَوْمَ ﴿يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾ وَذٰلِكَ ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾. (رواه مسلم: ٢٩٤٠)

اچھائی کو نہیں جانتے ہوں گے اور بدی کو برائی تسلیم نہیں کریں گے ،تو شیطان ان کے پاس انسانی صورت میں آئے گا اور کہے گا کیا تم بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے: تو کیا حکم دیتا ہے؟ وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا اور اس حالت میں بھی ان پر گھر ،رزق اور اچھی زندگی فراخ کی جائے گی۔اس کے بعد صور میں پھونک دیا جائے گا۔تو جو سنے گا اس کی طرف کان لگائے گا اور سب سے پہلے جو سنیں گا وہ حوض بنا رہا ہوگا تا کہ اُونٹوں کو پانی پلائے پس وہ غش کھائے گا اور تمام لوگ بے ہوش ہوتے جائیں گے۔ پھر سائے کی مانند اللہ تعالیٰ بارش نازل کرے گا اور انسانوں کے اجسام اگنا شروع ہوں گے اور پھر دوسرا نفخہ پھونکا جائے گا تو لوگ اچانک ہی اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے پھر کہا جائے گا: اے انسانو! جلدی اپنے ربّ کے سامنے آؤ اور ان سے پوچھا جائے گا۔پھر کہا جائے گا: کتنے؟حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نوسوناوے تو یہ دن ہوگا جس دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور اس دن پنڈلی ظاہر کی جائے گی۔''

شرح:......ا۔دجال کے ٹھہرنے کی مدت ۴۰ دن ہے بغیر کسی شک کے، وہ اتنا ٹھہرے گا، یہ جو کہا گیا ہے کہ مجھے علم نہیں، ۴۰ سال ہیں یا ماہ ہیں یا دن ہیں، اس میں راوی سے مشکوک بیان ہوا ہے، صحیح ترین روایت میں ۴۰ دن ہی آتے ہیں۔

۲۔سیدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کا قرب قیامت نزول ہوگا،لیکن وہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے۔ جب وہ آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ کی ہی اتباع کریں گے اور آپ ہی کے دین وشریعت کی تجدید کریں گے کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی شریعت آخری شریعت ہے۔

یہ جب آئیں گے تو مسلمانوں کے امام ہوں گے، قاضی، مفتی اور سلطان ہوں گے، معاملات حل کروانے کے لیے

لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔ بہت صاف ستھرے اور تازہ دم ہوں گے۔

صلیب توڑیں گے جس پر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر بنا رکھی تھی، خنزیر جسے یہ کھانا جائز قرار دیتے ہیں، اسے ختم کر دیں گے۔ اور مال و دولت اور اسلام کی شان و شوکت اتنی ہوگی کہ جزیہ دینا بند کر دیں گے۔ اور زمین میں سات برس تک رہیں گے۔ ایک روایت میں ۴۰ برس کا آتا ہے۔

دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تھے اس وقت ان کی عمر ۳۳ برس تھی، سات برس دنیا میں رہیں گے۔ نکاح ہوگا، اولاد ہوگی اور دنیا سے رخصت ہوں گے، تو جس میں ۴۰ برس کا آیا ہے اس روایت میں ساری عمر شمار ہوئی ہے اور جس میں سات برس ٹھہرنے کا آیا ہے وہ اترنے کے بعد کا عرصہ ہے۔

اور وفات کے بعد حجرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے، مسلمان ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گے۔ اوپر درج شدہ احادیث واشگاف بتا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وہ اتریں گے، دجال کو قتل کریں گے اور قرآن پاک سے بھی یہ ثابت ہے، یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے، سولی دے دیا ہے، اس کی تردید میں قرآن کہتا ہے:

﴿وَ مَا صَلَبُوْهُ﴾ انہوں نے آپ کو سولی نہیں دیا...... ﴿وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاۢ﴾ (النسآء: ۱۵۷) ''بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف اٹھایا۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں نے جو آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ نے زندہ انہیں اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔

۲۔ اور قرآنی دلیل کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے یہ ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ (النسآء: ۱۵۹)

''اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لائیں گے۔''

ظاہر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ابھی فوت نہیں ہوئے، نہ سارے اہل کتاب ان پر ایمان لائے تھے، وہ آخر زمانہ میں آئیں گے اور ان پر تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ ایک اور ارشاد گرامی ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف: ٦١)

''بے شک یہ قیامت کی نشانی ہیں۔''

یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو قیامت کی علامت بن کر آئیں گے۔

اوپر درج شدہ آیات بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام پر دلالت کرتی ہیں، ان کے علاوہ مسیح کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے ہیں

جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ہود نامی ایک فلسفی تھا۔ یہ حلول کا قائل تھا کہ اللہ ہر چیز میں اتر جاتا ہے، لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ہر چھوٹا اور بڑا اس کا فرمانبردار تھا اور اس کے خاص مرید یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہی مسیح بن مریم ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے اس سے مناظرہ کیا اور اس کے غلط دعویٰ کی حقیقت کشائی کی اور میں نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا: یہ عیسیٰ بن مریم نہیں، اللہ نے میری قسم پوری کی اور اس کی اصلیت کھل گئی اور یہ مجھے قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگا، وگرنہ یہ اپنے علاوہ لوگوں کو انسان نہیں سمجھتے تھے جانور گردانتے تھے۔ (رسالہ بغیۃ المرتاد)

اور جو قادیاں والا کذاب تھا، اس نے بھی مسیح ہونے کا اعلان کیا تھا، تو وقت کے علمائے کرام نے واضح کیا کہ یہ ایک فریب کار اور مکار ہے۔ (عون المعبود: ۴/۲۰۲)

كِتَابُ الْقِيَامَةِ وَأَحْوَالِهَا مِنَ الْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْحَوْضِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيزَانِ وَالشَّفَاعَةِ

قیامت اور اس کے حالات

حشر، حساب، حوض، پل صراط، ترازو اور شفاعت کا بیان

٩٩٦٩۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَنْتُمْ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ وَأَصْغٰى سَمْعَهٗ يَنْتَظِرُ أَنْ يُّؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ فَكَيْفَ نَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا. (رواه الترمذي: ٣٢٤٣)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بے فکر کیسے ہوسکتا ہو جب کہ صور والے نے صور کو منہ میں لے رکھا ہے، چہرہ جھکایا ہوا ہے اور کان لگائے ہوئے انتظار میں ہے کہ حکم ہو تو صور میں پھونک دے، تو یہ امر صحابہ پر بہت ہی گراں گذرا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کیا کریں یا ہم کیا کہیں؟ فرمایا: کہو...... ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے، ہم نے اللہ پر توکل کیا۔''

٩٩٧٠۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا الصُّوْرُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ. (رواه الترمذي: ٢٤٣٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا: صور کیا چیز ہے؟ فرمایا: آپ نے ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔'' (ابوداؤد و ترمذی)

(٩٩٦٩) ترمذي: ٣٢٤٣۔ صحيح، الباني: ١٩٨٠۔ احمد: ١٠٦٥٥.

(٩٩٧٠) ترمذي: ٢٤٣٠۔ صحيح، الباني: ١٩٧٩۔ ابوداؤد: ٤٧٤٢۔ دارمي: ٢٧٩٨۔ احمد: ٦٤٧١.

٩٩٧١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَاأَبَاهُرَيْرَةَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوْا أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوْا أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلٰى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرْكَبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه مسلم: ٢٩٥٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا: کہا چالیس ایام کا؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو یہ بات نہیں کہتا، انہوں نے کہا: ایک ماہ کا؟ تو کہا میں نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا چالیس سال کا تو انہوں نے کہا: میں تو نہیں کہوں گا۔ کہا: پھر آسمان سے پانی اترے گا تو لوگ اس طرح اُگیں گے جیسے جڑی بوٹیاں اُگتی ہیں۔ اور انسان کی جسم کی ہر چیز پر اپنی ہو کر خاک ہو جاتی ہے مگر ایک ہڈی ہے اور اس کو عجب الذنب کہتے ہیں اور اسی سے قیامت کے دن لوگوں کے اجسام مرکب ہوں گے۔''

٩٩٧٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ. (رواه مسلم: ٢٩٥٥)

''ایک روایت ہے ابن ادم کے سارے بدن کو خاک کھا جاتی ہے مگر عجب الذنب، انسان کو اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی میں دوبارہ مرکب کیا جائے گا۔''

شرح: ...... ان میں قرن کی تعریف بتائی گئی ہے۔ یہ اسرافیل اس میں پھونک ماریں گے، پہلی پھونک موت کی ہوگی دوسری اٹھنے کی ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی عیش پرور اور پر مسرت زندگی کیسے بناؤں، فرشتہ اپنے منہ میں قرن لیے تیار کھڑا ہے کہ کب حکم ہو اور اسے پھونک ماروں۔

یہ صورت حال بالکل قریب نظر آ رہی ہے اس لیے میں تعیش زندگی اختیار نہیں کرتا۔ اور آپ نے اس پر اندوہ مقام سے بچاؤ کی دعا بھی بتا دی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۹۱)

۲۔ اس میں دو صور پھونکنے کا وقفہ بھی بتایا گیا ہے اور یہ وضاحت ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی، دیگر انسانوں کی کوئی گارنٹی نہیں، صرف دمچی کی ہڈی باقی رہتی ہے، اسی سے آدمی ترکیب دیا گیا ہے اور یہی باقی بچے گی جس سے اسے دوبارہ تیار کیا جائے گا، یہ رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ یہ بھید بھی اللہ ہی جانتا ہے، جس نے عدم سے انسان کو وجود بخشا ہے وہ بغیر اس کے بھی دوبارہ لوٹا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۸/ ۵۵۲)

(٩٩٧١) مسلم: ٢٩٥٥۔ بخاري: ٤٨١٤۔ ابوداؤد: ٤٧٤٣۔ نسائي: ٢٠٧٧۔ ابن ماجه: ٤٢٦٦۔ احمد: ٩٢٤٤۔ مؤطا: ٥٦٥.

(٩٩٧٢) مسلم: ٢٩٥٥۔ بخاري: ٤٨١٤۔ ابوداؤد: ٤٧٤٣۔ نسائي: ٤٠٧٧۔ ابن ماجه: ٤٢٦٦۔ احمد: ٩٢٤٤۔ مؤطا: ٦٥٦.

٩٩٧٣- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ إِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ. (رواه مالك: ٥٦٦)

''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: مسلمان کی روح پرندہ بن کر جنت کے درختوں پر جابسیرا کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ بدن میں واپس کر دے گا، جس دن اس کو اُٹھائے گا۔'' (مالک، نسائی)

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح اللہ کے حکم سے پرندے کا روپ دھار لیتی ہے جیسا کہ فرشتہ بشریت کے روپ میں نمودار ہوتا ہے۔ (التعلیقات سلفیہ: ۱/ ۲۳۶)

اور جنت کے پھل کھاتی ہے، قرآن نے جو کہا ہے کہ ﴿بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَo﴾ (آل عمران: ١٦٩) بلکہ یہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں، اس کی یہی تفسیر ہے۔

٩٩٧٤- أَبُوْ رَزِيْنِ الْعُقَيْلِيْ ، قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، كَيْفَ يُعِيْدُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ، وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهٖ ؟ قَالَ: أَمَا مَرَرْتَ بِوَادِيْ قَوْمِكَ جَدْبًا ، ثُمَّ مَرَرْتَ بِهٖ يَهْتَزُّ خُضِرًا ؟ قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ: فَتِلْكَ آيَةُ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ كَذٰلِكَ يُحْيِيَ اللّٰهُ الْمَوْتٰى. (رواه رزين)

''ابورزین عقیلی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ مخلوق کا دوبارہ کس طرح اعادہ کرے گا، اور اس کی مخلوق میں کوئی اس کی دلیل موجود ہے؟ آپ نے فرمایا: تو اپنی قوم کے علاقے سے کبھی نہیں گذرا کہ جب وہ خشک پڑا ہو اور جب تو دوبار گذرا تو وہ سرسبز تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا! یہ اللہ کی نشانی ہے اس کی مخلوق کے درمیان اور اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔'' (رزین)

٩٩٧٥- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِأَحَدٍ. (رواه مسلم: ٢٧٩٠)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو سفید گرد والی زمین پر مبعوث کرے گا اور کسی کا زمین پر کوئی نشان نہ ہوگا۔'' (الشیخان)

شرح: ......یعنی اس دن زمین برابر ہوگی اور ہموار ہوگی، نشیب وفراز نہ ہوگا، نہ ہی اس میں عمارت ہوگی نہ راستے ہوں گے، نہ پہاڑ نہ چٹان، کچھ نہ ہوگا۔

(٩٩٧٣) مؤطا: ٥٦٦- ترمذی: ١٦٤١- نسائی: ٢٠٧٢- ابن ماجه: ١٤٤٩- احمد: ١٥٣٥٣.

(٩٩٧٤) رزين. (٩٩٧٥) مسلم: ٢٧٩٠- بخاری: ٦٥٢١.

اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر دلیل ہے، اس نے آخرت کی جزئیات سے پہلے ہی آگاہ کر دیا کہ انسان کے لیے بصیرت افروزی ہو جائے گی۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سرزمین حشر نئی ہوگی دنیا والی زمین معدوم ہو جائے گی۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (ابراهيم: ٤٨)

''جس دن زمین اس زمین کے علاوہ تبدیل کر دیا جائے گی اور آسمان بھی تبدیل ہوں گے اور یہ اللہ واحد القہار کے سامنے ظاہر ہوں گے۔'' (فتح الباری: ۱۱/ ۳۷۵)

٩٩٧٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً غُرْلًا وَأَوَّلُ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ ﴾. (رواه النسائي: ٢٠٨٢)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو بالکل ننگے بدن نالوں کے بغیر اُٹھایا جائے گا مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، پھر یہ آیت تلاوت کی ''جیسا ہم نے پہلے مخلوق پیدا کی ہے اسی طرح دوبارہ زندہ کریں گے۔''

٩٩٧٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَقَالَتِ امْرَأَةٌ أَيُبْصِرُ أَوْ يَرٰى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ قَالَ يَافُلَانَةُ ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيْهِ﴾. (رواه الترمذي: ٣٣٣٢)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن، بالوں سے خالی اُٹھایا جائے گا، تو ایک عورت نے کہا: ایک دوسرے کو ہم ننگے دیکھ رہے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اے فلاں عورت! اس دن ہر ایک کی اپنی حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے غافل کر دے گی۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

شرح: ...... ان میں بتایا گیا ہے کہ قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد میدان محشر میں تم اللہ سے ملاقات کرو گے، پیدل چلو گے، پاؤں ہوں گے اور جسم برہنہ ہوں گے، ختنہ بھی نہ ہوا ہوگا، سب لوگ ایسی حالت میں ہوں گے، سب سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کو لباس پہنایا جائے گا، اور انبیائے کرام میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جوڑا پہنایا جائے گا، یہ خوبی انہیں اس لیے حاصل ہوگی کہ انہیں دنیا میں آگ میں ڈالتے ہوئے انہوں نے آپ کا لباس اتارا تھا۔ اور نبی ﷺ کو جوڑا بعد میں پہنایا جائے گا مگر سب سے زیادہ اعلیٰ ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۸۴)

(٩٩٧٦) نسائی: ٢٠٨٢۔ صحیح، البانی: ١٩٦٩۔ بخاری: ٦٥٢٥۔ مسلم: ٢٨٦٠۔ ترمذی: ٢٤٢٣۔ دارمی: ٢٨٠٢۔ احمد: ٢٢٨١.

(٩٩٧٧) ترمذی: ٢٣٣٢۔ حسن، صحیح: ٢٦٥٢۔ بخاری: ٦٥٢٥۔ مسلم: ٢٨٦٠۔ نسائی: ٢٠٨٢۔ دارمی: ٢٨٠٢۔ احمد: ٢٠٩٧.

٩٩٧٨ـ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه البخاري: ٦٥٢٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا قول ہے (وہ لوگ جو منہ کے بل جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے) تو کیا کافر کا منہ کے بل چلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: وہ جس نے دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے۔'' (الشیخان)

٩٩٧٩ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاةً وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَمْشُوْنَ عَلٰى وَجُوْهِهِمْ قَالَ إِنَّ الَّذِيْ أَمْشَاهُمْ عَلٰى أَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ. (رواه الترمذي: ٣١٤٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن تین اقسام میں اُٹھایا جائے گا: ایک قسم پیادہ چلتے ہوں گے، ایک قسم سوار ہوکر چلیں گے اور ایک قسم کے لوگ منہ کے بل چلیں گے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ نے فرمایا: جس نے ان کو قدموں پر چلایا ہے وہی ان کو منہ کے بل بھی چلائے گا۔ جب کہ وہ (دنیا میں) چہرے کو ہر ٹھوس چیز اور کانٹے سے بچاتے ہیں۔ (ترمذی)

٩٩٨٠ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ أَمْسَوْا. (رواه البخاري: ٦٥٢٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین طریقوں سے لے جایا جائے گا، کچھ اپنی رغبت سے چلیں گے اور کوئی ایک اونٹ پر دس ہوں گے۔ اور بقیہ کو آگ ہانک کر لے جائے گی، وہ ٹھہرے گی جہاں وہ دوپہر کو ٹھہریں گے اور رات گذارے گی جہاں لوگ رات ٹھہریں گے اور وہ صبح کرے گی جہاں وہ صبح کریں گے اور وہ شام کرے گی جہاں لوگ شام کریں گے۔'' (الشیخان، النسائی)

(٩٩٧٨) بخاري: ٦٥٢٣ـ مسلم: ٢٨٠٦ـ احمد: ٢٠٩٧.

(٩٩٧٩) ترمذي: ٣١٤٢ـ ضعيف، الباني: ٦١٢ـ احمد: ٨٤٣٣.

(٩٩٨٠) بخاري: ٦٥٢٢ـ مسلم: ٢٨٦١ـ نسائي: ٢٠٨٥.

شرح: ...... یہ جس حشر کا ذکر ہے وہ قبروں سے اٹھنے کے بعد ہے، وہ ایماندار جن کے عمل مخلوط ہوں گے اچھے بھی اور برے بھی ہوں گے، اپنی برائیوں سے ڈریں گے۔ اور اچھے اعمال کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے پر امید ہوں گے۔ اور جو متقی اور نیک ہوں گے وہ سوار ہو کر میدان محشر میں اکٹھے ہوں گے۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا﴾ (مریم: ۸۵)

''اس دن ہم متقیوں کو رحمان کی طرف سوار کریں گے۔''

یہ عظیم الشان اونٹنیوں پر بڑی شان وشوکت سے دارالکرامت کی طرف سوار ہو کر روانہ ہوں گے، جس طرح بادشاہ کے پاس وفد آئے تو اسے عزت سے نوازا جاتا ہے۔ کافروں کو چہرے کے بل چلانے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دنیا میں رب کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ اس کی سزا یہی ہونی چاہیے کہ آج اس کے چہرے کو گھسیٹ کر پامال کیا جائے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۸۱)

۹۹۸۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَعْرِقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ. (رواه البخاري: ٦٥٣٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن پسینہ آئے گا اتنا کہ زمین میں ستر ہاتھ نیچے چلا جائے گا اور پسینہ منہ پر اور کانوں پر پہنچ جائے گا۔''

۹۹۸۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ. (رواه البخاري: ٦٥٣١)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی (کیا وہ لوگ گمان نہیں کرتے کہ وہ تو بڑے دن کے لیے اُٹھائے جائیں گے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے) پس کہا کوئی شخص اپنے پسینے میں کانوں کے نصف تک بھی ڈوب جائے گا۔'' (الشیخان، الترمذی)

۹۹۸۳۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ

''سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب آئے گا اور یہاں تک کہ مخلوق سے بعض سے ایک میل کے فاصلے پر ہو گا۔ سلیم بن عامر نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ

(۹۹۸۱) بخاری: ٦٥٢٢۔ مسلم: ٢٨٦٣۔ احمد: ٩١٤٤.

(۹۹۸۲) بخاری: ٦٥٣١۔ مسلم: ٢٨٦٢۔ ترمذی: ٢٤٢٢۔ ابن ماجہ: ٤٢٧٨۔ احمد: ٦٠٣٩.

(۹۹۸۳) مسلم: ٢٨٦٤۔ ترمذی: ٢٤٢١۔ احمد: ٢٣٣٠١.

فَوَ اللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَايَعْنِيْ بِالْمِيْلِ أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعِرْقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ إِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ إِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا قَالَ وَأَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلٰى فِيْهِ. (رواه مسلم: ٢٨٦٤)

میل سے کیا مراد ہے، کیا زمین کی مسافت یا آنکھ میں سرمہ ڈالنے کی سلائی۔ کہا: لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں عرق ہوں گے، کوئی ٹخنے تک تو کوئی زانوں تک کوئی کمر تک اور کوئی منہ تک، اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔‘‘

٩٩٨٤۔ وَعَنْهُ، رَفَعَهُ: يُحْشَرُ النَّاسُ مَابَيْنَ السِّقْطِ إِلَى الشَّيْخِ الْفَانِيْ أَبْنَاءُ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ، فِيْ خَلْقِ آدَمَ وَحُسْنِ يُوْسُفَ وَقَلْبِ أَيُّوْبَ، مُكَحَّلِيْنَ ذَوِيْ أَفَانِيْنَ. (للكبير: ٢٠/ ٢٥٦)

’’اور ان ہی سے مروی ہے اور وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: لوگ گرے ہوئے حمل سے بوڑھے تک سب ہی اُٹھائے جائیں گے اور تینتیس سال عمر ہوگی، آدم علیہ السلام کا سا قد ہوگا صورت یوسف علیہ السلام کی سی ہوگی، دل ایوب علیہ السلام کی طرح ہوگا اور وہ سرمہ دار آنکھوں والے گھنے بالوں والے ہوں گے۔‘‘ (الکبیر)

٩٩٨٥۔ أَبُوْهُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ صُوْرِ الذَّرِّ. (رواه البزار: ٣٤٣٠)

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹی کی جسامت کے مطابق اُٹھایا جائے گا۔‘‘ (البزار سند مخفی)

شرح: ...... یہ بات یاد رہے کہ حشر کے ان معاملات کے بارے میں قیاس نہیں چلتا۔ ان امور کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے، انہیں تسلیم نہ کرنا ایمان کا خسارہ ہے۔

ان سے آگاہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس دن کی ہولناکیوں سے بچاؤ اختیار کر سکے اور توبہ کر لے اور اس کی طرف گڑگڑائے۔

اس پسینہ سے انبیاء اور شہداء مستثنیٰ ہیں یہ غرقاب نہ ہوں گے۔

کافر سخت ترین عرق ندامت میں ڈوبے ہوں گے، پھر کبیرہ گناہوں والے، ان میں مسلمان بہت کم ہوں گے اور کافر زیادہ ہوں گے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۹۴)

(٩٩٨٤) طبراني كبير: ٢٠/ ٢٥٦۔ وفيه يزيد بن سنان ابو فروة الرهاوى وهو ضعيف وفيه توثيق لين، هيثمى: ١٨٣٢٦.

(٩٩٨٥) بزار: ٣٤٣٠۔ وفيه من لم اعرفه، هيثمى: ١٨٣٢٨.

٩٩٨٦ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ مَا أَطْوَلَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ أَخَفَّ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا. (رواه أحمد: ١١٣٢٠، والموصلى)

''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہا گیا: یا رسول اللہ! وہ دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہ کتنا طویل دن ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ دن مؤمن پر جتنے وقت میں دنیا میں وہ فرض نماز ادا کرتا تھا اس سے بھی زیادہ ہلکا پھلکا ہوگا۔'' (احمد، موصلی)

٩٩٨٧ـ وَلَهٗ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهٗ: يَوْمُ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ مِقْدَارُ نِصْفِ يَوْمٍ مِنْ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، فَيَهُوْنُ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِ كَتَدَلِّي الشَّمْسِ لِلْغُرُوْبِ إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ. (للموصلى: ٦٠٢٥)

''موصلی کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: وہ دن (جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے) وہ پچاس ہزار سال والے دن کا نصف ہے اور مؤمن کے لیے اتنا ہی ہوگا جتنا کہ سورج ڈوبنا شروع ہوتا ہے اس وقت سے ڈوب جانے تک۔''

٩٩٨٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ شَكَّ أَنَّ الْمَحْشَرَ بِالشَّامِ فَلْيَقْرَأْ أَوَّلَ سُوْرَةِ الْحَشْرِ ﴿هُوَ الَّذِىْ أَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَهِيَ أَرْضُ الْمَحْشَرِ. (رواه البزار: ٣٤٢٦بلين)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس کو شبہ ہو محشر کے دن شام میں جمع ہونے پر تو وہ سورت الحشر کا پہلا حصہ پڑھے (اللہ وہ ہے جس نے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی بار حشر کی طرف نکال دیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حشر کی زمین ہے۔'' (البزار سند کمزور)

٩٩٨٩ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ. (رواه مسلم: ٢٨٧٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ہر بندہ اسی حالت پر اُٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا ہو گا۔'' (مسلم)

٩٩٩٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيْهِ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے ذمہ اپنے بھائی کی کوئی چیز ہو: ظلم زیادتی

(٩٩٨٦) احمد: ١١٣٢٠ـ وابو يعلى واسناده حسن على ضعف فى رواية، هيثمى: ١٨٣٢٨.
(٩٩٨٧) موصلى: ٦٠٢٥ـ ورجاله رجال الصحيح غير اسماعيل بن عبدالله بن خالد وهو ثقة، هيثمى: ١٨٣٤٨.
(٩٩٨٨) بزار: ٣٤٢٦ـ وفيه ابو سعد البقال والغالب عليه الضعف، هيثمى: ١٨٣٥٥.
(٩٩٨٩) مسلم: ٢٨٧٨ـ احمد: ١٤١٣٤. (٩٩٩٠) بخارى: ٢٤٤٩ـ احمد: ٩٣٣٢.

مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. (رواه البخاري: ٢٤٤٩)

یا کوئی چیز ہو تو وہ اس کو آج ہی بخشا دے اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے گا جس میں نہ درہم ہوگا، نہ دینا ہوگا اگر اس کا کوئی عمل صالح ہو تو وہ لیا جائے گا اور مظلوم کے حق کو پورا کیا جائے گا اور اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو حقدار کی بدیاں لا کر اس کے سر پر رکھی جائیں گی اور یہ ان کا بوجھ اُٹھائے گا۔''

٩٩٩١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَادِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ. (رواه مسلم: ٢٥٨١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمارے درمیان مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ سامان ہو، آپ نے فرمایا: مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ پس اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دی جائیں گی۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں اور اس کے ذمہ کچھ باقی رہے تو مظلوموں کی خطائیں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

٩٩٩٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ. (رواه مسلم: ٢٥٨٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم حقوق والوں کے حقوق قیامت کے دن ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کا حق سنگیوں والی بکری سے دلایا جائے گا۔''

٩٩٩٣ـ وَعَنْهُ ، قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّ الرَّجُلَ يَتَعَلَّقُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ لَايَعْرِفُهُ ، فَيَقُوْلُ لَهُ ، مَالَكَ إِلَيَّ ، وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ

''اس سے روایت ہے کہ ہم سنا کرتے تھے کہ ایک مرد قیامت کے دن دوسرے مرد سے چمٹ جائے گا اور وہ اس کو نہیں پہچانے گا اور وہ کہے گا تیرا میری طرف کچھ نہیں ہے

(٩٩٩١) مسلم: ٢٥٨١ـ ترمذى: ٢٤١٨ـ احمد: ٨٢٠٩.

(٩٩٩٢) مسلم: ٢٥٨٢ـ ترمذى: ٢٤٢٠ـ احمد: ٨٦٣٠. (٩٩٩٣) رزين.

مَعْرِفَةٌ؟ فَيَقُوْلُ كُنْتُ تَرَانِىْ عَلَى الْخَطَأِ وعَلَى الْمُنْكَرِ وَلَاتَنْهَانِىْ. (رواه رزين)

اور میرے تیرے درمیان جان پہچان بھی نہیں ہے تو وہ شخص کہے گا: تو مجھے خطا کرتے دیکھتا تھا اور برے کاموں پر دیکھتا تھا اور مجھے منع نہیں کرتا تھا۔'' (الرزین)

شرح:...... یعنی آدمی جس حالت پر اور نیت پر فوت ہوگا اسی پر اٹھایا جائے گا، اس لیے اطاعت شعاری اور نیکوکاری کی عادت ڈالی جائے۔ (شرح مسلم: ۲/ ۳۸۷)

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قیامت کے دن جانوروں کو بھی اس طرح جمع کیا جائے گا جیسے کہ انسانوں کو اٹھایا جائے گا، اور روز قیامت بے لاگ عدل ہوگا، جانور جو غیر مکلّف ہیں، جب ان سے بدلہ لیا جائے گا تو انسان تو مکلّف ہیں، انہوں نے ظلم کیا ہوگا تو معافی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے حقداروں کو حق دیا جائے، کیونکہ حقوق العباد کی معافی نہیں۔ حقیقی افلاس یہ ہے جو قیامت کے دن نقصان ہو۔

نماز روزہ اور زکوۃ کی پابندی اور ادائیگی کا اہتمام ضروری ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور معاملات کی درستی بھی نہایت ضروری ہے۔ (بہجۃ الناظرین: ۱/ ۲۴۱)

٩٩٩٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ﴾ قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ. (رواه البخاري: ٤٩٣٩)

''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے بار بار پوچھا گیا تو اس کو عذاب ہوگا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا (وہ شخص جس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے اہل میں خوشی کے ساتھ لوٹے گا۔ آپ نے فرمایا: یہ صرف پیش کرنا ہے اور جس سے قیامت کے دن پورا حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوگا۔''

٩٩٩٥۔ وَفِيْ رَوَايَةٍ: وَلَيْسَ أَحَدٌ يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذِّبَ. (رواه البخاري: ٦٥٣٧)

''اور ایک روایت میں ہے۔ قیامت کے دن حساب میں جس سے جھگڑا کیا گیا اس کو عذاب ہوگا۔''

(٩٩٩٤) بخاری: ٤٩٣٩۔ مسلم: ٢٨٧٦۔ ابوداؤد: ٣٠٩٣۔ ترمذی: ٢٤٢٦۔ احمد: ٢٤٩٨٨.

(٩٩٩٥) بخاری: ٦٥٣٧۔ مسلم: ٢٨٧٦۔ ابوداؤد: ٣٠٩٣۔ ترمذی: ٣٣٣٧۔ احمد: ٢٤٩٨٨.

شرح: ...... اس کا پس منظر یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے نماز میں پڑھا: اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۔ کہ اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! آسان حساب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، آدمی کا اعمال نامہ دیکھا جائے اور اس سے درگزر کر دیا جائے۔ اے عائشہ! اس دن جس کا حساب کریدا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

مقصد یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ جو آیت میں حساب کا کہا گیا ہے کہ وہ آسان ہے، وہ یہ ہے کہ صرف حساب پیش کرنا آسان ہے، اور حدیث کا مطلب بھی درست ہے کہ جب اعمال پیش ہوں، گناہوں کا تعارف کروا دیا جائے اور درگزر کر دیا جائے تو یہ آسان ہے۔ اگر یہ اعتراض ہوا کہ یہ اعمال کیوں کیے ہیں، یہ ہلاکت ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۴۰۲)

٩٩٩٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ مَايُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَايُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ. (رواه النسائي: ٣٩٩١)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلا فیصلہ خون کے بارے میں ہوگا۔''

شرح: ......اس حدیث میں سب سے پہلے فیصلہ خونریزی کا آیا ہے جبکہ دوسری حدیث میں سب سے پہلے فیصلہ نماز میں ہوگا آتا ہے۔

ان میں تعارض نہیں کیونکہ حقوق العباد میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے، اس لیے حقوق العباد میں سے سب سے پہلے خونریزی کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ اور حقوق اللہ میں سے نماز سب سے زیادہ مقدم ہے، اس لیے حقوق اللہ میں سے نماز کا سب سے پہلے محاسبہ ہوگا۔

اس میں روز قیامت، اس کا حساب اس کے قضا وقدر اور اس کی جزا وسزا کو بھی ثابت کیا گیا ہے، اور انسان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ حقوق العباد کے بارے میں خبردار رہے۔ ان میں تقصیر سے بچائے، کہیں میدان محشر میں شرمندگی نہ ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۲۹)

٩٩٩٧۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کے دونوں قدم اس کے رب کے پاس قیامت کے دن اپنی جگہ سے نہیں اُٹھائے جائیں گے یہاں تک کہ

(٩٩٩٦) نسائی: ٣٩٩١۔ صحیح، البانی: ٣٧٢٦۔ بخاری: ٦٥٣٣۔ مسلم: ١٦٧٨۔ ترمذی: ١٣٩٦۔ ابن ماجہ: ٢٦١٥۔ احمد: ٤١٨٨.
(٩٩٩٧) ترمذی: ٢٤١٦۔ حسن، البانی: ١٩٦٩.

فِيْمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ وَمَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ. (رواه الترمذي: ٢٤١٦)

پانچ چیزوں کا اس سے سوال کیا جائے گا، عمر کس بات میں خرچ کی، جوانی کس بات میں خرچ کی، مال کہاں سے حاصل کیا، اور کس چیز میں خرچ کیا اور اپنے علم پر کیا عمل کیا۔''

٩٩٩٨۔ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ أَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ آتِكَ بِهٖ فَيَقُوْلُ لَهُ أَرِنِيْ مَاقَدَّمْتُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ آتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ إِلَى النَّارِ. (رواه الترمذي: ٢٤٢٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک ابن آدم کو لایا جائیگا اور اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا: میں نے تجھے دیا، میں نے تیرا ماحول بنایا، میں نے تیرے اُوپر انعام کیا، تو نے کیا شکر ادا کیا؟ وہ کہے گا: اے اللہ! میں نے اس کو جمع کیا میں نے اس کو بڑھایا اور زیادہ کیا اور بہت زیادہ کر کے میں اس کو چھوڑ آیا پس تو مجھے لوٹا دے تاکہ میں تیرے پاس لے آؤں۔ اللہ فرمائے گا: مجھے وہ چیز بتا جو تو نے آگے بھیجی ہے۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے جمع کیا، میں نے اس کو بڑھایا اور میں زیادہ کر کے چھوڑ آیا۔ مجھے واپس بھیج تاکہ میں اس کو واپس تیرے پاس لے آؤں پس جب بندے کی کوئی نیکی آگے نہ پہنچی ہوگی تو اس کو آگ میں بھیج دیا جائے گا۔''

٩٩٩٩۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيْرَةِ لَيْسَتْ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو دیکھے گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم (دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہو) سورج کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر

(٩٩٩٨) ترمذی: ٢٤٢٧۔ ضعیف، البانی: ٤٢٧.

(٩٩٩٩) مسلم: ٢٩٢٨۔ بخاری: ٦٥٧٤۔ ابوداؤد: ٤٧٣٠۔ ترمذی: ٢٥٤٩۔ نسائی: ١١٤٠۔ ابن ماجه: ١٧٨۔ دارمی: ٢٨٠٣۔ احمد: ١٠٨١٦.

بِيَدِهِ لا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا قَالَ فَيَلْقَى الْعَبْدَ فَيَقُوْلُ أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ وَأُسَوِّدْكَ وَأُزَوِّجْكَ وَأُسَخِّرْلَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلاقِيَّ فَيَقُوْلُ لا فَيَقُوْلُ فَإِنِّيْ أَنْسَاكَ كَمَا تَنْسَانِيْ ثُمَّ يَلْقَي الثَّانِيْ فَيَقُوْلُ أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ وَأُسَوِّدْكَ وَأُزَوِّجْكَ وَأُسَخِّرْلَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُوْلُ بَلٰى أَيْ رَبِّ فَيَقُوْلُ أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلاقِيَّ فَيَقُوْلُ لا فَيَقُوْلُ فَإِنِّيْ أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ فَيَقُوْلُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ آمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَيُثْنِيْ بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَيَقُوْلُ هَاهُنَا إِذًا قَالَ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ الْآنَ نَبْعَثُ شَاهِدَنَا عَلَيْكَ وَيَفَكَّرُ فِيْ نَفْسِهِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْهَدُ عَلَيَّ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيُقَالُ لِفَخِذِهِ وَلَحْمِهِ وَعِظَامِهِ انْطِقِيْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ بِعَمَلِهِ وَذٰلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهِ وَذٰلِكَ الْمُنَافِقُ وَذٰلِكَ الَّذِيْ يَسْخَطُ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (رواه مسلم: ٢٩٦٨)

آپ ﷺ نے اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر فرمایا: بندہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اللہ فرمائے گا: اے فلاں شخص! کیا میں نے تیرا اکرام نہیں کیا؟ میں نے تجھے سردار نہیں بنایا؟ میں نے تیرا نکاح نہیں کیا، میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر کر دیئے اور تجھے اس حال میں بڑھا دیا کہ تیری سرداری اور تابعداری تسلیم کی جاتی تھی۔ تو وہ کہے گا: ہاں اے میرے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا تیرا گمان تھا کہ تو میرے ساتھ ملاقات کرے گا؟ تو وہ کہے گا: نہیں۔ اللہ فرمائے گا: میں تجھے اسی طرح بھلا دیتا ہوں جیسا تو نے مجھے بھلا دیا تھا، پھر اس کو آگ میں ڈالا جائے گا، پھر دوسرا شخص ملاقات کرے گا اس کے بارے میں بھی اس کے مثل بیان فرمایا، پھر تیسرا ملاقات کرے گا اور اس کے بارے میں بھی یہی بیان کیا، یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا: کیا تیرا گمان تھا کہ تو میرے ساتھ ملاقات کرے گا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں تیرے ساتھ تیری کتاب کے ساتھ، اور تیرے رسولوں کے ساتھ، ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، میں نے روزہ رکھا، اور میں نے صدقہ دیا، اور وہ جس قدر کر سکے گا اپنی نیکیاں شمار کرے گا جب وہ یہاں تک پہنچے گا تو اللہ فرمائے گا: اب ہم تیرے اوپر گواہ لاتے ہیں تو وہ دل میں کہے گا: کون ہوگا جو میرے خلاف گواہی دے گا؟ پس اس کے منہ پر مہر ماری جائے گی اور اس کی ران کو حکم ہوگا کہ تو بیان کر تو اس کی ران بولے گی، اس کا گوشت بولے گا، اور اس کی ہڈیاں بولیں گی اور اس کے اعمال بیان کر دیں گی اور یہ اس کے نفس کی طرف سے عذر ہوگا اور یہ منافق ہوگا۔ یہ وہ شخص ہوگا جس پر اللہ ناراض ہوگا۔''

۱۰۰۰۰۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغُبَّرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَا ذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا يَارَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَاكُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے ربّ کو دیکھیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ کیا جب مطلع صاف ہو بادل نہ ہوں تو دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت پیش آتی ہے؟ اور کیا چودھویں کا چاند دیکھنے میں کوئی دقت پیش آتی ہے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تمہیں قیامت کے دن ربّ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی جیسے تمہیں ان دو کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔ قیامت کے دن اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جو امت جس چیز کی عبادت کرتی تھی وہ اس کے پیچھے چلی جائے، چنانچہ نہ رہے گا کوئی جو اللہ کے سوا کی عبادت کرتا تھا۔خواہ بت پرست تھا یا تھان (انصاب) پرست تھا، سب ہی جہنم میں گرا دیئے جائیں گے۔ جب اللہ کی عبادت کرنے والوں کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو ان میں فاسق وفاجر اور اہل کتاب وغیرہ لوگ باقی ہوں گے پس یہود کو بلایا جائے گا اور ان کو کہا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کرتے تھے۔ تو ان کو کہا جائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ اللہ نے نہ بیوی بنائی نہ بیٹا بنایا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی دیدے تو ان کو اشارہ کر کے دکھایا جائے گا کہ وہاں جا کر گھاٹ پر اتر جاؤ، پس ان کو آگ کی طرف جمع کر دیا جائے گا، سراب کی مثل آگ نظر آئے گی اور بعض آگ بعض کو کھا رہی ہوگی تو وہ سب ہی آگ میں دھکیل دیے جائیں گے۔ پھر نصاری کو بلایا جائے گا اور ان کو کہا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے:

(۱۰۰۰۰) مسلم: ۱۸۳۔ بخاری: ۴۷۳۰۔ ترمذی: ۲۵۵۵۔ نسائی: ۱۱۴۰۔ دارمی: ۲۸۱۷۔ احمد: ۱۱۴۴۵۔

فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ عَطِشْنَا يَارَبَّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي أَدْنٰى صُوْرَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيْهَا قَالَ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَاكَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَارَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِيا لدُّنْيَا أَفْقَرَ مَاكُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ لَانُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا حَتّٰى إِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَكَادُ أَنْ يَنْقَلِبَ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ آيَةٌ فَتَعْرِفُوْنَهٗ بِهَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قُفَاهُ ثُمَّ يَعْرِفُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيْهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجِسْرُ قَالَ دَحْضٌ مَزِلَّةٌ فِيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ

ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے۔تو ان کو کہا جائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو۔اللہ نے نہ بیوی بنائی اور نہ بیٹا بنایا۔اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں: ہمیں پانی عطا کر۔ پس ان کو اشارہ کیا جائے گا: تم وہاں گھاٹ پر کیوں نہیں اترتے ؟اور جہنم کی طرف چلائے جائیں گے،وہ دراصل سراب ہوگا اور آگ بعض بعض کو کھا رہی ہوگی پس وہ سب ہی آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔اورصرف وہ لوگ باقی رہیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے، نیک بھی اور بدکار بھی، پھر ان کے سامنے اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ گر ہوگا جس کو وہ تقریباً پہچان سکیں گے اور اس میں انہوں نے رب کا تصور کیا ہوگا۔اللہ فرمائے گا: تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر امت اپنے اپنے معبود کے پیچھے جا چکی ہے۔تو یہ لوگ کہیں گے: اے رب کریم! ہم دوسرے لوگوں سے دنیا میں بھی جدا تھے جب کہ ہم ان کی طرف بہت زیادہ محتاج بھی تھے اور پھر بھی ہم نے ان کی مصاحبت اختیار نہیں کی تھی۔تو پھر اللہ فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں تو مؤمن کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتے، دو یا تین بار کہیں گے۔یہاں تک کہ بعض ان میں سے پیچھے ہٹنے لگیں گے تو اللہ فرمائے گا: تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی موجود ہے جس کے ساتھ تم اس کو پہچان سکو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں پس پنڈلی کھول دی جائے گی تو جو بھی دل سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہوگا ان سب کو اللہ تعالیٰ سجدے کی اجازت دے گا اور وہ سجدہ کردیں گے اور جو شخص سجدہ کرتا رہا ریا کاری کے لیے اللہ تعالیٰ اس کی پشت کو تختے کی مانند کر دے گا وہ جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو گردن

فِيْهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فِيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوْشٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ بِأَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِلّٰهِ فِي اسْتِقْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمِ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوْامَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوْرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ إِلٰى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَإِلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا وَكَانَ

کے بل پیچھے گر جائے گا۔ پھر وہ اپنا سر اُٹھائیں گے تو اللہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جس میں انہوں نے پہلے دیکھا تھا۔ تو اللہ فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے: تو ہی تمہارا رب ہے۔ پھر جہنم پر پل لگا دیا جائے گا اور شفاعت کرنا حلال ہو جائے گی اور وہ کہیں گے: اے اللہ! سلامت رکھ، سلامت رکھ۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! پل کیسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: پھسلنے کی گھاٹی ہوگی اس میں اُٹھانے والے لوہے کے سلاخ ہوں گے اور جھاڑیاں ہوں گی، جو بہت اونچی ہوں گی جیسا نجد کے علاقے ہیں، سعدان نامی جھاڑی ہے۔ پس مؤمن نظر کی تیزی اور بجلی کی رفتار اور ہوا کی رفتار اور پرندے کی رفتار اور اصیل گھوڑے کی رفتار اور اونٹ کی رفتار سے چلیں گے اور گذر جائیں گے۔ تو کوئی نجات پائے گا اور کوئی چھیدا جائے گا۔ اور کوئی آگ میں گرا دیا جائے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نجات پانے والے ایماندار اس دن جہنم میں گرنے والے گنہگار بھائیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے اتنا جھگڑا کریں گے کہ اس قدر اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کوئی نہ جھگڑا ہوگا اور نہ کسی نے جھگڑے میں اتنی شدت اختیار کی ہوگی اور وہ کہیں گے: اے اللہ! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے، نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے تو ان کو کہا جائے گا: جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو ان کو نکال لو۔ ان لوگوں کے چہرے آگ پر حرام ہوں گے کسی کو آگ پنڈلی تک اور کسی کو دوزانوں تک پہنچی ہوگی اور بہت زیادہ مخلوق اہل ایمان نکال لائیں گے پھر کہیں گے: یا اللہ! جن کو تو نے حکم دیا تھا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ تو اللہ فرمائے گا: واپس جا کر دیکھ جس کے دل میں دینار برابر بھلائی اس کو بھی نکال لاؤ تو پھر وہ

أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُوْلُ إِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَايَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمٌ لَمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهَرٍ فِيْ أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهَرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ أَلَا تَرَوْنَهَا تَكُوْنُ إِلَى الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَايَكُوْنُ إِلَى الشَّمْسِ أُصَيْفِرُ وَأُخَيْضِرُ وَمَايَكُوْنُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُوْنُ أَبْيَضُ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ كُنْتَ تَرْعٰى بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ أَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَارَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا.

(رواه مسلم: ۱۸۳)

بہت سی مخلوق نکال لائیں گے اور پھر کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جن کو تو نے حکم دیا تھا ان میں سے ہم نے کوئی نہیں چھوڑا، اللہ پھر فرمائے گا: جا کر دیکھو جس کے دل میں دینار کے نصف برابر نیکی ہے اس کو بھی نکال لاؤ، چنانچہ بہت زیادہ مخلوق نکالیں گے اور پھر کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جن کا تو نے حکم دیا تھا ان میں سے ہم نے کوئی نہیں چھوڑا تو اللہ فرمائے گا: واپس جاؤ اور جس کے دل میں رائی برابر نیکی ہو اسے بھی نکال دو تو وہ بہت زیادہ مخلوق نکالیں گے اور پھر کہیں گے: یااللہ! ہم نے کوئی نہیں چھوڑا جس میں کوئی بھلائی ہو۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اگر اس حدیث میں تم میری تصدیق نہیں کرتے تو چاہو تو یہ آیت پڑھو (بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر پس اگر نیکی ہوگی اس کو دوگنا کر دے گا اور اپنی طرف سے بہت بڑا اجر عطا کرے گا) پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فرشتوں نے شفاعت کی، انبیاء نے بھی شفاعت کی اور اہل ایمان نے بھی شفاعت کی اور ارحم الراحمٰن کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور سب شفاعت کر چکے ہیں، پس اللہ تعالیٰ آگ سے نکالے گا اس قوم کی ایک مٹھی جنہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی اور وہ لوگ کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ اللہ انہیں اس نہر میں ڈال دے گا جو جنت کے سامنے ہے اور اس کو نہر الحیات کہا جاتا ہے تو وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کی مٹی میں دانہ اگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے دیکھا ہوگا کہ جو دانہ پتھر یا درخت کی اوٹ میں اگتا ہے اور سورج کے سامنے نہیں آتا اس میں کچھ حصہ زرد اور کچھ سبز ہوتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ آبادی سے باہر بکریاں چراتے رہے

ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ نہر سے موتی کی طرح صاف ہو کر نکلیں گے اور ان کی گردن میں مہر ہو گی اور ان کو اہل جنت پہچانتے ہوں گے اور کہیں گے: یہ وہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں جنہیں اللہ نے جنت میں داخل کر دیا۔ انہوں نے نہ تو کوئی عمل کیا تھا اور نہ کوئی نیکی آگے بھیجی تھی۔ پھر اللہ فرمائے گا: اس جنت میں داخل ہو جاؤ جتنا جس کو نظر آئے وہ اسی کا ہے تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں وہ دیا ہے جو سب جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا تو اللہ فرمائے گا: تمہارے لیے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز موجود ہے تو وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! اس سے کیا چیز افضل ہو سکتی ہے؟ اللہ فرمائے گا: وہ میری رضا ہے پس اس کے بعد میں تم پر کبھی غصہ نہیں کروں گا۔"

۱۰۰۰۱۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: أَبُوْسَعِيْدٍ : بَلَغَنِيْ أَنَّ الْجِسرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ. (رواه مسلم: ۱۸۳)

"اور ایک روایت میں ہے، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ پل بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔"

۱۰۰۰۲۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُرُوْدِ فَقَالَ نَجِيْءُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ أَيْ ذٰلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتُدْعَى الْأُمَمُ بِأَوْثَانِهَا وَمَاكَانَتْ تَعْبُدُ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ثُمَّ يَأْتِيْنَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ مَنْ تَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُعْطٰى

"ابو زبیر سے مروی کہ اس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ان سے ورود کے بارے سوال کیا جا رہا تھا تو انہوں نے جواب دیا: ہم قیامت کے دن ایسے ایسے آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امتوں کو ان کے بتوں کے نام سے پکارا جائے گا پھر ہمارا رب آئے گا۔ اللہ فرمائے گا تم کس کا انتظار کرتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہم اپنے ربّ کا انتظار کرتے ہیں۔ اللہ فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: اس وقت ہمیں یقین آئے گا جب ہم دیکھیں گے۔ پس اللہ ہنس کر ان کی طرف ظاہر ہو گا اور ان کو لے کر جائے گا اور ہر انسان کو نور عطا کرے گا خواہ وہ مؤمن ہو یا

(۱۰۰۰۱) مسلم: ۱۸۳.

(۱۰۰۰۲) مسلم: ۱۹۱۔ بخاری: ۲۷٦۸۔ ابن ماجه: ۱۸۳، احمد: ۵٤۱۳.

كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٍ أَوْ مُؤْمِنٍ نُوْرًا ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَعَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ وَحَسَكٌ تَأْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُطْفَأُ نُوْرُ الْمُنَافِقِيْنَ ثُمَّ يَنْجُوا الْمُؤْمِنُوْنَ فَتَنْجُوْا أَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا لَايُحَاسَبُوْنَ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَأَضْوَإِ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَايَزِنُ شَعِيْرَةً فَيُجْعَلُوْنَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَيَجْعَلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّوْنَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتّٰى يَنْبُتُوْا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حُرَاقُهٗ ثُمَّ يَسْأَلُ حَتّٰى تُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا مَعَهَا. (رواه مسلم: ١٩١)

منافق اور وہ اس کے پیچھے جائیں گے اور جہنم کے پل پر پہنچ جائیں گے۔ اس پر لوہے کی سلاخ اور کانٹے دار جھاڑیاں ہوں گی اور وہ اسی کو پکڑیں گی جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومنوں کو نجات ہوگی، اور پہلی جماعت جو نجات پائے گی۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہوں گے۔ وہ ستر ہزار بلا حساب جانے والے ہوں گے اور پھر وہ ہوں گے جو ان کے قریب تر ہیں اور وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی مانند ہوں گے پھر اسی طرح درجہ بدرجہ ہر ایک ہوگا۔ اور پھر شفاعت کی اجازت ملے گی اور جہنم سے نکالا جائے گا جس نے کہا ہوگا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ۔ اور اس کے دل میں جو کے وزن برابر نیکی ہوگی۔ ان کو جنت کے میدان میں رکھا جائے گا۔ اہل جنت ان پر پانی کا چھڑکاؤ کریں گے یہاں تک کہ وہ اس طرح اُگیں گے جیسے سیلاب کی مٹی میں کوئی چیز اُگتی ہے۔ اور آگ کے داغ ان پر سے اتر جائیں گے پھر ان سے ان کی ضروریات کا پوچھے گا اور پھر ہر ایک کے لیے اضافہ کیا جائے گا جو دنیا کے برابر اور اس کے دس گنا ہوگا۔‘‘

١٠٠٠٣۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوْفُ إِذْعَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُدْنَي الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهٖ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُوْلُ

’’صفوان بن محرز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مؤمن اپنے ربّ سے مقام قرب میں سر گوشی کرے گا اور اپنا پردہ رکھے گا اور اس کے گناہوں کا اقرار لے گا اور فرمائے گا: کیا تو جانتا ہے کہ فلاں دن تو نے یہ کیا؟ تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں جانتا ہوں۔ اے میرے ربّ! میں جانتا ہوں۔ دو مرتبہ کہے گا: اللہ فرمائے گا: دنیا میں میں نے تیرے اُوپر پردہ ڈالا تھا اور آج میں یہ گناہ تجھے بخشتا ہوں۔

(١٠٠٠٣) بخاری: ٤٦٨٥۔ مسلم: ٢٧٦٨۔ ابن ماجه: ١٨٣۔ احمد: ٥٤١٣۔

أَعْرِفُ يَقُوْلُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيْفَةُ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْآخَرُوْنَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوْسِ الْأَشْهَادِ ﴿هٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾. (رواه البخاري: ٤٦٨٥)

پھر اس کے حساب کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا۔اور دوسرے یعنی کفار اور منافقین ان کو ساری مخلوق کے سامنے آواز دی جائے گی۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ پر جھوٹ کہا ہے اور خبردار! اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔''(الشیخان)

شرح:......۱۔ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربانی کرے گا کہ روزِ قیامت ان کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا،اور جس کے چاہے گا گناہ بخش دے گا۔(انجاز الحاجہ:۲/۱۸۴)

۲۔اس میں یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے ایماندار بندوں کو اپنا دیدار کرائیں گے اور بندے بغیر تھکاوٹ اور مشقت اللہ کو دیکھ سکیں گے۔جو بدعتی لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۳۔جب لوگ میدان محشر میں ہوں گے تو پکار اٹھے گی،لوگ چالیس برس تک آسمان کی طرف نگاہیں جما دیں گے۔مگر ان سے کوئی کلام نہ کرے گا۔سورج سروں پر ہوگا اور پسینہ میں ڈوبے ہوں گے،لیکن ایمانداروں پر وقت اتنا آسان ہوگا جیسا کہ نماز کا وقت ہے۔

۴۔جو جس کی عبادت کرتا ہوگا اس کے ساتھ ہوگا،صرف فرشتے اور عیسیٰ علیہ السلام اور جو بھی اللہ کے سوا عبادت پسند نہ کرتے ہوں گے ان کے عبادت گزار اپنے معبود سے علیحدہ رکھے جائیں گے،دوسرے سب عابد و معبود جو غیر اللہ کو مانتے رہے ہیں،جہنم میں اکٹھے ہوں گے۔

۵۔ایماندار اور توحید کے دلدادہ اپنے رب کے انتظار میں ہیں،انہیں پہچان ہوگی تو یہ اللہ کو سجدہ کریں گے،اصل میں وہاں جو امتحان ہے وہ دنیا کے اعمال کے مطابق ہوگا،کیونکہ وہ تو جزا کا گھر ہے،دنیا دار العمل ہے۔یہ سب کچھ دنیا کے عمل کا ہی ردعمل ہوگا کہ ایماندار رب کے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔

انہیں دیکھ کر منافق بھی یہ تصور کریں گے جس طرح دنیا میں ہماری چال کارگر ہوتی تھی شاید اب بھی چل جائے مگر اب ان کی منافقت کا پردہ چاک کر دیا جائے گا،ان کو سجدے میں گرنے کی توفیق نہ ہوگی۔

۶۔نیچے دوزخ ہوگا اور اوپر پل صراط ہوگا۔اس سے گزر کر جنت میں جانا ہے،صلہ رحمی اور امانت پل کے دونوں طرف کھڑے ہوں گے۔

اور کوئی کلام نہ کرے گا،صرف انبیاء علیہم السلام کریں گے وہ بھی کہیں گے:اے رب سلامت رکھنا۔اپنے اعمال کے مطابق رفتار میں تیزی اور سستی ہوگی،بعض کے گناہ سلاخوں سے زخمی ہو کر ہی معاف ہو جائیں گے۔اور جو گناہوں کے

غلبہ والے ہیں وہ دوزخ میں گر جائیں گے۔

۷۔ اب دوزخ میں گرنے والوں کی سفارش ہوگی، فرشتے سفارش کریں گے، انبیاء اور شہداء کریں گے اور شہید کریں گے اور اللہ تعالیٰ خود کریں گے۔ جس کے دل میں رائی کے چوتھے حصہ کے برابر بھی توحید ورسالت ہوگی، اسے نکال لیا جائے گا اور باقی کافر ومشرک ابدی جہنمی ہی دوزخ میں رہ جائیں گے۔

اور دوزخ میں سزا حلیہ بگاڑ دے گی لیکن اللہ کو سجدہ کرنے والے نمازی جو ہیں ان کی پیشانیوں کو آگ نہیں کھائے گی، باقی سارا جسم جل چکا ہوگا، ثابت ہوا کہ کفار کے عذاب اور مومنوں کے عذاب کی کیفیت میں فرق ہوگا۔

تاہم عذاب کے جلوں کو آب حیات سے نہلا کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور جنت میں ایک حدیث میں ہے آخری جنت والے کو اس کے مطالبہ کی مثل دیا جائے گا ایک میں دس مثل ہے، ان میں مطابقت یوں ہے کہ پہلے ایک مثل کا علم ہوا بعد میں دس گنا ملنے کی وحی ہوئی۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کرنے والا اہل نہ بھی ہو تو دعا کی قبولیت کی امید رکھے اللہ کا فضل بہت وسیع ہے، یہ آخر میں جنت میں داخل ہونے والا اس قابل نہ تھا۔ اس نے پختہ یقین رکھ کر اللہ سے مانگا تو اللہ نے اسے عطا کر دیا۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۴۴۶)

١٠٠٠٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَعَدَبَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَأَشْتُمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَاخَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَالَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمُ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ قَالَ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ وَيَهْتِفُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میرے دو غلام ہیں وہ مجھے جھوٹ بتاتے، میری خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ میں ان کو مارتا ہوں اور ان کو گالی دیتا ہوں۔ تو میں ان کے حساب سے کیسے بچوں گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو انہوں نے جو تجھے جھوٹ کہا، جو تیری خیانت کی اور تیری نافرمانی کی اور جو تو نے ان کو سزا دی اس کا موازنہ کرایا جائے گا۔ اگر تیری سزا ان کے جرم کے برابر ہو گی تو نہ تجھے کچھ ملے گا اور نہ تیرے اوپر کوئی بوجھ ہوگا اور اگر تیری سزا ان کے جرم سے کم ہوگی۔ تو تیرا بچا ہوا حساب ان کو چکانا پڑے گا، اور اگر تیری سزا ان کے جرم سے زیادہ ہو گی تو اضافے کے برابر ان کے لیے تجھ سے قصاص لیا جائے گا۔ پس وہ آدمی اپنی جگہ سے اُٹھا اور آہ بھرتا اور روتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان

(١٠٠٠٤) ترمذی: ٣١٦٥۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٣١۔ احمد: ٢٥٨٦٩۔

نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ ﴾ الْآيَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ أُشْهِدُكُمْ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ. (رواه الترمذي: ٣١٦٥)

نہیں پڑھا؟ (اور عدل کا ترازو قیامت کے دن رکھ دیں گے۔تا...... حَاسِبِيْنَ......) تو اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے اور ان کے درمیان جدا ہونے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں جانتا۔ آپ ﷺ گواہ رہیں کہ وہ سب ہی آزاد ہیں۔'' (ترمذی)

١٠٠٠٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ أَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ يَقُوْلُ يَارَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَإِنِّي لَاأُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ إِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ انْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ قَالَ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ. (رواه مسلم: ٢٩٦٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ آپ ﷺ ہنس دیے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔آپ نے فرمایا: میں ہنسا ہوں کہ بندہ اپنے ربّ سے کہے گا: یا اللہ! کیا تو نے ظلم سے مجھے پناہ نہیں دی ہے؟ اللہ فرمائے گا: ظلم سے تجھے پناہ حاصل ہے۔تو بندہ کہے گا: میں اپنی جان کے سوا کسی کی گواہی اپنے اُوپر جائز نہیں سمجھتا ہوں۔تو اللہ فرمائے گا: آج تیرا نفس ہی تیرے اُوپر گواہی کے لیے کفایت کرتا ہے۔اور باعزت لکھنے والے بھی گواہ ہیں۔پس اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو کہا جائے گا کہ تم بیان کرو! تو وہ اپنے اعمال بیان کریں گے اور پھر اس کی زبانی کھولی جائے گی تو وہ کہے گا: تم دفع ہو جاؤ، تمہارے لیے تو جھگڑ رہا تھا۔'' (مسلم)

١٠٠٠٦۔ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ: اَلظُّلْمُ ثَلَاثَةٌ: فَظُلْمٌ لَايَغْفِرُهُ اللّٰهُ ، وَظُلْمٌ يَغْفِرُهُ ، وَظُلْمٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ، فَأَمَّا الظُّلْمُ لَايَغْفِرُهُ اللّٰهُ ، فَالشِّرْكُ ، قَالَ تَعَالٰى ﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِيْ يَغْفِرُهُ اللّٰهُ :

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ظلم تین ہیں: ایک وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا، ایک وہ ظلم ہے جس کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور ایک ظلم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ترک نہیں کرے گا: وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا وہ شرک ہے اور وہ ظلم جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہے اس کو اللہ تعالیٰ بخش

(١٠٠٠٥) مسلم: ٢٩٦٩.

(١٠٠٠٦) بزار: ٣٤٣٩۔ وفيه احمد بن مالك القشيري ولم اعرفه وبقية رجاله قد وثقوا على ضعفهم، هيثمي: ١٨٣٧٩.

فَظُلْمُ الْعِبَادِ لِأَنْفُسِهِمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِىْ لَايَتْرُكُهُ اللّٰهُ ،فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَدِيْنَ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ. (رواه البزار: ٣٤٣٩، وفيه أحمد بن مالك القشيري)

دے گا۔اور وہ ظلم جو بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے اس کا اللہ تعالیٰ بدلہ دلائے گا۔'' (البزار اور اس کی سند میں احمد بن مالک القشیری ہے)

١٠٠٠٧۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ. (رواه أحمد: ١٦٩٢١)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے آپس میں جھگڑنے اور مقدمہ لڑنے والے دو ہمسائے ہوں گے۔'' (احمد)

١٠٠٠٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، رَفَعَهُ: إِذَا الْتَقَى الْخَلَائِقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،فَأَدْخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ،وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ ،نَادٰى مُنَادٍ :يَاأَهْلَ الْجَمْعِ تَتَارَكُوْا الْمَظَالِمَ بَيْنَكُمْ وَثَوَابُكُمْ عَلَيَّ. (للأوسط بلين)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں جب سب مخلوق قیامت کے دن جمع ہو جائے گی اور جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں جا چکے ہوں گے تو منادی کرنے والا منادی کرے گا: اے جمع ہونے والو! آپس کے درمیان کے مظالم اور زیادتیاں معاف کر دو اور اس کا اجر تمہیں اللہ سے ملے گا۔ اللہ فرمائے گا: وہ میرے ذمہ ہے۔'' (الاوسط سند کمزور)

١٠٠٠٩۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةِ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجهًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبُهٗ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور وہ سب سے آخر میں جہنم سے خارج ہوگا۔ اور فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور حکم ہوگا کہ اس کے صغیرہ اعمال اس پر پیش کرو اور کبیرہ اس سے اُٹھا لو۔ چنانچہ اس پر صغیرہ گناہ پیش کیے جائیں گے۔ اور کہا جائے گا: تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیے ہیں تو وہ کہے گا:

(١٠٠٠٧) احمد: ١٦٩٢١۔ باسناد حسن، هيثمى: ١٨٣٨٧.

(١٠٠٠٨) طبرانى اوسط، وفيه الحكم بن سنان ابو عون قال ابو حاتم عنده وهم كثير وليس بالقوى ومحله الصدق، يكتب حديثه وضعفه غيره، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٨٤٢٦.

(١٠٠٠٩) مسلم: ١٩٠.

وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوقلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَاأَرَاهَا هَاهُنَا فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ. (رواه مسلم: ١٩٠۔)

ہاں اور انکار نہیں کر سکے گا اور کبیرہ گناہوں کے پیش کرنے سے ڈرتا ہو گا پس اس کو کہا جائے گا: تیرے لیے ہر گناہ کے بدلے نیکی دی جاتی ہے ،تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے کچھ گناہ کیے ہیں جو یہاں نظر نہیں آ رہے ،راوی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کے پچھلے دانت نظر آنے لگے۔''(مسلم وترمذی)

شرح: ......یعنی وہ جب اپنے صغیر گناہ دیکھ لے گا تو اسے خوف ہوگا کہیں کبیرہ بھی سامنے نہ کر دیئے جائیں،اسی لیے وہ یہ کہے گا کہ میرے صحیفہ میں کبیرہ گناہ بھی تھے میں انہیں نہیں دیکھ رہا،مگر یہ اس کی توبہ کی وجہ سے تبدیل ہو چکے ہوں گے،ارشاد باری ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان: ٧٠)

''مگر جس نے توبہ کی اور نیک عمل کیا پس ان کی برائیاں اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔''

یہ اس پر اللہ کا فضل ہوگا،جن برائیوں کی وجہ سے وہ دوزخ میں گیا تھا اللہ نے وہ نیکیوں میں بدل کر اسے دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا۔

جب اس نے یہ کہا تھا کہ میری برائیاں نظر نہیں آ رہیں اسے اللہ کے کرم سے امید تھی،اس نے تب یہ کہا تھا۔

(جائزۃ الاحوذی:٣/ ٦٧٨)

١٠٠١٠۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنُؤَاخِذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ. (رواه البخاري: ٦٩٢١)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ان گناہوں پر ہماری گرفت ہوگی جو ہم نے بحالت کفر کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس نے اسلام میں اپنی سیرت زیادہ احسن اور بہتر کر دی اس کو جاہلیت کے اعمال پر مواخذہ نہ ہوگا۔اور جس نے اسلام میں داخل ہو کر بھی بدیاں ترک نہ کیں اس کو پہلے اور پچھلے تمام گناہوں کی سزا ہو گی۔''(الشیخان)

شرح: ......ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ اسلام پہلے گناہ مٹا دیتا ہے اور قرآن پاک میں بھی آتا ہے:

(١٠٠١٠) بخاری: ٦٩٢١۔ مسلم: ١٢٠۔ ابن ماجه: ٤٢٤٢۔ احمد: ٤٠٩٢۔ دارمی: ١.

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ (الانفال: ٣٨)

''کافروں سے کہہ دو: اگر یہ باز آ گئے تو جو پہلے گزرا ہے وہ بخش دیا جائے گا۔''

بخاری کی یہ زیر شرح حدیث اس نظریہ کے خلاف ہے۔ اس میں ہے کہ گناہ کی وجہ سے جاہلیت کی برائی کی بھی گرفت ہوگی۔

علمائے کرام نے اس کی بہت ساری توجیہات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے بہتر یہ ہے کہ جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد مٹ جاتے ہیں اور بخش دیئے جاتے ہیں اور اگر کوئی بشری تقاضے سے اسلام لانے کے بعد گناہ سرزد ہو جائے تو وہی گناہ شمار ہوتا ہے، جاہلیت والے کا اضافی بوجھ نہیں پڑتا۔

یہاں زیر شرح حدیث میں برائی کرنے سے مراد کفر ہے کیونکہ یہ بدترین برائی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسلام لاتا ہے پھر مرتد ہو جاتا ہے اور حالت کفر میں ہی مر جاتا ہے۔ گویا یہ اسلام لایا ہی نہیں۔ اسے پہلے اور بعد والے تمام گناہوں کی سزا ملے گی۔ (فتح الباری: ١٢/ ٢٦٦)

١٠٠١١۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاآنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَآنِيَتُهٗ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِبَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَاعَلَيْهِ يَشْخَبُ فِيْهِ مِيْزَابَان مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ عَرْضُهٗ مِثْلُ طُوْلِهٖ مَابَيْنَ عَمَّانَ إِلٰى أَيْلَةَ مَاؤُهٗ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ. (رواہ مسلم: ٢٣٠٠)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! حوض کے برتن کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ اور تاریک رات میں چمکنے والے ستاروں سے زیادہ روشن ہیں۔ وہ جنت کے برتن ہیں جو ایک بار اس سے پیے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حوض کی چوڑائی اس کے طول کے برابر ہے۔ وسیع اتنا جتنا عمان تا ایلہ کا فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ صاف سفید ہے اور مٹھاس میں شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔'' (ترمذی و مسلم بلفظہٖ)

١٠٠١٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتِيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ. (رواہ مسلم: ٢٣٠٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی دو اطراف کا فاصلہ اتنا ہے جتنا صنعاء اور مدینے کے درمیان کا فاصلہ ہے۔''

(١٠٠١١) مسلم: ٢٣٠٠۔ احمد: ٢٠٨٢٠.

(١٠٠١٢) مسلم: ٢٣٠٣۔ بخاری: ٦٥٨٠۔ ترمذی: ٢٤٤٢۔ ابن ماجه: ٤٣٠٤۔ احمد: ١٢٩٩٢.

١٠٠١٣ـ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُمَا شَكَّا فَقَالَا أَوْ مِثْلَ مَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَعَمَّانَ وَفِي حَدِيْثِ أَبِي عَوَانَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ حَوْضِي. (رواه مسلم: ٢٣٠٣)

''ایک روایت میں: مدینہ اور عمان کا فاصلہ ہے۔''

١٠٠١٤ـ وَفِي أُخْرٰى: كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءِ الْيَمَنِ. (رواه مسلم: ٢٣٠٣)

''دوسری روایت میں: ایلاء وصنعاء اور یمن کا ذکر ہے۔''

١٠٠١٥ـ وَفِي رِوَايَةٍ: تُرٰى فِيْهِ أَبَارِيْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ. (رواه مسلم: ٢٣٠٣)

''ایک روایت میں ہے: اس میں سونے اور چاندی کے آبخورے دیکھے گا جن کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہو گی۔''

١٠٠١٦ـ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ. (رواه مسلم: ٢٢٩٢)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایک ماہ کے سفر کے برابر ہے۔''

١٠٠١٧ـ قَالَ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ أَبُوْ طَالُوْتَ قَالَ شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَحَدَّثَنِي فُلَانٌ سَمَّاهُ مُسْلِمٌ وَكَانَ فِي السِّمَاطِ فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هٰذَ الدَّحْدَاحُ فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ فَقَالَ مَاكُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقٰى فِي قَوْمٍ يُعَيِّرُوْنِي بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِأَسْأَلَكَ عَنِ الْحَوْضِ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ

''ابو طالوت سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے کہ ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن زیاد کی محفل میں داخل ہوئے تو عبیداللہ نے لوگوں کو کہا: یہ تمہارا محمدی بھائی چھوٹے قد کا ہے (پست قد ہے) تو بزرگ اس کی بات سمجھ گئے اور انہوں نے کہا: میرا گمان نہیں تھا نہ میں اس قوم کے پیدا ہونے تک زندہ رہوں گا جو محمد ﷺ کا صحابی ہونے کی وجہ سے مجھے عار دلائیں گے۔تو عبیداللہ نے کہا: محمد ﷺ کی صحبت آپ کے لیے زینت ہے عیب نہیں ہے،اور کہا: میں نے آپ کو آدمی بھیج کر اس لیے یہاں بلایا ہے کہ میں آپ سے حوض کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا کوئی ذکر سنا ہے؟

(١٠٠١٣) مسلم: ٢٣٠٣. (١٠٠١٤) مسلم: ٢٣٠٣.

(١٠٠١٥) مسلم: ٢٣٠٣ـ بخاری: ٦٥٨٠ـ ترمذی: ٢٤٤٢ـ ابن ماجه: ٤٣٠٥ـ احمد: ١٣٠٨٤.

(١٠٠١٦) مسلم: ٢٢٩٢ـ بخاری: ٦٥٧٩ـ احمد: ٢٧٧٥٨.

(١٠٠١٧) ابوداؤد: ٤٧٤٩ـ صحیح، البانی: ٣٩٧٥ـ احمد: ١٩٢٦٤.

فِيهِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَرْزَةَ نَعَمْ لا مَرَّةً وَلَا ثِنْتَيْنِ وَلَا ثَلاثًا وَلاأَرْبَعًا وَلَا خَمْسًا فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ ثُمَّ خَرَجَ مُغْضِبًا . (رواه أبوداوٗد: ٤٧٤٩)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! ایک بار یا دو بار نہیں، تین بار یا چار بار نہیں اور پانچ بار بھی نہیں اور جو حوض کی تکذیب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو حوض کا پانی نہ پلائے، پھر وہ غصے کے ساتھ محفل سے چلے گئے۔'' (ابوداوٗد)

١٠٠١٨ـ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً وَإِنِّي أَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً. (رواه الترمذي: ٢٤٤٣)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لیے حوض ہے جس کے گھاٹ پر وہ اپنی امت کو اتارے گا اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر فخر دکھائیں گے کہ ان میں سے کون اپنے حوض پر زیادہ لوگوں کو اتارتا ہے، اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان میں سے میں ہی سب سے زیادہ اتاروں گا۔'' (ترمذی)

١٠٠١٩ـ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ :هَلْ بَيْنَ الْجَنَّةَ وَالنَّارِ مَنْزِلٌ؟ قَالَ بَيْنَهُمَا حَوْضٌ ، شَرَفَاتُهُ عَلَى الْجَنَّةِ ،وَتُضْرَبُ شَرَفَاتُهُ عَلَى النَّارِ . (للكبير مطولًا بخفى)

''سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا جنت اور جہنم کے درمیان کوئی جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ان دونوں کے درمیان میرا حوض ہے۔ اس کا ایک کنارہ جنت کے کنارے پر ہے اور دوسرا جہنم کے کنارے پر ہے۔'' (الکبیر کی طویل خفی روایت)

١٠٠٢٠ـ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِا للّٰهِ ،قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :عَلِيُّ بْنُ أَبِىْ طَالِبٍ صَاحِبُ حَوْضِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (للأوسط: ١٩٠ بلين)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرے حوض کے منتظم علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔'' (الاوسط سند کمزور)

١٠٠٢١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ مَعِيْ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِي

''سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حوض پر کچھ مرد آئیں گے، جب وہ میرے سامنے آجائیں گے تو وہ میرے پاس سے دور کر دیے جائیں گے

(١٠٠١٨) ترمذی: ٢٤٤٣ـ صحيح، البانی: ١٩٨٨.
(١٠٠١٩) طبرانی کبير مطولا نحفی.
(١٠٠٢٠) طبرانی اوسط: ١٩٠ـ وفيه ضعفاء وثقوا، هيثمی:
(١٠٠٢١) بخاری: ٦٥٧٦ـ مسلم: ٢٢٩٧ـ ابن ماجه: ٣٠٥٧ـ احمد: ٤٣٣٨.

فَأَقُوْلُ يَارَبِّ أَصْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَاتَدْرِيْ مَاأَحْدَثُوْا بَعْدَكَ . (رواه البخاري: ٦٥٧٦)

تو میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ میری چھوٹے صحابی ہیں، یہ میرے چھوٹے صحابی ہیں، تو مجھے کہا جائے گا: تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات نکالی ہیں۔''

١٠٠٢٢۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ . (رواه البخاري: ٧٠٥١)

''ایک روایت میں ہے کہ میں کہوں گا: بدی ہے اس شخص کے لیے جو میرے بعد تبدیل ہوا ہے۔''

١٠٠٢٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّؤُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَاعِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمْ ارْتَدُوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى . (رواه البخاري: ٦٥٨٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: قیامت کے دن میرے اصحاب کی ایک جماعت میرے پاس آئے گی تو وہ میرے حوض سے ہٹا دیے جائیں گے تو میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ میرے صحابہ ہیں۔ پس اللہ فرمائے گا: تجھے اس چیز کا کیا علم جو انہوں نے تیرے بعد ایجاد کی۔ یہ الٹی چال ایڑیوں پر پھر گئے تھے۔''

١٠٠٢٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ وَأَنَا أَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ قَالُوْا يَانَبِيَّ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّيْ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُوْنَ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِيْ فَيُجِيْبُنِيْ مَلَكٌ فَيَقُوْلُ وَهَلْ تَدْرِيْ مَاأَحْدَثُوْا بَعْدَكَ . (رواه مسلم: ٢٤٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حوض پر میرے پاس کچھ لوگ اتریں گے تو میں ان کو وہاں سے ہٹادوں گا جیسے کوئی مرد اپنے پانی پینے والے اونٹوں سے غیر اونٹ کو ہٹا دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: کیا یا نبی اللہ ﷺ! کیا آپ ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں تمہاری وہ نشانی ہو گی جو دوسری امتوں میں سے تمہارے سوا کسی کی نہ ہوگی۔ تم میرے پاس آؤ گے سفید چہرے اور چاروں اعضا سے سفید ہونے کی صورت میں وضو کے آثار سے اور تم میں سے ایک جماعت میرے پاس آنے سے روک دی جائے گی اور وہ نہیں پہنچ سکیں گے تو میں کہوں گا:

(١٠٠٢٢) بخاري: ٧٠٥١۔ مسلم: ٢٢٩١۔ احمد: ٢٢٣١٥.

(١٠٠٢٣) بخاري: ٦٥٨٥۔ مسلم: ٢٢٠١۔ احمد: ٢٢٣٦٦.

(١٠٠٢٤) مسلم: ٢٤٧۔ ابن ماجه: ٤٢٨٢۔ احمد: ٩٠٣٧.

اے میرے رب! یہ تو میرے صحابی ہیں تو ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا اور کہے گا: کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے۔''

١٠٠٢٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ قَالَ اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّيْ لاأُخْطِيءُ هٰذِهِ الثَّلَاثِ الْمَوَاطِنَ. (رواه الترمذي: ٢٤٣٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان شاءاللہ کروں گا، میں نے عرض کی: آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: پہلے مجھے پل پر تلاش کر۔ میں نے عرض کی: اگر پل پر آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: میزان کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کی: اگر میزان کے پاس ملاقات نہ ہو سکے تو؟ آپ نے فرمایا: حوض پر تلاش کر اور میں ان تین مقامات سے خطا نہیں کروں گا۔''

شرح:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس تھے۔ اچانک آپ پر غنودگی کی حالت طاری ہوئی۔ پھر آپ نے سر اقدس اٹھایا اور مسکرا رہے تھے، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہنسنے کی وجہ کیا ہے، فرمایا: میرے اوپر ابھی سورت اتری ہے۔ یہ مجھے ساری دنیا سے محبوب ہے، پھر آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورت کوثر پڑھی، اور پھر فرمایا: کوثر جانتے ہو کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ جانتا ہے یا پھر اس کا رسول جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے۔ میرے رب نے مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے، یہ خیر کثیر ہے۔ یہ حوض ہے میری امت روز قیامت اس پر وارد ہوگی۔ (مسلم) یہ وہ نہر ہے جو حوض میں ڈالی جائے گی۔

۲۔ اس میں اختلاف ہے کہ حوض کوثر صرف نبی ﷺ کے لیے ہی خاص ہے یا سارے انبیاء کے لیے ہے۔

اس بارے میں بعض روایات آتی ہیں کہ ہر نبی کے لیے حوض کوثر ہے، اگر ان روایات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو مشہور یہی ہے کہ یہ عطیہ ہمارے نبی ﷺ کے لیے خاص ہے۔

اگر اسے ہر نبی کے لیے ثابت کیا بھی جائے تو جو حوض کوثر نبی ﷺ کا ہوگا، اس کی مثل کوئی نہ ہوگا، یہ بے مثال ہے۔

۳۔ یہ جو حوض کوثر کی مسافت اور درازی میں اختلاف وارد ہوا ہے، اس میں تعارض نہیں کیونکہ یہ ساری مسافتیں قریب قریب ہیں، یہ تقریباً آدھے ماہ کے مطابق ہیں۔

(١٠٠٢٥) ترمذي: ٢٤٣٣۔ صحيح، الباني: ١٩٨١۔ احمد: ١٢٤١٤.

۴۔ بظاہر یہی پتہ چلتا ہے کہ حوض کوثر سے پانی پل صراط کے نصب ہونے اور اس پر سے گزرنے کے بعد پیا جائے گا اور بعض سے پتہ چلتا ہے پل صراط سے پہلے ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ پل صراط کے بعد ہوگا۔ اور حوض جنت کی ایک جانب ہوگا اور جنت کے اندر سے اس میں پانی گرے گا۔

اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ اتباع سنت میں یہ خوبی ہے کہ حوض کوثر کا پانی نصیب ہوگا اور بدعتی آدمی اس سے محروم رہیں گے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۴۶۶)

١٠٠٢٦۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِعَارُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ. (رواه الترمذی: ٢٤٣٢)

''سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں، پل پر اہل ایمان کا شعار قیامت کے دن یہ ہوگا: اے اللہ! سلامت رکھ، سلامت رکھ۔''

١٠٠٢٧۔ عَنِ يَعْلَى بْنِ مُنَبِّهٍ ، رَفَعَهٗ : تَقُوْلُ النَّارُ لِلْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : يَامُؤْمِنُ فَقَدْ أَطْفَأَ نُوْرُكَ لَهَبِيْ. (للكبير: ٢٢/ ٢٥٨ بضعف)

''یعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: قیامت کے دن مؤمن کو آگ کہے گی: اے مؤمن! گذر جا تیرے نور نے میرے شعلے بجھا دیے ہیں۔'' (الکبیر سند ضعیف)

١٠٠٢٨۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَايُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ أَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ أَوْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ ﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ﴾ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ أَفِيْ يَمِيْنِهٖ أَمْ فِيْ شِمَالِهٖ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ. (رواه أبوداوٗد: ٤٧٥٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: میں نے آگ یاد آنے پر رونا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کیوں روتی ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے آگ یاد آئی تو میں روتی ہوں۔ کیا آپ ﷺ قیامت کے دن اپنی اہل کو یاد رکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: تین مقامات پر تو کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: ایک ترازو کے وقت یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کا عمل ہلکا ہوتا یا بھاری ہوتا ہے، اور دوسرا نامۂ اعمال اُٹھانے کے وقت یہاں تک کہ نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے اور پل صراط کے وقت جب اُس کو جہنم کے دو اطراف پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ انسان وہاں سے گزر جائے۔'' (ابوداؤد)

(١٠٠٢٦) ترمذی: ٢٤٣٢۔ ضعیف، البانی: ٤٢٩.

(١٠٠٢٧) طبرانی کبیر: ٢٥٨٢٢۔ وفیه سلیم بن سلیم منصور بن عمار وهو ضعیف، هیثمی: ١٨٤٤٦.

(١٠٠٢٨) ابوداؤد: ٤٧٥٥۔ ضعیف، البانی: ١٠١٨۔ احمد: ٢٤١٧٥.

۱۰۰۲۹۔ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ وَإِنِّيْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه مسلم: ۲۰۰)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جو وہ امت کے لیے طلب کرتا ہے اور میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا رکھی ہے۔''

شرح:...... مطلب ہے کہ ہر نبی کی ایک عام دعا ہے جو امت کے بارے میں قبول ہوئی ہے خواہ وہ امت کی ہلاکت کی صورت میں ہو یا ان کی نجات کی صورت میں ہو۔

دوسری خاص دعائیں ہیں، ان میں بعض قبول ہوئی ہیں اور بعض قبول نہیں ہوئیں۔

بہرصورت انبیاء علیہم السلام کی دعائیں تمام مستجاب ہیں۔ اور دیگر انبیاء نے اپنی امت کی ہلاکت کی دعائیں کی ہیں، میں نے نہیں کی، مجھے اس کے عوض شفاعت دی گئی ہے۔

ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے عرب کے بعض قبائل پر بددعا کی اور قریش پر نام لے کر بددعا کی۔

تو اس کا حل یہ ہے کہ ہر نبی نے دعا کی جو اس کی امت کے حق میں قبول ہوئی، ہمارے نبی ﷺ نے بھی امت کے بعض افراد کے لیے بددعا کی مگر جواب آیا، یہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں نہیں، اور ویسے بھی آپ کی اکثر بددعاؤں میں ارادہ ان کی ہلاکت کا نہ تھا، ارادہ تھا یہ توبہ کی طرف آجائیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کی وہ دعا اب بھی آخرت کے لیے ذخیرہ ہے جو آپ نے محفوظ رکھی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۹۷)

۱۰۰۳۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ. (رواه مسلم: ۱۹٦)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے زیادہ پیروکار قیامت کے دن میرے ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔'' (الشیخان)

۱۰۰۳۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِيْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ لِيْ جَابِرٌ يَا مُحَمَّدُ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ فَمَالَهُ وَلِلشَّفَاعَةِ. (رواه الترمذی: ۲٤۳٦)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گناہوں کے لیے ہوگی۔''

(۱۰۰۲۹) مسلم: ۲۰۰۔ بخاری: ٦۳۰٥۔ احمد: ۱۳٥۲۰۔

(۱۰۰۳۰) مسلم: ۱۹٦۔ بخاری: ٦۳۰٥۔ احمد: ۱۲۰۱۱۔ دارمی: ٥۱۔

(۱۰۰۳۱) ترمذی: ۲٤۳٦۔ صحیح، البانی: ۱۹۸۳۔ ابن ماجہ: ٤۳۱۰۔

شرح: ......یعنی کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور برائیاں مٹ جاتی ہیں، اتقیاء اور اولیاء جو ہیں سب کو درجات کی بلندی کی ضرورت ہے اس لیے سفارش کی بھی سب کو ضرورت ہے۔

اگر کبیرہ گناہ نہ ہوں تو بھی سفارش بلندی درجات کے کام آئے گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۹۶)

۱۰۰۳۲۔ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ هِلَالِ الْعَنَزِيِّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهٖ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَاتَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَاأَبَاحَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَآءُوْكَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ إِذَاكَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَإِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَإِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَيَأْتُوْنِّيْ فَأَقُوْلُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ

''معبد بن ہلال عنزی نے کہا: ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہم نے ثابت سے سفارش کرائی، جب ہم اُن کے پاس پہنچے تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پس ہمارے لیے ثابت نے اجازت طلب کی تو ہم ان کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے ثابت کو اپنے پاس تخت پر بٹھایا، تو اس نے کہا اے ابوحمزہ! اہل بصرہ سے تیرے بھائی تجھ سے شفاعت والی حدیث بیان کرانے کے لیے آئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ ایک دوسرے کی طرف جائیں گے۔ پس وہ آدم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: تو اپنی اولاد کے لیے شفاعت کر، وہ کہیں گے: میں ایسا نہیں کر سکتا۔ البتہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے خلیل ہیں، چنانچہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور وہ کہیں گے: میں اس کے قابل نہیں ہوں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس کے لیے مناسب نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کا روح اور اس کا کلمہ ہے۔ تو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس کے لیے مناسب نہیں ہوں، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ تو لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا: میں ہی شفاعت کے لیے مناسب ہوں۔ پس میں جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ پس میں

(۱۰۰۳۲) بخاری: ۷۵۱۰۔ مسلم: ۱۹۳۔ ترمذی: ۲۵۹۳۔ ابن ماجہ: ۴۳۱۲۔ احمد: ۱۳۱۷۸۔ دارمی: ۵۲.

مُحَامِدًا أَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا لَوْمَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ خَلِيْفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَاعَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهٗ يَاأَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيْكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ

اللہ کے سامنے اُس کی حمد وثنا کے لیے کھڑے ہو کر وہ صفت وثنا بیان کروں گا جس پر آج دنیا میں قادر نہیں ہوں۔ اس کو اللہ ہی میرے دل میں الہام کرے گا۔ پھر میں اپنے ربّ کے لیے سجدے میں گر جاؤں گا تو اللہ فرمائے گا: یا محمد! ﷺ سر اُٹھا اور بات کر، تیری بات سنی جائے گی اور سوال کر، تجھے دیا جائے گا، اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں کہوں گا: اے اللہ! میری امت، میری امت۔ پس اللہ فرمائے گا: جا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر یا گندم اور جو کے دانے کے برابر ایمان ہو اُس کو آگ سے نکال لے۔ پس میں جاؤں گا اور نکال لوں گا۔ پھر میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا اور اس کی وہی حمد وثنا بیان کروں گا اور پھر سجدے میں گر جاؤں گا اور پھر مجھے وہی کہا جائے گا، اے محمد ﷺ! اپنا سر اُٹھا، بات کر تیری بات سنی جائے گی اور سوال کر تجھے دیا جائے گا اور شفاعت کر، تیری شفاعت سنی جائے گی۔ تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، تو مجھے کہا جائے گا: جایئے اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے چھوٹے سے چھوٹے حصے کے برابر ایمان ہو اس کو بھی آگ سے نکال لو۔ میں جا کر ایسا کروں گا۔ یہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو انہوں نے ہمیں بیان کی ہے۔ پھر ہم اُس کے پاس سے نکلے اور جب ہم پہاڑ کی پشت پر چڑھے تو ہم نے کہا: اگر ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس جاتے اور اس کو سلام کہتے وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے۔ راوی نے کہا: ہم اُس کے پاس گئے اور ہم نے اس کو سلام کہا، اور ہم نے کہا: اے ابوسعید! ہم آپ کے بھائی ابوحمزہ کے پاس سے آئے ہیں اور اس نے ہمیں شفاعت کے بارے میں ایک حدیث بیان کی ہے، تو

فَقَالَ هِيْهْ فَحَدَّثْنَا هُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهٰى إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهْ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَلا أَدْرِيْ أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا قُلْنَا يَاأَبَاسَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهٗ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهٖ قَالَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. (رواه البخاري: ٧٥١٠)

انہوں نے کہا: وہ مجھے سناؤ تو ہم نے اُن کو حدیث سنائی تو اس نے کہا۔آگے سناؤ تو ہم نے کہا: اس سے زیادہ انہوں نے ہمیں نہیں سنائی تو انہوں نے کہا: بیس سال پہلے جب کہ وہ اچھے صحت مند تھے یہ حدیث ہمیں سنائی تھی،اور اس نے اب حدیث کا کچھ حصہ ترک کیا ہے، میں نہیں جانتا کہ شیخ بھول گئے ہیں یا وہ ناپسند کرتے ہیں کہ اگر تمہیں سنا دیں تو تم اسی پر توکل کرلو گے۔تو ہم نے کہا آپ ہی ہم سے بیان کردو۔ وہ ہنس دیے اور انہوں نے کہا: انسان جلد بازی پر پیدا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کا تمہارے سامنے ذکر اسی لیے کیا ہے کہ میرا ارادہ تم سے حدیث بیان کرنے کا ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں اپنے ربّ کے پاس چوتھی مرتبہ جاؤں گا اور ان ہی صفتوں کے ساتھ اللہ کی حمد وثنا بیان کروں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔ پس مجھے کہا جائے گا: اے محمد ﷺ! اپنا سر اُٹھاؤ۔تم بات کرو،تمہاری بات سنی جائے گی، سوال کرو تمہیں دیا جائے گا،شفاعت کرو، وہ قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا: اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی شفاعت کی اجازت دی جائے جس نے کہا۔**لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ**۔اللہ فرمائے گا۔یہ تیرے لیے نہیں ہیں۔میری عزت اور بڑائی۔میری عظمت اور جلال کی قسم! میں ضرور آگ سے اُس کو نکالوں گا جس نے کہا ہے:''**لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ**'' (الشیخان)

١٠٠٣٣ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فَقَضٰى بَيْنَهُمْ وَفَرَغَ مِنَ الْقَضَاءِ قَالَ الْمُؤْمِنُوْنَ قَدْ قَضٰى بَيْنَنَا رَبُّنَا

''دارمی نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوع ہے اس کے مثل روایت کی ہے،اور اس میں ہے: لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں تمہیں شفاعت کے لیے نبی ﷺ کو بتاتا ہوں۔تو لوگ میرے پاس آجائیں گے۔

(١٠٠٣٣) دارمی: ٢٨٠٤.

فَمَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيَقُوْلُوْنَ انْطَلِقُوْا إِلٰى آدَمَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَهٗ بِيَدِهٖ وَكَلَّمَهٗ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ قُمْ فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيَقُوْلُ آدَمُ عَلَيْكُمْ بِنُوْحٍ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَدُلُّهُمْ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَدُلُّهُمْ عَلٰى مُوْسٰى فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَدُلُّهُمْ عَلٰى عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ أَدُلُّكُمْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ قَالَ فَيَأْتُوْنِيْ فَيَأْذَنُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِيْ أَنْ أَقُوْمَ إِلَيْهِ فَيَثُوْرُ مَجْلِسِيْ أَطْيَبَ رِيْحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ قَطُّ حَتّٰى آتِيَ رَبِّيْ فَيُشَفِّعَنِيْ وَيَجْعَلَ لِيْ نُوْرًا مِنْ شَعْرِ رَأْسِيْ إِلٰى ظُفْرِ قَدَمِيْ فَيَقُوْلُ الْكَافِرُوْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ لِإِبْلِيْسَ قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَهُمْ فَقُمْ أَنْتَ فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّكَ أَنْتَ أَضْلَلْتَنَا قَالَ فَيَقُوْمُ فَيَثُوْرُ مَجْلِسُهٗ أَنْتَنَ رِيْحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ قَطُّ ثُمَّ يَعْظُمُ لِجَهَنَّمَ فَيَقُوْلُ عِنْدَ ذٰلِكَ ﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ﴾. (رواه الدارمی: ٢٨٠٤)

اور اللہ مجھے اپنے سامنے کھڑا ہونے کی اجازت دے دے گا تو میری مجلس میں ایسی خوشبو اُٹھے گی جو کبھی کسی نے نہیں سونگھی، اور میں اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور وہ میری سفارش قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے میری پاؤں کے ناخن تک مجھے نور عطا کر دے گا۔ تو اس وقت کافرلوگ ابلیس کو کہیں گے کہ مؤمنوں کو شفاعت کرنے والا مل چکا ہے، اور تو بھی اُٹھ کر اپنے ربّ سے ہمارے لیے شفاعت کر۔ کیونکہ ہمیں تو نے ہی گمراہ کیا تھا۔ تو وہ کھڑا ہوگا اور اس کی مجلس سے ایسی بدبو اُٹھے گی جو کبھی کسی کو محسوس نہیں ہوئی۔ پھر اُس کا جسم جہنم کے لیے بڑھا دیا جائے گا اور وہ اس وقت کہے گا (اور شیطان کہے گا جب کام کا فیصلہ ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچے وعدے دیئے اور میں نے بھی تمہیں وعدہ دیا اور میں تم سے وعدہ کر کے خلاف کر دیا ہے۔)......الآیہ

١٠٠٣٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِيْنَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں تھے۔ آپ ﷺ کو بکری کا بازو پیش کیا گیا اور وہ آپ کو پسند تھا۔ آپ نے دانتوں کے ساتھ اس سے کھایا اور فرمایا: میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہو گا؟ اللہ جمع کرے گا پہلے

(١٠٠٣٤) مسلم: ١٩٤۔ بخاری: ٤٧١٢۔ ترمذی: ٢٤٣٤۔ نسائی: ١١٤٠۔ احمد: ٥٨٩.

وَالْآخِرِيْنَ فِي صَعِيْدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَايُطِيْقُوْنَ وَمَالَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَلَا تَرَوْنَ مَاأَنْتُمْ فِيْهِ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ ائْتُوْا آدَمَ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَاآدَمُ أَنْتَ أَبُوا الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُوْلُ آدَمُ إِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضْبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَإِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى نُوْحٍ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَانُوْحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَانَحْنُ فِيْهِ أَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضْبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَإِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ ﷺ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى

اور پچھلے سب لوگوں کو ایک ہی سر زمین پر۔ ان سب کو دیکھنے والا دیکھ سکے گا اور ایک آواز دینے والا سب کو اپنی آواز پہنچادے گا، اور سورج اُن کے قریب آئے گا تو لوگوں کو غم اور تکلیف پہنچے گی، جو ان کی طاقت سے باہر ہوگی اور وہ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ لوگ آپس میں کہیں گے: تم دیکھتے نہیں کہ تم کس حال میں ہو اور کہاں تک پہنچ چکے ہو؟ کیا تم تلاش نہیں کرتے تم ایسا شخص تلاش کر دیکھو جو تمہارے ربّ کے پاس تمہاری شفاعت کر دے؟ تو کچھ لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے: تمہارا باپ آدم موجود ہے۔ تو وہ اس کے پاس جائیں گے: اور وہ کہیں گے: اے آدم علیہ السلام! تو سب انسانوں کا باپ ہے، تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے، تیرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی ہے اور فرشتوں کو حکم دیا ہے اور انہوں نے تجھے سجدہ کیا ہے، اور اللہ نے تجھے جنت میں آباد کیا ہے۔ کیا تو اپنے ربّ کے پاس ہماری شفارش نہیں کرتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہم کیسی حالت تک پہنچ چکے ہیں؟ پس وہ کہیں گے: میرا ربّ آج اتنا غضب ناک ہے کہ اتنا غصہ نہ پہلے تھے نہ آئندہ ہوگا اور اس نے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا۔ تو مجھ سے نافرمانی ہوئی۔ میری اپنی جان، میری جان اور میری اپنی جان، تم میرے سوا کسی دوسرے کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے نوح علیہ السلام! تو سب سے پہلا اہل زمین کی طرف رسول ہے اور اللہ نے تیرا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم کس حالت میں ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہم کس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ کیا تو ہمارے لیے اپنے رب کے پاس سفارش نہیں کرتا۔ تو وہ کہیں گے: میرا ربّ آج اتنا غصے میں ہے کہ آج

إِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَاقَدْ بَلَغْنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ إِبْرَاهِيْمُ إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضْبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهٖ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى مُوْسٰى فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ يَامُوْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِتَكْلِيْمِهٖ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ أَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ مُوْسٰى ﷺ إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَإِنِّيْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى عِيْسٰى ﷺ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَاعِيْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةٌ مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَانَحْنُ فِيْهِ أَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ عِيْسٰى ﷺ إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهٗ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَأْتُوْنِيْ فَيَقُوْلُوْنَ يَامُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ أَلَا

تک اتنا غصہ نہیں کیا اور نہ آج کے بعد اتنا غصہ کرے گا۔اور میری ایک دعا تھی جو میں اپنی قوم کے لیے کر چکا ہوں۔میری جان ،میری جان،اور میری جان، کسی اور کے پاس جاؤ۔تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، چنانچہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ تو اللہ کا نبی ہے اور اہل زمین میں سے تو اللہ کا دوست ہے۔اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کرو۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں۔تو وہ کہیں گے: میرے رب کو آج کے دن اتنا غصہ ہے کہ اس کی مثل نہ کبھی غصہ آیا اور آئندہ آئے گا اور میں نے غلط باتیں کیں ہیں پھر ان کو ذکر کریں گے، میری جان، میری جان اور میری جان اور بس۔میرے علاوہ کسی کے پاس جاؤ۔تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، چنانچہ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور انہیں کہیں گے: تم اللہ کے رسول ہو اور تمہیں اللہ نے دوسرے لوگوں پر فضلیت دی ہے۔اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ، اس لیے اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کرو۔کیا تم دیکھتے ہو کہ ہمارا کیا حال ہو چکا ہے؟ وہ کہیں گے: میرا رب تعالیٰ آج اتنے غصے میں ہے جتنا نہ تو پہلے کبھی غصے میں تھا نہ آج کے بعد غصے میں ہوگا۔اور میں نے ایک آدمی قتل کیا ہے جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اپنی جان، اپنی جان اور اپنی جان۔تم میرے سوا کے پاس جاؤ۔تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: یا عیسیٰ علیہ السلام! تم اللہ کے رسول ہو اللہ کا کلمہ ہو جو مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا گیا اور تم اللہ کی طرف سے روح ہو اور تم نے ماں کی گود میں باتیں کی ہیں۔اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کرو، کیا ہماری حالت نہیں دیکھتے؟ تو عیسیٰ علیہ السلام

تَرٰى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَأَنْطَلِقُ فَآتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِيْ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهٖ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ يَارَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَاحِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرٍ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى. (رواه مسلم:١٩٤)

کہیں گے: میرا رب اتنا غصے میں ہے کہ کبھی اتنا غصے میں نہیں تھا اور نہ کبھی اتنا غصے میں ہوگا اور وہ اپنا کوئی گناہ ظاہر نہ کریں گے۔ میں تو اپنا نفس اپنا آپ اور اپنی جان، تم میرے علاوہ کسی کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ تو لوگ کہیں گے: یا محمد! ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب ہی گناہ معاف کیے ہیں۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں آپ ﷺ دیکھتے نہیں ہم کس حالت تک پہنچ چکے ہیں؟ تو میں عرش کے نیچے جاؤں گا اور سجدہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے اوپر اپنی حمد وثنا کے وہ ابواب کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولے ہیں پھر اللہ فرمائے گا: یا محمد ﷺ! سر اٹھا سوال کر، تجھے دیا جائے گا، شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی تو میں سر اُٹھا کر کہوں گا: اے میرے ربّ! میری امت، اے میرے رب! میری امت پس کہا جائے گا: اپنی امت کے وہ لوگ جن پر کوئی حساب نہیں ان کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر دے۔ اور ان کو دوسرے دروازے استعمال کرنے کا دیگر لوگوں کے ساتھ حق پہنچتا ہے اور فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں کے دو پٹ کے درمیان کا فاصلہ مکہ اور مقام ہجر یا مکہ اور مقام بصری کے فاصلے کے برابر ہے۔

١٠٠٣٥۔ وَلِلْبُخَارِيِّ: كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ.

''اور بخاری میں ہے: فاصلہ مکہ اور حمیر کے فاصلہ کی مثل ہے۔''

١٠٠٣٦۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى

''اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو جمع کرے گا اور مؤمن اُٹھیں گے تو جنت ان کے قریب کی جائے گی تو وہ

(١٠٠٣٥) بخاری

(١٠٠٣٦) مسلم: ١٩٥۔ بخاری: ٣١٩٩۔ ترمذی: ٢١٨٦.

تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا أَبَانَااسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيْئَةُ أَبِيْكُمْ آدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا إِلٰى ابْنِيْ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ إِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ إِنَّمَاكُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ اِعْمِدُوْا إِلٰى مُوْسٰى ﷺ، بِنَحْوِهٖ. وَفِيْهِ: وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَان جَنَبَتِي الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا. (رواہ مسلم: ١٩٥)

آدم علیہ السلام کے پاس جائیں اور کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھول دو۔تو وہ کہیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا نے ہی نکالا ہے۔ میں تمہارے کام نہیں آ سکتا۔ میں تمہارا وہ رفیق نہیں ہوں، تم ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس جاؤ جو میرا بیٹا ہے۔تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: اس کام میں تمہارا رفیق نہیں ہوں میں تو حقیقت حال سے باہر باہر ہی خلیل اللہ ہوں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ یہ حدیث بھی مثل دوسری احادیث کے ہے۔ اور اس میں ہے: امانت اور رحم وکرم دونوں کو پل صراط کے دائیں بائیں کھڑا کیا جائے گا تو تمہارے پہلے بجلی کس طرح جاتی اور لوٹتی ہے اور آنکھ جھپکنے میں آتی اور جاتی ہے، پھر بجلی کی طرح، پھر پرندے کی طرح، پھر تیز دوڑنے والے مردوں کی طرح ہر کوئی اپنے اعمال کے مطابق چلے گا۔اورتمہارا نبی پل پر کھڑا ہوگا۔اور کہے گا: اے اللہ! سلامت رکھ، اے اللہ! سلامت رکھ، یہاں تک کہ بعض بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے تو کوئی مرد اس حال میں آئے گا کہ وہ چل نہیں سکے گا مگر جان گھسیٹ کر آئے گا۔“

١٠٠٣٧۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ قَالَ فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَزَعَاتٍ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ بِنحوه. إِلَّا أَنَّ فِيْهِ : فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى

”سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور فخر سے نہیں کہتا، میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں کرتا اور تمام انبیاء آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے، اور سب سے پہلے زمین شق ہوگی میرے لیے اور میں باہر آؤں گا۔انسان تین بار بہت خوف زدہ ہوں گے۔ پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔

(١٠٠٣٧) ترمذی: ٣١٤٨۔ صحیح، البانی: ٢٨٥٩۔ ابن ماجہ: ٤٣٠٨.

فَيَقُوْلُ إِنِّيْ عُبِدْتُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ . الحديث بطوله . (رواه الترمذي: ٣١٤٨)

مثل دیگر احادیث ہے مگر اس میں یہ بھی ہے کہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہہ دیں گے: میری تو عبادت کی گی ہے اللہ کے سوا۔''

١٠٠٣٨۔عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَإِذَا رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ بُرَيْدَةُ يَامُعَاوِيَةُ فَائْذَنْ لِيْ فِي الْكَلَامِ فَقَالَ نَعَمْ وَهُوَ يَرٰى أَنَّهٗ سَيَتَكَلَّمُ بِمِثْلِ مَا قَالَ الْآخَرُ فَقَالَ بُرَيْدَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَشْفَعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ وَمَدَرَةٍ قَالَ أَفَتَرْجُوْهَا أَنْتَ مُعَاوِيَةُ وَلَايَرْجُوْهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه . (رواه أحمد: ٢٢٤٣٤ ، بضعف)

''بریدہ سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میں قیامت کے دن زمین کے درختوں اور اس کے ڈھیلوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ بریدہ نے کہا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تو آپ ﷺ کی شفاعت کی امید کرتا ہے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کی امید کیوں نہیں کرتے ہوں گے۔'' (احمد بسند ضعیف)

١٠٠٣٩۔ عَنْ أُنَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ ، رَفَعَهٗ: إِنِّىْ لَأَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ مِمَّاعَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مِنْ حَجَرٍ وَمَدَرٍ . (للأوسط بخفى)

''انیس انصاری مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: میں قیامت کے دن ہر اس گناہ کے متعلق شفاعت کروں گا جو ہر اس چیز کے بارے میں ہو گا جو روئے زمین پر خواہ درخت ہو یا وہ ڈھیلا ہو۔''

١٠٠٤٠۔ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهٗ: إِنِّىْ آتِىْ جَهَنَّمَ فَأَضْرِبُ بَابَهَا ، فَيُفْتَحُ لِىْ ، فَأَدْخُلَهَا فَأَحْمَدُ اللّٰهَ مَحَامِدَ مَا حَمِدَهٗ أَحَدٌ قَبْلِىْ مِثْلَهَا ، وَلَايَحْمَدُهٗ أَحَدٌ بَعْدِىْ ، ثُمَّ أُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ قَالَ : لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا ، فَيَقُوْمُ إِلَىَّ أُنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: میں جہنم کے دروازے پر جا کر دستک دوں گا اور وہ میرے لیے کھولا جائے گا تو میں اس میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی وہ حمد وثنا بیان کروں جو نہ تو میرے سے پہلے کسی نے کی ہے اور نہ میرے بعد کوئی کرے گا، پھر میں نکالوں گا ہر اس شخص کو جس نے خلوص سے لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہے۔ پس میری طرف قریش کے چند افراد

(١٠٠٣٨) احمد: ٢٢٤٣٤۔ ورجاله وثقوا على ضعف كثير فى ابى اسرائيلى المالئى، هيثمى: ١٨٥٢٥.

(١٠٠٣٩) طبرانى اوسط، وفيه احمد بن عمرو صاحب على بن المدينى ويعرف بالقلورى، ولم اعرفه وبقية رجاله وثقوا على ضعف فى بعضهم، هيثمى: ١٨٥٢٧.

(١٠٠٤٠) طبرانى اوسط، عن شيخه على بن سعيد الرازى وفيه لين وفيه، من لم اعرفه، هيثمى: ١٨٥٢٨.

فَيَنْتَسِبُوْنَ لِيْ فَأَعْرِفُ نَسَبَهُمْ وَلاَ أَعْرِفُ وُجُوْهَهُمْ وَأَتْرُكُهُمْ فِيْ النَّارِ. (للأوسط بخفى)

اُٹھیں گے اور میرے ساتھ اپنا نسب ملائیں گے اور نسب تو میں پہچان جاؤں گا اور ان کے چہرے نہیں پہچانوں گا اور ان کو آگ ہی میں چھوڑ آؤں گا۔"

۱۰۰٤۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَهْلُ بَيْتِيْ ، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ ، ثُمَّ مَنْ آمَنَ بِيْ وَاتَّبَعَنِيْ مِنَ الْيَمَنِ ، ثُمَّ مِنْ سَائِرِ الْعَرَبِ ثُمَّ مِنَ الْاعَاجِمِ ، وَأَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ أُوْلُوْا الْفَضْلِ. (للكبير: ۱۳۵۵۰)

"سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے میں اپنی امت میں سے جن کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ پھر الاقرب فالاقرب یعنی ترتیب سے قریب تر کی، قریش اور انصار میں سے، پھر جس نے میرے ساتھ ایمان لاکر میری پیروی کی اہل یمن میں سے، پھر تمام عربوں سے، پھر اہل عجم اور سب سے پہلے اہل فضیلت کی شفاعت کروں گا۔" (الکبیر سند خفی)

۱۰۰٤۲۔ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرَ ، رَفَعَهُ: أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ مِنْ أُمَّتِيْ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَأَهْلُ الطَّائِفِ. (رواه البزار: ۳٤۷۰ والكبير بخفى)

"عبدالملک بن عباد بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سب سے پہلے اپنی امت میں سے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا اور اہل مکہ کی اور اہل طائف کی۔" (البزار، الکبیر سند خفی)

۱۰۰٤۳۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، رَفَعَهُ: أَوَّلُ مَنْ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَنْبِيَاءُ ، ثُمَّ الشُّهَدَآءُ، ثُمَّ الْمُؤَذِّنُوْنَ. (رواه البزار: ۳٤۷۱ بضعف)

"سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے انبیا علیہم السلام شفاعت کریں گے، پھر شہداء اور اذان کہنے والے۔" (البزار سند ضعیف)

۱۰۰٤٤۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ يَرْفَعُهُ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْأَمْلَحِ فَيُوْقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ

"سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو موت کو لایا جائے گا وہ سیاہ آنکھوں والے مینڈھے کی مانند ہوگی۔ اس کو جنت اور جہنم کے درمیان

(۱۰۰٤۱) طبرانی کبیر: ۱۳۵۵۰.

(۱۰۰٤۲) بزار: ۳٤۷۰۔ وفيه عنبسة بن عبدالرحمن الامرى وهو مجمع على ضعفه، هيثمى: ۱۸۵٤۲.

(۱۰۰٤۳) بزار: ۳٤۷۱۔ وفيه عنبسة بن عبدالرحمن الامرى وهو مجمع على ضعفه، هيثمى: ۱۸۵٤۲.

(۱۰۰٤٤) ترمذى: ۲۵۵۸۔ صحيح، دون قوله فلو ان احدا: ۲۰۷۳۔ بخارى: ٤۷۳۰۔ مسلم: ۲۸٤۹۔ احمد: ۱۰٦۸۲.

وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ أَهْلُ النَّارِ. (رواه الترمذي: ٢٥٥٨)

کھڑا کر کے ذبح کیا جائے گا اور ہر دو فریق دیکھ رہے ہوں گے۔ پس اگر کوئی خوشی کی وجہ سے مرتا تو اہل جنت مر جاتے اور اگر کوئی غم کی وجہ سے مرتا تو اہل جہنم مر جاتے۔''

١٠٠٤٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ثُمَّ يُنَادِيْ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلَاءِ فِيْ غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾. (رواه البخاري: ٤٧٣٠)

''سیدنا ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا جس کی آنکھیں سیاہ ہوں گی پس منادی کرنے والا منادی کرے گا: اے اہل جنت! تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر دیکھیں گے تو وہ کہے گا: کیا تم اس کو پہچان سکتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور ہر ایک اس کو دیکھ ہی چکا ہے۔ پھر منادی کرنے والا اہل جہنم کو آواز دے گا تو وہ سر اُٹھا کر اس کو دیکھیں گے تو وہ ان کو کہے گا: کیا تم اس چیز کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں اور ہر ایک نے اس کو دیکھا ہوگا۔ پھر اس کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کیا جائے گا اور پھر کہا جائے گا: اے اہل جنت! ہمیشہ رہنا ہوگا پس اب موت نہیں آئے گی۔ اور اے اہل جہنم! ہمیشہ رہنا ہوگا اب مرنا نہیں ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی (اور ڈرا ان کو افسوس کے دن سے جب فیصلہ کیا جائے گا اور وہ غفلت میں ہوں گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور ہاتھ سے دنیا کی طرف اشارہ کیا۔''

شرح: ......لوگ تب جنت میں داخل ہوں گے جب اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے اور سب سے پہلے آپ ﷺ کی سفارش سے ہی در جنت کھولا جائے گا، اس میں آپ ﷺ کا ہی شرف ہے اور یہ شرف بھی آپ ﷺ ہی کو حاصل ہے کہ جنت میں سب سے پہلے آپ ہی کی امت داخل ہوگی۔

شفاعت کا لغوی معنی ہے، وسیلہ یا ذریعہ اور معروف یہ معنی ہے کہ دوسرے کے لیے خیر طلب کرنا۔

روز قیامت نبی ﷺ اللہ کی اجازت سے آٹھ مرتبہ شفاعت کریں گے، بعض سفارشوں میں آپ کی خصوصیت ہے اور بعض میں دوسرے بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں: (ا) شفاعت عظمیٰ: یہ مقام محمود پر ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ

(١٠٠٤٥) بخاري: ٤٧٣٠۔ مسلم: ٢٨٤٩۔ ترمذي: ٢٥٥٨۔ احمد: ١٠٦٨٢.

سفارش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کردیں، یہ سفارش آپ اس وقت کریں گے جب لوگ میدان محشر میں عرصہ دراز سرگرداں رہے ہوں گے، اور انبیائے کرام علیہم السلام کی جانب رجوع کریں گے اور وہ انکار کردیں گے تب آپ اللہ کے اذن سے سفارش کے لیے کھڑے ہوں گے۔

۲۔ شفاعت ہوگی کہ آپ حساب سے فراغت کے بعد اہل جنت کے جنت میں داخلے کی سفارش کریں گے۔

۳۔ شفاعت ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی کریں گے، یہ آپ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتا رکھا ہے کہ کافروں کو سفارش نفع نہ دے گی مگر آپ کافر چچا کے لیے تخفیف عذاب کی سفارش کریں گے، وہ قبول ہوگی۔ اول اور دوم دونوں سفارشیں بھی آپ کے ساتھ خاص ہیں یعنی اہل توحید کے لیے بھی آپ خصوصی سفارش کریں گے، یہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔

۴۔ ان کے بارے میں جو موحد ہوں گے اور نافرمان ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں سفارش کریں گے کہ انہیں اللہ کریم دوزخ میں داخل نہ کریں۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں جانے والے موحدوں کے لیے سفارش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ سے نکال دیں۔

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اہل جنت کے درجات کی بلندی کی شفاعت کریں گے۔

۷۔ ان کے بارے میں سفارش کریں گے جن کے نیک عمل اور برائیاں برابر ہوں گے جو کہ اصحاب اعراف ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں۔

۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے کہ بعض مومن جو بغیر حساب جنت میں جانے والے ہوں گے انہیں جنت میں داخل کردے۔

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا تھا، یہ آخری پانچ سفارشیں ایسی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، فرشتے اور صدیقین اور شہداء بھی کریں گے۔

اہل سنت والجماعت کا ان تمام سفارشوں پر یقین ہے لیکن دو شرطوں کے ساتھ ہوں گی۔

شرط ۱: اللہ تعالیٰ سفارش کرنے والے کو اجازت دیں گے تو وہ سفارش کرے گا۔ ارشاد باری ہے:

﴿مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ﴾ (البقرۃ: ۲۵۵)

''کون ہے جو اس کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔''

ارشاد گرامی ہے:

﴿مَا مِنۡ شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ﴾ (یونس: ۳)

''نہیں کوئی سفارش کرنے والا مگر اس کی اجازت کے بعد۔''

شرط۲: اور جس کے لیے سفارش کی جائے اس پر اللہ کی رضا ہو۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (الانبياء: ٢٨)

''اور نہیں وہ سفارش کریں گے مگر جسے اللہ پسند کرے گا۔''

یہ دونوں شرطیں اس آیت مبارکہ میں شامل ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰىo﴾ (النجم: ٢٦)

''آسمان میں کتنے فرشتے ہیں ان کی سفارش کچھ کام نہ آئے گی، مگر اللہ کی اجازت کے بعد اور جس کے لیے وہ پسند کرے گا۔''

ایک اعتراض معتزلہ فرقہ گمراہ یہ کہتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والے ایمانداروں کے لیے سفارش نہ ہوگی وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وہ اس سے دلیل لیتے ہیں:

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَo﴾ (المدثر: ٤٨)

''پس انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کام نہ آئے گی۔''

اس کا حل یہ ہے کہ یہ سفارش مفید نہ ہونا کفار کے لیے ہے جیسا کہ ہم نے اوپر قرآن وحدیث کے دلائل سے واضح کیا ہے، ایمانداروں کے لیے سفارش مفید ہوگی۔

سفارش کے بارے میں ایک نظریہ غلو پر مبنی ہے کہ اسے ہر کہہ وسر کے لیے ثابت کرتے ہیں جیسا کہ یہود ونصاریٰ، مشرک اور غالی صوفیاء اور قبر پرست ہیں، جسے چاہتے ہیں اسے سفارش قرار دے دیتے ہیں۔

دوسرا نظریہ سفارش کے منکر کا ہے جیسا کہ معتزلہ اور خارجی ہیں، یہ کبیرہ گناہ والوں کے لیے سفارش کا انکار کرتے ہیں۔ تیسرا نظریہ اہل سنت والجماعت کا ہے یہ کتاب وسنت میں وارد سفارش کے قائل ہیں جیسا کہ اوپر قرآنی اور حدیثی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ (شرح عقیدہ واسطیہ: ص ۱۵۵)

كِتَابُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَمَافِيْهِمَا

جنت اور جہنم اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس کا بیان

١٠٠٤٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام کو

(١٠٠٤٦) ابوداؤد: ٤٧٤٤۔ حسن صحيح، الباني: ٣٩٧٠۔ بخاری: ٦٤٨٧۔ ترمذی: ٢٥٦٠۔ نسائی: ٣٧٦٣۔ احمد: ٨٦٤٤.

لِجِبْرِيْلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَاجِبْرِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَاجِبْرِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَاجِبْرِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا. (رواه أبوداوٗد: ٤٧٤٤)

فرمایا: جا کر اس کو دیکھ۔ پس وہ گئے اور اس کو دیکھا اور پھر عرض کیا: تیری عزت کی قسم! جو اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہو گا، پھر اللہ نے اس کو مشقتوں کے پردے میں ڈھانپ دیا، اور فرمایا: جا کر اب دیکھ۔ اس نے دیکھا اور عرض کیا: تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی داخل نہ ہو گا۔ اور جب اللہ نے جہنم کو پیدا کیا تو جبرئیل کو فرمایا: جا کر اس کو دیکھ وہ گئے اور دیکھا پھر عرض کیا: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو بھی سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہو گا، تو اللہ نے اس کو خواہشات کے پردے میں ڈھانپ دیا، اور اس کو فرمایا: اب دیکھ تو اس نے دیکھا اور عرض کیا: تیری عزت کی قسم! اب میں ڈرتا ہوں اس سے کوئی نہ بچے گا اور ہر کوئی داخل ہو گا۔'' (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی)

١٠٠٤٧۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ. (رواه مسلم: ٢٨٢٣)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں آگ خواہشات کے ساتھ ڈھانپی گئی ہے اور جنت مشقتوں کے ساتھ ڈھانپی گئی ہے۔'' (الشیخان)

شرح: ...... یہ نہایت جامع اور بلیغ مثال ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کنارے ڈھانپنے کا فرما کر یہ ذہن نشین کرایا ہے کہ جنت تک رسائی تب ہی ممکن ہوگی جب مشقتوں اور شہوتوں اور نفسی میلان کو پھلانگا جائے اور شہوات کی اتباع دوزخ میں جانے کا باعث ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ شہوات سے اجتناب کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ پہلے کہا گیا تھا کہ جنت کا حسن دیکھ کر اور اس کی رونق کا نظارہ اتنا پر کشش ہے کہ ہر ایک اس میں داخلے کا لالچ کرے گا۔

جب اسے شرعی تکالیف جو کہ نفوس انسانی پر گراں گزرتی ہیں ان سے احاطہ کیا گیا تو پھر اس میں داخلہ مشکل نظر آیا۔

اور میلان نفس، شہوات ولذات کی بھرمار اور اطاعت شعاری میں سست روی انسان پر آسان ہے اس لیے کہا اس کا انجام دوزخ ہے۔ ان میں اس نظریہ کی بھی تردید ہے کہ جنت یا دوزخ ابھی پیدا نہیں ہوئے یہ قیامت کو پیدا ہوں گے۔ یہ غلط ہے بلکہ جنت اور دوزخ دونوں پیدا ہو چکے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۸۰)

(١٠٠٤٧) مسلم: ١٨٢٣۔ ترمذی: ٢٦٦٩۔ احمد: ١٣٢٥٩۔ دارمی: ٢٨٤٣.

١٠٠٤٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰی أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ. (رواه البخاری: ٦٤٨٨)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے جنت اس سے زیادہ قریب ہے اور جہنم بھی مثل اس کے ہے۔''

شرح: ......''شراک'' جوتے کے تسمہ کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ پاؤں باندھا جاتا ہے۔ مراد یہ بھی ہے کہ جنت اور دوزخ کو اتنا نزدیک تصور کرو۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اطاعت کے کام جنت میں پہنچاتے ہیں اور معصیت کاری دوزخ کے قریب کر دیتی ہے اور کبھی معمولی اطاعت کا کام جنت میں داخلے کا باعث ہو جاتا ہے اور کبھی چھوٹی سی نافرمانی دوزخ کا باعث بن جاتی ہے، لہٰذا اسے آسان نہ لیا جائے کہ کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھا جائے اور نہ چھوٹی سی شر کو اپنایا جائے۔

کیا معلوم کہ چھوٹی سی نیکی رحمت الٰہی میں جگہ دے دے اور چھوٹی سی برائی اللہ کی ناراضی کا سبب بن جائے۔

لہٰذا حسن قصد سے اور اطاعت شعاری سے جنت کا حصول ہو سکتا ہے اور ہوس پرستی اور معصیت سے دوزخ میں دخول ہو سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۲۱)

١٠٠٤٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ لَاتَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰی فِيْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰی يَضَعُ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا إِلٰی بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰی يُنْشِیءَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ. (رواه مسلم: ٢٨٤٨)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم میں لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی: کیا کچھ مزید ہے؟ پھر اللہ رب العزت اس میں قدم رکھے گا تو وہ سکڑ کر بعض دوسرے بعض جڑ جائے گی اور کہے گی: بس بس تیری عزت اور بخشش کی قسم اور جنت کا کچھ حصہ خالی رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے مخلوق پیدا کرے گا اور ان کو بقیہ جنت میں آباد کر دے گا۔''

١٠٠٥٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت اور جہنم کا جھگڑا ہوا تو آگ نے کہا: متکبر اور سرکش لوگوں کے ساتھ مجھے ترجیح دی گئی ہے تو جنت نے کہا: میرے لیے

(١٠٠٤٨) بخاری: ٦٤٨٨.

(١٠٠٤٩) مسلم: ٢٨٤٨۔ بخاری: ٤٨٤٨۔ ترمذی: ٣٢٧٢۔ احمد: ١٣٣٨٢.

(١٠٠٥٠) بخاری: ٤٨٥٠۔ مسلم: ٢٨٤٦۔ ترمذی: ٢٥٥٧۔ احمد: ١٠٢١٠.

وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِيءُ حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِيءُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنْشِيءُ لَهَا خَلْقًا. (رواه البخاري: ٤٨٥٠)

کیا حرج ہے، میرے اندر داخل نہیں ہوں گے مگر کمزور اور گرے پڑے لوگ اور سادے لوگ۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے، تیرے سبب میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور جہنم کو فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا عذاب دے دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کے بھر دینے کا سامان ہوگا پس آگ نہیں بھری جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں قدم کو رکھے گا تو آگ کہے گی: بس اور بس اور اس کا بعض حصہ بعض سے جڑ جائے گا اور اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور زائد جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا کرے گا۔'' (الشیخان، الترمذی)

شرح: ......لوگ اللہ کے قدم کی توجیہات بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد دوزخ کی طغیان طبعی ختم ہونا ہے اور مخلوق کا قدم مراد ہے وغیرہ یہ سب تاویلات فاسدہ ہیں۔

درست یہ ہے کہ ہمیں کسی تاویل کی ضرورت نہیں، ہر تاویل سے اللہ میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ کسی تاویل کے بغیر جو بھی حدیث میں آیا ہے جس طرح اللہ کی شان کے لائق ہے اسی طرح قدم اللہ کے لیے ثابت ہے اور وہ رکھیں گے اور دوزخ بس بس کہے گی، اس پر ایمان لانا واجب ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اسلاف رحمہم اللہ کا یہی نظریہ ہے، تاویل کرنا بدعت ہے۔ اور یہ تاویل بھی بدعت ہے کہ جنت اور دوزخ کا احتجاج کیسے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں میں یہ تمیز پیدا کر سکتا ہے کہ یہ احتجاج کریں اور بات کریں۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا، مزید عطا کرتا ہے جیسا کہ جنت کے لیے مخلوق تیار کرے گا اور انہیں بغیر عمل ہی جنت میں بسائے گا۔ اور جنت بھرنے کا وعدہ پورا کرے گا۔

لیکن دوزخ پر پاؤں رکھ کر اسے سکیڑ دے گا تا کہ اسے بھرنے کا وعدہ پورا کرے اور کسی مخلوق پر بغیر اس کے عمل کے زیادتی بھی نہ ہو۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۹۶)

١٠٠٥١ـعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ أَهْلُهَا

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم تو نہیں مریں گے اور نہ وہ زندہ

(١٠٠٥١) مسلم: ١٨٥ـ بخاری: ٤٧٣٠ـ ترمذی: ٢٥٦٢ـ نسائی: ١١٤٠ـ احمد: ١١٤٨٨ـ دارمی: ٢٨١٧.

فَإِنَّهُمْ لَايَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتّٰى إِذَا كَانُوْا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيْلَ يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ . (رواه مسلم: ۱۸۵)

ہوں گے لیکن وہ لوگ جن کو ان کے گناہوں کی وجہ سے آگ میں ڈالا گیا ان کو آگ یکبار ہی مار ڈالے گی اور وہ کوئلہ ہو کر رہ جائیں گے، پھر شفاعت کی اجازت ہوگی تو ان لوگوں کو جوق درجوق لاکر جنت کے دریاؤں میں ڈال دیا جائے گا پھر اہل جنت کو کہا جائے گا کہ ان پر چھڑکاؤ کرو تو وہ اس طرح اُگیں گے جس طرح سیلاب کی مٹی میں دانہ اُگتا ہے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: گویا رسول اللہ ﷺ جنگلوں میں رہتے رہے ہیں۔'' (مسلم)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ جو کفار ہوں گے اور ابدی دوزخی ہیں ان کی زندگی وہاں نہ تو مفید ہوگی نہ آرام دہ ہوگی جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى﴾ (الاعلیٰ: ۱۳)

''دوزخ میں نہ موت آئے گی نہ زندگی ہوگی۔''

ارشاد باری ہے:

﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾ (الفاطر: ۳۶)

''ان پر موت نہ آئے گی اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔''

اور جو جنتی ہوں گے وہ بھی ہمیشہ میں رہیں گے۔

لیکن گنہگار ایماندار جو بغیر توبہ فوت ہوں گے انہیں دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ ان کے عذاب کی مدت جب ختم ہوگی تو ایک لمحہ بھر میں اس کا احساس ختم ہو جائے گا۔ انہیں ایک لحظہ بھر بھی عذاب نہ ہوگا اور دوزخ سے نکال کر انہیں آب حیات سے نہلایا جائے گا اور انہیں مکمل قوت سے نوازا جائے گا اور جنت میں اعلیٰ مقام پر سرفراز کیا جائے گا۔ (شرح مسلم: ۱/۱۰۴)

۱۰۰۵۲۔عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن آگ سے خلاصی پائیں گے اور ان کو جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روک دیا جائے گا تو ایک دوسرے پر دنیا میں جو ظلم کیے تھے اس کا قصاص لیا جائے گا

(۱۰۰۵۲) بخاری: ۶۵۳۵۔ احمد: ۱۱۲۰۹.

فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ أَهْدٰى بِمَنْزِلَةٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا. (رواه البخاري: ٦٥٣٥)

اور جب وہ صاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ قسم اللہ کی! ہر ایک جنت میں اپنے گھر کا راستہ دنیا کے گھر سے زیادہ جانتا پہچانتا ہوگا۔"

١٠٠٥٣۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيْرُ قُلْتُ مَا الثَّعَارِيْرُ قَالَ الضَّغَابِيْسُ. (رواه البخاري: ٦٥٥٨)

"سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: شفاعت کے ذریعے جہنم سے ایسی قوم نکلے گی گویا وہ ککھڑے ہیں۔لوگوں نے کہا: ککھڑے کیسے؟ آپ نے فرمایا: لاغر ککھڑے۔"

شرح: ...... یعنی جب معاملات حشر طے پا جائیں گے اور جنتی جنت میں داخلہ کے لیے پل صراط سے گزر کر جنت کے دروازوں کے پاس جمع ہوں گے تو دنیا کی سب تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور ان کے دلوں کو کینہ سے پاک کر دیا جائے گا اور فرشتے انہیں رہنمائی کریں گے اور جنت میں داخل کریں گے تو یہاں وہاں ایسے اپنے ٹھکانے پہچان لیں گے جیسے دنیا میں اپنے گھروں کی پہچان رکھتے تھے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۹۹)

١٠٠٥٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ أَخْرِجُوْهُمَا فَلَمَّا أُخْرِجَا قَالَ لَهُمَا لِأَيِّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ إِنَّ رَحْمَتِيْ لَكُمَا أَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا أَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيَنْطَلِقَانِ فَيُلْقِيَ أَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَيَجْعَلُهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا وَيَقُوْمُ الْآخَرُ فَلَا يُلْقِيْ نَفْسَهٗ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ مَا مَنَعَكَ أَنْ

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے جو آگ میں داخل ہوں گے دو مرد بہت چیخیں چلائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان دونوں کو نکالو، پھر ان دونوں سے کہے گا: تمہاری شدید چیخ وپکار کس وجہ سے ہے تو وہ کہیں گے: یہ اس لیے تاکہ تو ہم پر رحم فرما دے (اللہ) فرمائے گا: تمہارے اُوپر میری رحمت یہ ہے کہ تم دونوں جاؤ اور آپ کو جہاں تم تھے وہیں آگ میں پھینک دو تو وہ دونوں جائیں گے اور ایک ان میں سے جلدی اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے گا اور وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامت بن جائے گی اور دوسرا جا کر آگ کے اوپر ٹھہر جائے گا اور آگ میں اپنے

(١٠٠٥٣) بخاری: ٦٥٥٨۔ مسلم: ١٩١۔ ترمذی: ٢٥٩٧۔ احمد: ١٤٦٣٠.

(١٠٠٥٤) ترمذی: ٢٥٩٩۔ ضعیف، البانی: ٤٨٧.

تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا أَلْقٰى صَاحِبُكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ إِنِّيْ لَأَرْجُو أَنْ لَاتُعِيْدَنِيْ فِيْهَا بَعْدَ مَا أَخْرَجْتَنِيْ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ لَكَ رَجَاؤُكَ فَيَدْخُلَانِ جَمِيْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ. (رواه الترمذي: ٢٥٩٩)

آپ کو نہیں ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے آگ میں گرنے سے کون سی چیز منع کرتی ہے جیسے تیرے ساتھی نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال لیا ہے؟ تو وہ کہے گا: اے رب تعالیٰ! میں امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے نکال کر دوبارہ آگ میں نہیں ڈالے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیری امید تجھے مل جائے گی۔ پس وہ دونوں جنت میں اللہ کی رحمت کے ساتھ داخل ہو جائیں گے۔'' (ترمذی)

١٠٠٥٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَاابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَاوَاللّٰهِ يَارَبِّ وَيُؤْتٰى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَاابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَاوَاللّٰهِ يَارَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ. (رواه مسلم: ٢٨٠٧)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم سے وہ شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ ناز و نعمت میں پلا تھا۔ اس کو ایک بار آگ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس کو کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا دنیا میں تو نے کوئی خوشی دیکھی ہے اور کسی نعمت سے لطف اُٹھایا ہے؟ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! قسم اللہ کی! گویا میں نے کوئی بھلائی نہیں دیکھی اور اہل جنت میں سے ایک تنگ دست انسان کو بلایا جائے گا۔ اور ایک بار اس کو جنت میں سے گزار دیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کوئی بھوک پیاس دیکھی ہے اور کبھی تیرے اوپر کوئی پریشانی گذری ہے؟ تو وہ کہے گا: ہرگز نہیں اللہ کی قسم! اے میرے ربّ! میرے پاس سے تو بھوک پیاس اور شدت گذری بھی نہیں ہے۔'' (مسلم)

١٠٠٥٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جہنم والوں میں سے سب سے آخر میں نکلنے والے کو جانتا ہوں اور وہ جنت میں داخل ہونے والوں میں سے سب سے آخر میں ہو گا۔ ایک مرد ہو گا جو جہنم سے

(١٠٠٥٥) مسلم: ٢٨٠٧۔ احمد: ١٢٦٩٩.

(١٠٠٥٦) مسلم: ١٨٦۔ بخاری: ٦٥٧١۔ ترمذی: ٢٥٩٥۔ ابن ماجه: ٤٣٣٩۔ احمد: ٤٣٧٧.

اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ أَتَسْخَرُ بِيْ أَوْ أَتَضْحَكُ بِيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً. (رواه مسلم: ١٨٦)

جسم کو گھسیٹ کر نکلے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو جا جب وہ جنت کے پاس آئے گا تو اس کو یوں محسوس ہوگا جیسے جنت بھر چکا ہے تو وہ واپس لوٹ جائے گا اور کہے گا: اے اللہ! وہ تو بھر چکا ہے پس اللہ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو تیرے لیے دنیا اور اس کے دس مثل ہر چیز موجود ہے تو وہ کہے گا: اے اللہ! تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے، تو میرے ساتھ ہنستا ہے اور تو بادشاہ ہے راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کے پچھلے دانت ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''یہ شخص جنت میں کم تر درجے والا ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

١٠٠٥٧ـعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَيَكْبُوْا مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا مَاجَاوَزَهَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَاابْنَ آدَمَ لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَارَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ أَنْ لَايَسْأَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِأَنَّهٗ يَرٰى مَالَاصَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں جو مرد سب سے آخر میں داخل ہوگا وہ کبھی چلے گا اور کبھی منہ کے بل گر جائے گا اور کبھی اس پر آگ حملہ آور ہوگی۔ جب وہ آگ سے گذرے گا تو آگ کی طرف منہ کر کے کہے گا: برکت والا ہے وہ اللہ جس نے مجھے تجھ سے نجات بخشی۔ اللہ نے مجھے وہ کچھ دے دیا جو پہلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ پھر اس کے سامنے ایک درخت آئے گا، پس وہ کہے گا: یا اللہ! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تا کہ میں اس کے قریب رہوں اور اس کا پانی پیو۔ اللہ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے وہ دے دیا تو تو کچھ اور مانگے گا تو وہ کہے گا: نہیں اے میرے پروردگار! اور وہ وعدہ کرے گا کہ اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا

(١٠٠٥٧) مسلم: ١٨٧ـ بخاری: ٦٥٧١ـ ترمذی: ٢٥٩٥ـ ابن ماجہ: ٤٣٣٩ـ احمد: ٣٨٨٩.

اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اس پر وہ صبر نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو درخت کے قریب کر دے گا تو وہ اس کے سائے میں بیٹھے گا۔ اور اس کا پانی پئے گا، پھر اس کو درخت نظر آئے گا جو پہلے سے بہتر اور اچھا ہوگا تو وہ کہے گا: اے میرے رب! تو مجھے اس کے قریب کر دے تا کہ میں اس کے پانی پیوں اور اس کے سائے میں رہوں اور اس کے سوا تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا تو اللہ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اس کے سوا تو مجھ سے کچھ نہیں مانگے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے اس کے قریب کر دیا تو تو کچھ اور مانگے گا۔ تو وہ وعدہ کرے گا کہ اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر صبر نہیں کرے گا پس اس درخت کے قریب کر دے گا تو وہ اس کے سائے میں بیٹھے گا اور اس کا پانی استعمال کرے گا، پھر اس کو جنت کے دروازے پر درخت نظر آئے گا اور وہ پہلے دونوں سے زیادہ اچھا ہوگا تو وہ کہے گا: یا اللہ! مجھے اس درخت کے سائے میں لے چل تا کہ میں اس کا پانی پیو اور اس کے سوا تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا تو اللہ فرمائے گا: اے ابن آدم! تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ تو مجھ سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا، تو وہ کہے گا: ہاں اے میرے ربّ! اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرئے گا اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ صبر نہیں کرسکتا ہے تو اس درخت کے قریب کر دے گا۔ اور جب وہ اس کے قریب جائے گا تو اس کو اہل جنت کی آواز سنائی دے گی تو وہ کہے گا: اے اللہ! مجھے اس میں داخل کر دے پس اللہ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو مجھ سے راضی ہوگا اگر میں تجھے دنیا اور اس کی مثل دے دوں تو وہ

مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءِ هَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُوْلٰى فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهٖ لِأَشْرَبَ مِنْ مَاءِ هَا وَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَاابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ أَنْ لَا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّي إِنْ أَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهَا أَنْ لَا يَسْأَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِأَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءِ هَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهٖ لِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَاءِ هَا لَاأَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَاابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ أَنْ لَا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَارَبِّ هٰذِهٖ لَاأَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِأَنَّهٗ يَرٰى مَا لَاصَبْرَ لَهٗ عَلَيْهَا فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ آدَمَ مَايَصْرِيْنِي مِنْكَ أَيُرْضِيْكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ يَارَبِّ أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُوْنِيْ مِمَّ أَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ قَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ أَتَسْتَهْزِئُ

مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ لَا أَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ. (رواه مسلم: ١٨٧)

کہے گا: اے میرے رب! کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے اور تو ربّ العالمین ہے۔ پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس دیے اور کہا کہ تم مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ کیوں ہنستے ہیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح ہنسے تھے تو لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کیوں ہنسے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں رب العالمین کے ہنسنے کی وجہ سے ہنسا ہوں۔ جب اس شخص نے کہا: تو مجھ سے مذاق کرتا ہے اور تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ فرمائے گا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا لیکن میں جو چاہتا ہوں اس پر قادر ہوں۔'' (مسلم)

شرح: ......یعنی وہ اتنا خوش ہوگا کہ اسے مسرت کی وجہ سے یہ خیال نہ رہے گا کہ میں کس سے بات کر رہا ہوں اور وہ اتنا حیرت میں ہوگا اور اللہ پاک کے اس احسان پر اتنا زیادہ مانوس ہوگا کہ وہ اس سے گھل مل کر باتیں کرے گا کہ میں تو دنیا میں سستی و کاہلی کا شکار رہا ہوں۔ اب میرا رب مجھے اتنا کچھ دے رہا ہے، اس لیے یہ تکرار کرے گا لیکن اللہ کا کرم دیکھئے کہ وہ اس کی اس حیرت پر کتنا ہنس رہا ہے، جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ وہ ہنستا ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ (فتح الباری: ۱۱/۴۴۴)

١٠٠٥٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْئًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْئًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا. (رواه البخاري: ٣٢٦٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ آگ جو تم دنیا میں استعمال کرتے ہو وہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم یہی آگ کافی تھی پس آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آگ اس سے زیادہ ہے آگ پر فضیلت دی گئی ہے انہتر گنا کے ساتھ۔ ہر حصے کی حرارت اس جیسی ہے۔''

شرح: ......کسی روایت میں سو گنا بھی آتا ہے، مطابقت یوں ہے کہ مقصد مبالغہ اور کثرت ہے، خاص تعداد بتانا نہیں۔ اور بتایا ہے کہ جو آگ دنیا میں ہے نافرمانوں کو سزا دینے کے لیے یہی کافی ہے۔ وہ تو پھر اتنی زیادہ شدید ہوگی وہ کیسے برداشت ہوگی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۷۵)

(١٠٠٥٨) بخاري: ٣٢٦٥.

١٠٠٥٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُوْقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ. (رواه الترمذي: ٢٥٩١)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہزار سال آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال اس کو جلایا گیا تو وہ سفید ہوگئی، پھر اس کو ہزار سال جلایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ نہایت ہی سیاہ آگ ہے۔''

١٠٠٦٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْآنَ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى قَعْرِهَا. (رواه مسلم: ٢٨٤٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جو ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا ہے اور وہ آج تک نیچے ہی گرتا چلا گیا ہے اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔'' (مسلم)

١٠٠٦١۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ أَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهِ وَأَشَارَ إِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ أَرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ هِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا. (رواه الترمذي: ٢٥٨٨)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا ہے کہ اگر اس ٹھوس پتھر کے مثل اور اشارہ کیا ایک گول پتھر کی طرف، آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے جو پانچ سو سال کا راستہ ہے تو وہ رات تک زمین تک پہنچ جائے گا اور اگر اس کو جہنم کی ایک زنجیر کے ایک طرف سے گرایا جائے تو چالیس سال اس کی گہرائی تک پہنچنے میں لگ جائیں گے۔''

١٠٠٦٢۔ وَبِهٰذَ الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِسُرَادِقِ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مِثْلُ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً. (رواه الترمذي: ٩٩٩٨)

''اس سند سے نبی کریم ﷺ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ آگ کے کناروں پر چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کا راستہ ہے۔''

(١٠٠٥٩) ترمذي: ٢٥٩١۔ ضعيف، البانی: ٤٨٥.

(١٠٠٦٠) مسلم: ٢٨٤٤۔ احمد: ٨٦٢٢.

(١٠٠٦١) ترمذي: ٢٥٨٨۔ ضعيف، البانی: ٤٨٤۔ احمد: ٦٨١٧.

(١٠٠٦٢) ترمذي: ٩٩٨٨۔ ضعيف، البانی: ٤٧٩.

١٠٠٦٣ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْوَيْلُ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَهْوِيْ فِيْهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهٗ. (رواه الترمذي: ٣١٦٤)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ویل ہے۔ کافر اس میں چالیس سال تک لٹکتا رہے گا، پھر بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔''

١٠٠٦٤ـ وبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا. (رواه الترمذي: ٢٥٨٤)

''اور وہی مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر ایک ڈول اس وادی کی پیپ کا دنیا میں بہایا جائے تو تمام اہل دنیا ہلاک ہو جائیں۔''

١٠٠٦٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿ إِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ أَنْ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ عَلٰى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايَشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُوْنُ طَعَامَهٗ. (رواه الترمذي: ٢٥٨٥)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی (اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو مسلمان ہی مرو) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر زقوم درخت کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو ساری دنیا کی زندگی تباہ ہو جائے تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی یہی ہوگی۔'' (ترمذی)

١٠٠٦٦ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ حَدَّثَنِيْ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ وَادِيًا يُقَالُ لَهٗ هَبْهَبُ يَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. (رواه الدارمي: ٢٨١٦ بضعف)

''ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ھبھب کہتے ہیں اس میں ہر جابر جائے گا پس تم اپنے آپ کو جابر بننے سے بچاؤ۔'' (یہ دارمی کی روایت ہے سند ضعیف)

١٠٠٦٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

(١٠٠٦٣) ترمذي: ٣١٦٤ـ ضعيف، البانی: ٦١٧ـ احمد: ١١٣١٥.
(١٠٠٦٤) ترمذي: ٢٥٨٤ـ ضعيف، البانی: ٤٨٠.
(١٠٠٦٥) ترمذي: ٢٥٨٥ـ ضعيف، البانی: ٤٨١ـ ابن ماجه: ٤٣٢٥ـ احمد: ٢٧٣٠.
(١٠٠٦٦) دارمي: ٢٨١٦.
(١٠٠٦٧) بخاري: ٥٣٧ـ مسلم: ٦١٥ـ ابوداؤد: ٤٠٢ـ ترمذي: ١٥٧ـ نسائي: ٥٠٠ـ ابن ماجه: ٤٣١٩ـ احمد: ١٠٢١٤ـ دارمي: ١٢٠٧ـ مؤطا: ٢٨.

قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَارَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَاتَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ. (رواه البخاري: ٥٣٧)

فرمایا: آگ نے اپنے رب سے شکایت کی اور اس نے کہا: اے میرے ربّ! میرا بعض حصے نے بعض کو کھا دیا ہے۔ اللہ نے اس کو دو سانس کی اجازت دے دی، ایک موسم گرما میں اور ایک موسم سرما میں۔ چنانچہ وہ زیادہ سخت ہے اس سے جو تم گرمی محسوس کرتے ہو اور زیادہ سخت ہے جو تم سردی محسوس کرتے ہو۔''

شرح:...... آگ کے شکایت کرنے کو حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی استحالہ نہیں، کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

اور دوزخ کے ایک دوسرے کو کھانے سے مراد ہے کہ ایک حصہ دوسرے حصہ پر غالب آ رہا ہے یعنی شدید ہے اور دوزخ کی آگ مزاحمت کر رہی ہے۔ اور دوزخ کی سانس سے گرمی میں شدت اور کمی آ رہی ہے اور دن میں اس کی شدت بڑھ جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۹)

١٠٠٦٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُوْلُ إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ. (رواه الترمذي: ٢٥٧٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے وہ دیکھے گا اور اس کے دو کان ہوں گے جس سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ گفتگو کرے گی اور کہے گی: مجھے تین آدمیوں پر معمور کیا گیا ہے ایک وہ جس نے اللہ کے ساتھ معبود تجویز کیا ہے اور دوسرا ہر جابر عناد کرنے والا اور تیسرا تصویر بنانے والا۔'' (ترمذی)

١٠٠٦٩ـ وَلِرَزِيْنٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَهَا عَيْنَانِ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتُمْ قَوْلَ اللّٰهِ ﴿إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيْرًا﴾ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ لَهُ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، بِنَحْوِهِ

''رزین کی روایت ہے: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو وہ جہنم کی دو آنکھوں کے سامنے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی دو آنکھیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا (جب جہنم دیکھے گی ان کو دور مقام سے تو لوگ سنیں گے اس کا غصہ اور آواز) جہنم کی آگ سے گردن نکلے گی۔''

(١٠٠٦٨) ترمذي: ٢٥٧٤ـ صحيح، الباني: ٢٠٣٨ـ احمد: ٨٢٢٥.

(١٠٠٦٩) رزين.

شرح: ......مراد ہے دوزخ سے ایک آگ کا ٹکڑا نکلے گا جو لمبی گردن کی مانند ہوگا جو ہر سرکش اور راہِ راست سے پھر جانے والے اور حق معلوم ہونے کے باوجود اسے رد کرنے والے اور مصور کو تاک تاک کر گرفت میں لے گا۔

(جائزۃ الاحوذی:۳/ ٦٦٧)

١٠٠٧٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا. (رواه مسلم: ٢٨٤٢)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اس دن جہنم کو لایا جائے گا اور اس کے لیے ستر ہزار لگام ڈالی جائے گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتہ اس کو کھینچتا ہوگا۔'' (مسلم اور ترمذی)

شرح: ...... یہ فرشتے دوزخ کو لگاموں میں سے کھینچ کر اس لیے میدان محشر میں لائیں گے تاکہ مجرموں کو مرعوب کریں اور لوگ اسے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ٦٦٧)

١٠٠٧١۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ أَدْنٰى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ دِمَاغُهٗ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ. (رواه مسلم: ٢١١)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم میں سے کم تر عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے ڈالے جائیں گے اور جوتوں کی حرارت سے اس کا دماغ ابلتا ہوگا۔''

١٠٠٧٢۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى تَرْقُوْتِهٖ. (رواه مسلم: ٢٨٤٥)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بعض لوگوں کو ٹخنوں تک آگ پہنچے گی اور بعض کو کمر تک پہنچے گی اور بعض کو گلے تک جا پہنچے گی۔''

شرح: ......١۔ یہ بتایا گیا ہے کہ کافر دوزخ سے نہ نکالا جائے گا، عذاب میں سفارش کی وجہ سے تخفیف ہوگی۔ یہ بھی آپ ﷺ کے لیے خاص شرف ہے کہ آپ کی سفارش سے چچا کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل نار کے عذاب میں اسی طرح تفاوت ہے جس طرح اہل جنت کے درجات وانعامات میں فرق ہے۔ (شرح مسلم:۱/ ۱۱۵)

(١٠٠٧٠) مسلم: ٢٨٤٢۔ ترمذی: ٢٥٧٣.

(١٠٠٧١) مسلم: ٢١١۔ احمد: ١١٣٣٠.

(١٠٠٧٢) مسلم: ٢٨٤٥۔ احمد: ١٩٥٩٧.

١٠٠٧٣ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُلْقٰى عَلٰى أَهْلِ النَّارِ الْجُوْعَ فَيَعْدِلُ مَاهُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِنْ ضَرِيْعٍ لَايُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِيْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغَصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وَجُوْهِهِمْ شَوَتْ وَجُوْهُهُمْ فَإِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَافِيْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿أَلَمْ تَكُ تَأْتِيْكُمْ رَسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ إِلَّا فِيْ ظَلَالٍ﴾ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ ﴿يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ ﴿إِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ﴾ قَالَ الْأَعْمَشُ نُبِّئْتُ أَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَبَيْنَ إِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا أَحَدًا خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُوْنَ﴾ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ ﴿اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ﴾ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم پر بھوک کا عذاب ڈالا جائے گا تو یہ عذاب بھی اس کے مساوی ہو گا جس میں پہلے سے مبتلا ہیں۔ وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں تھوہر کا کھانا دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک ختم کرے گا پھر وہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو گلے میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا تو وہ یاد کریں گے کہ گلے میں اٹکنے والی چیز کو مشروب کے ساتھ اتارتے تھے۔تو وہ پانی طلب کریں گے پس لوہے کی سلاخوں میں پکڑ اکر ان کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ جب وہ ان کے منہ کے قریب ہو گا تو ان کے جڑوں کو بھون دے گا اور پھر کہنے والے ان کو کہیں گے: (کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے تو وہ کہیں گے: ضرور آئے تھے تو وہ کہیں گے: تم ہی پکارو اور نہیں ہے کافروں کی پکار مگر گمراہی میں تو جہنمی کہیں گے: مالک داروغہ جہنم کو پکارو پس وہ کہیں گے: اے مالک! چاہیے تیرا رب ہمارے اوپر موت ڈال دے) تو وہ ان کو جواب دے گا (یقیناً تم ٹھہرنے والے ہو) امام اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے خبر دی گئی ہے کہ اہل جہنم کے پکارنے اور مالک کے جواب دینے کے درمیان ایک ہزار سال کا وقفہ ہو گا۔جہنم والے کہیں گے: اپنے رب ہی کو پکارو اس سے اچھا تمہیں کوئی نہیں ملے گا تو وہ کہیں گے: (اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدنصیبی غالب آ گی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر ہم دوبارہ لوٹیں گے تو ہم ظالم ہوں گے) تو وہ ان کو جواب دے گا: اس میں دفع ہو جاؤ اور مجھ سے کلام ہی نہ کرو پس اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اب وہ چیخیں گے ،افسوس

(١٠٠٧٣) ترمذی: ٢٥٨٦ـ ضعيف، البانی: ٤٨٢.

وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَأْخُذُوْنَ فِيْ الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ. (رواه الترمذي: ٢٥٨٦)

کریں گے اور کہیں گے: ہلاکت ہے۔''

١٠٠٧٤ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُءُ وْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ إِلٰى جَوْفِهِ فَيَسْلِتُ مَافِيْ جَوْفِهِ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ [يُعَادُ] كَمَا كَانَ. (رواه الترمذي: ٢٥٨٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھولتا پانی اوپر ڈالا جائے گا اور وہ بدن میں گھس کر پیٹ تک پہنچ جائے گا اور جو اس کے پیٹ میں ہوگا وہ اس کے قدموں میں اتر جائے گا اور وہ پگھل جائے گا اور پھر لوٹ آئے گا جیسا پہلے تھے۔''

١٠٠٧٥ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضِرْسُ الْكَافِرِ أَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ. (رواه مسلم: ٢٨٥١)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کافر کا پچھلا دانت یا اس کے انیاب احد کی مثل ہوں گے اور اس کی کھال سخت ہوگی اور اس کی موٹائی تین ایام کی مسافت کے برابر ہوگی۔'' (مسلم)

١٠٠٧٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ وَفَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ. (رواه الترمذي: ٢٥٧٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کافر کے پچھلے دانت قیامت کے دن احد کے مثل ہوں گے اور اس کی ران، بیضا پہاڑ کی مثل ہوگی اور مقعد آگ سے ہوگی اور تین ایام کی مسافت کے برابر ہوگی جیسے مدینہ سے مقام ربذہ ہے۔یعنی مدینہ اور ربذہ کا فاصلہ اور بیضا پہاڑ ہے اور کہا گیا: مغرب میں ایک شہر کا نام بیضاء ہے۔''

١٠٠٧٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَإِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ أُحُدٍ وَإِنَّ مَجْلِسَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ. (رواه الترمذي: ٢٥٧٧)

''اور اس کی ایک روایت میں ہے: کافر کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی اور اس کی داڑھ احد کی مثل ہوگی اور اس کی بیٹھنے کی جگہ جہنم میں مکہ اور مدینہ کے درمیان کے فاصلے کے برابر ہوگی۔''

(١٠٠٧٤) ترمذي: ٢٥٨٢ـ ضعيف، الباني: ٤٧٦ـ احمد: ٨٦٤٧.

(١٠٠٧٥) مسلم: ٢٨٥١ـ بخاري: ٦٥٥٣ـ ترمذي: ٢٥٧٩ـ احمد: ٨٢٠٥.

(١٠٠٧٦) ترمذي: ٢٥٧٨ـ حسن، الباني: ٢٠٨٥ـ مسلم: ٢٨٥١ـ احمد: ١٠٥٤٨.

(١٠٠٧٧) ترمذي: ٢٥٧٧ـ صحيح، الباني: ٢٠٨٧ـ مسلم: ٢٨٥١ـ احمد: ١٠٥٤٨.

١٠٠٧٨ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ . (رواه مسلم: ٢٨٥٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جہنم میں کافر کے دو شانوں کے درمیان تیز چلنے والے سوار کے لیے تین دن کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا۔''

١٠٠٧٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ . (رواه الترمذي: ٢٥٨٠)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر اپنی زبان ایک یا دو میل تک نکال کر کھینچتا جائے گا اور لوگ اُوپر پاؤں رکھیں گے۔''

شرح:...... ان صحیح احادیث میں جو بھی دوزخی کے جثہ کے متعلق بیان ہوا ہے سب درست ہے۔ یہ اللہ کی قدرت میں ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے، کافر کی اذیت کے لیے سب ممکن ہے۔ (تحفۃ الاحوذی:۳/۳۴۲)

١٠٠٨٠ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُلْقٰى إِبْرَاهِيْمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهُ إِبْرَاهِيْمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ أَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ إِبْرَاهِيْمُ يَارَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ أَنْ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزٰى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَاإِبْرَاهِيْمُ مَاتَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُلْتَطِخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ . (رواه البخاري: ٣٣٥٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو دیکھیں گے۔ اس پر گرد وغبار اور سیاہی چڑھی ہوگی تو اس کو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر تو ان کا باپ کہے گا: آج کے دن میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا تو کونسی رسوائی میرے باپ کی رسوائی سے زیادہ ہوسکتی ہے؟ تو اللہ فرمائے گا: میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے، پھر اللہ فرمائے گا ابراہیم علیہ السلام کو اے ابراہیم! اپنے پاؤں تلے دیکھ تو وہ دیکھیں گے تو خون میں لپٹا ہوا ذبح کیا ہوا نظر آئے گا اور اس کو چاروں اعضاء سے پکڑ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔'' (البخاری)

شرح:...... اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام جو قرآن میں آیا ہے، وہی نام حدیث میں ہے۔

۲۔ عذاب میں مبتلا کرنے کے لیے آزر کو بجو کی شکل میں بنایا گیا ہے، کتے اور خنزیر کی شکل میں نہیں بنایا گیا۔

(١٠٠٧٨) مسلم: ٢٨٥٢ـ بخاري: ٦٥٥٣.

(١٠٠٧٩) ترمذي: ٢٥٨٠ـ ضعيف، الباني: ٤٧٤ـ احمد: ٥٦٣٨.

(١٠٠٨٠) بخاري: ٣٣٥٠.

وجہ یہ ہے کہ یہ احمق جانور ہے، آزر بھی احمق ترین تھا کہ اپنے بیٹے سے توحید اور حقانیت کے واضح دلائل دیکھنے کے باوجود ان پر ایمان نہ لایا تھا اور کفر میں ہی مرا، اس نے کفر پر اصرار کیا۔ یہ ذلیل حرکت ہے، اسے عذاب بھی رسوا کن ہونا تھا۔

ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے تو پھر بھی باپ کی رسوائی کا معاملہ سامنے رکھ دیا۔ اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّ عَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ (التوبة: ١١٤)

''نہیں تھا استغفار ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مگر وعدہ تھا جو انہوں نے اپنے باپ سے کیا تھا، جب ان کے لیے یہ ظاہر ہوا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہوئے۔''

جب قرآن کہتا ہے یہ بیزار ہوئے تو اب اس باپ کے لیے کیسے کہہ سکتے تھے۔

اس کا حل: بات تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے کس وقت باپ سے بیزاری کا اظہار کیا تھا، مفسرین کا اس میں اختلاف ہے، ایک قول ہے کہ جب آزر حالت شرک میں مرا تو دنیا کی زندگی ہی میں اس سے براءت کر دی تھی، زندگی تک اس کے لیے استغفار کیا جب وہ مرا تو استغفار روک دیا۔

دوسرا قول ہے کہ جب وہ مسخ ہوا تو قیامت کے دن اس سے مایوس ہوکر براءت کا اظہار کیا۔

ان میں مطابقت یوں ہوگی کہ جب باپ مشرک مرا تو براءت کا اظہار کیا اور استغفار چھوڑ دیا، اور جب اسے روز قیامت دیکھا تو پھر رحم آ گیا تو اللہ سے اس کے لیے التجاء کی۔ جب دیکھا کہ وہ بجو بنا دیا گیا ہے تو ہمیشہ کے لیے براءت کا اظہار کر دیا اور جب اس کی صورت بدل گئی تو رسوائی کا معاملہ نہ رہا، اللہ کا مشرک کو نہ بخشنے کی وعید بھی پوری ہوگئی اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے جو رسوا نہ کرنے کا وعدہ تھا وہ بھی پورا کر دیا، ہر اعتراض کا حل پیش کر دیا ہے۔ (الحمدللہ) (فتح الباری: ٨/ ٥٠٠)

١٠٠٨١ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ [نُوْرَانِ] عَقِيْرَانِ فِيْ النَّارِ. (للموصلي: ٤١١٦ بلين)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: سورج اور چاند جہنم میں سینگ مارنے والے دو بیل بن جائیں گے۔'' (الموصلی سند کمزور)

١٠٠٨٢ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: عُمَرُ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مکھی کی عمر چالیس

(١٠٠٨١) موصلي: ٤١١٦ـ وفيه ضعفاء قد وثقوا، هيثمي: ١٨٥٩٩.
(١٠٠٨٢) موصلي: ٤٢٣١ـ ورجاله ثقات هيثمي: ١٣٣٨٧.

الذُّبَابِ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً وَالذُّبَابُ كُلُّهٗ فِيْ النَّارِ إِلَّا النَّحْلُ . (للموصلى: ٤٢٣١)

رات ہوتی ہے اور تمام مکھیاں آگ میں ڈالی جائیں گی، شہد کی مکھی کے سوا۔''

١٠٠٨٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهٗ: لَوْ كَانَ فِيْ هَذَا الْمَسْجِدِ مِئَةُ أَوْ يَزِيْدُوْنَ ، وَفِيْهِ رَجُلٌ مِنَ النَّارِ فَتَنَفَّسَ فَأَصَابَ نَفَسَهٗ، لَأَحْتَرَقَ الْمَسْجِدَ وَمَنْ فِيْهِ. (للموصلى: ٦٦٧٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ انسان ہوں تو اہل جہنم میں سے کوئی مرد سانس لے لے اور اس کا سانس مسجد میں آ جائے تو مسجد کو اور جو لوگ مسجد میں ہیں سب کو جلا ڈالے۔'' (یہ دو موصلی کی روایات ہیں)

١٠٠٨٤ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ مِقْمَعًا مِنْ حَدِيْدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ فَاجْتَمَعَ لَهُ الثَّقَلَانِ مَاأَقَلُّوْهُ مِنَ الْأَرْضِ . (رواه أحمد: ٢٧٦٢٣ والموصلى بلين)

''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں، اگر ایک سلاخ لوہے کی زمین پر رکھ دی جائے اور جن وانس مل کر اُٹھانا چاہیں تو وہ اس کو زمین سے نہیں اُٹھا سکیں گے۔'' (الموصلی سند کمزور)

١٠٠٨٥ـعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: جَآءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ حِيْنِهٖ كَانَ يَأْتِيْهِ فِيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَاجِبْرِيْلُ مَالِيْ أَرَاكَ مُتَغَيِّرَ اللَّوْنِ؟ فَقَالَ: مَاجِئْتُكَ حَتَّى أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَفَاتِيْحِ النَّارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَاجِبْرِيْلُ، صِفْ لِيَ النَّارَ وَانْعَتَ لِيْ جَهَنَّمَ ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَ بِجَهَنَّمَ فَأُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى اِبْيَضَّتْ ، ثُمَّ أُمَرَ فَأُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى اِحْمَرَّتْ ، ثُمَّ أَمَرَ فَأُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ ، فَهِيَ

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل صلوۃ والسلام نبی ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لائے جس وقت وہ نہیں آیا کرتے تھے۔ نبی ﷺ ان کی طرف اُٹھے اور فرمایا: اے جبرائیل کیا وجہ ہے میں تیرا رنگ تبدیل پاتا ہوں؟ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی چابیوں کا حکم نہیں دیا پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! ہمارے لیے جہنم کو بیان کرانہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جہنم پر ایک ہزار سال آگ جلائی تو وہ سفید ہو گیا پھر حکم دیا تو ایک ہزار سال آگ جلائی تو وہ سرخ ہو گیا، پھر حکم دیا اور اس پر آگ ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو وہ سیاہ ہو گیا اب وہ بالکل سیاہ ہے نہ تو اس کی چنگاری روشنی دیتی ہے اور نہ

(١٠٠٨٣) موصلى: ٦٦٧٠ـ عن شيخه اسحاق ولم ينسبه فان كان ابن راهويه فرجاله رجال الصحيح وان كان غيره فلم اعرفه، هيثمى: ١٨٦٠٢.

(١٠٠٨٤) احمد: ٢٧٦٢٣ـ موصلى وفيه ضعفاء قد وثقوا: ١٨٥٨٣ـ هيثمى.

(١٠٠٨٥) طبرانى اوسط وفيه سلام الطويل وهو مجمع على ضعفه، هيثمى: ١٨٥٧٣.

سَوْدَآءُ مُظْلَمَةٌ لاَيُضِيْءُ شَرَرُهَا وَلاَيُطْفَأُ لَهْبُهَا . (للأوسط)

اس کے شعلے بند ہوتے ہیں۔

۱۰۰۸۶۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلاَطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصَبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ دَخَلَهَا يَنْعَمُ لَايَبْأَسُ وَيَخْلُدُ لَايَمُوْتُ لَاتَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَايَفْنٰى شَبَابُهُمْ . (رواه الترمذي: ۲۵۲۵)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مخلوق کس چیز سے بنائی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی سے، میں نے عرض کیا: جنت کی عمارتیں کس چیز سے بنائی گئی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک اینٹ چاندی ہے اور ایک اینٹ سونے سے اور ان کے لیے (گارا) مسالہ خالص کستوری ہے اور اس کی ریت موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی خاک زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہوگا وہ نعمت میں رہے گا اور وہ پرانا نہ ہوگا اور وہ ہمیشہ رہے گا اور وہ نہیں مرے گا اور نہ اُن کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ان کی جوانی ختم ہوگی۔''

۱۰۰۸۷۔عَنْ ثُمَامَةِ بْنِ عُقْبَةَ الْمُحَلِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ وَالشَّهْوَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ إِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ تَكُوْنُ مِنْهُ الْحَاجَةُ قَالَ يَفِيْضُ مِنْ جِلْدِهٖ عَرَقٌ فَإِذَا بَطْنُهُ قَدْ ضَمَرَ . (رواه الدارمي: ۲۸۲۵)

''ثمامہ بن عقبہ محلی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت کے ایک مرد کو سو مردوں کی قوت دی جائے گی، کھانے پینے میں اور جماع و شہوت میں۔ ایک یہودی مرد نے کہا: وہ جو کھائے پیئے گا وہ انسانی ضرورت بھی رفع کریگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے جسم سے پسینہ نکلے گا، اس کا پیٹ پتلا ہو جائے گا۔''(الدارمی)

شرح: ......یعنی خوشبو کی بہترین مہکار ہوگی اور زیبائش کے لیے رنگین نوائی ہوگی اور درختوں پر سبز رعنائی ہوگی۔

اور حدیث کے آخر میں فرمایا، بندے! میں تیرے حق کو ضائع نہ کروں گا اگرچہ مدت گزار جائے۔ میں تیری دعا قبول کروں گا۔ میں بردبار ہوں، بندوں کو جلدی عذاب نہیں دیتا، مہلت دیتا ہوں تا کہ بندے ظلم سے رک جائیں اور توبہ کرلیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۶۴۰)

(۱۰۰۸۶) ترمذی: ۲۵۲۵۔ صحیح، البانی دون قوله مم خلق الخلق: ۲۰۵۰۔ مسلم: ۲۸۳۶۔ احمد: ۹۱۲۵۔ دارمی: ۲۸۲۱.

(۱۰۰۸۷) دارمی: ۲۸۲۵۔ ورواته مجتمع بهم فی الصحیح تحقیق دارمی، ابن حبان، حاکم، احمد: ۱۸۸۲۷.

۲۔ جنتی اگر خوراک اتنی کھائیں گے تو انہیں قوت جماع بھی اسی حساب سے ملے گی۔ ۲۰، ۳۰، ۴۰ اور ۱۰۰ مرتبہ جماع کرسکیں گے یا اتنی بیویوں سے جماع کریں گے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۴۵)

۱۰۰۸۸۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَافِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ. (رواه البخاري: ٧٤٤٤)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دو باغات چاندی کے ہیں، ان کے برتن بھی اور جو کچھ اُن دونوں میں ہے اور دو جنت اور اُن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب سونے کے ہیں۔ لوگوں کے اور اُن کے ربّ کے درمیان ذات اقدس کے چہرے پر جنت عدن میں صرف کبریائی کی چادر ہوگی۔''

شرح: ...... سونے کے دو باغ مقرب لوگوں کے لیے ہوں گے اور دائیں جانب والے عام لوگوں کے لیے چاندی کے دو باغ ہوں گے جو ان سے کم تر ہیں۔

﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾ (الرحمٰن: ٦٢)

''ان کے سوا دو باغ ہوں گے اس کا یہی مطلب ہے۔''

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ لوگوں نے پوچھا: جنت کی تعمیر بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ (طبرانی، ترمذی)

اور اس حدیث میں باغ سونے کے آتے ہیں یا چاندی کے آتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ سونے یا چاندی سے بنے ہوئے باغ اور اس کے برتنوں کا ذکر ہے، اور ایک اینٹ سونے اور چاندی سے مراد اس باغ کی دیواریں بنی ہوں گی۔

اور اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ اہل جنت جب جنت میں اپنے ٹھکانوں پر براجمان ہو جائیں گے تو اللہ کی ہیبت ان کے درمیان حائل ہوگی اور اس کی کبریائی کی چادر دیدار میں رکاوٹ ہوگی، اسے اللہ تعالیٰ اٹھائیں گے اور اللہ کا دیدار ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ محدود ہو جائیں گے وہ جس طرح چاہیں گے بندوں کو اپنا دیدار کرائیں گے۔ (فتح الباری: ۱۳/۴۳۲)

۱۰۰۸۹۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةٌ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا.

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ایک مؤمن کا جنت میں ایک ہی موتی کا خیمہ ہوگا جس کی آسمان میں لمبائی ساٹھ میل تک ہوگی۔''

(١٠٠٨٨) بخاري: ٧٤٤٤۔ مسلم: ١٨٠۔ احمد: ١٩٢٣٢۔ دارمي: ٢٨٢٢.

(١٠٠٨٩) بخاري: ٤٨٨٠۔ ترمذي: ٢٥٢٨۔ احمد: ١٩٢٦٢۔ دارمي: ٢٨٣٣.

۱۰۰۹۰۔ وفي رواية: لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُوْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا. (هم لمسلم: ۲۸۳۸)

''ایک روایت میں ہے کہ اس کی چوڑائی اتنی ہوگی اور مؤمن کے اہل وعیال اس میں رہیں گے اور مؤمن اس میں آ جائے گا اور ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے۔''

شرح: ......۱۔ مقصد ہے کہ جنت میں معمولی جگہ بھی دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، کوڑے کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ سوار جس جگہ اترنا چاہتا تھا وہ پہلے اس زمین پر اپنا کوڑا پھینکتا تھا تاکہ اس جگہ پر کوئی اور نہ اتر جائے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور جنت باقی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۴۳۹)

جنت میں جس درخت کا ذکر ہوا ہے وہ طوبیٰ ہے۔ اور جنت میں تو سورج نہ ہوگا نہ حرارت ہوگی یہاں سائے سے مراد نور ہے جو چمکتا ہوگا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۴۴۸)

۱۰۰۹۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ﴾ وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ. (رواه البخاري: ۳۲۵۳)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال چلتا رہے گا اور تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کرو (اور سائے ہوں گے طویل ترین) اور جنت میں کمان کے برابر جو جگہ ہے وہ بہتر ہے اس تمام دنیا سے جس پر سورج طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے۔'' (یہ شیخین اور ترمذی کی روایات ہیں)

۱۰۰۹۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَابَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً وَمِنْهَ تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ. (رواه الترمذي: ۲۵۳۰)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں ہر درجے کے درمیان کا فاصلہ زمین وآسمان کے فاصلے کے برابر ہے اور فردوس اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ اسی سے جنت کے چار دریا نکلتے ہیں اور اس کے اُوپر عرش عظیم ہے۔ جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس مانگو۔''

شرح: ...... جنت کی چار نہروں سے مراد یہ ہے کہ پانی، دودھ، شراب اور شہد کی نہریں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ

(۱۰۰۹۰)

(۱۰۰۹۱) بخاری: ۳۲۵۳۔ مسلم: ۱۸۸۲۔ ترمذی: ۲۵۳۳۔ ابن ماجہ: ٤۳۳٥۔ احمد: ۹۹۰۰۔ دارمی: ۲۸۳۸.

(۱۰۰۹۲) ترمذی: ۲۵۳۰۔ صحیح، البانی: ۲۰٥٦۔ احمد: ۲۲۱۸۷.

فردوس سب سے اعلیٰ جنت کا درجہ ہے۔ اس کے حصول کے لیے ہی آپ ﷺ نے امت کو تعلیم دی ہے اور ہمت بندھائی ہے۔ (جائزة الاحوذی: ۳/۶۴۳)

۱۰۰۹۳۔عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ يَدِهِ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (رواه الترمذی: ۱۶۵۱)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کو اللہ کی راہ میں نکلنا یا شام کو اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا وَمَافِيْهَا سے بہتر ہے۔ اور تم میں سے کسی ایک کے کمان کی جگہ یا اس کے قدر کے برابر جگہ جنت میں دنیا وَمَافِيْهَا سے بہتر ہے اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت اہل دنیا کی طرف جھانک لے تو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ہی چمک اُٹھے اور زمین وآسمان کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور اس کی اُوڑھنی یعنی سر کی چادر دنیا وَمَافِيْهَا سے بہتر ہے۔''

۱۰۰۹۴۔ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ. (رواه الترمذی: ۲۵۳۸)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تھوڑی سی خوشبو جنت کی خوشبو میں سے ظاہر ہو جائے تو زمین وآسمان کے کنارے خوشبو سے بھر جائیں اور اگر اہل جنت میں سے کوئی مرد آئے اور اپنا کنگن ظاہر کر دے تو سورج کی روشنی مٹ جائے جیسے سورج ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔''

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ دنیا کا معاملہ معمولی ہے، جہاد کا معاملہ عظیم ہے کیونکہ جہاد کے عوض جنت ملتی ہے اور انسان اعلیٰ درجات پر فائز ہوتا ہے۔ اور وہ اتنی حسین جگہ ہے کہ وہاں کی عورت جھانک دے تو جنت سے زمین تک فضا جگمگا اٹھے، اور یہ ترغیب دلائی ہے کہ وہاں کی عورت کے سر کا معمولی دوپٹہ ساری دنیا سے بہتر ہے، اس جنت کی دیگر نعمتوں کا اندازہ لگاؤ کتنی زیادہ قیمتی ہیں۔

۲۔ اور جنت میں آدمیوں کو بھی کنگن پہنائے جائیں گے۔ (جائزة الاحوذی: ۳/ ۱۲۷)

(۱۰۰۹۳) ترمذی: ۱۶۵۱۔ صحیح، البانی: ۱۳۴۵۔ بخاری: ۲۷۹۲۔ مسلم: ۱۸۸۰۔ ابن ماجه: ۲۷۵۷۔ احمد: ۱۲۷۴۹.
(۱۰۰۹۴) ترمذی: ۲۵۳۸۔ صحیح، البانی: ۲۰۶۱۔ احمد: ۱۴۵۲.

١٠٠٩٥- عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ. (رواه الترمذي: ٢٥٧١)

''معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق جنت میں شہد کا سمندر ہے، اور شراب کا سمندر ہے، اور دودھ کا سمندر ہے اور پانی کا سمندر ہے پھر ان سمندروں سے جنت کے دریا نکلتے ہیں۔''

شرح: ......یعنی ان سمندروں سے نہریں جاری ہوں گی اور ہر جنت والے کے مقام تک پھیل جائیں گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۲۶۶)

١٠٠٩٦- عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ الْخَيْلَ أَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ. (رواه الترمذي: ٢٥٤٤)

''سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں گھوڑوں سے محبت کرتا ہوں تو کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو جنت میں داخل ہوگا تو تجھے یاقوت کا گھوڑا ملے گا جس کے دو پر ہوں گے پھر تو اس پر سوار ہوگا پس وہ تجھے اُڑا کر وہاں لے جائے گا جہاں تو چاہے گا۔''

١٠٠٩٧- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرَفِّعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ يَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا قَالَ يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْؤُسُ وَنَحْنُ الرَّضِيَاتُ فَلَانَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ. (رواه الترمذي: ٢٥٦٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں موٹی آنکھوں والی حوروں کا مجمع ہوتا ہے اور وہ بلند آواز سے گاتی ہیں اور اس جیسی مخلوق نے کوئی آواز نہیں سنی اور وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی ہلاک نہ ہوں گے، ہم ناز و نعمت میں پلنے والی ہیں کبھی مفلس بدصورت نہ ہوں گی، ہم راضی رہنے والی ہیں، ہم کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہے اس کے لیے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔''

١٠٠٩٨- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ لَقِيَ

''ابن مسیّب سے مروی ہے کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(١٠٠٩٥) ترمذی: ٢٥٧١- صحیح، البانی: ٢٠٧٨- احمد: ١٩٥٤٨- دارمی: ٢٨٣٦.

(١٠٠٩٦) ترمذی: ٢٥٤٤- ضعیف، البانی: ٤٦٠.

(١٠٠٩٧) ترمذی: ٢٥٦٤- ضعیف، البانی: ٤٦٩- احمد: ١٣٤٥.

(١٠٠٩٨) ترمذی: ٢٥٤٩- ضعیف، البانی: ٤٦٢- بخاری: ٦٥٤٥- مسلم: ١٨٢- ابوداؤد: ٤٧٣٠- ابن ماجه: ١٧٨- احمد: ٨٨١٥- دارمی: ٢٨١١.

أَبَاهُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِفَتُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَمَنَابِرُمِنْ يَاقُوْتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَافِيْهِمْ مِنْ دَنِيٍّ عَلٰى كُثْبَانَ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ وَمَايَرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَاقَالَ كَذٰلِكَ لَاتُمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَافُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَتَذْكُرُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُ بِبَعْضِ غَدْرَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَارَبِّ أَفَلَمْ تَغْفِرْلِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَسَمَعَةُ مَغْفِرَتِيْ بَلَغَتْ بِكَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهٖ شَيْئًا قَطُّ

سے ملا تو اس نے مجھے کہا: میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے جنت کے بازار میں جمع کر دے تو میں نے کہا: کیا اس میں بازار بھی ہے اس نے کہا جی ہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کے مطابق گھروں میں داخل ہوں گے پھر ان کو اجازت دی جائے گی کہ سات دن دنیا کے ایام کے برابر وہ ٹھہریں گے اور پھر جمعہ کے دن اپنے رب سے ملاقات کریں۔ پس ان کے سامنے اللہ کا عرش آ جائے گا اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں اللہ ان کے سامنے ظاہر ہو گا اور ان کے لیے نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر اور زبرجد کے منبر ہوں گے اور سونے کے ممبر اور چاندی کے ممبر ہوں گے اور اہل جنت میں سے جو کم تر درجے والا ہو گا وہ کستوری کے ڈھیر پر بیٹھے گا اور کوئی یہ نہیں سوچے گا کہ کرسیوں والے اس سے افضل مجلس میں بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنے ربّ کو دیکھیں گے، فرمایا: ہاں! کیا تم سورج دیکھنے میں اور چودھویں کا چاند دیکھنے میں کچھ شک رکھتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے ربّ کو دیکھنے میں شک نہ کرو گے، اور اس مجلس میں ہر مرد سے اللہ تعالیٰ آمنے سامنے بات کرے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی کو فرمائے گا: اے فلاں فلاں عورت کے بیٹے! کیا تجھے فلاں دن یاد ہے جب تو نے یہ اور یہ کہا تھا؟ اور اس کی دنیا کی بعض بعض غلطیاں یاد کرائے گا تو بندہ کہے گا: اے میرے ربّ! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ فرمائے گا: بلکہ میری وسیع بخشش کی وجہ سے تو اس منزل تک پہنچا ہے پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ ان کو اُوپر سے ایک بادل آ کر ڈھانپ لے گا

وَيَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُوْمُوْا إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَتَأْتِي سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيْهِ مَالَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ إِلٰى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَااشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى وَفِيْ ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْقٰى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَافِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَايَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِيَ آخِرُ حَدِيْثِهِ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ إِلَيْهِ مَاهُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ أَنَّهٗ لَايَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلٰى مَنَازِلَنَا فَيَتَلَقَّانَا أَزْوَاجَنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا. (رواه الترمذي: ٢٥٤٩)

اور ان پر خوشبو برسائے گا جس کی مثل خوشبو انہوں نے کبھی نہیں سونگھی ہو گی پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اُٹھو اس چیز کی طرف جو میں نے تمہاری عزت کے لیے تیار کی ہے اور جا کر لے لو جو تم چاہو۔ پھر ہم بازار میں آئیں گے اور وہ فرشتوں سے بھرا ہوا ہو گا۔ اور اس میں وہ چیز ہو گی جو کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، جو کبھی کسی کان نے نہیں دیکھی اور کسی کے دل پر نہیں کھٹکی، پس ہم اس میں سے اُٹھائیں گے جو ہمیں پسند ہو گا خرید وفروخت کے بغیر اور اسی بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ اپنے گھر میں سے کوئی شخص ملاقات کرے گا جو اس سے رتبے میں کم ہے اور ان میں سے کوئی بھی کمتر نہیں ہے۔ اسے خوف آئے گا جو کچھ اس کے اوپر لباس موجود ہے دوسرا ابھی بات بھی ختم نہیں کرے گا یہاں تک کہ جو لباس اس پر ہے وہ دوسرے سے زیادہ خوبصورت ہو جائے گا، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جنت میں کسی سے خفا ہونا ممنوع ہے، پھر ہم اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹیں گے اور اپنی بیویوں سے آملیں گے اور وہ ہمیں خوش آمدید کہیں گی اور وہ کہیں گی: تیرا واپس آنے پر حسن وجمال بڑھا ہوا ہے اس حالت سے جب تو ہمارے پاس سے جدا ہوا پس ہم کہیں گے: آج ہم نے ربّ تعالیٰ کی زیارت کی ہے اور ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اتنے حسین وجمیل بن جائیں کہ ہم اس سے ملے ہیں جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔"

١٠٠٩٩۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَافِيْهَا شِرَاءٌ وَلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہے، صرف مردوں کی اور عورتوں کی تصاویر ہیں۔ جب کوئی مرد کسی صورت کو پسند کرے گا تو وہی صورت اس میں داخل

(١٠٠٩٩) ترمذی: ٢٥٥٠۔ ضعیف، البانی: ٤٦٣۔ احمد: ١٣٤٥.

دَخَلَ فِيْهَا. (رواه الترمذي: ٢٥٥٠)

ہو جائے گی۔‘‘

١٠١٠٠ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَ وْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَايَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ. (رواه البخاري: ٣٢٥٦)

’’سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت اپنے اُوپر ایک دوسرے کو بالا خانے دکھائیں گے جیسے تم چمکتے ستارے کو مشرق یا مغرب کے کنارے پر ایک دوسرے کو دکھاتے ہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے درمیان فضیلت میں درجات ہیں۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ انبیاء کی منزل ہیں جن کو دوسرا کوئی نہیں پہنچ سکتا؟ فرمایا: نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ وہ مرد ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔‘‘

شرح: ...... ثابت ہوا اہل جنت کے درجات مختلف ہوں گے حتیٰ کہ نچلے طبقہ والے اوپر والوں کو ستاروں کی مانند دیکھیں گے۔

یہ وہ لوگ ہوں گے جو بلند درجات پر فائز ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں جو سفارش سے جنت میں داخل ہوں گے وہ نچلے درجہ میں ہوں گے۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٢٨)

١٠١٠١ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَ ةً لَايَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَايَمْتَخِطُوْنَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ الْأَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبُ

’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورت چودھویں کے چاند جیسی ہوگی پھر جو ان کے بعد ہوں گے وہ آسمان کے شدید روشنی والے ستارے جیسے ہوں گے۔ اہل جنت نہ پیشاب کریں گے نہ وہ ناک صاف کریں گے، نہ وہ کینہ رکھیں گے، نہ جوئیں پڑیں گی، نہ بلغم تھوکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، وہ کستوری کا چھڑکاؤ کریں گے اور ان کی انگیٹھی میں عود کی لکڑی جلے گی جس کی خوشبو بہت اچھی

(١٠١٠٠) بخاری: ٣٢٥٦ـ مسلم: ٢٨٢١ـ احمد: ٢٢٣٦٩ـ دارمی: ٢٨٣٠.

(١٠١٠١) بخاری: ٣٣٢٧ـ مسلم: ١٦٢٥ـ ترمذی: ٢٥٣٧ـ ابن ماجه: ٤٣٣٣ـ احمد: ١٠١٧٠ـ دارمی: ٢٨٢٣.

وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ أَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ. (رواه البخاري: ٣٣٢٧)

ہو گی اور ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ وہ سب ایک مرد کے اخلاق پر ہوں گے اور اپنے باپ آدم کے قد برابر ساٹھ ہاتھ بلند ہوں گے۔"

١٠١٠٢- وفي رواية: وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَااخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا. (رواه البخاري: ٣٢٤٥)

"ایک روایت میں ہے: ان میں سے ہر ایک کی دو بیبیاں ہوں گی، ان کی پنڈلی کا مغز ان کے حسن کی وجہ سے گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا۔ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا اور نہ بغض ہوگا، سب ایک مرد کے دل کے مطابق ہوں گے اور صبح وشام اللہ کی تسبیح پڑھتے رہیں گے۔" (الشیخان)

١٠١٠٣- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَايَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ

"سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کھائیں پئیں گے، نہ تو جوئیں نکالیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ ناک صاف کریں گے، نہ تھوکیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا: ان کا کھایا پیا کہاں جائے گا؟ فرمایا: ڈکار کے ساتھ چلا جائے گا اور چھڑکاؤ ہوگا جیسے کستوری چھڑکی جاتی ہے، ان کو تسبیح وتحمید ایسی آسان کر دی جائے گی جیسے سانس لینا آسان ہوتا ہے۔"

١٠١٠٤- وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَدْلَ التَّحْمِيْدِ: اَلْحَمْدُ.

"اور ایک روایت میں تحمید کے بدلے الحمد ہے۔"

١٠١٠٥- وَفِيْ أُخْرٰى :اَلتَّكْبِيْرُ. (هي لمسلم: ٢٨٣٥)

"اور ایک دوسری روایت میں تکبیر ہے۔" (مسلم)

١٠١٠٦- وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ أَوْكَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَايَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا أَبَدًا وَكَذٰلِكَ أَهْلُ النَّارِ وَبِهٰذَا

"سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اہل جنت میں سے فوت ہوتا ہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو، جنت میں داخل ہوتے وقت وہ تیس سال کا ہوگا، اور اس کے بعد کوئی اضافہ نہ ہوگا، اور کہا کہ وہ سر پر تاج رکھیں گے اور اس کا ادنیٰ

(١٠١٠٢) بخاري: ٣٢٤٥- مسلم: ٢٨٣٤- ترمذي: ٢٥٣٧- ابن ماجه: ٤٣٣٣- احمد: ١٠٢١٥- دارمي: ٢٨٢٣.
(١٠١٠٣) بخاري.
(١٠١٠٤) مسلم: ٢٨٣٥. (١٠١٠٥) مسلم: ٢٨٣٥.
(١٠١٠٦) ترمذي: ٢٥٦٢- ضعيف، الباني: ٤٦٧- احمد: ٢٧٣٢٣.

الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ إِنَّ أَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيْءُ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (رواه الترمذی: ٢٥٦٢)

موتی ایسا ہوگا جو مشرق اور مغرب کو روشن کر دے گا۔''

شرح: ......سات لاکھ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر اول تا آخر سب داخل ہوں گے، پھر ان کے بعد روشن ستارے کی مانند گروہ داخل ہوگا۔

اور اہل جنت کی غذا بہت لطیف ہوگی اور اعتدال پر ہوگی اس لیے اس میں اذی نہ ہوگی، نہ ہی گندگی پیدا ہوگی بلکہ یہ عمدہ ترین خوشبو بن جائے گی اور کنگھی بھی مزید حسن افزائی کے لیے ہوگی وگرنہ لذت برآری اور نعمت کی وجہ سے ان کی فطرتی صفائی ہوگی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۴۴۴)

١٠١٠٧۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً. (رواه الترمذی: ٢٥٤٥)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل جنت داڑھی مونچھ اور بالوں سے خالی ہوں گے، آنکھوں میں سرمہ ہوگا اور تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔''

١٠١٠٨۔ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةٍ. (رواه الترمذی: ٢٥٣٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: مومن کو جنت میں اتنی اور اتنی جماع کی قوت دی جائے گی۔ کہا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا کسی کو اتنی طاقت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایک مرد کو سو مردوں کی قوت دی جائے گی۔''

١٠١٠٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِيْ. (رواه الترمذی: ٢٥٦٣)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مومن جنت میں اولاد چاہے گا تو اس کا حمل ٹھہرنا اور بچہ پیدا ہونا اور پوری عمر کا ہونا ایک ساعت میں ہوگا جیسا وہ چاہے گا۔''

١٠١١٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے

(١٠١٠٧) ترمذی: ٢٥٤٥۔ حسن، البانی: ٢٠٦٤۔ احمد: ٢١٥٧٦.

(١٠١٠٨) ترمذی: ٢٥٢٦۔ حسن صحیح، البانی: ٢٠٥٩.

(١٠١٠٩) ترمذی: ٢٥٦٣۔ صحیح، البانی: ٢٠٧٧۔ ابن ماجہ: ٤٣٣٨۔ دارمی: ٢٨٣٤.

(١٠١١٠) مسلم: ٣٨٣٦۔ ترمذی: ٢٥٢٦۔ احمد: ١٠٩٣٩۔ دارمی: ٢٨٢١.

قَالَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَايَبْأَسُ لَاتَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَايَفْنٰى شَبَابُهٗ. (رواه مسلم: ٢٨٣٦)

فرمایا: جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ نعمت میں پلتا رہے گا اور بدنما نہ ہوگا، نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کی جوانی ختم ہوگی۔'' (مسلم)

١٠١١١ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ تَكُوْنُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَاأَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُوْنٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ أَلْفًا. (رواه البخاری: ٦٥٢٠)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی ہوگی، غالب قدرت والا اپنے ہاتھ سے تیار کرے گا جیسے تم میں سے کوئی انسان سفر میں خود روٹی تیار کرتا ہے، یہ اہل جنت کی مہمانی ہو گی، پس ایک یہودی مرد آیا اور اس نے کہا: اے ابو القاسم! آپ ﷺ پر اللہ رحمٰن اپنی رحمت نازل کرے، میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اہل جنت کی قیامت کے دن اور مہمانی کیا ہو گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس نے کہا: یہ زمین ایک روٹی ہو گی، اس نے وہی کہا جو نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ نبی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور اتنے ہنسے کہ آپ کے پچھلے دانت مبارک ظاہر ہوگئے پھر آپ نے فرمایا: کیا میں خبر دوں کہ سالن کیا ہوگا؟ کہا گیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا سالن بَالَامْ اور نون ہے تو لوگوں نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: بیل اور مچھلی۔ اس کے جگر کے زائد حصے سے ستر ہزار سیر ہوں گے۔'' (الشیخان)

١٠١١٢ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِيْ لَهٗ ثَمَانُوْنَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلٰى صَنْعَاءَ. (رواه الترمذی: ٢٥٦٢)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کم تر درجے والا اہل جنت جو ہوگا اس کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے موتی اور زبرجد کے خیمے نصب کیے جائیں گے، وہ وسعت میں مقام جابیہ سے صنعاء تک وسیع ہوں گے۔''

(١٠١١١) بخاری: ٦٥٢٠ـ مسلم: ٢٧٩٢.

(١٠١١٢) ترمذی: ٢٥٦٢ـ ضعیف، البانی: ٤٦٦ـ احمد: ٢٧٣٢٣.

١٠١١٣۔ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلٰى جِنَانِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمَهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِهٖ غَدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾. (رواه الترمذي: ٢٥٥٣)

''ثُویر سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سے کم تر رتبے والا وہ شخص ہوگا جس کے باغ، بیویاں، نعمتیں، خدمتگار، وغیرہ ہزار سال کی مسافت میں پھیلیں ہوں گے اور وہ ان کو دیکھے گا، اور وہ جو زیادہ عزت والے ہوں گے اللہ کے نزدیک وہ ذات حق کے چہرے کو صبح وشام دیکھا کریں گے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی (کئی چہرے اس دن تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے)۔''

شرح: ...... جنت کی مہمانی نہایت ہی عجیب اور انوکھی ہوگی اور میدان محشر میں بھوک کا وقفہ زیادہ نہ ہوگا۔ اللہ اپنے مومن بندوں کے قدموں میں سے رزق نکال دے گا، جسے وہ بلا مشقت لے سکیں گے اور جنت میں داخلہ کے بعد مچھلی اور بیل کے جگر سے موحدوں کی مہمان نوازی کی جائے گی۔ (فتح الباری: ١١/٣٧٣)

١٠١١٤۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُهٗ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَأَلَ مُوْسٰى رَبَّهٗ مَا أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيْءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهٗ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوْا أَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهٗ أَتَرْضٰى أَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ هٰذَالَكَ

''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ اہل جنت میں سے کم تر رتبے والا کون ہوگا؟ فرمایا: وہ مرد ہوگا جس کو اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد لایا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! یہ کیسے ہے؟ سب لوگ اپنی اپنی منزل پر اتر چکے ہیں اور جو کچھ تھا وہ لے لیا ہے تو اس کو کہا جائے گا: کیا تو راضی نہ ہوگا کہ تیرے لیے اس قدر ساز وسامان ہو جس قدر دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس ہوتا تھا؟ تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں راضی ہوا تو اللہ فرمائے گا: اتنا کچھ تیرے لیے ہے اور اس کے مثل اور پھر اس کے مثل اور پھر اس کے مثل تو جب پانچ بار کہا جائے گا تو وہ پانچویں بار

(١٠١١٣) ترمذی: ٢٥٥٣۔ ضعیف، البانی: ٤٦٤۔ احمد: ٤٦٠٩.

(١٠١١٤) مسلم: ١٨٩۔ ترمذی: ٣١٩٨.

وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَااشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ] عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾. (رواه مسلم: ١٨٩)

کہے گا: یا ربّ! میں راضی ہو گیا ہوں پس اللہ فرمائے گا: یہ تیرے لیے ہے اور اس کا دس گنا بھی تیرے لیے ہے اور تیرے لیے وہ کچھ بھی ہے جو کچھ تیرا نفس چاہے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو راحت محسوس ہوگی تو وہ انسان کہے گا: اے میرے ربّ! میں راضی ہوں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! اہل جنت میں سے بلند تر درجے والے لیے کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کی مہمانی میں نے اپنے ہاتھ سے تیار کی ہے اور ان کی خوراک پر مہر لگا دی ہے تو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر خیال گذرا ان کے لیے وہ کچھ ہے۔ اس کا مصداق اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ (پس نہیں جانتا کوئی نفس کہ ان کے لیے کیا کچھ مخفی رکھا ہے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سے)۔'' (مسلم)

١٠١١٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ. (رواه مسلم: ٢٨٤٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کچھ اقوام داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔'' (مسلم)

شرح: ...... دل پرندوں کی مانند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں پرندوں کی مانند رقت ہوگی۔ پرندہ بہت جلد خوفزدہ ہوتا ہے یا یہ مراد ہے کہ اللہ کا خوف ان میں بھرا ہوگا جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (الفاطر: ٢٨)

''بے شک اللہ کے بندوں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' (شرح مسلم: ٣٨٠/٢)

١٠١١٦۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ. (رواه أبوداوٗد: ٤٨٠١)

''سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل نہیں ہو گا، سخت دل اور متکبر اور کہا کہ جواظ سخت دل کو کہتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

(١٠١١٥) مسلم: ٢٨٤٠۔ احمد: ٨١٨٢.

(١٠١١٦) ابوداؤد: ٤٨٠١۔ صحیح، البانی: ٤٠١٦۔ احمد: ١٨٢٥٣.

١٠١١٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ أَلَسْتُ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَاابْنَ آدَمَ فَإِنَّهٗ لَايُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَاتَجِدُهٗ إِلَّا قُرَيْشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ. (رواه البخاری: ٢٣٤٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیان کر رہے تھے اور آپ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا: ایک مرد جنت میں کھیتی کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ اس کو فرمائے گا: کیا تیرے پاس سب کچھ نہیں ہے جو تو چاہتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں اے میرے پروردگار! مگر میں اس کو پسند کرتا ہوں پس اس کو اجازت دی جائے گی۔ وہ ایک طرف سے بیج ڈالتا جائے گا دوسری طرف سے فصل اُگتا، کٹتا اور پہاڑوں جیسے غلہ کے ڈھیر لگتے ہوں گے۔ اللہ فرمائے گا: اے ابن ادم! ٹھہر جا، تجھے کوئی چیز سیر نہیں کرتی۔ دیہاتی نے کہا: یہ تو نہیں ملا ہے مگر قریش اور انصار کو اور وہ کاشتکار ہیں اور ہم لوگ کاشتکار نہیں ہیں۔ نبی ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دانت ظاہر ہوئے۔''

شرح: ......اس میں ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ زراعت کرنا جائز ہے اور بٹائی پر زمین دینا بھی جائز ہے۔ اگر یہ ناجائز ہوتی تو جنت جیسی پاکیزہ جگہ پر اس آدمی کو اس کا خیال نہ آتا، علاوہ ازیں اس سے ثابت ہوا کہ جنت میں اہل جنت دنیا کے کسی بھی معاملہ کا مطالبہ کریں گے اور جو بھی ان کی اشتہاء ہوگی اسے وہاں پورا کیا جائے گا۔

اس میں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نفوس انسانی دنیا کی کثرت طلب پر فطرتی طور پر کاربند ہیں اس میں زیادہ لالچ کی مذمت ہے اور قناعت کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۷)

١٠١١٨۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ، رَفَعَهٗ: لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ إِلَّا بِجَوَازٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَذَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ أَدْخِلُوْهُ جَنَّةً عَالِيَةً قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ. (للكبير: ٦١٩١ والأوسط)

''سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جنت میں اِس اجازت نامے کے بغیر کوئی داخل نہ ہوگا، اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے یہ فلاں بن فلاں کے لیے اللہ کی طرف سے لکھا گیا ہے کہ اس کو اعلیٰ ترین جنت میں داخل کردو جس کے پھل قریب قریب ہیں۔''

(١٠١١٧) بخاری: ٢٣٤٨۔ احمد: ١٠٢٦٤.

(١٠١١٨) طبرانی کبیر: ٦١٩١۔ طبرانی اوسط، ہیثمی: ١٨٦٥٤.

١٠١١٩ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ أَبَاأُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ مَرَّ عَلٰى خَالِدِبْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ أَلْيَنِ كَلِمَةٍ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَلَاكُلُّكُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللّٰهِ شِرَادَ الْبَعِيْرِ عَلٰى أَهْلِهٖ. (رواه أحمد: ٢١٧٢٣)

''علی بن خالد سے مروی ہے کہ وہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے کہ وہ خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گذرے۔ انہوں نے بہت نرم کلمہ سنا جوانہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہیں کہ فرمایا: خبردار! تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ گے مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے اس طرح بگڑ کر بھاگے جس طریقے سے اونٹ اپنے گھر والوں سے بھاگتا ہے۔'' (احمد)

١٠١٢٠ـعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: لَايَبْقٰى أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللّٰهِ كَشَرَادِ الْبَعِيْرِ السُّوْءِ عَلٰى أَهْلِهٖ، فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْنِىْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿لَايَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقٰى، الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾ كَذَّبَ بِمَاجَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ ﷺ وَتَوَلّٰى عَنْهُ. (للكبير: ٧٧٣٠)

''الکبیر میں اس کی مثل ہے اور اس میں ہے کہ راوی نے کہا: جو میری تصدیق نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کا قول ہے (آگ میں نہیں داخل ہوگا مگر بڑا بدبخت جو تکذیب کرتا اور منہ پھیرتا ہو)

١٠١٢١ـ عَن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: إِنَّكَ لِتَنْظُرُ إِلَى الطَّيْرِ فِى الْجَنَّةِ فَتَشْتَهِيْهِ، فَيَجِيْءُ مَشْوِيًّا بَيْنَ يَدَيْكَ. (رواه البزار: ٣٥٣٢ بضعف)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جب تو جنت میں کسی پرندے کی طرف دیکھے گا اور تو اس کو کھانا چاہے گا تو وہ بھونا ہوا تیرے سامنے لایا جائے گا۔'' (البزار سند ضعیف)

١٠١٢٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ ثِيَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَخَلْقٌ يَخْلُقُ أَمْ نَسْجٌ يُنْسَجُ؟ فَضَحِكَ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ ﷺ: مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟ مِنْ جَاهِلٍ يَسْأَلُ عَالِمًا؟ أَيْنَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرد نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں جنت کے لباس کی خبر دیجیے کہ کیا وہ پیدا کیے ہوں گے یا وہ کاتے اور بنے ہوئے ہوں گے؟ کچھ لوگ ہنس دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کس وجہ سے ہنستے ہو؟ تم نہ جاننے والے سے ہنستے ہو جو عالم سے پوچھ رہا ہے؟

(١٠١١٩) احمد: ٢١٧٢٣ـ ورجاله رجال الصحيح غير على بن خالد الدولى وهو ثقة، هيثمى: ١٨٦٨١.

(١٠١٢٠) طبرانى كبير: ٧٧٣٠ـ موقوفا ورجاله وثقوا على ضعف فى بعضهم، هيثمى: ١٨٦٨٢.

(١٠١٢١) بزار: ٣٥٣٢ـ وفيه حميد بن عطاء الاعرج وهو ضعيف، هيثمى: ١٨٧٣٤.

(١٠١٢٢) بزار: ٣٥٢١ـ فى حديث طويل رجاله ثقات، هيثمى: ١٨٧٣٦.

السَّائِلُ؟ قَالَ: أَنَا ذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: تَنْشَقُّ عَنْهَا ثِمَارَ الْجَنَّةِ . (رواه البزار: ٣٥٢١)

سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں یہ ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: وہ جنت کے پھلوں میں سے نکلیں گے۔''

١٠١٢٣ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيْلَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَيَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ ﷺ: اَلنَّوْمُ أَخُوْ الْمَوْتِ ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ لاَيَنَامُوْنَ . (للأوسط: ٩٢٣ والبزار)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا اہل جنت سوئیں گے اور ان کو نیند آئے گی؟ آپ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے۔'' (الاوسط البزار)

١٠١٢٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، رَفَعَهُ : لَوْأَذِنَ اللّٰهُ فِي التِّجَارَةِ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ لاَتَّجَرُوْا فِيْ الْبُرِّ وَالْعِطْرِ . (للصغير: ٦٩٩)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اہل جنت کو تجارت کی اجازت دے تو وہ ریشم اور عطر کی تجارت کریں گے۔'' (الصغیر)

١٠١٢٥ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَنَاكَحُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ بِذِكْرٍ لَايَمَلُّ وَشَهْوَةٍ لاَتَنْقَطِعُ دَحْمًا دَحْمًا . (للكبير: ٧٦٧٤)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں، نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اہل جنت جماع کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں زور اور پوری قوت سے۔ ان کے دو شغل ہوں گے ذکر الٰہی جس سے وہ تھکاوت نہیں محسوس کریں گے اور شہوت ختم نہیں ہوگی۔''

١٠١٢٦ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ: لٰكِنْ لَامَنِيَّ وَلَا مَنِيَّةٍ . (للكبير: ٧٤٧٩)

''ایک روایت میں ہے: نہ تو منی ہوگی اور نہ موت ہوگی۔'' (الکبیر)

رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ دَارِ الْخُلْدِ

ہمیشہ رہنے کے گھر میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان

١٠١٢٧ـ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً يَعْنِي الْبَدْرَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ

''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: عنقریب تم اپنے ربّ کو ظاہر

(١٠١٢٣) طبراني اوسط: ٩٢٣ـ بزار ورجال البزار رجال الصحيح، هيثمي: ١٨٧٤٠.

(١٠١٢٤) طبراني صغير: ٦٩٩ـ وفيه عبدالرحمن بن ايوب السكوني وهو ضعيف، هيثمي: ١٨٧٤٣.

(١٠١٢٥) طبراني كبير: ٧٦٧٤ـ باسانيد ورجال بعضها وثقوا على ضعف في بعضهم، هيثمي: ١٨٧٤٧.

(١٠١٢٦) طبراني كبير: ٧٤٧٩ـ ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم، هيثمي: ١٨٧٤٧.

(١٠١٢٧) بخاري: ٥٥٤ـ مسلم: ٦٣٣ـ ترمذي: ٢٥٥١ـ ابوداؤد: ٤٧٢٩ـ ابن ماجه: ١٧٧ـ احمد: ١٨٧٦٦.

هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾ رواه البخاری: (٥٥٤

دیکھو گے جیسے اس کو چاند کو دیکھتے ہو اور اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اگر تمہیں طاقت ہو تو تمہارے اُوپر سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز مشکل نہ ہوں تو ضرور ادا کرو پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: (اور تسبیح بیان کیجیے اپنے ربّ کی حمد وثنا کے ساتھ، سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے)'' (شیخین، ترمذی اور ابوداؤد)

١٠١٢٨۔ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا أَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظْرِ إِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّوَجَلَّ .

''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: کیا تم کسی چیز کا ارادہ رکھتے ہو تا کہ تمہیں زیادہ دے دوں؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی؟ پس اللہ اپنا پردہ اُٹھائے گا تو جو چیزیں ان کو عطا کی گئیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے دیکھنے سے ان کے نزدیک زیادہ پسند کوئی چیز نہ ہوگی۔''

١٠١٢٩۔ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾. (هُمَا لِمُسْلِمٍ)

''ایک روایت میں اضافہ کیا ہے: پھر آپ ﷺ یہ آیت تلاوت کی: (وہ لوگ جنہوں نے احسان کیا ہے ان کے لیے بہتر بدلہ بھی ہے اور اضافہ بھی ہے۔'' (مسلم اور ترمذی)

١٠١٣٠۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، رَفَعَهٗ: أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْ يَدِهٖ مِرْآةٌ بَيْضَاءُ فِيْهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ ، فَقُلْتُ: مَاهٰذِهِ يَاجِبْرِيْلُ؟

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے ہاتھ میں سفید شیشہ تھا جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔

(١٠١٢٨) مسلم: ١٨١.

(١٠١٢٩) مسلم: ١٨١۔ ترمذی: ٢٥٥٢۔ ابن ماجه: ١٨٧۔ احمد: ١٨٤٦٢.

(١٠١٣٠) بزار: ٣٥١٩۔ موصلی : ٤٢٢٨۔ طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، ورجال ابی یعلی رجال الصحیح، واحد اسنادی الطبرانی رجاله رجال الصحیح غیر عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان وقد وثقه غیر واحد وضعفه غیرهم واسناد البزار فيه خلاف، هيثمی: ١٨٧٧١.

قَالَ: هَذِهِ الْجُمُعْةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ لِتَكُوْنَ لَكَ وَعِيْدًا وَلِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِكَ تَكُوْنُ أَنْتَ الْأَوَّلُ ، وَتُكُوْنُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ مِنْ بَعْدِكَ ، قَالَ : مَالَنَا فِيْهَا ؟ قَالَ: لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ، لَكُمْ فِيْهَا سَاعَةٌ مِنْ دَعَا رَبَّهٗ فِيْهَا بِخَيْرٍ هُوَلَهٗ قَسَمَ إِلَّا أَعْطَاهٗ إِيَّاهٗ ، وَلَيْسَ لَهٗ بِقِسْمٍ إِلَّا اِدَّخَرَ لَهٗ مَاهُوَ أَعْظَمُ مِنْهٗ ، أَوْ تَعُوْذُ فِيْهَا مِنْ شَرٍّ هُوَ عَلَيْهِ مَكْتُوْبٌ إِلَّا أَعَاذَهٗ مِنْهٗ۔ قُلْتُ : مَاهِذِهِ النُّكْتُةُ السَّوْادَآءُ فِيْهَا؟ قَالَ: هَذِهِ السَّاعَةُ تَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ،وَهُوَ سَيِّدُ الْأَيَّامِ عِنْدَنَا ،وَنَحْنُ نَدْعُوْهُ فِيْ الْآخِرَةِ يَوْمَ الْمَزِيْدِ. (رواه البزار : ٣٥١٩ ، والموصلی :٤٢٢٨ ، والكبير والأوسط)

میں نے کہا: اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یوم جمعہ ہے، اس کو تیرے ربّ نے تیرے اوپر پیش کیا ہے تا کہ یہ تیرے لیے بھی عید ہو اور تیرے بعد تیری قوم کے لیے بھی۔ اس سے تجھے اوّلیت حاصل ہو گی اور تو پہلا ہو گا اور یہود ونصاریٰ تیرے بعد پیش ہوں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں ہمارے لیے کیا فائدہ ہوگا؟ انہوں نے کہا: تمہارے لیے اس میں ایک ساعت ہے جس نے اس میں اپنے ربّ سے جو چیز طلب کی وہ اس کو دی جائے گی۔اگر اس کی قسمت میں ہوگی تب بھی اس کو دی جائے گی اور اگر اس کی قسمت (تقدیر) میں نہ ہوگی تو اس سے بہتر چیز دی جائے گی۔ یا اس وقت شر سے وہ پناہ طلب کرے اور وہ اس پر لکھا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے دیتا ہے اور نہ لکھا ہو تو اس سے بڑے شر سے پناہ دے دیتا ہے۔ میں نے کہا: یہ نکتہ جو سیاہ رنگ کا ہے، یہ کیسا ہے؟ اس نے کہا: یہ جمعے کے اندر ایک ساعت ہے اور جمعہ ہمارے نزدیک سب ایام کا سردار ہے اور قیامت میں ہم اس کو اضافے کا دن کہیں گے۔ میں نے کہا: تم اُس کو اضافے کا دن کیوں کہتے ہو؟ تو اس نے کہا تیرے ربّ نے جنت میں ایک وادی سفید کستوری کی بنائی ہے جو بہت ہی خوشبودار ہے پس جب جمعے کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی بلندی کی جگہ سے کرسی پر آئے گا اور سحر کے آس پاس نور کے منبر رکھے جائیں گے اور انبیاء علیہ السلام آکر ان پر بیٹھ جائیں گے پھر تمام اہل جنت آئیں گے اور وہ اس کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا اور وہ اس کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھیں گے اور اللہ فرمائے گا: میں نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں اور یہ میری سخاوت کا مقام ہے تو تم مجھ سے سوال کرو تو وہ اللہ تعالیٰ سے رضا طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری رضا نے تمہیں اس مقام پر پہنچایا ہے۔ اور میں تمہیں اپنی سخاوت دینا چاہتا ہوں پس وہ اللہ سے سوال کریں گے یہاں تک کہ ان کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔ پس اللہ ان کے لیے اس وقت وہ انعامات کھولے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گذرا اور یہ جمعے کے دن لوگوں کی واپسی کا وقت ہوگا پھر اللہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا اور شہدا اور صدیق بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ راوی نے کہا: میرا گمان ہے کہ فرمایا: بالا خانوں والے اپنے سفید موتی کے بالا خانوں کی طرف واپس جائیں

گے۔وہ سرخ یاقوت کے ہوں گے یا وہ سبز زبرجد کے ہوں گے، بعض بالا خانے وہ ہوں گے جن کے دروازوں پر دریا کی آبشار لٹکتی ہوں گی، انہیں بالا خانوں میں ان کی بیویاں اور خدمت گار رہیں گے اور آنے والے جمعے تک وہ کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تاکہ ان کی عزت میں اضافہ ہو اور تاکہ وہ ذات اقدس کے چہرے کی طرف زیادہ دیکھ سکیں اس وجہ سے یہ اس کو یوم المزید کہتے ہیں۔(اضافے کا دن)'' (البزار، الکبیر، الاوسط الموصلی)

١٠١٣١۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَاقَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے، آپ نے فرمایا: کیا چودھویں کی رات چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی شبہ رہتا ہے، جب کہ بادل بھی نہ ہوں؟ انہوں نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: بادل نہ ہوں تو سورج دیکھنے میں کوئی شبہ رہتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: پس تم اسی طرح اس کو دیکھو گے۔ اور اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا: جو شخص جس کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے چلا جائے تو کچھ لوگ سورج کے پیچھے چلے جائیں گے اور کچھ چاند کے پیچھے اور کچھ بتوں کے پیچھے چلے جائیں گے اور یہ امت باقی رہے گی اور اس میں منافق بھی ہوں گے۔ وہ کہیں گے: ہم تو یہاں ہی ٹھہریں گے یہاں تک کہ ہمارا رب آجائے پس جب ہمارا ربّ آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ ان کے پاس اللہ تعالیٰ آئے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں تو لوگ کہیں گے: تو ہی ہمارا رب ہے پھر اللہ انہیں بلائے گا اور جہنم پر پل رکھ دیا جائے گا تو سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر میں گذروں گا اور اس دن رسولوں کے سوا کوئی شخص کلام نہیں کرے گا اور رسولوں کا کلام اس دن (اے اللہ سلامت رکھ، سلامت رکھ) ہو گا اور جہنم کے سلاخ ہوں گے جیسے سعدان درخت کے کانٹے۔ کیا تم نے سعدان درخت

(١٠١٣١) بخاری: ٨٠٦۔ مسلم: ١٨٥۔ ترمذی: ٢٤٣٤۔ نسائی: ١١٤٠۔ ابن ماجہ: ٤٢٨٠۔ احمد: ١١٤٤٥۔ دارمی: ٢٨٠٣.

السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَايَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطِفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدِلُ ثُمَّ يَنْجُوْا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةِ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَاوَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهُ مَايَشَاءُ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ رَأٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَارَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ أَنْ

کے کانٹے دیکھے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: وہ سعدان کے کانٹے کی طرح ہوں گے۔ البتہ یہ بات جدا ہے کہ ان سلاخوں کی بڑائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پس لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اُٹھایا جائے گا تو ان میں سے وہ ہوگا جو اپنے اعمال کی وجہ سے غرق ہو جائے گا اور ان میں سے وہ ہوگا جو گرے گا اور پھر نجات پائے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ اہل جہنم پر رحم کرنے کا ارادہ کرے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان لوگوں کو نکال دو جو اللہ کی عبادت کرتے تھے تو سجدے کے آثار پہچان کر فرشتے ان کو نکال دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے سجدے کے آثار آگ پر حرام کیے ہیں۔ پس وہ نکالے جائیں گے اور وہ جل چکے ہوں گے۔ ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح اُگیں گے جیسے سیلاب کی مٹی میں دانہ اُگتا ہے پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہوگا اور جنت اور جہنم کے درمیان ایک مرد پیچھے رہے گا۔ یہ جہنم سے نکلنے والا اور جنت میں داخل ہونے والا آخری انسان ہوگا اور اس کا چہرہ آگ کی طرف پھرا ہوگا تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے، مجھے اس کی بدبو نے پریشان کیا اور اس کی حرارت نے مجھے جلا دیا ہے تو اللہ فرمائے گا: کیا تو اس بات کے قریب ہے کہ اگر میں ایسا کردوں تو کچھ اور بھی مانگے گا تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! میں کچھ نہیں مانگوں گا تو اللہ جو چاہے گا اس سے عہد و پیمان لے گا اور پھر اس کے چہرے کو آگ سے پھیر دے گا جب وہ جنت کی طرف پھیرا اور اس کی تروتازگی دیکھی تو جتنا اللہ چاہے گا وہ اس قدر خاموش رہے گا پھر وہ کہے گا: اے اللہ! مجھے جنت کے دروازے پر لے چل تو اللہ فرمائے گا: تو نے

لَاتَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَأَلْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ لَاأَكُوْنُ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ أَنْ لَاتَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَاوَعِزَّتِكَ لَاأَسْأَلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَأٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ وَيْحَكَ يَاابْنَ آدَمَ مَاأَغْدَرَكَ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ أَنْ لَاتَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ أُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ لَاتَجْعَلْنِيْ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ ثُمَّ يَأْذَنُ لَهٗ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّىْ حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَ أُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا أَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهٖ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ لَمْ أَحْفَظْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا قَوْلَهٗ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ إِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهٖ. (رواه البخاری: ٨٠٦)

پختہ معاہدے نہیں کیے کہ جو تو سوال کر چکا ہے اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں تیری ساری مخلوق میں سے سب سے بدنصیب رہوں۔ اللہ فرمائے گا: تو قریب ہے کہ میں تجھے دے دوں تو تو اس کے سوا بھی سوال کرے گا تو وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اس کے سوا تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا پس اللہ جو چاہے گا اس سے وعدے لے گا اور جنت کے دروازے پر پہنچا دے گا جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گا وہاں تروتازگی اور خوشیاں دیکھے گا تو خاموش رہے گا جس قدر اللہ چاہے پس وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل کر دے پس اللہ فرمائے گا: اے ابن آدم! تیرے لیے افسوس ہے، میں نے کتنے ہی تیرے عذر قبول کیے ہیں کیا تو نے پختہ وعدہ نہیں کیا اگر میں نے تجھے یہ کچھ دے دیا تو مزید کچھ نہیں مانگے گا تو وہ کہے گا: یااللہ! مجھے اپنی مخلوق میں سے زیادہ بدنصیب نہ کیجیے پس اللہ تعالیٰ اس سے ہنسے گا، پھر اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ پھر اللہ فرمائے گا: تمنا کر تو وہ تمنا کرے گا تو جب وہ اپنی ساری تمنا مکمل کر دے گا تو اللہ فرمائے گا: یہ بھی آرزو کر اور یہ بھی تمنا کر اور اللہ اس کو یاد دلائے گا اور جب اس کی ساری تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ فرمائے گا: تیرے لیے تیری یہ آرزو اور اس جیسی مزید اس کے ساتھ ہیں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ فرمائے گا: تیرے لیے اس کی دس مثل ہے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے صرف وہ یاد کیا ہے جو میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ اس کی ایک مثل۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: تیرے لیے اس کی دس مثل ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:
جنت میں داخل ہونے والوں میں سے یہ آخری مرد ہو گا۔''
(الشیخین، الترمذی)

شرح: ...... درج ذیل آیات اللہ تعالیٰ کی رویت اور دیدار پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ (القیامۃ: ۲۲۔۲۳)

''کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہیں۔''

۲۔ ﴿عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنظُرُوْنَ ۝﴾ (المطففین: ۳۵)

''تختوں پر دیکھتے ہوں گے۔''

۳۔ ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ﴾ (یونس: ۲۶)

''ان لوگوں کے لیے جنھوں نے اچھائی کی، اچھائی ہے اور زیادہ ہے۔''

۴۔ ﴿لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝﴾ (قٓ: ۳۵)

''اور ان کے لیے ہے اس میں جو وہ چاہتے ہیں اور ہمارے پاس مزید ہے۔''

ان آیات میں زیادہ سے مراد اللہ کے کریم چہرے کو دیکھنا ہے اور ناظرہ سے مراد بھی اپنے رب کو دیکھنے والی آنکھیں ہیں، ینظرون سے مراد ہے: اپنے رب عزوجل کی طرف دیکھتے ہیں۔

ان آیات مبارکات سے ثابت ہوتا ہے کہ روز قیامت ایماندار اپنے رب کا دیدار کریں گے، یہ اس دن سب سے بڑی اللہ کی نعمت ہوگی۔

علاوہ ازیں درج بالا احادیث مبارکہ بھی اللہ کے دیدار پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا تواتر سے یہ ثابت ہے کہ ایمان داروں کو اللہ کا دیدار ہوگا۔ یہ ایسے صاف اور ظاہر ہوگا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے کیونکہ اس سے رات روشن ہوتی ہے اسی طرح واضح دیدار ہوگا، اللہ کی مثل تو کوئی چیز نہیں یہ تشبیہ صرف دیکھنے میں ہے اور اتنی آسانی سے ہوگا کہ انہیں کسی جگہ جمع نہ ہونا پڑے گا، نہ ازدحام ہوگا۔ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے دیدار الٰہی سے شادکام ہوں گے۔

اس کے لیے نماز فجر اور نماز عصر کی حفاظت کا حکم ہے کہ انہیں وقت پر ادا کیا جائے ان دونوں میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ نمازوں میں سے افضل ہیں ان کی حفاظت سے دوسری نمازوں کی حفاظت آسان تر ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان کی حفاظت کا صلہ بھی بڑا ہے کہ دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔

دیدار الٰہی پر یقین رکھنا ایمان میں داخل ہے، اس کا انکار کرنے والا اللہ کی کتاب، اس کے رسول اور اس کی کتاب کی تکذیب کرتا ہے۔

یہ دیدار ضرور ہوگا، کافروں سے پردہ ہوگا روز قیامت میدان محشر میں ایمان والوں کو دیدار ہوگا اور دوسری مرتبہ جنت میں داخلہ کے بعد ایمانداروں کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے نوازیں گے۔

بعض گمراہ فرقے اس کا انکار کرتے ہیں، رافضی، جہمی اور معتزلی فرقے دیدار الٰہی کو نہیں مانتے۔ یہ واہی تباہی دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ یہ ہے کہ کسی کو دیکھنا تب ممکن ہے جب وہ ایک جہت میں ہو اور جہت میں ہوگا تو پھر اس کا عام جسم کی مانند جسم ماننا پڑتا ہے، یہ اللہ کے لیے درست نہیں۔

(ا) اس کا جواب یہ ہے کہ جہت کے لفظ میں اجمال ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہو کہ اللہ اس جہت میں اتر جاتے ہیں تو یہ باطل ہے، اللہ کے لیے مخلوق میں اترنا غلط ہے اور نہ یہ اترنا دیدار کے لیے لازمی ہے۔ اس جہت سے مراد ہے کہ اللہ اپنی مخلوق سے اوپر ایک جہت پر جلوہ گر ہوں گے۔ یہ درست ہے، یہ دیدار میں رکاوٹ نہیں، اس کا انکار جہالت ہے۔

۲۔ دیدار کی نفی کے لیے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: لَنْ تَرَانِي تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آیہ مبارکہ میں دنیا میں دیدار سے روکا گیا ہے۔ اس سے آخرت میں دیدار کی نفی نہیں، آخرت کی حالت دنیا کی حالت سے مختلف ہے۔

۳۔ دیدار کے منکر کہتے ہیں ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ ''اسے آنکھیں نہیں پاسکتیں۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ادراک (پانے) کی نفی ہے، دیدار الٰہی کی نفی نہیں، ادراک کا معنی احاطہ ہے۔ یہ درست ہے کہ ایماندار اللہ کا احاطہ نہیں کر سکیں گے لیکن وہ دیدار کر سکیں گے۔

الغرض یہ نفی کے جتنے دلائل ہیں سب غلط ہیں۔ دیدار الٰہی ایمانداروں کو ضرور حاصل ہوگا۔

(شرح عقیدہ واسطیہ: ص۹۴)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلَيْماً كَثِيْراً

قدتمت ترجمة جمع الفوائد بعون الله العزيز۔ ابو احمد

۱۳ شعبان ۱۴۲۴

۱۰-۱۰-۰۳

ضروری نوٹس

....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....